چہل مسئلہ دیوبندیہ بجواب چہل مسئلہ بریلویہ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر

40 اعتراضات کے جوابات

معہ

البرق الشدید علی ضمیة سرفراز الکذاب العنید

مؤلف

مجاہد اہل سنت حضرت علامہ

ابو حامد رضوی حفظہ اللہ تعالیٰ

تقریظ حضرت مولانا طارق رضا رضوی

نظرثانی حضرت مولانا علی معاویہ رضوی

ادارہ تحفظ عقائد اہل سنت

چہل مسئلہ دیوبندیہ بجواب چہل مسئلہ بریلویہ

المعروف

اعلیٰ حضرت پر چالیس اعتراضات کے دندان شکن جوابات

مع

البرق الشدید علی ضمیمة سرفراز الکذاب العنید

مؤلف

مجاہد اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو حامد رضوی

تقریظ جمیل: عالم نبیل فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا طارق رضا رضوی

نظر ثانی: حضرت مولانا علی معاویہ رضوی

ناشر! ادارہ تحفظ عقائد اہلسنت پاکستان

کتاب کا نام: ﴿اعلیٰ حضرت پر چالیس اعتراضات کے دندان شکن جوابات﴾

مؤلف: .... مجاہد اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو حامد رضوی

نظر ثانی: .... حضرت مولانا علی معاویہ رضوی مدظلہ العالی

کمپوزنگ: .... عبید رضا عطاری

اشاعت اول: ....

ناشر: ادارہ تحفظ عقائد اہلسنت پاکستان

اشاعت نمبر:-------------------------

☆☆........... ملنے کے پتے ......☆☆

مکتبہ قادریہ کراچی ...... مکتبہ برکات المدینہ کراچی

مکتبہ غوثیہ کراچی ...... مکتبہ نوریہ رضویہ لاہور

اویس رضا لائبریری حیدرآباد ...... اور دیگر مکاتیب اہلسنت

نوٹ! ہم نے حتی الامکان تصحیح کی کوشش کی ہے تاہم کمپوزر یا کمپوزنگ کی غلطی کا مؤلف یا ادارہ ذمہ دار نہیں

فہرس

فہرس

فهرس

فهرس

فهرس

فهرس

فہرس

فہرس

فہرس

فہرس

فہرس

فہرس

فہرس

''دیوبندی سرفراز گکھڑوی کے بیٹے زاہد الراشدی پر دیوبندی فتوے''

دیوبندی دوسروں پر کفر وشرک، کافر مشرک، بدعتی کے فتوے تھوک کے حساب سے لگاتے ہی تھے لیکن اب زمانہ تبدیل ہو چکا ہے اب دیوبندیت اپنے ہی گھر میں یہ کھیل کھیل رہی ہے چنانچہ دیوبندی مولوی عبد الرحیم چاریاری سرفراز گکھڑوی کے بیٹے زاہد الراشدی پر فتوے ٹھوکتے ہوئے لکھتا ہے:

(۱) اگر اکابر درست تھے تو پھر زاہد الراشدی صاحب کی گمراہ کن باتیں کسی صورت قابل قبول نہیں ہیں (۲) زاہد الراشدی جیسے دیوبندی اپنے اکابر کی ہڈیاں بیچ رہے ہیں (۳) اکابر فراشی کر کے اپنا لوہا منوا رہے ہیں (۴) زاہد الراشدی یہود ونصاری کا ہمنوا (۵) زاہد الراشدی قادیانیت نواز (۶) غامدیت نواز (۷) رافضیت نواز (۸) مودودیت نواز (۹) مماتیت نواز (۱۰) بریلویت نواز۔

میرے خیال میں حیاء والے کے لئے اتنا کافی ہوتا ہے پر دیوبندی بے حیاء کو ڈبل بھی مل جائے تو بے شرم۔

(نوازشات، جلد اول، بحوالہ ''یہ آئینہ انہی کے لئے ہے'' جلد دوم)

شرف انتساب

میں اپنی اس کاوش کو **فرید الدھر، وحید العصر، بقیة السلف، حجة الخلف، تاج المحققین، سراج المدققین ،شیخ الاسلام و المسلمین ،خاتم الفقھاء والمحدثین، اعلی حضرت، امام اھلسنت، مجدد دین و ملت، المفتی، الامام الاوحد، الولی الکامل الشاہ احمد رضا خان** علیہ رحمة الرحمن کے نام سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں ۔جنہوں نے مسلمانوں کی مدد کی اور مسلمانوں کے ایمان کی اس وقت حفاظت کی جب انگریز کے اشاروں پر ناچنے والے اور اس کی غلامی کے تمغے حاصل کرنے والے مسلمانوں کے عقیدوں کو لوٹ رہے تھے

اور

اپنے پیر و مرشد، والدین، بھائیوں اور اساتذہ کے نام کہ جن کی دعاؤں، محنتوں اور کوششوں نے بندۂ ناچیز کو اس مقام تک پہنچایا

تقریظ جلیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم....اما بعد

اللّٰہ جل مجدہ نے قرآن مجید میں امت محمد یہ کو "کنتم خیر امۃ" کا تمغہ امتیاز عطا فرمایا اور اس امت کو وحدانیت و اجتماعیت کا درس دیتے ہوئے "واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا" ایسی عظیم الشان آیت کے نزول سے نواز کر اس پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے دیئے ہوئے علم کے غیبی خزانوں سے امت مرحومہ کو 73 فرقوں میں بٹ جانے کی خبر دی اور ایک کو ناجی قرار دیتے ہوئے اسکی تعریف کچھ یوں ارشاد فرمائی "ما انا علیہ و اصحابی" جسکی تشریح وتوضیح میں علی بن سلطان المعروف بملا علی قاری علیہ الرحمہ نے ہم اہل السنۃ والجماعۃ ایسے روشن الفاظ تحریر فرمائے، 73 فرقوں کی خبر گیری کے بعد خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی امت کو وحدانیت واجتماعیت کا درس دیتے ہوئے ارشاد فرمایا "اتبعوا السواد الاعظم" کہ سواد اعظم کی پیروی کرو کیونکہ "یداللہ علی الجماعۃ" یعنی اللہ کا دست قدرت جماعت پر ہے، جبکہ سواد اعظم سے خارج رہنے والے کو جہنمی قرار دیا اور ارشاد فرمایا "فانہ من شذ شذ فی النار" لہذا سواد اعظم کی پیروی لازم وضروری قرار پائی، جو سواد اعظم سے جڑا رہا کامیاب ہوا اور جو اس سے نکلا وہ جہنم میں گیا۔

ہر دور میں سواد اعظم کو کسی نہ کسی فتنے کا سامنا رہا اور سواد اعظم کے پیروکاران فتنوں کی سرکوبی کرتے رہے، چنانچہ کبھی خوارج ونواصب، تو کبھی قدریہ وجہمیہ اور کبھی معتزلہ جیسے فرق باطلہ سامنے آئے اور سواد اعظم نے ان تمام فرق باطلہ کے رد وابطال میں خوب کوششیں کیں اور نتیجۃ یہ تمام فرقے اپنے پیروکاروں کے ساتھ ہی قصہ پارینہ بن گئے، لیکن وقت گزرتے کے ساتھ ساتھ امت کو

پھر دو فتنوں کا سامنا کرنا پڑا جنہیں دنیا فتنہ تیمیہ ووہابیہ کے نام سے جانتی ہے، ان دو فتنوں نے امت کو نا صرف دولخت کیا بلکہ وہ نقصان پہنچایا جسکا خمیازہ آج بھی امت مرحومہ وہابیت گلابیت دیوبندیت ووہابیت غیر مقلدیت کی شکل میں بھگت رہی ہے۔

اللہ تعالی نے یہودیوں کی مذمت کرتے ہوئے قرآن مجید میں فرمایا" یحرفون الکلم عن مواضعہ" یعنی یہودیوں میں کچھ وہ ہیں جو کلمات کو ان کی جگہ سے بدل دیتے ہیں، اب دیابنہ و وہابیہ نے ابن تیمیہ ومحمد بن عبدالوہاب نجدی کی ناجائز فکری ونظریاتی اولاد ہونے کا حق تو ادا کیا ہی مگر اسکے ساتھ ساتھ یہودیوں سے تحریف لفظی ومعنوی کا اپنا حصہ وافر لیا اور شیر مادر سمجھ کر خوب نوش جان کیا۔

ان لفظی ومعنوی تحریفوں کے نمونوں میں سے مشتے از خروارے کے طور پر دیوبندیوں کے ایک نام نہاد صوفی بے صفا، مولوی کریم بخش کی کتاب "چہل مسئلہ بریلویہ" پیش ہے جس میں موصوف نے ایک طرف تو ابن تیمیہ ومحمد بن عبدالوہاب نجدی کی ناجائز فکری ونظریاتی اولاد ہونے کا ثبوت دیا تو دوسری طرف یہودیوں کو تحریف میں مات دیتے ہوئے شیطان رجیم سے خوب داد وتحسین وصول کی مولوی کریم بخش نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب میں سواد اعظم کے حقیقی ترجمان الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی بعض کتب سے چند عبارات اخذ کیں اور انکی من چاہی تشریح و توضیح کی اور عوام بھائیوں کی دھوکہ دہی کو ان عبارات پر شرک وکفر، بدعت وگمراہی کے فتوے داغے اور عبارات میں قطع وبرید سے کام لیتے ہوئے ان کے اصل مفاہیم ومطالب سے ہٹا کر توڑ موڑ کر پیش کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے۔

ان سطحی اعتراضات وقطع وبرید کا مدلل جواب ہمارے علمائے اہلسنت نے اپنی کتب میں دیا، لیکن ان اعتراضات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ لینے اور اٹھائے گئے اعتراضات کے ضمن میں فرقہ باطلہ دیوبندیہ کو خود انکے گھر سے آئینہ دکھانے کی ضرورت تھی تاکہ سنیت کا بول بالا ہو اور دیوبندیت کا

منہ خود انکے گھر کی کالک سے کالا ہو۔

لہذا اس سلسلہ میں برادر مکرم، عام نبیل، فاضل جلیل، حضرت علامہ مولانا ابو حامد رضوی صاحب دام ظلہ نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور بڑی جانفشانی سے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا، حضرت موصوف بیک وقت بہترین مدرس و مصنف ہیں، اس سے پہلے بھی حضرت موصوف کی ایک کتاب **"یہ آئینہ انہی کے لئے ہے"** نے دیابنہ کے گھروں میں صف ماتم بچھادی ہے اور علمی حلقوں میں علماء سے داد وتحسین وصول کر چکی ہے، اور ان شاء اللہ العزیز موصوف کی یہ کتاب بھی اپنے موضوع کے لحاظ سے دیوبندیت کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوگی۔

میں نے اس کتاب کا حرف بحرف مطالعہ کیا ہے، تمام اعتراضات کے جوابات دندان شکن ہیں اور واقعی حضرت موصوف نے ثابت کیا کہ دیوبندی، ابن تیمیہ و محمد بن عبد الوہاب نجدی کی ناجائز فکری ونظریاتی اولاد ہیں اور تحریف لفظی ومعنوی میں خود یہود ان سے کلاس لیتے دکھائی دیتے ہیں۔

دعا گو ہوں کہ اللہ مصنف کو دارین کی سعادتیں، دین متین کی خدمت میں گزرنے والے شب وروز علم میں پختگی، اور درازئ عمر بالخیر عطا فرمائے۔

اللھم آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین۔ فقط والسلام مع الاکرام ۔۔۔۔۔۔۔ محمد طارق رضا

"عبدالرحیم چار یاری دیوبندی کے انصاف کا جنازہ"

عبدالرحیم چار یاری دیوبندی کی دیانت، انصاف، صداقت دیکھئے خود ہی لکھتے ہیں:

مولانا ہزاروی موصوف کے ان فتوں اور ڈرون حملوں کا رخ ہم یقیناً غیر مقلدیت، مماتیت، مودودیت، اور دیگر منکرین ذکر اور دشمنانِ مجالس ذکر کی طرف موڑ دیتے، اگر ہزاروی صاحب نے خود ہی صراحتاً اپنے ان جملوں کا رخ کا اکابر اہل سنت کی طرف نہ کر دیا ہوتا (مجلّہ صفدر، شمارہ نمبر ۸۰، اکتوبر ۲۰۱۷، ص، ۲۹) اگر ہزاروی صاحب نے صراحت نہ کی ہوتی کہ میں نے یہ سارے فتوے کس پر لگائے ہیں تو علماء دیوبند کا یہ اندھا مقلد انصاف کا خون کرتے ہوئے اور دیانت داری کو بالائے طاق رکھ کر ان تمام فتوؤں کا مصداق زبردستی غیر مقلدیت، مماتیت، مودودیت کو بنا کر اپنے اکابر کو بچانے میں کامیاب ہو جاتا لیکن جن کی ذلت اللہ رب العزت نے لکھ دی ہو وہ کیسے ٹل سکتی ہے۔ (دیوبندیت کے فتوے بازی کی تفصیل "یہ آئینہ انہی کے لئے ہے" میں دیکھیں)

الاعتذار

قارئین کرام! بعض مقامات پر ہم نے کچھ سخت جملے استعمال کیے ہیں اس کی وجہ دیوبندیوں کا حد سے بڑھ کر بکواسات کرنا ہے آج کل کے دیوبندی اپنے بزرگوں سے خاص تربیت حاصل کر کے آئے ہیں جیسی زبان دیوبندی استعمال کرتے ہیں ہم وہ استعمال نہیں کر سکتے لیکن پھر بھی آئینہ دکھانے کے لئے کہیں کچھ جملے استعمال کئے ہیں کہ اگر دیوبندی باز نہ آئے تو ان کو ان ہی کی زبان میں جوابات دیئے جائیں گے، میں دیوبندیوں کے چند جملے لکھ دیتا ہوں جو با حوالہ ہمارے پاس موجود ہیں اگر کسی کو حوالہ چاہئے ہو تو وہ ہم سے رابطہ کر سکتا ہے

دیوبندی حسین احمد ٹانڈوی کانگریسی کی زبان:

دیوبندی حسین احمد ٹانڈوی صاحب اپنے بدنام زمانہ گالی نامہ میں لکھتے ہیں:

(۱) بے حیاء مؤلف (۲) مؤلف کذاب (۳) طوق کفر ولعنت اپنی گردن میں ڈالا (۴) رئیس الکذابین (۵) مجدد الضالین (۶) مفتری (۷) گمراہ کنندہ (۸) عقل کا دشمن (۹) لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا طوق اپنے گلے میں ڈالا (۱۰) لعنۃ اللہ فی الدارین (۱۱) طوق لعنت میں گرفتار (۱۲) عذاب الیم کا مستحق (۱۳) تجدید دجالیت (۱۴) دجال زمانہ (۱۵) خائن (۱۶) کج فہم (۱۷) سود اللہ وجھک فی الدارین (۱۸) سلب اللہ ایمانک (۱۹) بریلوی دجال (۲۰) متبعین شیطان (۲۱) مبتدعین دجاجلہ (۲۲) مجدد الدجالین (۲۳) خذلہ اللہ فی الدارین (۲۴) بریلوی چھوٹے بڑے شیاطین الانس والجن۔ نوٹ! یہ سب حوالے "الشہاب الثاقب" کے مختلف مقامات سے لئے گئے ہیں یہ کتاب ایسی واہیات سے بھری ہوئی ہے۔

دیگر دیوبندیوں کی زبان:

(۱) رضا خانی مذہب کا شجرہ خبیثہ (۲) ملحد وزندیق مولوی احمد رضا بریلوی (۳) دجال اعظم

احمد رضا(۴)دجال نقی(۵)ابلیس کے شاگرد فاضل بریلوی(۶)مجسمۂ شیطان(۷)خبطی دوراں(۸)احمق زماں(۹)عبداللہ بن سبایہودی کی اولاد مولوی احمد رضا(۱۰) آدم نما ابلیس (۱۱)بدنام زمانہ(۱۲)بد بخت(۱۳)شیطانی چالوں کا مرکز (۱۴) اعلیٰ حضرت ملعون(۱۵)مکفر المسلمین(۱۶)مکفر الصحابہ۔

دارِ دیو کے مفتوں کی مصدقہ کتاب کی زبان:

(۱)احمد رضا اصلاً ونسلاً شیعہ(۲)بدعتی ٹولہ(۳) تقیہ باز احمد رضا(۴)اختر رضا نے اپنے فضول بک لیڈر(۵)مظلامی صاحب کی تحریف واباطیل وکذبات(۶)ظلامی مظلامی(۷)حرامی ملخصاً(۸) خائن اکبر(۹)دھوکہ اور فریب کاری میں تو رضا خانیوں نے دنیا کے سارے فریب کار اور دھوکہ بازوں کے رکارڈ توڑ دیئے(۱۰)مصباحی صاحب کو مالیخولیا کا مرض ہو گیا ہے(۱۱) ضدی،متعصب،فریبی۔

دار دیو کی ابھی حالیہ مصدقہ کتاب کی زبان:

(۱)رضا کے لونڈے(۲) آباء واجداد کی پھیلائی ہوئی غلاظت(۳)رضا خانیت کی مٹی پلید(۴) بریلویت کا ایسا منہ کالا(۵)اتنا بڑا بد بخت(۶)ہندی مشرکین(۷)بے ایمان بد دین بدعتی(۸)رضا خانی مشرک(۹)شرک کی کھتی کے کسان(۱۰)مشرکین پاک وہند علم سے کورے رضا خانی(۱۱)اس دور میں عتل بعد ذالک زنیم کی جیتی جاگتی تصویر بریلویوں کا امام احمد رضا خان ہے(۱۲)اسے حلالی ثابت کرے(۱۳)ملعون(۱۴)حرامزادے(۱۵)ممتاز قادری نجس مشرک ۔۔۔**قارئین!** ہم نے یہ صرف چند جملے لکھے ہیں ورنہ ہر دیوبندی کتاب ایک گالی نامہ ہوتا ہے ،دوسروں کے بارے میں زبان زبان کی رٹ لگانے والوں کی اپنی زبان کیسی ہے سب نے دیکھ لی ،ہم نے ایسی زبان استعمال نہیں کی،اگر دیوبندی باز نہ آئے تو وہ دن دور نہیں کہ ان کو انہی کی زبانی جواب دیا جائے۔

پیش لفظ

ایک دن اپنی کتابوں کی لائبریری کی صفائی کرتے ہوئے ایک دیوبندی مفتی عمر فاروق کی کتاب ”فرق باطلہ اور ان کا شرعی حکم“ ہاتھ میں آئی جب اس کو کھولا تو اچانک اس کا ص ۳۶ کھل گیا جس میں دیوبندی مفتی نے ہم اہلسنت و جماعت کے بارے میں معلومات کے لیے چند کتابوں کا ذکر کیا اس میں ۴ نمبر پر ”چہل مسئلہ بریلویہ“ کا نام بھی تھا اور پھر اس پر اس دیوبندی مفتی نے تبصرہ بھی کیا تھا وہ تبصرہ میں یہاں بیان کر دیتا ہوں:

دیوبندیوں کے مفتی عمر فاروق صاحب لکھتے ہیں:

اس (چہل مسئلہ از ناقل) میں بریلویوں کے ۴۰ مسائل جو قرآن وحدیث کے خلاف ہیں ان کو ذکر کیا گیا ہے۔

(فرق باطلہ اور انکا شرعی حکم ص،۳۶،ادارۃ الفاروق الاسلامیہ)

اس دیوبندی مفتی کے تبصرے کو پڑھ کر بے حد حیرانگی ہوئی اور افسوس بھی ہوا کہ یہ مفتی ہے اور کام اس کے جاہلوں سے بھی بڑھ کر ہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ ”چہل مسئلہ بریلویہ“،ہم نے دیکھی ہوئی تھی اور اس کے کئی مقام بھی پڑھے ہوئے تھے اور یہ کوئی اچھوتی کتاب نہ تھی بلکہ اس میں یا تو وہی پرانی لن ترانیاں تھیں جو دیوبندی کرتے رہتے تھے یا پھر بہتان بازی اور فقہ حنفی یا بزرگوں کی مسلمہ باتوں کا انکار اور ان کے ساتھ استہزاء کیا گیا تھا بہر حال اس دیوبندی مفتی عمر فاروق کا تبصرہ اور دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی کی اس کتاب پر تصدیق وتائید نے،ہمیں مجبور کیا کہ ہم اس کتاب (جس پر ان دیوبندیوں کو اتنا ناز ہے اور دیوبندی اتنے واضح الفاظ سے کہتے ہیں کہ اس میں ہم اہلسنت و جماعت کے چالیس قرآن وحدیث کے خلاف مسائل ہیں) میں موجود خیانتیں، جہالتیں، کذب بیانیاں، افتراء بازیاں اور طرح طرح کی لن ترانیاں بے

نقاب کریں اوراس کتاب کے مصنف اوراس کی تصدیق وتوثیق کرنے والے سرفراز گکھڑوی اور اس دیوبندی مفتی کے مبلغ علمی کوواضح کریں۔

اس دیوبندی مفتی پر مجھے بے حد حیرانگی ہے کہ اس بے چارے نے ''چہل مسئلہ بریلویہ'' کا مطالعہ کرنا تو دور کی بات، اس کو دیکھا تک نہ ہوگا اگر یہ دیوبندی مفتی اس کو دیکھ یا پڑھ لیتا تو کبھی بھی اس کے بارے میں یہ الفاظ نہ کہتا لیکن کوئی تعجب بھی نہیں کہ اس نے کتاب کو پڑھ کر ہی اس جہالت اور دھوکہ دہی کا کام کیا ہو، ایسے ہی دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب جن کو ۵۵ سال سے بھی زائد ہوگئے تھے تحقیق کرتے کرتے اور انہوں نے مختلف موضوعات پر تحقیق کی تھی جن میں سے ایک عقائد کا باب بھی ہے لیکن اس کے باوجود بھی سرفراز گکھڑوی صاحب نے نہ صرف اس کتاب کی تصدیق وتوثیق کی بلکہ اس دفن شدہ کتاب کو نئی زندگی بخشی جیسا کہ:

سرفراز گکھڑوی صاحب اقرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں؛

پھر یہ کچھ ایسا نایاب ہوا کہ اس کا دستیاب ہونا مشکل تھا بڑی محنت اور دقت سے ذاتی کتابوں میں تلاش کے بعد ایک نسخہ ہاتھ آیا۔

(چہل مسئلہ بریلویہ، ص،۶، مکتبہ صفدریہ، گجرانوالہ)

کاش کہ سرفراز گکھڑوی صاحب اس دفن شدہ مردے کوزندہ نہ کرتے اوران کے لیے بہتر بھی یہی تھا کیونکہ اس کتاب میں تحریف، خیانت، کذب، افتراء، دھوکہ، توڑ جوڑ کا کھیل اور مسلمہ مسائل کے انکار کے سوا کچھ بھی نہیں ہے، گکھڑوی صاحب کا اس کو نئی زندگی دینا اوراس کی تصدیق کرنا اس بات کی گواہی ہے کہ سرفراز گکھڑوی صاحب کو اس کے مسائل سے پورا پورا اتفاق ہے۔ جب سرفراز گکھڑوی صاحب کواس رسالے سے پوراپورا اتفاق ہے لہذا جواب میں ہم نے ان دونوں کومخاطب کیا ہے اور نتیجتاً مصنف چہل مسئلہ کی جہالتوں، خیانتوں، کذب بیانیوں اور

مسلمہ مسائل کے انکار کی ساری ذمہ داری سرفراز گکھڑوی کے سر پر بھی آتی ہے اوروہ بھی اس کے ذمہ دار ہیں۔

مصنف چہل مسئلہ سرفراز گکھڑوی کی نظر میں:

مصنف چہل مسئلہ دیوبندی اکابرین میں سے ہیں اوران کا تعارف خود دیوبندی سرفراز گکھڑوی نے کروایا ہے،ہم وہی نقل کردیتے ہیں۔

سرفراز گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں:

عالم محقق حضرت مولانا الحاج محمد کریم بخش صاحب......فاضل دیوبند۔

کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں:

کسی مصلحت کی بنا پر اپنا نام ظاہر کرنا مناسب نہ سمجھا ویسے بھی حضرت مولانا مرحوم بڑے تخلیہ پسند اورصوفی مزاج تھے۔

مزید کچھ آگے لکھتے ہیں:

حضرت مولانا محمد کریم بخش صاحب بڑے محقق نکتہ رس دیانت دار اور خوفِ خدا والے تھے۔

(چہل مسئلہ، ص،۵،۶، مکتبہ صفدریہ)

ان حوالہ جات سے واضح ہوگیا کہ دیوبندیوں کے نزدیک مصنف چہل مسئلہ کیسے بزرگ تھے، قارئین سے التجاء کرتا ہوں کہ وہ ان الفاظ صوفی، محقق، دیانت دار، خوف خدا والے وغیرہ کو اچھی طرح یاد کرلیں تاکہ آگے آنے والی سطور میں آپ کو اچھی طرح معلوم ہوجائے کہ دیوبندیوں میں صوفی کیسے ہوتے ہیں، ان کی تحقیق کیسی ہوتی ہے، یہ کتنے بڑے دیانت دار ہوتے ہیں اوران میں کتنا خوفِ خدا ہوتا ہے۔

صوفی صافی کے حوالوں پر سرفراز گکھڑوی کا اعتماد:

سرفراز گکھڑوی صاحب صوفی صافی کے حوالوں پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مولوی احمد رضا خان صاحب کی متعدد کتابوں سے ٹھوس حوالے یکجا کر کے چہل مسئلہ حضرات بریلویہ کے نام سے ایک کتابچہ مرتب کیا تھا۔

(چہل مسئلہ بریلویہ، ص۵، مکتبہ صفدریہ، گجرانوالہ)

اس حوالے سے معلوم ہوا کہ اس دیوبندی مولوی کے نزدیک صوفی ومحقق کے حوالے ٹھوس ہیں لیکن کس میں ٹھوس ہیں سچ میں یا جھوٹ میں، تحقیق میں یا لن ترانیوں میں، حقیقت میں یا خیالوں میں، اخلاص میں یا بہتان بازیوں میں وہ آگے آنے والے صفحات بتائیں گے۔

دیوبندیوں کے صوفی صاحب کے تحقیقی کارنامے:

دیوبندیوں کے اس صوفی، محقق وخوفِ خدا والے بزرگ کی تحقیق کا اجمالی بیان یہاں کر دیتا ہوں تا کہ ان کی صوفیت وتحقیق کا علم ہو جائے۔

(۱) دیوبندیوں کے صوفی صاحب نے پہلے مسئلہ میں خیانت کی ہے جس کا اقرار خود دیوبندی سرفراز گکھڑوی نے کیا ہے۔

(۲) دوسرے مسئلہ میں ایک صحیح حدیث کا انکار کیا۔

(۳) تیسرے مسئلہ میں بہتان بازی اور الزام تراشی کی۔

(۴) چوتھے مسئلہ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی پر غلط فتوے لگائے۔

(۵) پانچویں مسئلہ میں سید عبدالعزیز دباغ جو کہ ان کے نزدیک قطب العصر تھے ان کی آڑ میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر بکواس کی۔

(۶) چھٹے مسئلہ میں علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمہ پر فتوے لگائے۔

(۷) ساتویں مسئلہ میں بھی بہتان بازی الزام تراشی کی ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ملا علی قاری، علامہ عبداللہ یافعی، شاہ ابوالمعالی وغیرہ بزرگوں پر تبرا کیا۔

(۸) آٹھویں مسئلہ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے خلاف لب کشائی کی۔

(۹) نوویں مسئلہ میں تحریف کے کرتب دکھا کر عوام کو گمراہ کیا۔

(۱۰) دسویں مسئلہ میں فقہاءِ امت پر طرح طرح کی بہتان بازی اور الزام تراشی کی۔

(۱۱) گیارویں مسئلہ میں اپنی جہالت کی انتہا کر دی۔

یہاں صرف گیارہ مسائل کے بارے میں بیان کر دیا ہے باقی بھی ایسے ہی ہیں، کتاب پڑھیں گے تو اندازہ ہو جائے گا کہ صوفیت کے لبادے میں گمراہ کرنے والے، تحقیق کے لباس میں جہالتوں کا ارتکاب کرنے والے اور خوفِ خدا کا دعویٰ کرنے والوں میں ایک رتی بھر بھی خوفِ خدا نہیں ہے آخر میں تمام احباب سے گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے حق میں دعا کریں کہ اللہ کریم ہمیں دینِ متین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور مولانا منصور، مولانا ذیشان کشمیری، مولانا عبدالرؤف، مولانا عبداللہ، حضرت علامہ مولانا طارق رضا رضوی مدفیوضہم اور علی معاویہ رضوی حفظہ اللہ کا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے مختلف معاملات میں میری مدد کی، اللہ کریم ان تمام دوستوں کو دنیا میں اچھا بدلہ اور آخرت میں اپنے محبوب کا قرب خاص عطاء فرمائے۔ آمین بجاہ طہ ویٰسین صلی اللہ علیہ وسلم

ملتجئ دعا۔۔۔۔ابو حامد رضوی عفی عنہ

''گنگوہی، انبیٹھوی اور نجم الدین قطعی کافر دیوبندی فتویٰ''

رشید احمد گنگوہی صاحب کی مصدقہ کتاب ''براہین قاطعہ'' میں خلیل احمد لکھتا ہے:

یہ ہر روز اعادہ ولادت کا مثل ہنود کے سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔

اسی طرح دیوبندیوں کے شیخ ٹانڈہ حسین احمد ٹانڈوی کے مکتوبات کے حاشیہ میں نجم الدین اصلاحی اپنی خباثت کا اظہار اس طرح کرتا ہے۔

موجودہ میلاد کی تقریبات کرسمس ڈے اور ہندوؤں کے جنم دن یعنی ولادت کنہیا جی وغیرہ سے مشابہت رکھتی ہے۔

دیوبندی مولوی عامر عثمانی صاحب رشید احمد گنگوہی کے بارے میں لکھتے ہیں:

خدا مولانا رشید احمد گنگوہی کی قبر نور سے بھر دے کیا خوب کہا تھا انہوں نے کہ یہ محفلیں تو کرشن کہنیا کے سوانگ اور جنم دن جیسی ہیں

ان حوالوں سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ دیوبندیوں کے یہ گرو سرکار علیہ السلام کی ولادت کو معاذ اللہ کرسمس ڈے اور اپنے کہنیا جی کی ولادت کے مشابہہ مانتے ہیں۔

خلیل احمد انبیٹھوی خود اپنی ہی تکفیر اور ان تمام دیوبندیوں کو کافر بناتے ہوئے لکھتا ہے:

پھر کسی مسلمان کی طرف کیونکر گمان ہو سکتا ہے معاذ اللہ دیوں کہے کہ ذکر ولادت شریفہ فعل کفار کے مشابہہ ہے۔

جگن پوری دیوبندی اپنی جھگ مارتے ہوئے لکھتا ہے:

ہم اور ہمارے حضرات اساتذہ ایسے شخص کو جو ذکر ولادت شریفہ کو کہنیا کے جنم سے تشبیہ دے قطعی کافر کہتے ہیں جناب خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں توہین کرنے والا اور عیب لگانے والا ملحد کافر ہے۔ (مزید تفصیل یہ آئینہ انہی کے لئے ہے جلد اول میں ملاحظہ کریں)

……مقدمہ……

جب انگریزوں نے ہندوستانی سیاست میں مداخلت کر کے اپنی سلطنت کا سنگِ بنیاد رکھا تو اس کے ساتھ ہی انہیں انگریزی سلطنت کو مضبوط اور مستحکم بنانے کے لیے فکر دامن گیر ہوئی، پھر چونکہ سب سے بڑا خطرہ ان کو مسلمانوں سے تھا، کیونکہ ہندوستان کی حکومت انہوں نے مسلمانوں ہی سے چھینی تھی اس لیے انہوں نے بڑے غور وخوض کے بعد یہ طے کیا کہ جب تک مسلمان قوم کا ایمان واسلام باقی ہے اور ان کی اجتماعی قوت برقرار ہے اس وقت تک ہندوستان میں انگریزی حکومت کا قدم نہیں جم سکتا لہذا مسلمانوں کو ان کے ایمان وعقیدہ سے برگشتہ کرنا اور ان کی اجتماعی قوت کو پاش پاش کر دینا انتہائی ضروری ہے، پھر اس خطرناک پروپیگنڈے کے تحت انگریزوں نے کرائے کے مولویوں اور لیڈروں کو اس کام پر تیار کیا کہ وہ مسلمانوں کے درمیان اپنے من گھڑت اور خود ساختہ عقیدے بیان کر کے ان کے عقائد کو متزلزل اور اسلامی خیالات کو تبدیل کریں تاکہ جب کچھ مسلمانوں کے عقائد خراب ہو جائیں گے تو پرانے اور نئے عقائد والے آپس میں لڑیں گے، جھگڑیں گے اور مختلف جماعتوں اور فرقوں میں بٹ کر تتر بتر ہو جائیں گے۔

اس کام کے لیے ان بد بخت انگریزوں نے سید احمد قتیل و اسمعیل قتیل بالاکوٹی کو تیار کیا کہ وہ مسلمانوں کے عقیدے خراب کر کے نئے خیالات نئے عقائد ان میں پھیلائیں اور پہلے کے عقائد کا انکار کریں اس کام کے لیے سید احمد قتیل اور اسمعیل قتیل بالاکوٹی سے بڑھ کر کوئی نہ تھا کیونکہ اسمعیل قتیل بالاکوٹی کا تعلق شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ساتھ تھا اور ہندوستان کے اندر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور آپ کے خاندان کا بہت بڑا نام تھا اس لیے انگریز بد بخت و چالاک نے اسمعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی کو اپنا مقصد پورا کرنے کے لیے بطور مہرہ استعمال کیا اور اسمعیل قتیل بالاکوٹی نے سر کی بازی لگا کر انگریز کا ساتھ دیا اور انگریز کی کمر مضبوط سے مضبوط تر کرنے

کے لیے پہلے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے مسلک کا انکار کیا، وجہ اس کی بہت واضح ہے کہ اگر اس مسلک کا انکار نہ کرتا تو اختلاف و انتشار کیسے پھیلتا اور لوگ کیسے لڑتے بھڑتے لہذا اس وجہ سے اسمعیل قتیل بالاکوٹی نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے مسلک کا انکار کیا

اسمعیل قتیل بالاکوٹی کا مسلک شاہ ولی اللہ کا انکار کرنا:

چنانچہ اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے دیوبند میں بلند و بالا مقام حاصل کرنے والے اور انگریز سے ماہواری حاصل کرنے والے اور اپنی حکومت میں انگریز کو آرام پہنچانے کا ارادہ رکھنے والے **دیوبندیوں کے حکیم الامۃ اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:**

مولوی اسمعیل شہید موحد تھے چونکہ محقق تھے چند مسائل میں اختلاف کیا اور مسلک پیران خود مثل شیخ ولی اللہ وغیرہ پر انکار فرمایا۔ (امداد المشاق، ص،۸۲، مکتبہ اسلامی کتب خانہ)

قارئین! دیکھا آپ نے کہ سب سے پہلے اس نام نہاد شہید بالاکوٹی نے شاہ ولی اللہ دہلوی کے مسلک کا انکار کیا اور پھر مسلمانوں میں وہابی عقائد پھیلانے پر کمر بستہ ہو گیا۔

دیوبندیوں کے امام الہند ابوالکلام آزاد کا اعتراف:

دیوبندیوں کے امام الہند ابوالکلام آزاد اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مولوی اسمعیل دہلوی کو (محمد بن عبدالوہاب خارجی کی کتاب از ناقل) کتاب التوحید ملی اور اندر ہی اندر دین جدید کے اس فتنے کو مفید سمجھ کر محفوظ کر لیا۔

(آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی، ص،۲۷۵، مکتبہ جمال لاہور)

نوٹ: ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں جب آزاد کے ذہن میں وہابیت گھسی پھر اس کے ارادے کیا تھے، لیکن پہلے تو یہ بھی مانتا تھا۔

دیوبندیوں کے امام الہند ابوالکلام آزاد کے اس اعتراف سے بالکل واضح ہے کہ محمد بن عبدالوہاب (جس کو خلیل احمد انبیٹھوی نے خارجی لکھا ہے) کی کتاب التوحید جو تمام فتنوں کی جڑ

تھی، اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی کے ہاتھ لگی جس کی وجہ سے اس نے ایک نیا دین بنایا اور پھر اس کو معتبر سمجھ کر محفوظ کر کے اس کو تقویۃ الایمان کے نام سے لوگوں میں پھیلایا تقویۃ الایمان کتاب التوحید کی ترجمانی کرتی ہے جیسا کہ آگے تفصیل آ رہی ہے۔ بہرحال محمد بن عبدالوہاب خارجی تو مر کر مٹی میں مل گیا اس کی وہابی تحریک قریب تھا کہ ختم ہو جاتی لیکن اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی نے اس کی تحریک کو زندہ کیا اور اس کی کتاب کی ترجمانی کی۔

اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی کا محمد بن عبدالوہاب کی اتباع کرنا:

اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے وہابی مولویوں کے سرغنہ جس کا ترجمہ دیوبندیوں کا پسندیدہ ہے وہ وحیدالزمان صاحب جن کے حوالے سے ابوبکر غازیپوری صاحب لکھتے ہیں

یہاں حاشیے پر قیمتی نوٹ موجود ہے، یہ وہ شیخ عبدالوہاب ہیں جنہوں نے ان امور کو شرک اکبر قرار دیا ہے اور تقویۃ الایمان میں اکثر امور میں مولانا اسمٰعیل شہید نے ان کی اتباع کی ہے۔

(آئینہ غیر مقلدیت، ص، ۲۵۷، مکتبہ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ)

اگر چہ یہ حوالہ وحیدالزماں کا ہے اور اس کو نقل کرنے والے دیوبندی ابوبکر غازیپوری ہیں لیکن عقائد میں تو غیر مقلد اور دیوبندیوں میں کوئی فرق نہیں کیونکہ دیوبندیوں کے امام ربانی قاسم نانوتوی کے دلبر جانی اور خواب میں ان کی کرنے والے مہمانی رشید احمد کوا کھانی نے تو لکھا ہے کہ عقائد میں غیر مقلد اور دیوبندی متفق ہیں بہرحال عقائد و تاریخ کے حوالے سے یہ دونوں متفق ہیں اور اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی کو امام ماننے اور اس کے عقائد کو دل و جان سے قبول کرنے اور پھیلانے میں بھی متفق ہیں لہذا ان کا یہ قول معتبر ہوگا اور اس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی نے محمد بن عبدالوہاب کی اتباع کی اور اس کے عقائد کو پھیلایا۔

قتیل بالاکوٹی اور محمد بن عبدالوہاب کی کتاب کے مندرجات ایک دیوبندی اقرار:

دیوبندیوں کی معتبر کتاب ”شاہ اسمٰعیل اور ان کے ناقد“ میں لکھا ہے:

محمد بن عبدالوھاب نجدی۔۔۔۔ کا شمار وہابی تحریک کے بانی کی حیثیت سے کیا جاتا ہے اگر چہ ان کی تصنیف اور حضرت شاہ اسمٰعیل۔۔۔ کی تقویۃ الایمان کے مندرجات قریبا یکساں ہیں لیکن دونوں میں بنیادی فرق ہے۔

(شاہ اسمٰعیل اور ان کے ناقد، ص، ۲۱۰، ذوالنورین اکادمی)

اس حوالے سے بھی ثابت ہوا کہ اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی کا مقصد محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقائد کو پھیلانا تھا۔

خاندان کے افراد کا اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی سے اختلاف کرنا:

اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے دیوبندی مولوی اخلاق حسین قاسمی صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

ایک عینی شاہد کے بیان کے مطابق خاندان کے دوسرے افراد مولانا مخصوص اللہ رحمہ اللہ تعالی وغیرہ کو تقویۃ الایمان کے اسلوب سے اختلاف ہے کہ اس میں مولانا شہید نے شرک کی مشابہ چیزوں کو جو مکروہ کے درجہ کی ہیں انہیں شرک جلی کے درجہ میں داخل کر دیا۔

(شاہ اسمٰعیل شہید اور ان کے ناقد، ص، ۳۷، ذوالنورین اکادمی)

اس عینی شاہد نے ایک حقیقت بیان کی ہے جس کا اعتراف دیوبندی بزرگ کر رہے ہیں واقعی اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی نے شرک کی گن مشین ہی نہیں بلکہ بڑے بڑے ٹینک نصب کئے تھے جو ان سے وراثت میں دیوبندیوں کے ہاتھ آئے اور مسلمانوں کو چھوٹی چھوٹی باتوں پر مشرک و کافر کہنے لگے اور حیرت کی بات یہ ہے کہ اگر ان کے اپنے بزرگ وہی کام کریں تو وہی توحید ہے اور وہی شریعت و طریقت ہے۔

تقویۃ الایمان اور مسلمانوں میں انتشار کی یلغار:

انگریز کی خوشنودی کے لیے اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی نے تقویۃ الایمان تصنیف کر کے لوگوں

میں پھیلائی اور خود دیوبندیوں کے اعتراف کے مطابق یہی وہ کتاب تھی جس کی وجہ سے ہندوستان میں تمام مسلمان بالعموم اور حنفی بالخصوص دو فرقوں میں بٹ گئے۔

مسلمانوں کے ٹکڑے کرنے والی کتاب تقویۃ الایمان دیوبندی اقرار:

دیوبندیوں کے نزدیک امام اعظم سے بڑا رتبہ پانے والے مولوی اور حنفیت میں عمر گزارنے کو ضائع کہنے والے مولوی انور شاہ کشمیری کے افادات ''انوار الباری'' میں احمد رضا بجنوری دیوبندی صاحب لکھتے ہیں

افسوس ہے کہ اس کتاب (تقویۃ الایمان، از ناقل) کی وجہ سے مسلمانان ہندو پاک جن کی تعداد بیس کروڑ سے زیادہ ہے اور تقریباً نوے فیصدی حنفی المسلک ہیں دو گروہ میں بٹ گئے ایسے اختلافات کی نظیر دنیائے اسلام کے کسی خطے میں بھی ایک امام اور ایک مسلک کے ماننے والوں میں موجود نہیں ہے۔

(انوار الباری، جلد ۱۳، ص ۳۹۲، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

اس حوالے سے بالکل واضح ہو گیا کہ انگریز جس کام سے خوش تھا اور جو کام کروانا چاہتا تھا وہ مولوی اسمعیل قتیل بالاکوٹی نے خوب سے خوب تر انجام دیا اور اس انداز سے کیا کہ وہ خبیث بھی اس طرح نہ کرسکتا تھا۔

تقویۃ الایمان انگریزوں نے مسلمانوں کو لڑوانے کے لیے لکھوائی دیوبندی اقرار:

دیوبندیوں کے شیخ المشائخ خواجہ خان محمد کی مصدقہ کتاب میں دیوبندی قاضی شمس الدین صاحب لکھتے ہیں:

انگریزوں نے مسلمانوں میں سر پھٹول پیدا کرنے کے لیے کسی کم علم دیہاتی مولوی سے گنواری اردو میں یہ کتاب لکھوائی، کتاب کی اردو بے حد گھسیاری قسم کی ہے جسے عام اردو دان بھی

سمجھ سکتا ہے۔

(غلغلہ بر زلزلہ المعروف بہ جوہر تحقیق، ص ۱۸، ادارہ سعدیہ مجددیہ لاہور)

اب تو روز روشن سے بھی زیادہ واضح ہو گیا کہ تقویۃ الایمان مسلمانوں کو لڑوانے کے لیے لکھی گئی تھی اور انگریزوں نے لکھوائی تھی اور کسی کم علم مولوی سے لکھوائی تھی وہ مولوی کون تھا یہ ساری دنیا جانتی ہے لیکن میں دیوبندیوں سے کہتا ہوں اس کم علم دیہاتی مولوی کا نام بتاؤ کہ وہ جاہل، کم علم، انگریز کا ایجنٹ، انگریز کے اشاروں پر ناچنے والا، انگریز کی غلامی کا تمغہ حاصل کرنے اور مسلمانوں کو لڑوانے کے لیے انگریز خبیث کا ساتھ دینے والا کون تھا اس کتاب کا انکار مت کرنا یا اس کو انفرادی رائے مت کہنا کیوں کے آپ کے **شیخ المشائخ خواجہ خان محمد صاحب کہتے ہیں کہ:**

فقیر نے یہ مضمون بغور پڑھا اور فقیر کو بہت پسند آیا ہے یہی مسلک فقیر کے اساتذہ ومشائخ کا ہے۔

(غلغلہ بر زلزلہ المعروف بہ جوہر تحقیق، ص ۳۰، ادارہ سعدیہ مجددیہ لاہور)

جب یہ کتاب اور اس کے مضامین مشائخ دیوبند کے مصدقہ ہیں تو کسی دیوبندی میں انکار کرنے کی جرات کیسے ہوگی لیکن بے حیاؤں۔۔۔۔۔

مزید کچھ آگے جا کر لکھتے ہیں:

انگریزوں نے اس کتاب (تقویۃ الایمان از ناقل) کو ہندوستان کے گوشے گوشے میں پہنچایا، تاکہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے مخالف ہوں، وہ آپس میں لڑیں اور انگریز سکون سے حکومت کریں

(غلغلہ بر زلزلہ المعروف بہ جوہر تحقیق، ص ۱۸، ادارہ سعدیہ مجددیہ لاہور)

اس سے زیادہ اور کتنا واضح حوالہ دوں کیا اب بھی دیوبندی قوم کو اپنے آباء واجداد کے انگریز کا ایجنٹ و وفادار ہونے اور اس کی غلامی پر فخر کرنے میں کوئی شک ہے اگر دیوبندی گنگوہی کی طرح نہیں ہیں تو اپنے آباء کے انگریز کا ایجنٹ اور اس کے وفادار ہونے کا ثبوت اپنے ہی علماء اور

مشائخ کے متفق علیہ کتاب سے دیکھ لیں۔

قارئین! ان بے حیاؤں سے تو حیاء کی امید نہیں آپ ہی دیکھ لیں اور فیصلہ کریں کہ دوسروں پر اعتراض کرنے والوں کے اپنے بزرگوں کی حالت کیا تھی خود ان کے اپنے علماء اور مشائخ اقرار کر رہے ہیں کہ انگریزوں نے اس کتاب (تقویۃ الایمان، از ناقل) کو لکھوایا اور پھر ہندوستان کے گوشے گوشے میں پہنچایا، تاکہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے مخالف ہوں، وہ آپس میں لڑیں اور انگریز سکون سے حکومت کریں۔ مگر یہ سارے کام کرنے والا کون تھا وہی دیوبندیوں کا امام اول اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی اسی نے تقویۃ الایمان لکھی اور مسلمانوں کو انگریز کے کہنے کی وجہ سے لڑوایا۔

دیوبندی قاضی شمس الدین صاحب مزید لکھتے ہیں:

پھر ۱۸۵۲ء میں انگریزوں نے رائل ایشیاٹک سوسائٹی لندن سے ''تقویۃ الایمان'' کا انگریزی میں ترجمہ کروا کر اسے دور دراز تک پھیلایا (بحوالہ ہنٹر پر ہنٹر از سرسید علی گڑھ ص ۵۷) پھر مشرق وسطیٰ کے عیسائیوں نے اس کتاب کی شہرت کو چار دانگ عالم میں پہنچانے کے لیے مشہور عربی لغت ''المنجد'' طبع بیروت میں اس کتاب کا تذکرہ شائع کیا اور لکھا کہ ''اثبات توحید اور تردید شرک میں مولانا اسمٰعیل بن عبدالغنی دہلوی نے بڑا کام کیا اور ''تقویۃ الایمان'' نامی کتاب بھی لکھی ملاحظہ ہو کہ خاندان ولی اللہی کے اکابر اور ان کی تصنیفات کو نظر انداز کر کے شاہ اسمٰعیل شہید اور تقویۃ الایمان کا تذکرہ عیسائیوں نے ضروری سمجھا

(غلغلہ بر زلزلہ المعروف بہ جوہر تحقیق، ص ۱۸، ادارہ سعدیہ مجددیہ لاہور)

دیوبندی قاضی شمس الدین صاحب کے اس جملے ''خاندان ولی اللہی کے اکابر اور ان کی تصنیفات کو نظر انداز کر کے شاہ اسمٰعیل شہید اور تقویۃ الایمان کا تذکرہ عیسائیوں نے ضروری سمجھا'' نے اظہر من الشمس کر دیا کہ انگریزوں کے کام کا آدمی صرف اور صرف اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی ہی تھا جو انگریزوں کے اشارے پر ناچنے والا اور اس کی وفاداری میں مسلمانوں کو لڑوانے والا تھا۔

مسلمانوں کو لڑوانے بھڑوانے کا اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی کا اقرار و اعتراف:

انگریز کے اشارے پر مسلمانوں کو لڑوانے بھڑوانے کا اقرار و اعتراف خود اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی نے کیا ہے۔

دیوبندیوں کے حکیم الامۃ (جن کے اوصاف کچھ ہم اوپر بیان کر چکے) اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

خان صاحب نے فرمایا۔۔۔۔۔۔۔اس کے بعد (مولانا اسمٰعیل) نے اس کو اردو میں لکھا اور لکھنے کے بعد اپنے خاص خاص لوگوں کو جمع کیا جن میں سید احمد، عبدالحی شاہ اسحاق۔۔۔۔۔۔۔بھی تھے اور ان کے سامنے تقویۃ الایمان پیش کی اور فرمایا کہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے جلی لکھ دیا گیا ہے ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی۔۔۔۔۔۔۔۔اس لیے میں نے یہ کتاب لکھ دی ہے گو اس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔

(حکایات اولیاء، ص ۶۵، مکتبہ دار الاشاعت کراچی)

یہ اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی کا اپنا اعتراف ہے جس کو نقل کرنے والے دیوبندیوں کے حکیم صاحب ہیں کہ ''میں نے کتاب لکھ دی ہے'' جس میں جان بوجھ کر شرک کی مشین چلائی ہے شرک خفی جو حقیقت میں شرک نہیں ہوتا اور نہ ہی اس پر شرک کے احکام مرتب ہوتے ہیں اس کو شرک جلی لکھ کر مسلمانوں کو حقیقی مشرک بنا دیا ہے اس پر وہ چپ نہیں رہیں گے بلکہ بولیں گے ادھر سے ہم ایسے ہی فتوے صادر کریں گے جس سے لڑائی اور شورش ہوگی لیکن لڑ بھڑ کر ٹھیک ہو جائیں گے لیکن افسوس اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی نے مسلمانوں میں تقویۃ الایمان کے ذریعے جو آگ انگریزوں کو خوش کرنے اور حق نمک ادا کرنے کے لیے لگائی تھی وہ ختم ہونے کے بجائے اور بڑھ گئی اور مزید اس پر

مٹی کا تیل رشید احمد گنگوہی نے ڈالا کہ جس کتاب کا مصنف خود اقرار کر رہا ہے میں نے اس میں شرک خفی کو شرک جلی لکھ دیا ہے جس سے مسلمان لڑیں گے بھڑیں گے اس کتاب کے رکھنے پڑھنے کو رشید احمد گنگوہی نے عین اسلام کہا اور اس طرح یہ آگ مزید بڑھی اور آج تک ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی یہ علماء دیوبند کا کمال اور طرہ امتیاز ہے کہ جو کتاب ان کے اپنے اکابر کے نزدیک ناپسند سمجھی جاتی ہے اس کے رکھنے کو عین اسلام کہتے ہیں جو کتاب عقیدوں کو خراب کرنے، انتشار پھیلانے، مسلمانوں کو تباہ کرنے اور انگریزوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے لکھی گئی تھی اور آج تک مسلمانوں میں انتشار ہی پھیلا رہی ہے، اور مسلمانوں کو لڑوا بھڑوا رہی ہے وہی کتاب دیوبندیوں کے نزدیک عین اسلام ہے۔

دیوبندیوں کے اکابرین کے حوالہ جات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ فتنہ و فساد پھیلانے والے کون تھے اور کس نے وہ کتاب لکھی جس کی وجہ سے مسلمانوں کے دو گروہ بنے جب یہ کتاب منظر عام پر آئی اور علماء اہلسنت نے اس کو پڑھا اور اسمعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی کے عقائد کا علم ہوا تو تمام علماء اہلسنت جمع ہوئے اور اسمعیل قتیل بالاکوٹی کو مناظرے کا چیلنج دیا اور اس طرح یہ پہلا مناظرہ تھا جو اسمعیل کے ساتھ ہوا اور اس میں اسمعیل قتیل بالاکوٹی کے ساتھ سوائے عبدالحی کے اور کوئی بھی نہیں تھا ایک طرف تو تمام علماء اہلسنت اور دوسری طرف اسمعیل قتیل بالاکوٹی مع عبدالحی کے، خاندان شاہ ولی اللہ محدث دہلوی میں سے بھی کسی نے اس کا ساتھ نہ دیا، بلکہ اس کا رد کیا اس کا اقرار خود دیوبندیوں نے کیا ہے ان شاءاللہ وقت آنے پر ہم ان کے گھر سے ثابت کریں گے کس طرح یہ مناظرہ ہوا

علماء کے ساتھ اسمعیل قتیل بالاکوٹی کا مناظرہ:

خود دیوبندیوں کے امام الہند ابوالکلام آزاد اس کی روئیداد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مولانا محمد اسماعیل شہید مولانا منورالدین کے ہم درس تھے شاہ عبدالعزیز کے انتقال کے بعد

جب انہوں نے تقویۃ الایمان اور جلاء العینین لکھی اور ان کے مسلک کا ملک میں چرچا ہوا تو تمام علماء میں ہلچل پڑ گئی ان کے رد میں سب سے زیادہ سرگرمی بلکہ سربراہی مولانا منورالدین نے دکھائی متعدد کتابیں لکھیں اور ۱۲۴۰ھ والا مشہور مباحثہ جامع مسجد کیا تمام علمائے ہند سے فتویٰ مرتب کرایا۔ پھر حرمین سے فتویٰ منگایا۔ ان کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ابتداء میں مولانا اسماعیل اور ان کے رفیق اور شاہ صاحب کے داماد مولانا عبدالحی کو بہت فہمائش کی اور ہر طرح سمجھایا لیکن جب ناکامی ہوئی تو بحث ورد میں سرگرم ہوئے اور جامع مسجد کا شہرہ آفاق مناظرہ ترتیب دیا جس میں ایک طرف مولانا اسماعیل اور مولانا عبدالحی تھے اور دوسری طرف مولانا منورالدین اور تمام علمائے دہلی

(ابوالکلام کی کہانی خود ان کی زبانی، ص۴۴، مکتبہ جمال لاہور)

اللہ اللہ! یہ اقرار کرنے والا کوئی سنی نہیں کہ جس کی بات کو رد کر دیا جائے بلکہ یہ اقرار کرنے والے دیوبندیوں کے امام الہند ابوالکلام آزاد صاحب ہیں (جن کے چرنوں میں حسین احمد ٹانڈوی ہوتا تھا) جنہوں نے فراخ دلی سے قبول کیا ہے کہ جب تقویۃ الایمان لکھی گئی تو مسلمانوں میں ہلچل مچی کہ یہ کیسے عقائد ہیں جن کا آج تک نام ونشان نہیں تھا جن کو دیوبندیوں کی عین اسلام کتاب تقویۃ الایمان لے کر آئی تمام علماء ہند سے فتویٰ مرتب کرایا گیا حرمین سے بھی فتویٰ آیا، (آج اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر بکواس کرنے والے دیکھ لیں ان کی قسمت میں شروع ہی سے حرمین شریفین کے فتوۓ لکھے تھے اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے کوئی نیا کام نہیں کیا تھا بلکہ علماء پہلے جو کام کر چکے تھے اسی کام کو دھرایا) لیکن مولوی اسماعیل قتیل بالاکوٹی نے نہ ماننا تھا نہ مانا بلکہ "میں نہ مانوں" کی رٹ لگا کر تمام علماء وصلحاء کو مشرک وکافر کہتا رہا اور اس نے ایسا کیوں کیا صرف اور صرف انگریزوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے۔

قارئین! یہ ساری باتیں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے ان گستاخوں کی گستاخیاں بیان

کرنے سے بہت پہلے کی ہیں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے دور مبارک سے پہلے بھی اجتماعیت اہلسنت کو حاصل تھی اسماعیل قتیل بالاکوٹی مع عبدالحی اکیلے تھے اور دوسری طرف تمام علماء دہلی تھے حرمین سے بھی فتوی آیا یہ لانے والے اعلیٰ حصرت امام اہلسنت نہیں تھے بلکہ بڑے بڑے علماء اور ان کی تصدیق وتوثیق کرنے والے تمام علماء دہلی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے خاندان کے افراد تھے، کیا دیوبندیوں میں جرأت ہے کہ فتوی جڑیں کہ علماء دہلی نے بھی جھوٹ بولا ہوگا اسماعیل قتیل بالاکوٹی کی عبارات میں تحریف وخیانت کی ہوگی وغیرہ وغیرہ ہذیانات جو آج بکتے ہیں۔

علماء اہلسنت کل بھی حق پر تھے اور الحمدللہ آج بھی حق پر ہیں نہ کل کسی نے جرم کیا تھا نہ آج بلکہ اصل مجرم یہی فرقہ گلابیہ وہابیہ دیوبندیہ ہے کیونکہ نہ تو تمام علماء دہلی کو کفر وشرک نظر آیا اور نہ ہی حرمین شریفین کے علماء کو اگر کفر وشرک نظر آیا تو صرف اور صرف اسماعیل قتیل بالاکوٹی کو، واہ رے اسماعیل تیری بھینگی آنکھ جس سے تجھے شرک خفی بھی جلی لگنے لگا اور مسلمانوں پر بلاوجہ شرک کے فتوے داغتا رہا، یہ ایک حقیقت ہے کہ علماء اہلسنت بہت محتاط ہیں بلاوجہ کسی کے بارے میں نہیں بولتے بلکہ سمجھاتے ہیں جیسا کہ اسماعیل قتیل بالاکوٹی کو علماء نے سمجھایا لیکن جب نہ مانا تو مناظرہ ہوا اور علماء اہلسنت کی جیت ہوئی اسی طرح اعلیٰ حضرت امام اہلسنت دیوبندی علماء کو بار بار سمجھاتے رہے لیکن جب دیکھا کہ نہیں مانیں گے تو پھر حسام الحرمین لکھی اور اللہ کی تائید دیکھئے کہ علماء حرمین شریفین نے ایسی ایسی تقاریظ لکھیں کہ گلابیہ وہابیہ دیوبندیہ کا کلیجہ منہ کو آگیا اور بے شرمی ، بے حیائی، بے غیرتی سے المھند گھڑی اور ڈھٹائی سے اپنے پرانے اور حقیقی عقائد چھپا کر تقیہ باز بن کر عوام کو دھوکہ دیا، اس موضوع پر تفصیل کسی اور مقام پر کروں گا ان شاءاللہ۔

میں کہہ رہا تھا کہ دیوبندیوں کے ابوالکلام آزاد نے تو دیوبندیت کا بیڑا ہی غرق کر دیا، اور عوام کو حق بیان کر دیا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی حیات تک یہ فتنہ اس طرح نہ تھا لیکن جب وہابی کی لکھی ہوئی کتاب ''التوحید'' اس قتیل کے ہاتھ لگی تو دین جدید کی بنیاد رکھ کر علماء اہلسنت سے

الگ ہوگیا اور اسی وقت سے فتنے اور فساد شروع ہوگئے جو کہ آج تک ختم نہیں ہوئے لیکن اس وقت انگریز اپنے ارادوں میں کامیاب ہوا، اور ہندوستان کی حکومت پر اپنے اقتدار کو ان مولویوں کی مدد سے مضبوط سے مضبوط تر کر لیا، جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ انگریز نے ہی تقویۃ الایمان لکھوائی اور مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کے لیے اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی کا انتخاب کیا تو اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی کو لوگوں نے لاکھ سمجھایا لیکن اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی نہ مانا اور انگریزوں کا ساتھ دیا اور ان کے خلاف جہاد فرض ہونے کے باوجود اجتناب کیا وفاداری کرتا رہا اور یہی حال باقی اکابرین دیوبند کا تھا جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے۔

اسمٰعیل دہلوی انگریز کا وفادار اور نمک حلال تھا پھر جہاد کیسے کرتا:

جی ہاں اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی اور اکابرین دیوبند تمام کے تمام انگریز کے چیلے چپاٹے تھے اور ہر وقت انگریزوں کی خوشنودی ان کا سب سے بڑا وصف تھا کوئی مرے یا جیئے ان لوگوں کو انگریزوں کی نمک حلالی کرنی ہوتی اور حق نمک ادا کرنا ہوتا تھا آج کے جاہل، کذاب اور دجال قسم کے لوگ علماء اہلسنت کے بارے میں بالعموم اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے بارے میں بالخصوص بکواس کرتے ہیں حالانکہ علماء اہلسنت کا انگریز یا اس کی ناجائز اولاد کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا، بلکہ علماء اہلسنت خوفِ خدا وعشقِ مصطفیٰ کے شیدائی ہر وقت انگریز کے مخالف تھے، ان دیوبندیوں وہابیوں کو اپنے اکابرین کی اتنی واضح عبارات نظر نہیں آتیں اور چند لغو قسم کے حوالے لے کر علماء اہلسنت کے منہ لگتے ہیں۔

پوری دنیائے دیوبندیت ووہابیت کو چیلنج:

میں تمام امت وہابیہ ودیوبندیہ کو کھلا چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی زیادہ نہیں صرف ایک صاف اور صریح حوالہ (جیسا کہ ہم صاف اور صریح حوالے دے رہے ہیں) پیش کریں جس میں ہو کہ کسی بھی مستند ومعتمد عالم اہلسنت نے جہاد میں انگریزوں کا ساتھ دیا ہو یا جہاد فرض ہونے کے باوجود روکا

ہو، جبکہ فرقہ دیوبندیہ کے نزدیک جہاد فرض تھا لیکن اسمعیل قتیل بالاکوٹی نے انکار کیا اور انگریز جو چاہتا تھا وہی کام کیا۔

اٹھ سکے گا نہ قلم ان سے یہ وہابیہ میرے آزمائے ہوئے ہیں۔

حوالوں میں توڑ مروڑ کرنے والو! حیاء کے دو چار کیپسول کھاؤ اور اپنے اکابرین کے بارے میں صبح سے شام اور شام سے صبح تک نمک حلالی اور انگریز خبیث کی دلالی کا وظیفہ کرو۔

دیوبندیوں کے نزدیک ہندوستان دارالاسلام:

باقی یہ کہنا کہ اعلی حضرت امام اہلسنت نے ہندوستان کو دارالاسلام کہا ہے لہذا اس وجہ سے معاذ اللہ انگریز کے ایجنٹ ہیں تو دیوبندیوں کو اپنے ہی علماء کی خبر لینی چاہیے کہ دیوبندی اکابرین بھی ہندوستان کو دارالاسلام کہتے تھے ہمارے پاس اس کے بہت حوالے ہیں لیکن ایک حوالہ دے رہا ہوں جو دیوبندی تابوت کو غرق کرنے کے لیے کافی ہے۔

دیوبندیوں کے مولوی عبداللطیف صاحب لکھتے ہیں:

جہاد اور اس کی موقوفی کا مفہوم تو آپ نے اوپر ملاحظہ فرما لیا۔قادیانی آگے یہ مغالطہ پیش کرتے ہیں کہ جہاد سے صرف مرزا قادیانی نے ہی منع نہیں فرمایا بلکہ اور بھی کئی علمائے اسلام نے فتوی دیا ہے اور ہندوستان کو دارالاسلام قرار دیا ہے تو اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ مرزا قادیانی اور بعض دوسرے علماء کے فتوی میں بڑا فرق ہے کیونکہ مرزا قادیانی تو مطلق جہاد کو حرام کہتا ہے۔۔۔۔۔۔جب کہ علمائے اسلام نے جہاد کو مطلق منع اور حرام نہیں فرمایا بلکہ صرف ہندوستان کے متعلق اظہار کیا ہے کہ یہاں بوجہ فقدان شرائط جہاد جائز نہیں ۔جن کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے گویا ان کے ہاں یہ تشخیص زیر بحث ہے کہ آیا ہندستان میں جہاد کی شرائط پائی جاتی ہیں یا نہیں؟ پھر جن کے نزدیک شرائط جہاد مفقود ہیں وہ جہاد کے قائل نہیں اور جن کے ہاں شرائط موجود ہیں وہ جہاد کے قائل ہیں ۔ پہلے نظریہ کے قائل مولانا احمد رضا خان بریلوی ،بعض علماء

دیوبند اور علماء غیر مقلدین ہیں اور دوسرے نظریے کے قائل اکثر علمائے دیوبند ہیں باوجود اس اختلاف عمل کے دونوں فریق نفس مسئلہ کے قائل ہیں ۔۔۔۔۔۔ان حضرات کا اختلاف صرف ایک خاص حالت اور خاص علاقے کے متعلق تھا نہ کہ مرزا قادیانی کے نظریہ کلی حرمت جہاد کے موافق اس لئے قادیانیوں کا علمائے اسلام کو اپنا ہم خیال بتلانا سراسر دھوکا اور دجل وفریب ہے۔

(احتساب قادیانیت، جلد ۲۴،ص ۳۷۸، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

میں اس پر اس سے زیادہ تبصرہ نہیں کرتا کہ دیوبندیوں کو ہماری نہیں اپنے ہی علماء کی مان لینی چاہیے اور اس بکواس سے باز آجانا چاہیے جو وہ کرتے ہیں اور اپنے ان بعض علماء کو انگریز کا ایجنٹ کہنا چاہیے جنہوں نے ہندوستان کے دارالاسلام ہونے کا فتوی دیا تھا۔

اسماعیل قتیل بالاکوٹی کے پیر سید احمد کا انگریز سے جہاد کا انکار:

اسمعیل دہلوی کے پیر سید احمد قتیل بالاکوٹی انگریز کے خلاف جہاد کرنے کے لیے تیار نہ تھے بلکہ جو انگریز کے مخالف تھے ان کو انگریز کا وفادار بناتے تھے اور انگریز کی عملداری کو اپنی عملداری کہتے اور سمجھتے تھے۔

دیوبندیوں کے بہت ہی معتبر ومستند مورخ ،اسمعیل قتیل بالاکوٹی کے رفیق کار اور سید احمد کے مرید جعفر تھانیسری صاحب لکھتے ہیں:

سید صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہیں تھا وہ اس آزاد عملداری کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے اور اس میں شک نہیں کہ اگر سرکار انگریزی اس وقت سید صاحب کے خلاف ہوتی تو ہندوستان سے سید صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی ،مگر سرکار انگریز اس وقت دل سے چاہتی تھی کہ سکھوں کا زور کم ہو۔

(حیات سید احمد شہید،ص ،۲۹۳،نفیس اکیڈمی کراچی ،سوانح احمدی ص ۱۸۲)

اللہ اللہ! اتنے بڑے بڑے جھوٹے دعوے کرنے والوں کی حقیقت تو خود بخود کھل گئی آج

کے بدبخت، بے حیاء، بے شرم، اور کم فہم لوگ جن کو انگریز کا مخالف ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں وہ تو انگریز کے نمک حلال اور ان کی عملداری کو اپنی عملداری کہنے والے تھے اور انگریز سے مدد لینے والے تھے، اور واضح الفاظ میں انگریز سے جہاد نہ کرنے کی گویا قسم کھائے بیٹھے تھے میں پوری دیوبندی جماعت کو بالعموم اور آج کل کے بے لگام، کم فہم، اور بے شرم ٹولے سے بالخصوص کہتا ہوں اگر تمہارے جسم میں کوئی حلال کا قطرہ ہے تو علماء اہلسنت کا کوئی ایک حوالہ ایسا پیش کرو اور اگر پیش نہ کر سکو اور یقیناً پیش نہیں کر سکو گے تو پھر بمصداق آیۃ کریمہ "**قل موتوا بغیظکم**" کے کسی گندی نالی میں جا کے مر جاؤ یہ بے حیاء لوگ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے خلاف جو کچھ بکواس کرتے ہیں اور جو الفاظ استعمال کرتے ہیں ان کے پیش نظر ان بے حیاؤں کے لیے یہ الفاظ تو کچھ بھی نہیں لہذا وقت آنے پر ہم سب بیان کریں گے۔

میں کہتا ہوں یہودیوں اور عیسائیوں کے ایجنٹو! بے حیاؤ! اگر شرم نام کی کوئی چیز ہے تو لاؤ ایسے حوالے جس میں علماء اہلسنت نے انگریز کے خلاف جہاد فرض ہونے کے باوجود منع کیا ہو یہ تمہارا سید احمد ہے، جو مسلمانوں کے خلاف انگریزوں کی وفاداری کے لیے لڑنے گیا تھا اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے واصل۔ ہوا، آج کل کے بدبخت، بے حیاء ملاں بلاوجہ ہمیں انگریزوں کا وفادار وایجنٹ کہتے ہیں، حالانکہ ان کے پاس کوئی حوالہ نہیں، سوائے جھوٹ، افتراء، دغابازی، خیانت ملمع سازی کے یہ بے حیاء، بے شرم جھوٹ بول کر ہمیں بدنام کرتے ہیں، نیٹ پر ایک ویڈیو موجود ہے جو اس دور کے بڑے بدبختوں میں سے ایک بدبخت کی ہے اس میں امام اہلسنت امام عشقِ ومحبت اعلیٰ حضرت کے بارے میں کہا ہے کہ معاذ اللہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت انگریز کے ایجنٹ تھے، حوالہ کچھ بھی نہیں، سوائے انگریز کی کتاب کے، آپ اس وڈیو کو دیکھیں ان علمی تیتیموں، بے حیاؤں کے حوالوں پر آپ کو ہنسی آئے گی ویڈیو کیا ہے ہیڈنگ کیا ہے اور حوالہ کیا ہے۔

دیوبندیوں کے شیخ ٹانڈہ حسین احمد کانگریسی کا اقرار:

دیوبندیوں کے شیخ ٹانڈہ حسین احمد ٹانڈوی صاحب کو بھی مجبور ہو کر اپنے علماء کے بارے میں اعتراف واقرار کرنا ہی پڑا کہ وہ انگریز سے مدد لیتے تھے اور انگریز مدد کرتا تھا،

چنانچہ دیوبندیوں کے شیخ ٹانڈہ حسین احمد کانگریسی صاحب لکھتے ہیں۔

جب سید احمد کا ارادہ سکھوں سے جنگ کرنے کا ہوا تو انگریزوں نے اطمینان کا سانس لیا اور جنگی ضرورتوں کو مہیا کرنے میں سید صاحب کی مدد کی۔

(نقش حیات، ص، ۴۱۹ مکتبہ دارالاشاعت کراچی)

واہ رے دیوبندیت انگریز سے مدد لے کر بھی تو انگریز کی مخالف ہے دیوبندیوں کے شیخ ٹانڈہ حسین احمد ٹانڈوی نے خود اقرار کیا ہے کہ سید احمد نے انگریزوں کے اطمینان کا سامان مہیا کیا، انگریز کو جن سے خطرہ تھا انہی کے خلاف جب سید احمد اور مولوی اسماعیل قتیل بالاکوٹی صاحب جہاد کا علم بلند کرتے ہیں، تو انگریز سرکار بہت خوش ہوتی ہے اور ان مردان نامراد کی مدد کے لیے تیار ہو جاتی ہے اسی وفاداری کی وجہ سے تو انگریزوں سے ٹکڑے ملتے تھے اور انگریزوں کی کئی دیگیں دیوبندی کو ابریانی سمجھ کر ہضم کر جاتے ہیں، یہ تو پیر کا حال تھا مرید اسماعیل قتیل بالاکوٹی تو چار ہاتھ آگے تھا اس نے تو انگریز کی مدد کرنے کو مسلمانوں پر فرض قرار دیا (جیسا کہ آگے آرہا ہے)

دیوبندی ماہنامہ الفرقان کا اعتراف:

دیوبندی منظور نعمانی صاحب کی زیر نگرانی نکلنے والا رسالہ الفرقان نے بھی اس کا اقرار و اعتراف کیا ہے کہ دیوبندی مولویوں نے انگریزوں کی مخالفت نہیں کی بلکہ انگریزوں سے مدد حاصل کی، چنانچہ لکھتے ہیں

مشہور یہ ہے کہ آپ نے انگریزوں سے مخالفت کا کوئی اعلان نہیں کیا بلکہ کلکتہ یا پٹنہ میں ان کے ساتھ تعاون کا اظہار کیا، اور یہ بھی مشہور ہے کہ انگریزوں نے بعض موقعوں پر آپ کی مدد کی۔

(الفرقان لکھنو شہید نمبر، ص، ۶۷، بحوالہ انوار احناف)

آج کل کے چند دیوبندیوں کو حیاء کرنی چاہئے ورنہ بے حیائی کے پانی میں ڈوب مرنا چاہئے کہ ان کے آباء واجداد انگریز کے حامی اور اس سے امداد لینے والے تھے۔اور یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے انگریز کے ساتھ جہاد کیا ہے ان تمام دیوبندی جنابوں ۔۔مآبوں کی خدمت میں ''الفرقان'' کا حوالہ حاضر ہے دیکھیں اور اپنے بزرگوں کی انگریز نوازی اور ان سے امداد لینے اور مخالفت نہ کرنے پر ایک صد سالہ جشن کا انعقاد کریں اور اس میں آج کی کسی اندرا گاندھی کو بلوالیں اور مزے اڑائیں۔

سید احمد کے نزدیک انگریز سے جہاد کرنا اصول مذہب کے خلاف:

دیوبندیوں کے بہت ہی معتبر و مستند مورخ ،اسمعیل قتیل بالاکوٹی کے رفیق کار اور سید احمد کے مرید جعفر تھانیسری صاحب لکھتے ہیں۔

یہ بھی ایک صحیح روایت ہے کہ جب آپ سکھوں سے جہاد کرنے کے لئے تشریف لے جا رہے تھے تو کسی شخص نے پوچھا کہ آپ اتنی دور سکھوں سے جہاد کرنے کو کیوں جاتے ہیں انگریز جو اس ملک پر حاکم اور دین اسلام سے کیا منکر نہیں ہے گھر کے گھر میں ان سے جہاد کر کے ملک ہندوستان لے لو یہاں لاکھوں آدمی آپ کے شریک مددگار ہو جائیں گے۔۔۔۔

اس کا جواب دیتے ہوئے سید احمد قتیل صاحب کہتے ہیں:

۔۔۔۔۔انگریزی سرکار گو منکر اسلام ہے مگر مسلمانوں پر کوئی ظلم وتعدی نہیں کرتی اور نہ ان کو فرائض مذہبی اور عبادات لازمی سے روکتی ہے ہم ان کے ملک میں اعلانیہ وعظ کہتے اور ترویج مذہب کرتے ہیں وہ کبھی مانع ومزاحم نہیں ہوتی بلکہ اگر ہم پر کوئی زیادتی کرتا ہے تو اس کو سزا دینے کو تیار ہے ہمارا اصل کام اشاعت توحید الٰہی اور احیاء سنن سید المرسلین ﷺ ہے سو ہم بلا روک ٹوک اس ملک میں کرتے ہیں پھر ہم سرکار انگریز پر کس سبب سے جہاد کریں اور اصول مذہب کے خلاف بلا وجہ طرفین کا خون کرادیں۔

(حیات سید احمد شہید،ص،۱۷۰،نفیس اکیڈمی کراچی،سوانح احمدی ۹۱)

ان دیوبندیوں کو اس حوالے سے حیاء کی پڑیا ضرور ملی ہوگی جو کہتے ہیں کہ ہمارے بزرگوں نے جہاد کیا ہے اب دیوبندی شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کا فتوی لا کر اپنے ان مولویوں کو دکھائیں جو جہاد کے منکر ہی نہیں بلکہ ہندوستان میں جہاد کے قائل ہی نہیں تھے سید احمد قتیل کے دلائل آپ دیکھ لیں ،بقول دیوبندیوں کے ہندوستان کی حالت وہ تھی جو سید احمد قتیل نے بیان کی ہے تو شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے جہاد کا فتوی کیسے دیا کیا شاہ صاحب کو اتنا بھی علم نہیں تھا کہ یہاں جہاد فرض نہیں ہے اور میں جہاد کے فرض ہونے کا فتوی دے رہا ہوں کیا شاہ صاحب کو فقہ حنفی کی کتابوں کا بھی علم نہیں تھا اور ایسے ہی فتوی دے دیا دیوبندی جو بھی کہیں ان کے لیے درست ہے لیکن ان کے اکابرین کے جہاد کی حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ ان کے اکابرین انگریز کے خلاف جہاد کے لیے بالکل تیار نہیں تھے

پیر کے بعد مرید بھی نیلے پہ دیلا!

جی ہاں سید احمد کی انگریز نوازی اور وفاداری کے بعد اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی کی بھی انگریز دوستی و وفاداری وانگریز نوازی کو دیکھیں۔

چنانچہ دیوبندیوں کا بہت ہی معتبر و مستند مورخ ،اسمعیل قتیل بالاکوٹی کا رفیق کار اور سید احمد کا مرید جعفر تھانسیری لکھتا ہے:

یہ بھی صحیح روایت ہے کہ اثنائے قیام کلکتہ میں جب ایک روز مولانا محمد اسمعیل شہید وعظ فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے مولانا سے یہ فتوی پوچھا کہ سرکار انگریزی سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ ایسی بے رویا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں۔

(سوانح احمدی،ص،۱۳۷،مطبع فاروقی دہلی)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فتویٰ دکھانے والوں نے اپنی آنکھوں پر کون سے نمبر کی عینک لگالی ہے کہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کا فتویٰ بھی نظر نہیں آتا شاہ صاحب کے نزدیک بقول وہابیہ گلابیہ دیوبندیہ کے ہندوستان دارالحرب تھا تبھی یہاں جہاد کے فرض ہونے کا فتویٰ دیا لیکن سب سے پہلے اس فتوے کی مخالفت کرنے والے کوئی اور نہیں بلکہ دیوبندیوں کے اپنے امام اول اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی ہیں ہمیں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے فتوے کی مخالفت کا طعنہ دینے والو! (حالانکہ ہم نے کوئی مخالفت نہیں کی) تمہاری اپنی کشتی کہاں کھڑی ہے آج آنکھوں سے عینک اتار کر دیکھو اگر آنکھوں میں شرم وحیاء کی کوئی رمک باقی ہوئی تو ضرور نظر آئے گا حالانکہ یہ وہ مقام ہے کہ اگر کوئی گنگوہی کی طرح ہو اس کو بھی نظر آنے لگے گا لیکن ان اکھیاروں انگریز کے ٹکڑوں پر جینے والوں کو کیوں نظر نہیں آتا بہر حال میں تمام دیوبندیوں سے پوچھتا ہوں بتائیں تمہارے اسماعیل قتیل بالاکوٹی تو انگریزی حکومت کے خلاف جہاد کرنے کو تیار نہیں تھے اور نہ ہی انہوں نے انگریز سے جہاد کیا تھا تو پھر یہ ساری لن ترانیاں کیوں، یہ تاریخ کو مسخ کرنا کیوں؟۔ ایک اور حوالہ بھی دیکھ لیں۔

اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی کے نزدیک مسلمانوں پر انگریز کی مدد کرنا فرض:

دیوبندیوں کے معتبر و مستند مورخ مرزا حیرت دہلوی صاحب اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی کے جہاد کی حقیقت بیان کرتے ہوئے اور انگریز نوازی کی اعلیٰ مثال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کلکتہ میں جب مولانا اسماعیل صاحب نے جہاد کا وعظ فرمانا شروع کیا اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی تو ایک شخص نے دریافت کیا آپ انگریزوں پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے آپ نے جواب دیا ان پر جہاد کرنا کسی طرح واجب نہیں ایک تو ان کی رعیت ہیں دوسرے ہمارے مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے بلکہ ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں

اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں۔

(حیات طیبہ، ص ۴۲۳، مکتبہ اسلامی اکادمی لاہور)

اسماعیل دہلوی نے تو سب کی چھٹی کرادی اور کہہ دیا کہ انگریزوں سے جہاد کرنا کسی طرح واجب نہیں ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ مسلمانوں پر فرض ہے کہ انگریزوں کی مدد کریں اور اپنی یعنی دیوبندیوں کی پیاری گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں۔ بقول دیابنہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تو ہندوستان کو دارالحرب قرار دیں اور اس میں جہاد فرض قرار دیں اور اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی صاحب اس کی مخالفت میں اس حد تک بڑھ جائیں اور یہ کہیں کہ انگریز کے خلاف جہاد کسی طرح واجب نہیں، کیا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کو علم نہیں تھا یا پھر اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی زیادہ جاننے والا تھا اگر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا علم مسلم تو پھر اس کی مخالفت کرنے والا کون؟ دیوبندیو! حیاء کو خیر آباد کرنے والو! دیکھو تمہارے اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی کے کیا کرتوت تھے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی مخالفت، انگریز کی غلامی، انگریز کی وفاداری اور اس سے مدد لینا اسمٰعیل کا طرہ امتیاز تھا جو دیگر خاندان شاہ ولی اللہ محدث دہلوی میں نہ تھا اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی کی اسی روش اور طرہ امتیازی کو دیوبندیوں کے عاشق ومعشوق جن کا خواب میں نکاح ہوا اور ایک چارپائی پر اس کی تعبیر ثابت ہوئی میری مراد نانوتوی و گنگوہی صاحب نے دل وجان سے اور پوری وفاداری سے قبول کیا اور انگریزوں کے باغی مسلمانوں سے لڑے اور اپنی رحمدل گورنمنٹ پر کوئی آنچ نہ آنے دی، لیکن آج کے دیوبندی کو نہ جانے کیا ہو گیا ہے کہ اپنے ان تمام اکابرین کو اس فرض کا تارک کہہ کر گنہگار ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے جن کی ساری عمریں اس فرض کی ادائیگی میں گزر گئیں اور آج کی اولاد نا ہنجار ان کو فرض کا تارک کہتی ہے اور جنہوں نے اس فرض کی ادائیگی کو بیان کیا ان کو برطانیہ کا وفادار کہتی ہے۔ یہ لوگ جس کے بارے میں بھی اعتراف کریں ہمیں کوئی انکار نہیں ہے بلکہ ہمارے نزدیک تو سارے ہی برطانیہ کے وفادار ہیں ان کی خدمت

کر کے ان سے بطور تمغہ، طوق غلامی حاصل کرنے والے انگریزی غلام ہیں۔

انگریزی حکام کو اپنے وفاداروں کی وفاداری پر ناز

جی ہاں انگریزوں کو بھی معلوم تھا کہ یہ ہمارے زرخرید غلام ہیں اور ہمیں ان سے کوئی خطرہ نہیں ہے اسی وجہ سے تو انگریزوں کو ان پر پورا اعتماد تھا اگر کوئی ان کی شکایت کرتا تو اس کو مفسد اور اس عمل کو تعصب پر محمول کیا جاتا۔ اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے دیوبندی مولوی ابوالحسن علی ندوی خارجی صاحب لکھتے ہیں۔

عظیم آباد (پٹنہ) کے بعض شیعہ صاحبان نے انگریز حاکم سے جا کر کہا کہ یہ سید صاحب جو یہاں اتنے آدمیوں کے ساتھ آئے ہیں ہم نے سنا ہے کہ ان کی نیت جہاد کی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم انگریزوں سے جہاد کریں گے حاکم نے اس کو تعصب اور حسد پر محمول کیا اور ان کو تنبیہ کی کہ آئندہ ایسی مفسدانہ بات نہ کہی جائے

(سیرت سید احمد شہید جلد اول، ص ۲۴۲)

قارئین کرام! انگریزوں کو اپنے وفاداروں پر اتنا اعتماد تھا کہ بجائے ان کے خلاف کارروائی کرنے کے شکایت کرنے والوں کو ہی متعصب، حاسد، مفسد کہہ دیا، حالانکہ یہ وہ زمانہ تھا کہ اگر انگریزوں کو کسی کے بارے میں تھوڑی سی بھی اطلاع ملتی تو اس کو تختۂ دار پر لٹکا دیتے تھے۔

چنانچہ اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے حافظ محمد اکبر شاہ بخاری لکھتے ہیں:

جب ۱۸۵۷ کا ہولناک حادثہ ہوا تو حکومت برطانیہ نے ہر اس شخص کو تختۂ دار پر لٹکا دیا گولی کا نشانہ بنا دیا جس کے متعلق ذرا بھی شبہ تھا۔

(پچاس جلیل القدر علماء، ص ۳۵، المیزان لاہور)

اس حوالے سے بھی واضح ہو گیا کہ اکابرین دیوبند کے بارے میں انگریز کے خیالات بہت اچھے تھے اور انگریزوں کو اکابرین دیوبند پر اندھا اعتماد تھا تبھی تو وہ حاکم صاحب بجائے تفتیش

کرنے کے الٹا شکایت کرنے والوں کو ہی کھری کھری سنا دیتے تھے ہو سکتا ہے کہ کوئی دیوبندی یہ کہے کہ یہ تو ایک ادنی حاکم کی بات ہے ہو سکتا ہے وہ متاثر ہو گیا ہو اور اس طرح بول دیا ہو تو اس دیوبندی کا منہ بند کرنے کے لیے پہلے ہی حوالہ پیش کر دیتا ہوں کہ انگریزوں کے اعلیٰ حکام بھی یہی کہتے تھے کہ یہ ہمارے اپنے ہیں ہمیں ان سے کوئی نقصان نہیں ہے ہماری اطاعت وفرمانبرداری جیسے انہوں نے کی ہے کون کر سکتا ہے۔

دیوبندیوں کے معتبر و مستند مورخ مرزا حیرت دہلوی صاحب ایک حاکم کی اعلیٰ حکام کو شکایت کرنے کے حوالے سے لکھتے ہیں:

جب مہیب تحریک پھیلی تو ضلع کے حکام اس سے چوکنے ہوئے اور انہیں خوف معلوم ہوا کہیں ہماری سلطنت میں تو رخنہ نہ پڑے گا اور اس میں تو کسی قسم کا خلل آگے واقع نہ ہوگا اس نظر سے ضلع کے حکام نے حکام اعلیٰ کو لکھا وہاں سے صاف جواب آ گیا ان سے ہرگز مزاحمت نہ کرو ان مسلمانوں کو ہم سے کوئی لڑائی نہیں ہے یہ سکھوں سے انتقام لینا چاہتے ہیں، اور حقیقت میں بات بھی یہی تھی بھلا مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلش سے کیوں سروکار ہونے لگا تھا جہاں وہ اپنے دین کے ارکان بخوبی ادا کر سکتے تھے اور کرتے تھے۔

(حیات طیبہ، ص ۴۳۰، اسلامی اکادمی لاہور)

خط کشیدہ الفاظ کا کیا مطلب ہے یہ قارئین خود ہی دیکھ لیں، بہر حال اس حوالے سے صاف اور واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ انگریزوں کے چھوٹوں سے لے کر بڑوں تک سب کو معلوم تھا کہ یہ ہمارے مخالف نہیں ہیں نہ یہ ہم سے لڑنا چاہتے ہیں نہ آج اور نہ آئندہ، جی ہاں! انگریزوں کو نہ تو اس وقت دیوبندی اکابر سے خطرہ تھا نہ آئندہ کیونکہ چھوٹے حاکم نے لکھا تھا (ہماری حکومت میں تو کسی قسم کا خلل آگے واقع نہ ہوگا) یہ الفاظ بانگِ دہل کہہ رہے ہیں کہ انگریزی حکومت کو ان سے کوئی خطرہ نہیں تھا نہ آج اور نہ کل سید احمد اور مولوی اسماعیل قتیل بالاکوٹی کے بارے میں یہ کہنا کہ

سکھوں کے بعد انہوں نے انگریزوں سے جہاد کرنا تھا یہ صرف اور صرف جھوٹی تسلی ہے جو دیوبندی اپنے آپ کو دیتے ہیں ورنہ حقیقت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

دل کے بہلانے کو غالب خیال اچھا ہے

نوٹ! بعض دل جلے دیوبندی ''حیات طیبہ'' کتاب کا انکار کر دیتے ہیں تو یہ ان کی جہالت ہے کیونکہ ان کے آباء اسی کتاب کے حوالوں سے اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی کی شان بیان کرتے آئے ہیں اور دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی نے بھی اسی کتاب کے حوالے دیئے ہیں اور یہ دیوبندی اصول ہے کہ:

مصنف تو اتنا زیادہ معروف ومعتبر نہیں؛ لیکن جماعت کی معتبر ومعروف شخصیات اسکی کسی تحریر یا تصنیف کی تائید وتوثیق کر دیں تو بھی اس کی تحریر وتصنیف معتبر تسلیم کی جائے گی۔ (داستان فرار)

اب دیوبندی اپنے اس اصول پر عمل کرتے ہوئے ''حیات طیبہ'' کو گلے لگائیں، نیز ہمارے پاس اور بھی حوالے ہیں اس کے معتبر ہوں کے جب کوئی دیوبندی اپنے ابا کے دفاع کے لئے اٹھے گا تو اس کی ضیافت کے لئے پیش کئے جائیں گے۔

سید احمد کا حکومتِ برطانیہ کی امن پسندی بیان کر کے مقابلہ کرنے سے روکنا:

چنانچہ ایک غیر مقلد مولوی عبدالرحیم صاحب لکھتے ہیں:

سید احمد صاحب کی برابر روش یہی رہی ہے کہ ایک طرف لوگوں کو سکھوں کے مقابل آمادہ جہاد کرتے اور دوسری جانب حکومت برطانیہ کی امن پسندی جتا کر لوگوں کو اس کے سامنے سے روکتے تھے۔ (الدر المنثور، ص ۲۵۲، بحوالہ حقائق تحریک بالاکوٹ)

اس حوالے سے بھی ثابت ہو گیا کہ سید احمد قتیل بالاکوٹی انگریزوں کی گھٹی پی کر اوروں کو پلاتے تھے اور حکومت برطانیہ کی وفاداری میں لوگوں کو اس کے مقابل آنے سے روکتے تھے۔

انگریزوں نے دیوبندیوں کی حمایت کی دیوبندی محمد میاں کا اقرار:

چنانچہ محمد میاں دیوبندی صاحب لکھتے ہیں۔

جب تک اس تحریک کا تعلق انگریزی مقبوضات سے صرف اتنا رہا کہ رنگروٹ بھرتی کیے جائیں اور سرمایہ فراہم کیا جائے تو انگریزی حکومت کے ذمہ داروں نے اس کی طرف کوئی التفات نہ کیا بلکہ انگریزوں نے اس کی حمایت کی۔

(علماء ہند کا شاندار ماضی، جلد ۲، ص ۲۴۱، مکتبہ محمودیہ لاہور)

یہ دیوبندی اکابرین کا طرہ امتیاز ہے کہ کھائیں بھی اور بعد میں غرائیں بھی جیسا کہ ہو رہا ہے کہ اکابرین دیوبند نے خوب خوب انگریزوں کا نمک کھایا اور پھر نمک حلالی بھی کی لیکن اب کے دیوبندی غراتے ہیں آدمی حقیقت کو جتنا مرضی چھپا لے وہ چھپتی نہیں بلکہ ایک نہ ایک دن ضرور واضح ہو جاتی ہے لیکن دیوبندیوں کی تو کہانی ہی عجیب ہے جیسا کہ پہلے دن سے ہی علماء اہلسنت بیان کرتے آرہے ہیں کہ تمہارے اکابر انگریز کی پیداوار اور نمک حلالی ہیں، پہلے تو کوئی نہ بولا اور آج والوں کو یاد آیا ہے کہ ہمارے بڑوں نے غلط کیا ہے۔ اب بجائے اس کے کہ ان کو چھوڑ کر اہلسنت وجماعت کا راستہ اختیار کریں، ایسا نہیں کرتے بلکہ ان کو اپنا مانتے ہیں لیکن انگریز کی نمک حلالی کا انکار کرتے ہیں اور اس میں اس حد تک بڑھ گئے ہیں کہ اپنے اکابرین کی نمک حلالی کا انکار کرنے کے لیے بعض اکابر کو برطانیہ کا وفادار مان لیتے ہیں مشہور مقولہ ہے کان ادھر سے پکڑو یا ادھر سے پکڑنا کان ہی ہے اصل بات یہ ثابت کرنی ہے کہ اکابرین دیوبند انگریز کے وفادار تھے اور اپنی موت تک رہے بہر حال علماء اہلسنت نے جب ٹھوس دلائل سے اس بات کو ثابت کیا کہ اکابرین دیوبند انگریز بدخو کے وفادار تھے تو اس کا انکار کرنے کی گنجائش تو تھی ہی نہیں لہذا پہلی مرتبہ دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب نے ان ٹھوس دلائل کے جواب دینے کے بجائے اپنے اکابر کو ہی برطانیہ کا وفادار ثابت کر دیا۔

جب علماء اہلسنت نے تذکرۃ الرشید کی واضح اور صاف اور غیر محتمل للتاویل عبارات پیش

کیس تو دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی نے مؤلف تذکرۃ الرشید کو برطانیہ کا وفادار کہہ کر جواب دے دیا۔

چنانچہ سرفراز گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں:

اور تذکرۃ الرشید کی یہ عبارت حضرت مولانا گنگوہی کی نہیں بلکہ مولف تذکرۃ الرشید کی اپنی ہے اور یہ ان کا ذاتی نظریہ اور عندیہ ہے جو برطانیہ کے وفادار اور خیر خواہ تھے۔

(اظہار العیب، ص ۱۰۳، مکتبہ صفدریہ)

مزید ایک اور حوالہ بھی دیکھ لیجئے

سرفراز گکھڑوی کے بیٹے عبدالقدوس قارن صاحب لکھتے ہیں:

جو (یعنی عاشق الٰہی میرٹھی از ناقل) برطانیہ کے وفادار اور خیر خواہ تھے۔

(ایضاح سنت، ص ۱۱۱، عمر اکادمی)

میں دیوبندیوں سے پوچھتا ہوں کہ جب دیوبندی انگریز کے ایجنٹ نہیں تھے تو کیا تذکرۃ الرشید کے حوالے غلط ہیں، اگر غلط ہیں تو اس میں تاویل کیوں کی جاتی ہے، عاشق الٰہی میرٹھی کو برطانیہ کا وفادار کیوں کہا جاتا ہے، اور اگر غلط نہیں ہیں اور یقیناً نہیں ہے تو بھلے جتنی بار بھی عاشقِ الٰہی میرٹھی کو برطانیہ کا وفادار کہہ لو تمہارے اکابرین انگریز کے وفادار اور ایجنٹ ہی رہیں گے ناظرین کی تھوڑی سی توجہ ان حوالوں کی طرف بھی کر دوں جن کی وجہ سے دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز نے اپنے بزرگ عاشق الٰہی میرٹھی کو برطانیہ کا وفادار لکھا۔

عاشق الٰہی میرٹھی کا وہ سچ جس کی وجہ سے دیوبندیوں نے اسے برطانیہ کا وفادار کہا:

چنانچہ عاشقِ الٰہی میرٹھی صاحب لکھتے ہیں:

ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی (گنگوہی از ناقل) اپنے رفیق جانی مولانا قاسم العلوم اور طبیب روحانی اعلیٰ حضرت حاجی صاحب نیز حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ

تھے بندوقچیوں سے مقابلہ ہو گیا، یہ نبرد آزما دلیر جتھا اپنی سرکار کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے یا ہٹ جانے والا نہ تھا اس لیے اٹل پہاڑ کی طرح پر جما کر ڈٹ گئے، اور سرکار پر جاں نثاری کے لیے تیار ہو گیا۔

(تذکرۃ الرشید، جلد اول، ص ۷۴، کتب خانہ اشاعت العلوم سہارنپور)

ایک اور مقام پر عاشقِ الٰہی میرٹھی صاحب لکھتے ہیں:

جب بغاوت و فساد کا قصہ فرو ہوا اور رحمدل گورنمنٹ کی حکومت نے دوبارہ غلبہ پا کر باغیوں کی سرکوبی شروع کی تو۔۔۔

(تذکرۃ الرشید، جلد اول، ص ۷۶، کتب خانہ اشاعت العلوم سہارنپور)

ایک اور مقام پر عاشقِ الٰہی میرٹھی صاحب لکھتے ہیں:

۔۔۔۔وہ سال تھا جس میں امام ربانی قدس سرہ پر اپنی سرکار سے باغی ہونے کا الزام لگایا گیا اور مفسدوں میں شریک رہنے کی تہمت باندھی گئی۔۔۔۔۔

(تذکرۃ الرشید، جلد اول، ص ۷۳، کتب خانہ اشاعت العلوم سہارنپور)

ایک اور مقام پر عاشقِ الٰہی میرٹھی صاحب لکھتے ہیں:

حضرت امام ربانی قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب قدس سرہ کو اس سلسلہ میں امتحان کا بڑا مرحلہ طے کرنا تھا اس لیے گرفتار ہوئے اور چھ مہینے حوالات میں بھی رہے آخر جب تحقیقات اور پوری تفتیش و چھان بین سے کالشّمس فی نصف النہار ثابت ہو گیا کہ آپ پر جماعت مفسدین کی شرکت کا محض الزام ہی الزام اور بہتان ہی بہتان ہے اسوقت رہا کیے گئے۔

(تذکرۃ الرشید، جلد اول، ص ۷۹، کتب خانہ اشاعت العلوم سہارنپور)

ایک اور مقام پر عاشقِ الٰہی میرٹھی صاحب لکھتے ہیں:

جیسا کہ آپ حضرات اپنی مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے تا زیست خیر خواہ ہی ثابت رہے ہاں چندروز کی تفریق بین الاحباب مقدر تھی وہ اٹھانی پڑی سو اٹھائی۔

(تذکرۃ الرشید، جلد اول، ص، ۷۹، کتب خانہ اشاعت العلوم سہارنپور)

قارئین! یہ وہ حوالے ہیں جن کی وجہ سے دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب نے عاشقِ الٰہی میرٹھی صاحب کو برطانیہ کا وفادار اور خیرخواہ لکھا بہرحال ان حوالوں نے بھی دیوبندیوں کی انگریز دوستی کی خوب سے خوب تر وضاحت کردی کہ دیوبندی انگریز کے خلاف جہاد کرنے کے لیے تیار نہیں تھے بلکہ دیوبندیوں نے انگریز کے خلاف جہاد کرنے والوں کے خلاف جہاد کیا اور یہ ان کا پرانا طریقہ ہے کہ سید احمد قتیل اور اسماعیل قتیل بالا کوٹی نے بھی مسلمانوں کے خلاف جہاد کیا اور گنگوہی ونانوتوی وضامن نے بھی انگریز سے مل کر مسلمانوں کے خلاف جہاد کیا یہ بات بالکل واضح ہے اور اس میں کوئی اخفاء نہیں ہے کیونکہ عاشق الٰہی میرٹھی نے لکھا ہے کہ

''اپنی سرکار کے مخالف باغیوں کے سامنے بھاگنے......

اس مقام پر دیکھئے کہ دیوبندیوں کے ان مولویوں نے سرکار کے مخالف باغیوں سے جہاد کیا اب دوسرے حوالے کی طرف نظر کیجئے وہاں آپ کو نظر آئے گا کہ:

''رحمدل گورنمنٹ نے دوبارہ غلبہ پا کر باغیوں کی سرکوبی شروع کی''۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ انگریزوں نے باغیوں کے خلاف کارروائی کی اور دیوبندی اکابرین بھی باغیوں سے لڑے کوئی بھی عقل سے پیدل اور گنگوہی سے بھی زیادہ اندھا یہ نہیں کہے گا کہ انگریزوں نے اپنے خلاف کارروائی کی جب دیوبندی اکابرین باغیوں سے لڑے اور انگریز نے بھی باغیوں کے خلاف کارروائی کی تو یہ بات چیخ چیخ کر کہہ رہی ہے کہ دیوبندیوں نے انگریز کے خلاف جہاد نہیں کیا بلکہ مسلمانوں کے خلاف جہاد کیا اور دیوبندی تاریخ کے اس روشن باب کو اپنی مکاری وعیاری سے سیاہ نہیں کر سکتے کہ اپنے اکابرین کو انگریز کا مخالف کہہ کر ان پر بہت بڑا ابہتان باندھیں۔

دیوبندی مانیں یا نہ مانیں یہ بات خود ان ہی کی کتابوں سے ثابت ہے کہ دیوبندیوں کے سید احمد قتیل بالا کوٹی سے لے کر آخری دیوبندی تک سب کے سب انگریز کی پیداوار انگریز کی نمک حلالی کرنے والے اور انگریز کے اشاروں پر ناچنے والے تھے۔

آج کل کے دیوبندی یہ کہتے ہیں کہ دیوبندی اکابرین نے انگریز کے خلاف بغاوت کی جب کہ ان کے بزرگ یہ کہتے ہیں:

اور گوشہ نشین حضرات پر بھی بغاوت کا الزام لگایا۔

(تذکرۃ الرشید، جلد اول، ص، ۷۶، کتب خانہ اشاعت العلوم سہارنپور)

قارئین دیوبندیوں کے اپنے بزرگ لکھ رہے ہیں کہ ان پر محض الزام تھا حقیقت میں انہوں نے انگریز کی بغاوت کرنا تو دور کی بات کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا ہوگا۔

مزید لکھتے ہیں:

حالانکہ یہ کمبل پوش نفس کش حضرات فسادوں سے کوسوں دور تھے۔

(تذکرۃ الرشید، جلد اول، ص، ۷۶، کتب خانہ اشاعت العلوم سہارنپور)

اس مقام پر عاشق الٰہی میرٹھی نے جان بوجھ کر الفاظ کا ہیر پھیر کیا ہے، اس کو لکھنا چاہیے تھا کہ یہ حضرات دیوبند فسادوں اور فسادیوں (یعنی انگریز کے خلاف جہاد کرنے والوں) سے کوسوں دور اور انگریز کی گودی میں لوریاں سن کر سونے والے تھے بہرحال دیوبندی جو بھی کہیں ان حوالہ جات سے روز روشن سے زیادہ واضح ہوگیا کہ دیوبندی اکابرین انگریزوں کے موافق مسلمانوں کے مخالف تھے بجائے انگریزوں کے مسلمانوں سے جہاد کرتے تھے اور انگریزی حکومت کو رحمدل گورنمنٹ سے یاد کرتے تھے۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے بارے میں بک بک کرنے والا بدبخت، بےشرم، بےحیاء، کذاب، مفتری، خائن ٹولہ دیکھ لے کہ ان کے اپنے اکابر نے انگریزی گورنمنٹ کو رحمدل گورنمنٹ کہا ہے میں تمام دیوبندیوں سے کہتا ہوں کہ صرف ایک صاف اور

صریح حوالہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کا دکھا دو باقی جو تم پیش کرتے ہو وہ کذب، دھوکہ، فراڈ، افتراء، خیانت، تحریف کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

دیوبندی جہاد کی کہانی خود انہی کی زبانی:

انگریز کے خلاف جہاد کی دیوبندیوں کے پاس سب سے بڑی دلیل وہ شاملی کا واقعہ ہے جہاں عاشق و معشوق اپنے ہتھیار لئے لڑنے گئے تھے لیکن اس واقعہ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے دیوبندی مولوی لطیف اللہ لکھتا ہے:

مختلف حقائق وشواہد سے یہ حقیقت بے غبار ہو چکی ہے کہ حاجی صاحب، مولانا نانوتوی، اور مولانا گنگوہی ۱۸۵۷ کے واقعات میں شریک نہ تھے۔ نہ سرکاری دستاویزات میں ان حضرات کے ناموں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ **اگر اس مفروضے میں ذرہ برابر حقیقت ہوتی تو انگریز اس دور میں جس ذہنی اور نفسیاتی کیفیت میں مبتلا تھا، ان حضرات کو یقیناً اذیت پہنچانے سے دریغ نہ کرتا**۔ مولانا گنگوہی پر مقدمہ قائم ہوا لیکن بری کر دیئے گے۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ حضرت علیہ الرحمہ نہ واقعات میں شریک تھے نہ لائق سزا قرار دیئے گئے تھانہ بھون اور شاملی کا واقعہ قاضی عنایت علی کے بھائی کی سزائے موت کے خلاف ایک انتقامی کاروائی تھی جو دہلی پر انگریزوں کے دوبارہ قبضے سے چار دن قبل وقوع پذیر ہوئی ورنہ چار ماہ تک (۱۱/ مئی تا ستمبر ۱۸۵۱ء) تھانہ بھون میں ہر طرح کا امن وسکون تھا۔ چار ماہ تک کسی جہادی سرگرمی کا ثابت نہ ہونا دلیل اس امر کی ہے کہ اہل تھانہ بھون اس شورش کو جہاد تصور نہیں کرتے تھے، نہ حاجی صاحب، نہ قاضی عنایت علی، نہ اس صورت حال سے جہاد کا حقیقی دینی تصور پیدا ہوتا ہے۔۔۔۔

(انفاس امدادیہ، ص، ۱۰۶، ۱۰۷، ادارہ نشر المعارف کراچی)

اب تو دیوبندیوں کو کسی بڑے۔۔۔۔ میں ڈوب مرنا چاہیئے دوسروں پر بکواس کرنے والوں کے اپنے علماء کے کرتوت کیا ہیں اس حوالے سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اکابرین دیوبند

ہی انگریز کے چیلے چپاٹے تھے اور یہی سب کچھ کروا رہے تھے دیوبندی مولوی لطیف اللہ کا خط کشیدہ جملہ بھی قابل غور ہے ایک اور حوالہ بھی دیکھ لیں۔

دیوبندیوں کے جہاد کے متعلق ان کے امام الہند آزاد کا انکشاف:

چنانچہ دیوبندیوں کے امام الہند ابوالکلام آزاد صاحب اسماعیل اور سید احمد قتیل بالاکوٹی صاحب کے بارے میں اپنے خاندانی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں۔

جب دیکھا کہ دین جدید کی وجہ سے پیری مریدی کا رنگ پھیکا پڑنے لگا ہے اور علماء اہلسنت کی مقاومت روز بروز بڑھتی جاتی ہے تو جلب زر کی نئی راہ پیدا کرنے اور لوگوں کی توجہ فتنے کی طرف سے ہٹانے کے لیے جہاد کا غلغلہ بلند کیا گیا، اور سید احمد کی امامت کا اعلان کیا گیا، اس پر خوب ہن برسنے لگے، جوق در جوق احمق دام میں پھنسنے لگے، ہزاروں روپیہ کی ہنڈیاں آنے لگیں اور مجاہدین کا غول لے کے سکھوں سے لڑنے کے لیے روانہ ہوئے، سکھوں سے کیا لڑنا تھا۔ خود مسلمانوں کو مشرک و بدعتی بنا کر دین جدید کا فتنہ پھیلانا تھا۔ سرحد میں پہنچ کر خود مسلمانوں سے لڑنا شروع کر دیا۔

آخر جب غیرت مند سرحدی جوش میں آئے اور سلطان محمود خان غیرت دینی سے آمادہ مقابلہ ہوا تو جان بچا کر بھاگنا چاہا مگر اس نے مہلت نہ دی اور سب کا قلع قمع کر دیا، مریدوں نے سوچا کہ پیروں کا قتل تو خود مسلمانوں کے ہاتھوں سے ہوا ہے جہاد و شہادت کی جگہ مسلمانوں کے ہاتھ سے ہلاکت نصیب ہوئی، اب کس طرح بنانی چاہیے؟ تب یہ سازش کی کہ سکھوں سے ایک فرضی لڑائی کا افسانہ گھڑا اور مسلمانوں کے لوٹنے کے لیے یہ مشہور کیا کہ سکھوں سے لڑتے ہوئے میدان جہاد میں سید احمد اور مولوی اسماعیل شہید ہوئے لیکن اب وہ پھر زندہ کیے جائیں گے اور بھیجے جائیں گے تا کہ سکھوں سے پنجاب کو نجات دلائیں، چنانچہ کچھ دنوں کے بعد سرحد کے ایک پہاڑ کی چوٹی پر کھال میں بھوسہ بھر کے ایک ڈھانچہ تیار کیا گیا اور سید احمد کے کپڑے پہنا کر مشہور کیا

گیا کہ وہ زندہ وسلامت مشغول مراقبہ ہیں، اس طرح پھر از سرنو اپنی دکان جمالی!

(آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی، ص، ۲۷۵، مکتبہ جمال لاہور)

ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہے کہ دیوبندیوں کے امام الہند ابوالکلام آزاد کا موقف بعد میں کیا تھا لیکن جب تک ان کے ذہن میں دیوبندیت کا ناسور نہیں گھسا تھا ان کے نزدیک بھی یہی تھا اور یہ عبارت چیخ چیخ کر اسمٰعیل وسید احمد قتیل بالاکوٹی کے جہاد کی کہانی سنا رہی ہے اور بتا رہی ہے کہ دیوبندیوں کے امام الہند آزاد کے خاندانی حالات وواقعات اور تمام علماء دہلی کے تاثرات یہی تھے۔

اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی کا مسلمانوں سے جہاد دیوبندی اقرار:

اور تاریخ بھی اس بات پر شاہد ہے اور تو اور خود دیوبندیوں کی کتب میں لکھا ہے کہ اسماعیل و سید احمد قتیل بالاکوٹی صاحب نے پہلا جہاد یار محمد خان حاکم یاغستان سے کیا۔

چنانچہ عاشق الٰہی میرٹھی صاحب لکھتے ہیں:

سید صاحب نے پہلا جہاد مسمّی یار محمد خان حاکم یاغستان سے کیا تھا۔

(تذکرۃ الرشید، جلد اول، ص، ۲۷۰، کتب خانہ اشاعت العلوم سہارنپور)

اسی طرح اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

سید صاحب نے پہلا جہاد یار محمد خان حاکم یاغستان سے کیا تھا۔

(حکایات اولیاء، ص، ۱۰۶ ادارالاشاعت کراچی)

دیوبندی اکابرین نے حاکم یاغستان یار محمد کو کیوں قتل کیا:

اس بیچارے کا قصور کیا تھا اس کے بارے میں دیوبندیوں کے معتبر و مستند مورخ جعفر تھانسیری صاحب لکھتے ہیں

جب اس تقریر میں وہ لاجواب ہوئے پھر وہی پہلا سوال پیش کیا کہ تم نے سردار یار محمد خان

کو کس واسطے قتل کیا، میں نے کہا کہ سردار مذکور نے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت امامت کر کے پھر سید صاحب سے بغاوت کی تھی، باغی کا قتل کرنا شرعاً جائز ہے۔ مسئلہ باغیوں کا کتب فقہ میں موجود ہے اس میں دیکھ لو، پھر انہوں نے کہا کہ سردار یار محمد خان نے کیا بغاوت کی تھی میں نے جواب دیا کہ پشاور سے فوج کشی کر کے تمام ہند میں سید صاحب سے لڑنے کو نہیں گیا تھا اس سے زیادہ اور کیا بغاوت ہوگی، اس تقریر کو سن کر پھر وہ مجلس لاجواب ہوگئی اور میں رخصت ہو کر ڈیرے کو چلا آیا۔

(حیات سید احمد شہید، ص، ۲۷۶، نفیس اکیڈمی کراچی)

انگریز سے جہاد جہاد کی رٹ لگانے والوں کا حال دیکھا آپ نے انہوں نے انگریزوں سے کیا جہاد کرنا تھا یہ تو خود انگریز کی ہڈی پر پلنے والے تھے اور ان کی دعوتیں اڑانے والے تھے اگر کسی دیوبندی کو اس کا علم نہ ہو تو ہم سے پوچھے ہم اس کو بتائیں گے۔

جیل اور دیوبندی اکابرین:

دیوبندی اپنے آباء کا گند دھونے کے لئے یہ دلیل دیتے ہیں کہ ہمارے اکابرین نے جیلوں کی سزا کاٹی، انگریز نے ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے وغیرہ وغیرہ اس کا بھانڈا پھوڑتے ہوئے دیوبندیوں کے حکیم العصر صاحب اپنے ہی ایک بزرگ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

تو ان کے سامنے میری موجودگی میں اس واقعہ کا تذکرہ آگیا کہ جی حضرت شیخ الہند صاحب کے ساتھ بڑی زیادتی کی گئی کہ لوہا گرم کر کے ان کے بدن کے اوپر لگایا گیا۔ تو مولانا عزیز گل کو یہ بات سن کر اتنا غصہ آیا کہ آنکھیں سرخ ہوگئیں۔ ویسے تو پہلے ہی ان کا چہرہ بہت ہی سرخ تھا تو جب غصہ آگیا تو ایسے نظر آیا جیسے چہرہ سے شعلے نکل رہے ہیں۔ فرمانے لگے کون کہتا ہے کہ انگریز نے اس طرح کا معاملہ کیا، حضرت کا تو اتنا احترام اللہ نے قائم کیا تھا کوئی انگلی نہیں ہلا سکا۔ ہم ان کے خادم تھے ہمیں کسی نے کچھ نہیں کہا تو شیخ الہند کو کسی نے کیا کہنا تھا؟ یہ سب غلط بات ہے۔

کچھ آگے جا کر لکھتا ہے:

تو حضرت شیخ الہند کے متعلق اس قسم کے قصے جو عام طور پر بیان ہوتے ہیں حضرت مولانا عزیز گل صاحب نے بڑی شدت سے اس کا انکار کرتے ہوئے تردید کی ہے اور کہا ہے کہ بالکل غلط کہتے ہیں۔ان کے سامنے تو ہر کسی کی گردن جھکتی تھی ہر کوئی ان کا احترام کرتا تھا جیل میں ضرور تھے لیکن کسی سزا یا تکلیف کا کوئی معاملہ نہیں کیا گیا

(خطبات حکیم العصر، جلد اول ص ۲۵۶، مکتبہ شیخ لدھیانوی)

دیوبندی مولوی رشید الدین حمیدی حسین احمد کانگریسی کے جیل میں مزے، سکون اور چین کے بارے میں اس کا اپنا قول یہ "جیل کا سکون مجبور کرتا ہے کہ یہاں سے نکلنے کی دعا نہ کروں" **ہیڈنگ دینے کے بعد لکھتے ہیں:**

میں بلا تکلف واقعی طور پر عرض کرتا ہوں کہ مجھ کو یہاں پر کسی قسم کی کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔۔۔۔۔مجھ کو بفضلہ تعالی جو یہاں سکون واطمینان حاصل ہے وہ عقلی مربعہ میں مجھے مجبور کرتا ہے کہ یہاں سے نکلنے کی دعا تک نہ کروں خواہش اور کوشش تو درکنار۔۔۔میں قسمیہ کہتا ہوں کہ میرے لئے یہ قید رحمت ہی رحمت ہے۔

(معارف وحقائق، ص ۱۹۶، زمزم پبلشرز کراچی)

حوالے تو اور بھی ہیں مگر اسی پر یہ کہہ کر اکتفاء کرتا ہوں کہ جب دیوبندی خود کہتے ہیں کہ:

جب ۱۸۵۷ء کا ہولناک حادثہ ہوا تو حکومت برطانیہ نے ہر اس شخصوں کو تختہ دار پر لٹکا دیا یا گولی کا نشانہ بنادیا جس کے متعلق ذرا بھی شبہ تھا۔

(پچاس جلیل القدر علماء، ص ۳۵، مکتبہ المیزان لاہور)

توان دیوبندیوں کو جو انگریز کے مخالف اور اس سے جنگ کرنے والے جیل میں اتنا سکون، راحت، چین، آرام ورحمت ہی رحمت کہاں سے ملی، دال میں کالا ہے یا دیوبندیوں کی دال ہی کالی

ہے کہ عوام کو تاریخ مسخ کر کے بیوقوف بنانے کے چکر میں ہیں۔

دیوبندیوں کی انگریز دوستی کے مزید چند حوالے

انگریزی حکومت کی اطاعت "اولی الامر" سے ثابت۔۔دیوبندی اقرار

دیوبندی مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب اپنے ایک بزرگ کا قول لکھتے ہیں:

ایک بہت بڑے عالم جن کا اب انتقال ہوگیا دیوبند میں خود مجھ سے فرمایا کہ جلسہ میں بیان ہوا اس میں انگریزوں کی اطاعت وفرمانبرداری "اولی الامر منکم" سے ثابت کی جائے۔

(ملفوظات حکیم الامت، جلد ۵، ص ۹۸، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

انگریزی حکومت اللہ کی رحمت دیوبندی اقرار:

دیوبندی مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صاحب کے حوالے سے دیوبندی مفتی عزیز الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں:

میرے خیال میں تو خدا کی رحمت مسلمانوں پر ہوئی کہ انگریز آئے اور انہوں نے سکھوں کا قلع قمع کیا اور ایک مہذب سلطنت قائم کی۔

(تذکرۂ شیخ الہند، ص ۲۹۰، مجلس یادگار شیخ الاسلام پاکستان)

گنگوہی کا علی الاعلان انگریز کی حمایت کرنا:

دیوبندی مفتی عزیز الرحمٰن صاحب مزید لکھتے ہیں:

جب (بانی ندوہ) مولوی محمد علی صاحب مونگیری تشریف لائے اور انہوں نے فرمایا کہ "ہم نے یہ جمعیت اس لئے قائم کی ہے کہ اس حکومت پر دباؤ ہو" اور حضرت گنگوہی کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے صاف فرمایا کہ "ان سے برملا کہہ دو کہ ہم تمہارے ساتھ نہیں اور علی الاعلان مخالفت کرو"

ادھر حضرت گنگوہی کا فتوی غالباً آپ نے دیکھا ہوگا، اور نہ دیکھا ہو تو اب دیکھ لیجئے اس سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ حضرت ان شورشوں کے کس قدر مخالف تھے۔

(تذکرۂ شیخ الہند، ص۲۹۲، مجلس یادگار شیخ الاسلام پاکستان)

حکومت برطانیہ کے خلاف بغاوت کرنا دیوبندی قانون کے خلاف:

دیوبندی اکابرین کی مصدقہ کتاب میں پروفیسر ایوب دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

۲۲ مئی کو نماز جمعہ کے بعد مولانا احسن صاحب نے بریلی کی مسجد نومحلّہ میں مسلمانوں کے سامنے ایک تقریر کی اور اس میں بتایا کہ حکومت سے بغاوت کرنا خلافِ قانون ہے۔

(مولانا احسن نانوتوی، ص،۵۰، مطبوعہ جاوید پریس کراچی)

یہ کتاب دیوبندیوں کے بہت بڑے علامہ مفتی محمد شفیع دیوبندی کے تعارف اور مولانا عبد الرشید دیوبندی کے پیش لفظ کے ساتھ چھپی ہے احسن نانوتوی صاحب جنہوں نے اپنی تقریر میں حکومت سے بغاوت کو دیوبندی اصول اور قانون کے خلاف کہا ہے، جب انگریزوں سے بغاوت کرنا اور ان سے لڑنا دیوبندی قانون کے خلاف ہے تو پھر ہم دیوبندیوں سے بانگ دہل پوچھنا چاہتے ہیں کہ وہ اس بات کا دعویٰ ہی کیوں کرتے ہیں جو ان کے اپنے اصول و قانون کے خلاف ہو، بہرحال جب اس دیوبندی مولوی نے یہ تقریر کی کہ ہمارے قانون و اصول کے مطابق انگریز حکومت سے بغاوت کرنا درست نہیں ہے اس پر مسلمانوں کے جذبات کیا تھے، ملاحظہ فرمائیں۔

چنانچہ دیوبندی پروفیسر ایوب قادری صاحب لکھتے ہیں:

اس تقریر نے بریلی میں ایک آگ لگا دی اور تمام مسلمان مولوی احسن نانوتوی کے خلاف ہو گئے اگر کوتوال شہر شیخ بدرالدین کی فہمائش پر مولانا بریلی نہ چھوڑتے تو ان کی جان کو بھی خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔

(مولانا احسن نانوتوی، ص،۵۱، مطبوعہ جاوید پریس کراچی)

یہ دیوبندی مولوی مسلمانوں میں بیٹھ کر انگریز کی وفاداری اور نمک حلالی کی جب باتیں کرتا تھا اور ان سے لڑنے بھڑنے کو خلاف قانون بتاتا تھا اس نے جب یہ تقریر کی تو بریلی میں گویا آگ لگ گئی تمام مسلمان اس دیوبندی مولوی احسن نانوتوی کے خلاف ہو گئے کتنا واضح ہو گیا کہ دیوبندی مولوی انگریز کے ایجنٹ تھے اس کے وفادار تھے اور مسلمانوں میں تقریریں کر کر کے مسلمانوں کو بھی انگریز کا وفادار بناتے تھے۔ دیوبندی مولوی ہم سے اور کس طرح کا حوالہ مانگتے ہے، اتنے واضح حوالے ہیں جن میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں ہے، ان کے ہوتے ہوئے بھی دیوبندی اکابرین کو انگریز کا مخالف کہنا ایسے ہے جیسے کوئی دن کو رات اور رات کو دن کہے۔

دیوبندی اپنی مہربان سرکار کے دلی خیرخواہ:

دیوبندی انگریزی حکومت کے دلی خیرخواہ تھے اس کا اقرار کرتے ہوئے عاشقِ الٰہی میرٹھی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

اور جیسا کہ آپ حضرات اپنی مہربان سرکار کے دلی خیرخواہ تھے تازیست خیرخواہ ہی ثابت رہے۔

(تذکرۃ الرشید، جلد اول، ص،۷۶، کتب خانہ اشاعت العلوم سہارنپور)

ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ دیوبندی اکابرین شروع سے لے کر آخر تک گورنمنٹ برطانیہ کے خیرخواہ، وفادار ہی رہے ہمارے خلاف کچھ بولنے سے پہلے اپنے دیوبندی مولویوں کے بارے میں کچھ لب کشائی کرو، جو سرتاپا انگریز کی خیرخواہی و وفاداری میں غرق تھے۔

مولوی اشرفعلی تھانوی انگریز کو آرام پہنچانے کے چکر میں:

دیوبندی مولوی ہمیشہ آرام اور سکون سے زندگی گزارتے رہے، اور انگریز نے اپنی وفاداری اور خیرخواہی کے بدلے میں دیوبندی اکابرین کو بہت آرام بہت چین اور سکون دیا۔

اشرفعلی تھانوی سے کسی نے سوال کیا:

اگر تمہاری حکومت ہو جائے تو انگریز کے ساتھ کیا برتاؤ کرو گے۔

تو تھانوی صاحب جواب میں کہتے ہیں:

محکوم بنا کر رکھیں گے کیونکہ جب خدا نے حکومت دی تو محکوم ہی بنا کر رکھیں گے مگر ساتھ ہی اس کے نہایت راحت اور آرام سے رکھا جائے گا اس لئے کہ انہوں نے ہمیں آرام پہنچایا ہے۔

(ملفوظات حکیم الامۃ، جلد۶، ص۸۴، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

للہ انصاف! میرے ذہن میں ایک سوال آ رہا ہے وہ یہ کہ جنہوں نے گولوں اور بندوقچوں سے انگریز کا مقابلہ کیا ہو اور انگریز کے کئی لوگوں کو مارا ہو انگریز کے دشمن ہوں، اس کے باوجود بھی ان کو انگریز آرام دے اور آرام سے رکھے یہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ خود دیوبندی مولوی کا اقرار ہے کہ:

جب ۱۸۵۷ء کا ہولناک حادثہ ہوا تو حکومت برطانیہ نے ہر اس شخصوں کو تختہ دار پر لٹکا دیا یا گولی کا نشانہ بنا دیا جس کے متعلق ذرا بھی شبہ تھا۔

(پچاس جلیل القدر علماء، ص۳۵، مکتبہ المیزان لاہور)

جب دیوبندی خود اقراری ہیں کہ انگریز کو جس کے متعلق ذرا سا بھی شبہ ہوتا اس کو یا تو تختہ دار پر لٹکا دیا یا گولی مار دی لیکن دیوبندی اکابرین جن کا یہ دعوی بلا دلیل ہے کہ انہوں نے انگریز کے خلاف جہاد کیا سب سے آگے دیوبندی اکابر تھے انگریز کے سب سے بڑے دشمن دیوبندی اکابر تھے انگریز سے لڑنے بھڑنے والے دیوبندی اکابر تھے اس کے باوجود بھی انگریز اندھا ہو گیا تھا پاگل اور باؤلا ہو گیا تھا وہ جو ذرا سے شبہ کی وجہ سے بھی مسلمانوں کو تختہ دار پر لٹکا تا تھا گولیوں سے مارتا تھا لیکن جہاد میں اور معرکہ جنگ میں جو اس کا سب سے بڑا دشمن تھا جو اس کی طرف گولے اور بارود پھینک رہا تھا جو اس کی طرف گولیاں چلا رہا تھا جو اس سے لڑ اور بھڑ رہا تھا انگریز اس کو آرام پہنچا رہا تھا اس کو سکون دے رہا تھا اس کے ساتھ تعاون کر رہا تھا کیا یہ حقیقت ہے؟ کیا

یہ حقیقت ہو سکتی ہے کیا کوئی پاگل سے پاگل اور باؤلے سے باؤلا بھی اس کو حقیقت کہہ سکتا ہے ہاں جس کے ذہن میں دیوبندیت کا ناسور گھسا ہو وہ کچھ بھی کہہ سکتا ہے اور کچھ بھی بول سکتا ہے اور کچھ بھی لکھ سکتا ہے وہ کسی بھی افسانوی خیال کو ہیرا پھیری کر کے حقیقت اور حقیقت میں ہیرا پھیری کر کے اسے افسانوی خیال ثابت کر سکتا ہے۔

تصویر کا دوسرا رخ

تصویر کا دوسرا رخ بھی دیکھئے کہ اکابرین دیوبند کا ابھی تھوڑی دیر پہلے جو سب سے بڑا دشمن تھا جس کے خلاف جہاد جہاد کے نعرے لگا رہے تھے جس سے لڑنے اور بھڑنے کی باتیں کر رہے تھے ارے جس نے مسلمانوں کو سرعام قتل کیا خون کی ندیاں بہائیں دیوبندیوں کا حکیم الامت یہ سب باتیں بھول گیا اور آرام طلبی اور سکون طلبی میں اتنا بدمست ہو گیا کہ انگریزوں کو آرام دینے کا بول رہا ہے اور ان کو آرام دینے کے تصورات میں گم ہے کیا کوئی مسلمان یہ سوچ سکتا ہے کیا کوئی مسلمان یہ تصور کر سکتا ہے؟ بلکہ مسلمان کا تصور تو یہ ہو گا اگر اللہ عزوجل نے غلبہ دیا اور اپنی حکومت آئی تو ایک ایک کو اس کے کیے کی سزا دوں گا اور ایک ایک کو سبق سکھاؤں گا لیکن دیوبندیوں کے حکیم الامۃ انگریز سے آرام حاصل کرنے کے بعد ان کو آرام دینے کے چکر میں ہیں اور مسلمان بیچارے تو ان کے لیے کوئی آرام نہیں ان کے لیے کوئی سکون نہیں ان کی مدد کی طرف کوئی پیش قدمی نہیں تف ہے ایسی انگریز پرستی اور انگریز دوستی پر اور ایسے آرام لینے اور دینے پر۔

دار دیو کے اصولوں میں انگریزی حکومت کی وفاداری شامل دیوبندی اقرار:

دیوبندی مولوی عزیز الرحمٰن صاحب اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ایسے چھوٹے چھوٹے رسائل بہ کثرت مفت شایع کرنا جن میں عقائد اسلام کی تعلیم، فرقۂ آریہ کے جوابات اور وفاداریٔ گورنمنٹ کی ہدایات ہوں۔

مزید آگئے جا کے لکھتے ہیں:

پھر جب کہ جلسۂ عام میں ایک تجویز حکومت کی وفاداری کے متعلق بھی پاس کردی گئی ہے تو پھر کسی شک وشبہے کی گنجائش نہیں رہتی۔

(تذکرۂ شیخ الہند، ص۲۲۱، مجلس یادگار شیخ الاسلام پاکستان)

دارالعلوم دیوبند گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف نہیں بلکہ اس کا معاون ومددگار رہے:

دارالعلوم دیوبند کی تعمیر کیسے ہوئی اور یہ مدرسہ کیسے اور کیوں وجود میں آیا اس پر میں ابھی کلام نہیں کررہا بلکہ دیوبندیوں نے جو اقرار کیا ہے اس اقرار کو یہاں بیان کرنا چاہتا ہوں اکابرین دیوبند اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ دارالعلوم دیوبند انگریز حکومت کے خلاف نہیں تھا بلکہ اس کی تمام تر محنتیں انگریز کی مدد اور انگریز کے ساتھ تعاون میں صرف ہوتی تھیں۔

چنانچہ دیوبندی ایوب قادری صاحب لکھتے ہیں:

اس مدرسہ نے یوماً فیوماً ترقی کی ۳۱ جنوری ۱۸۷۵ء بروز یکشنبہ لیفٹنٹ گورنر کے ایک حنفیہ معتمد انگریز مسمی پامر نے اس مدرسہ کو دیکھا تو اس نے اچھے خیالات کا اظہار کیا۔

مزید کچھ آگے جا کر لکھتے ہیں:

(اس انگریز نے کہا از ناقل) جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صرف سے ہوتا ہے وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے، جو کام پرنسپل ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لے کر کرتا ہے وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپیہ ماہانہ کررہا ہے **یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ مدومعاون سرکار ہے۔**

(مولانا احسن نانوتوی، ص،۲۱۷، مطبوعہ جاوید پریس کراچی)

یہ کتاب دیوبندی اکابرین کی مصدقہ ہے اور بہت ہی معتبر کتاب ہے اسی طرح کا واقعہ کتاب ''فخر العلماء'' ص۶۰ پر بھی موجود ہے اور یہ کتاب بھی اکابرین دیوبند کی مصدقہ ہے بہرحال یہ ثابت ہوگیا کہ یہ واقعہ دیوبندی علماء کے نزدیک بہت ہی معتبر ومستند ہے اس مستند ومعتبر

واقعہ میں ان الفاظ ''یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار مدومعاون سرکار رہے'' کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں انگریز نے اقرار کیا ہے کہ یہ مدرسہ حکومت برطانیہ کا مدومعاون ہے۔

ایک دیوبندی نے کہا تھا کہ جی یہ تو انگریز کہہ رہا ہے اگر اس نے کہہ دیا تو کیا ہوا (میں یہاں سوال وجواب نہیں کررہا ورنہ اس دیوبندی کی اتنی دھلائی کرتا کہ گھر ومدرسہ کی راہ ہی بھول جاتا) لیکن یہاں میں ان دیوبندیوں سے پوچھتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے بارے میں ایک انگریز مصنف کا قول پیش کرکے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہو یہاں بھی تو انگریز کہہ رہا ہے اس کو کیوں نہیں مانتے اس پر ایمان کیوں نہیں لاتے وہاں تو نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے انگریز ایجنٹ ہونے پر ایمان لے آئے حالانکہ وہ کتاب ہماری نہیں بلکہ انگریز کی ہے اور یہ نہ صرف ایک کتاب بلکہ تمہارے اکابر کی دو دو مصدقہ کتابیں ہیں اور پھر ان دونوں حوالوں میں ''بون عظیم'' ہے کہ انگریز کا حوالہ جب بھی بیان کیا جاتا ہے علماء اہلسنت اس کی تردید کرتے ہیں جب کہ اس واقعہ کا کسی بھی دیوبندی نے انکار نہیں کیا اور کر بھی کیسے سکتے ہیں جب کہ اتنے اکابرین دیوبند اس پر ایمان لا چکے۔ بہرحال دارالعلوم دیوبند کل بھی انگریز کا حامی وناصر مدد اور معاون تھا اور آج بھی ہے اور یہ ایسی حقیقت ہے جس کا کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا ایک اور حوالہ بھی دیکھ لیجئے۔

چنانچہ دیوبندیوں کے امام انقلاب عبید اللہ سندھی صاحب اپنے ایک خط میں مالکان دارالعلوم دیوبند کے بارے میں لکھتے ہیں۔

مالکان مدرسہ سرکار کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔

(تحریک شیخ الہند، ص،۳۵۸، مکتبہ رشیدیہ کراچی)

اتنے کھلے اور واضح حوالوں کے باوجود بھی اگر دیوبندی انگریز کے خدمت گزار اور نمک حلال اور مدومعاون ثابت نہیں ہوں گے تو پھر ہمارے خلاف ادھر ادھر کے پھسپھسے حوالے پیش

کرتے ہوئے حیاء کو کہاں پھینک دیتے ہیں شرم کو کیوں خیر آباد کر دیتے ہیں، غیرت کا جنازہ کیوں نکال دیتے ہیں دیوبندیوں کو کسی کے خلاف بولنے سے پہلے اپنے بزرگوں کے کرتوتوں اور انگریز کی وفاداری و خیر خواہی کو سامنے رکھنا چاہیے اور اتنے واضح حوالوں کے ہونے کے باوجود دوسروں پر بہتان بازی سے باز نہ آنا علماء دیوبند کا طرہ امتیاز اور تمغہ ایمانی ہے۔

دیوبندیوں کو انگریز کی خدمت سے کیا ملا:

دیوبندی موموی اسعد اپنے بانی دار العلوم نانوتوی کے بیٹے محمد احمد کے بارے میں لکھتا ہے:

ملاحظہ ہو ایک اور دلیل حکومت وقت کی عظیم نوازش کی ، ارباب اہتمام کے معتمد مولانا مناظر احسن گیلانی رقم طراز ہیں:

اللہ اللہ وہ کتنی کڑی اور سخت گھڑی تھی جب حکومت قائمہ (برطانیہ) کی طرف سے حضرت مفتی محمد احمد صاحب کے نام یہ فرمان، مدرسہ آیا کہ نہری علاقہ میں زمین کا ایک بڑا سرسبز وشاداب رقبہ آپ کی خدمت میں حکومت پیش کرتی ہے۔ شاید سیکڑوں ہی ایکڑ یا بیگھے پر حکومت کا یہ رقبہ مشتمل تھا، مشورے کی مجلس میں جس میں حکومت کا یہ فرمان غور خوض کے لئے پیش ہوا، اس فقیر کو بھی بلا کر شریک کرلیا گیا تھا قبول کیا جائے یا نہ کیا جائے؟ اس پر دیر تک بحث ہوتی رہی۔ آخر میں طے یہی ہوا کہ قبول کرنے کی صورت میں مدرسہ کے اہتمام سے رشتہ حافظ کو منقطع کرنا پڑے گا۔ الخ (ماہنامہ دار العلوم، شوال ۱۳۷۲ھ)

چونکہ اس عطیۂ برطانوی کو قبول کر لینے کی صورت میں دار العلوم کا اقتدار واہتمام جا رہا تھا جیسا کہ شریک مجلس مولانا گیلانی اطلاع دے رہے ہیں۔ اس لئے ایک وفد صورت حال کی نزاکت سے حکومت کو آگاہ کرنے کے لئے روانہ ہوا ، چنانچہ حکومت وقت نے ایک ایسی خوبصورت راہ دی کہ عطیۂ شاہی سے بھی فیضیابی ہوتی رہے اور دار العلوم کے اہتمام پر بھی آنچ نہ آئے ، یعنی حکومت کے اشارے پر نظام حیدر آباد نے مفتی اعظم کے منصب کو تفویض کر کے اچھی

خاصی رقم بنام وظیفہ جاری کر دی جو آج کل کے بیسیوں ہزار پر بھاری تھی اور گھر کے ہر ہر فرد کو پچاس پچاس روپے کا عطیہ مزید براں ، یہ سلسلہ ۱۳۴۱ء۔۔۔۔تک جاری رہا۔

(امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی اور ان کے ناقد ، ص، ۵۴۹، مکتبہ ندوۃ الفکر)

مزید لکھتا ہے

ان سارے دلائل اور شواہد سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ ایک طرف تو حضرت شیخ الہند اور ان کے رفقا ہر طرح کے خطرات کو مول لے کر حکومت برطانیہ سے حق خود اختیاری اور آزادی ملک کی جنگ لڑ رہے تھے ، دوسری جانب ارباب اہتمام حکومت سے وفاداری جتانے کے لئے گورنر کو دعوتیں دے کر ان کی مدح اور ستائش میں قصیدے اور ایڈریس پیش کر رہے تھے اور اس کے صلہ میں عطیات وخطبات سے نوازے جا رہے تھے۔

(امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی اور ان کے ناقد ، ص، ۵۴۹، مکتبہ ندوۃ الفکر)

دار العلوم دیوبند کے مہتمم کو برطانوی وظیفہ ملتا تھا دیوبندی مفتی کا اقرار:

دیوبندی مفتی عزیز الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں:

حضرت شیخ الہند بھی ان حضرات (ارباب اہتمام) سے مطمئن نہیں تھے کیونکہ حکومت ہند نے جب حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب کو ''شمس العلماء'' کا خطاب دیا اور ان کا ڈھائی سو روپیہ ماہانہ بہ طور وظیفہ مقرر کر دیا تو حضرت شیخ الہند کو اس سے تکلیف ہوئی۔

(تذکرہ شیخ الہند ، ص، ۲۷۹، مجلس یادگار شیخ الاسلام پاکستان)

دار العلوم دیوبند کی زمین انگریز کا عطیہ دیوبندی مفتی کا اقرار

دیوبندی مفتی سعید خان صاحب اس حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے کہتے ہیں:

دار العلوم دیوبند کی جو پہلی تعمیر ہوئی ہے اس کے لئے ضروری اراضی بانیٔ دار العلوم کو انگریزی حکومت نے عطا کی تھی نہ صرف یہ بلکہ اس کی تاسیس میں انگریزی حکومت کے کارندے

بھی شریک تھے۔

اس قول کی مزید وضاحت ایک دیوبندی کرتے ہوئے کہتا ہے:

ان کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ خود انگریزی حکومت کے تعاون واشتراک سے دارالعلوم کا باضابطہ قیام عمل میں آیا

(مجلّہ صفدر، شمارہ نمبر۱۴، اپریل ۲۰۱۲، ص،۲۰)

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

میں ان حوالوں پر تبصرہ کئے بغیر آگے بڑھتا ہوں اور اس پر تبصرے کا حق ہر قاری کو دیتا ہوں۔

قارئین! ہمارے پاس حوالے اور بھی ہیں لیکن حیاء والوں کے لیے اتنا کافی ہوتا ہے اور بے حیاء کے لیے سرکار علیہ السلام کا فرمان **اذالم تستح فاصنع ماشئت** کافی ووافی ہے۔

قارئین کرام! اسمعیل قتیل بالاکوٹی کے افتراق وانتشار کی کہانی آپ پڑھ چکے اب دیوبندیوں کے اوراکابرین کی اس امت کولڑوانے، بھڑوانے کی داستان ان ہی کے علماء سے سن لیجئے

قاسم نانوتوی دیوبندی کا فتنہ

تقویۃ الایمان اور اسمعیل قتیل بالاکوٹی کا فتنہ ابھی ختم نہیں ہوا تھا کہ سرکار ﷺ کی ختم نبوت پر حملہ کرنے اور مسلمانوں کے اس مضبوط و مستحکم عقیدے کو خراب کرنے کے لیے دیوبندی مولوی قاسم نانوتوی کھڑا ہوا اور سرکار ﷺ کی ختم نبوت کا منکر ہو کر مرزا قادیانی کے لیے راہ ہموار کرنے کے لیے ''تحذیر الناس'' لکھ کر امت مسلمہ کے عقیدہ ختم نبوت کو پاش پاش کیا اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اسمعیل قتیل بالاکوٹی کی طرح دیوبندی مولوی قاسم نانوتوی بھی اکیلا تھا اور اس کے ساتھ بھی عبدالحی صاحب تھے جیسا کہ قتیل بالاکوٹی کے ساتھ بھی عبدالحی تھا چنانچہ دیوبندیوں کے **حکیم الامت اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:**

''جس وقت مولانا نے تحذیر الناس لکھی ہے کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحئی صاحب کے''

(ملفوظات حکیم الامت، جلد۵ ص،۲۹۷، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

اپنی ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں:

''مولانا عبدالحئی صاحب لکھنوی کو ہمارے بزرگوں سے بہت تعلق تھا۔ اسی طرح جب مولانا قاسم صاحب نے کتاب تحذیر الناس لکھی تو سب نے مولانا محمد قاسم صاحب کی مخالفت کی مگر مولانا عبدالحئی صاحب نے موافقت میں رسالہ لکھا مگر دونوں میں یہ تفاوت ہے کہ مولانا قاسم صاحب کے رسالہ میں درایت کا رنگ غالب ہے اور مولانا عبدالحی صاحب کے رسالہ میں روایت کا رنگ''۔ (قصص الاکابر، ص،۱۶۴، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

نوٹ! مولانا عبدالحی لکھنوی نے رجوع کرلیا تھا اور تحذیر الناس کی عبارات پر لزوم کفر کا فتوی دیا تھا جیسا کہ خالد محمود دیوبندی نے ''ابطال اغلاط قاسمیہ'' کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس میں لزوم کا قول ہے اور اس پر مولانا عبدالحی لکھنوی کی تقریظ موجود ہے۔

قاسم نانوتوی کی رسوائی بیان کرتے ہوئے دیوبندی مولوی ایوب قادری لکھتا ہے:

''تحذیر الناس کی اشاعت کے بعد اس کے رد میں کئی ایک کتب ورسائل سامنے آئے جو نام بنام انہوں نے تحریر کئے اور یہ بھی کہ مولانا محمد شاہ اور مولانا محمد قاسم نانوتوی کے درمیان تحذیر الناس کی عبارتوں پر مناظرہ بھی ہوا۔ ملتقطاً

(احسن نانوتوی، ص،۹۳، مطبوعہ جاوید پریس کراچی)

قاسم نانوتوی کی دنیا میں ذلت ورسوائی:

دیوبندیوں کے اشرفعلی تھانوی صاحب اپنے نانوتوی کا واقعہ کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

نانوتوی ایک بزرگ سے ملنے کے لیے ریاست رامپور تشریف لے گئے ساتھ مولانا احمد حسن

صاحب اور منشی حمید الدین صاحب تھے، ریل نہ تھی، مراد آباد اس طرح چلے کہ خود حضرت پاپیادہ ہو لیے اور منشی صاحب کی بندوق اپنے کندھے پر رکھ لی اور بجز منشی حمید الدین صاحب کو سواری پر بٹھا دیا، جس نے پوچھا کہ کون ہیں؟ فرمادیتے کہ منشی حمید الدین صاحب رئیس سنبھل ہیں گویا اپنے کو ایک ملازم کی حیثیت سے ظاہر کیا تاکہ خفیہ پہنچیں، جب رامپور پہنچے تو وہاں وارد اور صادر کا نام اور پورا پتہ وغیرہ داخلہ شہر کے وقت لکھا جاتا تھا حضرت نے اپنا نام خورشید حسن (تاریخی نام) بتایا اور لکھا دیا اور ایک نہایت ہی غیر معروف سرائے میں مقیم ہوئے۔ اس میں بھی ایک کمرہ چھت پر لیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ تحذیر الناس کے خلاف اہل بدعات میں ایک شور برپا تھا، مولانا کی تکفیریں تک ہو رہی تھیں۔ (حکایات اولیاء، ص۱۸۶، دارالاشاعت کراچی)

قاسم نانوتوی دیوبندی پر کفر کے فتوے:

اوپر والے حوالے میں موجود ہے کہ قاسم نانوتوی کی اسی وقت علماء نے گرفت کی اور اس پر حکم شرعی عائد کیا اب ایک اور حوالہ بھی دیکھ لیجئے۔

دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں

''تحذیر الناس پر فتوے لگے تو (قاسم نانوتوی نے، از ناقل) جواب نہیں دیا، یہ فرمایا کہ کافر سے مسلمان ہونے کا طریقہ بڑوں سے یہ سنا ہے کہ کلمہ پڑھنے سے مسلمان ہو جاتا ہے تو میں کلمہ پڑھتا ہوں۔

(ملفوظات حکیم الامت جلد۴، ص۳۹۵، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہل سنت سرفراز گکھڑوی کی پسند فرمودہ کتاب میں قاسم نانوتوی اپنی تکفیر کا اقرار ان الفاظ میں کرتا ہے:

''دہلی کے اکثر علماء نے (مولانا نذیر حسین محدث کے علاوہ) اس ناکارہ کے کفر کا فتوی دیا ہے اور فتوی پر مہریں کرا کر علاقے میں ادھر ادھر مزید مہریں لگوانے کے لیے بھیج دیا''۔

(حضرت نانوتوی اور خدمات ختم نبوت، ص۳۳۲، جامعہ الطیبات)

میں آج کل کے دیوبندیوں سے پوچھتا ہوں کہ بتایئے ان حوالوں میں تکفیر کرنے والے کون تھے؟ کیا یہ اعلی حضرت امام اہل سنت تھے (جو دیوبندی ان تکفیر کرنے والوں میں اعلی حضرت امام اہل سنت کے جتنے حوالے لے کر آئے گا اس کو ہر حوالے کے بدلے پانچ ہزار کا انعام دیا جائے گا) یا اور علماء جن کے سینے میں سرکار ﷺ کی محبت اور ختم نبوت کی محبت تھی اور جن کی نظر میں تحذیر الناس سے اٹھنے والے بھیانک نتائج تھے لیکن دیوبندی کیا جانے ان کو تو سرکار ﷺ اور آپ ﷺ کی ختم نبوت سے زیادہ اپنے علماء سے محبت تھی اور ہے اسی وجہ سے آج تک دیوبندی ان علماء کے خلاف ہذیانات بکتے آئے ہیں اور بک رہے ہیں اور جب اعلی حضرت امام عشق و محبت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے قلم اٹھایا اور علمائے اہل سنت کے موقف کو دلائل سے مبرہن فرمایا ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ دیوبندی اپنا رشتہ آقا کریم ﷺ سے جوڑتے اور قاسم نانوتوی کو نکال باہر کرتے لیکن بجائے یہ کرنے کے شرم وحیاء کو بیچ کر اس کی کوا بریانی کھا کر اور بے حیائی کی چادر اوڑھ کر اعلی حضرت امام عشق و محبت علیہ الرحمہ کے بارے میں بکنا شروع ہو گئے اور آج تک اعلی حضرت امام اہل سنت کو گالیاں بک رہے ہیں۔

رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی کا فتنہ

ابھی تحذیر الناس کا معاملہ ختم نہیں ہوا تھا کہ رشید احمد گنگوہی نے اپنے شاگرد خلیل احمد انبیٹھوی کے نام سے ایک کتاب ''براہین قاطعہ'' لکھ کر ایک نیا فتنہ کھڑا کر دیا اس کتاب میں دیوبندی مولوی نے سرکار ﷺ کے علم مبارک کو شیطان لعین کے علم سے کم مانا اس پر اس وقت کے اکابر علماء نے گرفت کی ان میں علامہ مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ سرفہرست ہیں کہ آپ نے بروقت اس فتنے کا نوٹس لیا اور خلیل احمد انبیٹھوی سے مناظرہ کیا جو کہ ''تقدیس الوکیل'' کے نام سے چھپا، جس کی تصدیق مولانا رحمت اللہ کیرانوی علیہ الرحمہ نے کی اور فرمایا میں رشید کو رشید سمجھتا

تھا مگر میرے گمان کے خلاف کچھ اور ہی نکلے۔

(تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل، ص، ۴۱۵، نوری کتب خانہ لاہور)

کیا یہ حکم لگانے والے اعلی حضرت امام اہل سنت تھے؟ یہ حکم لگانے والے دیوبندیوں کے نزدیک بھی معتبر ہیں بالخصوص علامہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی علیہ الرحمہ اسی طرح مولانا غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمہ کو بھی دیوبندیوں نے اپنا مانا ہے بلکہ وہ کتاب جس میں دیوبندی اکابرین پر مذکورہ بالا حکم بھی تھا اس کی تعریف میں چار چاند لگا دیئے اور اس طرح دیوبندیوں نے اپنے ہی ہاتھوں دنیا میں ہی ذلت ورسوائی خریدی اور آخرت کی ابھی باقی ہے۔

دیوبندیوں کے شاہین ختم نبوت مولوی اللہ وسایا صاحب لکھتے ہیں:

خواجہ غلام دستگیر قصوری! مشہور صوفی، بے مثال عالم دین، کتب کثیرہ کے مصنف، سنیوں کے مناظر بے بدل، خواجہ غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ سے کون واقف نہیں؟ آپ کی کتاب ''تقدیس الوکیل'' رہتی دنیا تک یادگار رہے گی۔

(تذکرہ مجاہدین ختم نبوت، ص، ۲۳۰، عالمی مجلس ختم نبوت کراچی)

بالکل علامہ خواجہ غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب رہتی دنیا تک یادگار ہوگی بالخصوص دیوبندیوں کے لیے کیونکہ یہی وہ کتاب ہے جس میں اعلی حضرت امام عشق ومحبت امام اہل سنت سے پہلے دیوبندی اکابرین پر حکم شرعی لگ چکا تھا اب دیوبندیوں کا دیگر علماء کو اپنا کہنا اور ان کی کتابوں کی تعریفات کرنا لیکن اعلی حضرت امام اہل سنت سے بغض وعناد رکھنا کیوں ہے؟ حالانکہ اعلی حضرت امام اہل سنت نے کوئی نیا کام نہیں کیا تھا بلکہ جو کام اکابرین امت کر چکے تھے اس کو دہرایا تاکہ سرکار ﷺ کی بھولی بھالی امت کو ان بھیڑیوں سے بچایا جا سکے۔

اب تو دیوبندی بھی مان گئے:

علمائے اہل سنت اور اعلی حضرت امام عشق ومحبت کی ضربات قاہرہ نے دیوبندیوں کو یہ بات

ماننے پر مجبور کر دیا ہے کہ براہین قاطعہ کی عبارت میں بے ادبی اور گستاخی تھی اور ہے چنانچہ دیوبندیوں کے مفتی اعظم پاکستان رفیع عثمانی اپنے فتاوٰی دارالعلوم کراچی میں لکھتے ہیں، ہم سوال وجواب ہدیۂ قارئین کرتے ہیں اور پھر براہین قاطعہ کی عبارت بھی دیں گے تاکہ آسانی سے سمجھ میں آجائے چنانچہ لکھتے ہیں:

سوال: اگر کوئی یہ کہے کہ **شیطان کی وسعت علم نصوص سے ثابت ہے اور حضور ﷺ کے بارے میں کوئی نص قطعی نہیں ہے۔** کیا ایسے شخص کا عقیدہ صحیح ہے؟

الجواب: یہ بات واقع کے خلاف ہے اور سخت بے ادبی ہے اس شخص پر لازم ہے کہ توبہ و استغفار کرے۔

(فتاوٰی دارالعلوم کراچی، ج:۱، ص:۲۳۲، مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی)

قارئین! فتاوٰی دارالعلوم کراچی کا سوال وجواب پڑھنے کے بعد براہین قاطعہ کی عبارت ملاحظہ فرمائیں چنانچہ رشید احمد گنگوہی صاحب اپنے شاگرد کے نام سے لکھی ہوئی کتاب میں لکھتے ہیں:

''الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ **شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی اور فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے** کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔''

(براہین قاطعہ، ص ۵۵: مطبوعہ دارالاشاعت)

قارئین! خط کشیدہ عبارت کو دیکھیں اور فتاوٰی دارالعلوم کراچی کی عبارت کو بھی دیکھیں تو واضح ہو جائیگا کہ رفیع عثمانی صاحب نے جس عبارت کو سخت بے ادبی کہا اور توبہ کا حکم دیا وہ کون سی ہے اس کا فیصلہ ہمارے قارئین کر چکے۔

نوٹ! گنگوہی کا کارنامہ صرف ''براہین قاطعہ'' کی تصدیق کرنا ہی نہیں بلکہ اس کی تکفیر کا ایک سبب وقوعِ کذب کا فتوی بھی ہے جس کی تفصیل ''حسام الحرمین'' میں موجود ہے۔

دیوبندی مولوی اشرفعلی تھانوی کا فتنہ

ابھی ''براہین قاطعہ'' کی نحوست ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ دیوبندیوں کے حکیم اشرفعلی تھانوی نے ''حفظ الایمان'' میں ایسی دل آزار عبارت لکھی کہ جس سے عرب وعجم کے تمام عشاق کے دل لرز گئے اور عرب وعجم کے علماء نے بیک زبان اشرفعلی تھانوی کی اس گستاخی پر کفر کا فتوی دیا وہ دل آزار عبارت لکھنے کو دل تو نہیں کرتا لیکن بامر مجبوری نقل کرتا ہوں۔

دیوبندی مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) ومجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔

(حفظ الایمان، ص ۱۳، کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

اس عبارت کے دیوبندیوں نے دو معنی بیان کئے ہیں (۱) یہاں لفظ ''ایسا'' تشبیہ کے لئے ہے اس صورت میں اس عبارت کا معنی یہ ہوگا۔۔۔۔ (۲) یہاں لفظ ''ایسا'' اس قدر اور اتنا کے معنی میں ہے تو اس صورت میں اس عبارت کا معنی یہ ہوگا۔۔۔۔

تھانوی کے وکلاء کا تھانوی کے گلے میں کفر کا پھندا:

تھانوی صاحب جب اپنے گلے سے کفر کا پھندا نہ نکال سکے تو اپنی وکالت کے لئے مختلف وکیل کئے ان وکلاء نے تھانوی کے گلے سے کفر نکالنے کے بجائے تھانوی کے گلے میں ایسا کفر کا

پھندا ڈالا کہ وہ اپنی ساری زندگی نہ نکال سکا بہر حال ابھی صرف تین وکلاء کی عبارات پیش کرتا ہوں تا کہ معلوم ہو جائے کہ تھانوی کی یہ دل آزار عبارت خود دیوبندی اصولوں کے مطابق بھی کفر و گستاخی ہے۔

تھانوی کے پہلے وکیل

تھانوی صاحب کے پہلے وکیل گالیوں والی سرکار شیخ ٹانڈہ حسین احمد صاحب لکھتے ہیں:

حضرت مولانا لفظ ''ایسا'' فرما رہے ہیں۔ لفظ اتنا تو نہیں فرما رہے اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور ﷺ کے علم کو اور چیزوں کے برابر کر دیا۔ یہ محض جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔ اس سے قطع نظر کریں تو لفظ ''ایسا'' تو کلمہ تشبیہ کا ہے۔

(الشہاب الثاقب، ص ۲۴۹، ادارہ تحقیقات اہل سنت)

ایک اور جگہ لکھتا ہے:

ادھر لفظ ''اتنا'' نہیں کہا بلکہ تشبیہ فقط بعضیت میں دے رہے ہیں۔

(الشہاب الثاقب، ص ۲۵۱، ادارہ تحقیقات اہل سنت)

ان عبارات سے واضح ہے کہ لفظ ''ایسا'' یہاں اتنا کے معنی میں نہیں کیونکہ یہ معنی کفر ہیں اس لئے یہاں لفظ ''ایسا'' تشبیہ کے لئے ہے۔

تھانوی کے دوسرے وکیل

مولوی اشرفعلی تھانوی کے دوسرے وکیل مرتضی حسن دربھنگی صاحب ہیں یہ صاحب تھانوی کی صفائی پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

واضح ہو کے ''ایسا'' کا لفظ فقط مانند اور مثل ہی کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی اس قدر اور اتنے کے بھی آتے ہیں جو یہاں متعین ہیں۔

(رسائل چاند پوری، جلد اول، ص ۱۱۸، دار الکتاب لاہور)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

اور اگر وجہ تکفیر کی تشبیہ علم نبوی بعلم زید وعمرو ہے تو یہ اس پر موقوف ہے کہ لفظ ''ایسا'' تشبیہ کے لئے ہو حالانکہ یہ یہاں غلط ہے اور علاوہ غلط ہونے کے محتاج ہے حذف کلام بلکہ مسخ کلام کا۔

(رسائل چاند پوری، جلد اول، ص، ۱۲۳، دار الکتاب لاہور)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ ''ایسا'' بمعنی اس قدر اور اتنا ہے پھر تشبیہ کیسی۔

(رسائل چاند پوری، جلد اول، ص، ۱۲۷، دار الکتاب لاہور)

ٹانڈوی و دربھنگی کی عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر تھانوی کی عبارت میں لفظ ''ایسا'' اس قدر و اتنا کے معنی میں لیتے ہیں جیسا کہ دربھنگی نے کہا ہے تو یہ ٹانڈوی کے نزدیک گستاخی ہے اور اگر لفظ ''ایسا'' تشبیہ کے لئے ہو جیسا کہ ٹانڈوی نے کہا تو یہ دربھنگی کے نزدیک گستاخی ہے۔

قارئین کرام ! جب تھانوی صاحب کے اپنے وکلاء ہی اس عبارت کو گستاخانہ کہہ رہے ہیں اگر کسی عاشق رسول ﷺ نے سرکار ﷺ کی محبت میں اس عبارت کو گستاخی اور اس کے لکھنے والے کو گستاخ کہہ دیا ہے تو دیوبندی سیخ پا کیوں ہیں؟

تھانوی صاحب کے ایک اور وکیل

دیوبندی مولوی اشرفعلی تھانوی کے ایک اور وکیل بھی ہیں جن کا نام عبدالشکور لکھنوی ہے یہ صاحب تھانوی کی صفائی پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کو مولانا اشرفعلی ہی نہیں بلکہ اہل سنت و جماعت میں سے کوئی شخص بھی عالم الغیب نہیں مانتا لہذا عالم الغیب ہونے کی کسی شق کی اگر رزائل سے تشبیہ ہو تو کوئی توہین نہیں۔ اگر وہ (تھانوی صاحب، از ناقل) حضور ﷺ کو عالم الغیب جانتے اور پھر علم غیب کی کسی صورت کو رزیل اشیاء سے تشبیہ دیتے تو بے شک توہین ہوتی۔

(عبدالشکور حیات وخدمات، ص، ۴۴۵، ادارہ تحقیقات اہل سنت)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر تھانوی صاحب کے نزدیک سرکار ﷺ کے لئے علم غیب ہے تو اس عبارت میں توہین و گستاخی ہے اب میں آپ کو دیوبندیوں کے گھر سے دکھا دیتا ہوں کہ دیوبندی یہ کہتے ہیں کہ اشرفعلی تھانوی صاحب سرکار ﷺ کے لئے علم غیب کا قائل تھا چنانچہ

دیوبندی مولوی مرتضی دربھنگی صاحب لکھتے ہیں:

حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب با عطائے الٰہی حاصل ہے۔

کچھ آگے جا کر لکھتے ہیں:

سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کے لیے نفس الامر میں علمِ غیب ثابت ہونا کیونکہ اس سے بحث ہی نہیں وہ تو ثابت اور محقق امر ہے۔

مزید لکھتے ہیں:

جس غیب کا علم ذات مقدسہ کے لیے نفس الامر اور واقع میں ثابت ہے، اس سے تو یہاں بحث ہی نہیں وہ تو مسلم ہے۔

مزید کچھ آگے جا کے لکھتے ہیں:

صاحب حفظ الایمان کا مدعی تو یہ ہے کہ سرور عالم کو باوجود علم غیب عطائی ہونے کے عالم الغیب کہنا جائز نہیں۔

مزید آگے جا کر لکھتے ہیں:

بیان بالا سے یہ ثابت ہو گیا کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو علم غیب حاصل ہے نہ اس میں گفتگو ہے نہ یہاں ہو سکتی ہے۔

(مجموعہ رسائل چاند پوری، جلد اول، ص، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۲۲، ۱۲۳، انجمن ارشاد المسلمین لاہور)

کذاب زمانہ دیوبندیوں کے بہت بڑے علامہ خالد محمود کے استاذ سید فردوس شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

یہاں سے یہ بات واضح ہوگی کہ حضرت مولانا (تھانوی از ناقل) علم غیب عطائی کے قائل ہیں۔

(چراغ سنت،ص،۲۰۸،مکتبہ نذیریہ لاہور)

ان عبارات سے روز روشن سے زیادہ واضح ہوگیا کہ اشرفعلی تھانوی صاحب سرکار ﷺ کے علم غیب کا قائل تھا جب یہ سرکار ﷺ کے لئے علم غیب مانتا تھا تو عبدالشکور لکھنوی کے نزدیک اس کی عبارت کا مطلب کیا ہوگا؟

دیوبندی مان گئے تھانوی نے سرکار ﷺ کے علم کو مجانین و بہائم سے تشبیہ دی

اشرفعلی تھانوی کے بعض مخلصین نے انکو خط لکھا اور اس خط میں یہ کہا:

''ایسی عبارت جس میں علوم غیبیہ محمدیہ ﷺ کو علوم مجانین و بہائم سے تشبیہ دی گئی ہے جو بادی النظر میں سخت سوء ادبی کو مشعر ہے، کیوں ایسی عبارت سے رجوع نہ کرلیا جائے۔''

مزید لکھتے ہیں:

''جس میں مخلصین حامیین جناب والا کو حق بجانب جواب دہی میں سخت دشواری ہوتی ہے۔''

(تغییر العنوان فی بعض عبارات حفظ الایمان،ص،۱۱۹،مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین لاہور)

آپ نے اشرفعلی تھانوی کے مخلصین و حامیین کا اس عبارت کے بارے میں فیصلہ سنا کہ یہ عبارت گستاخانہ ہے اور اس میں ہمیں جواب دینے میں پریشانی ہوتی ہے لہذا اس سے رجوع کرلیا جائے لیکن ہو دیوبندی اور رجوع کرلے یہ کیسے ہوسکتا ہے

بہرحال جب یہ سب گستاخان رسول ﷺ جمع ہوگئے اور کھل کر یہ سب کچھ کرنے لگے اور سمجھانے کے باوجود بھی اپنی انا پر اڑے رہے تو مجبور ہوکر اعلی حضرت امام اہل سنت نے ان

کذابوں اور دجالوں کا رد شروع کیا اور حسام الحرمین کا وہ خنجر خونخوار تیار کیا جس کی تصدیق حرمین شریفین کے علماء، صلحاء اتقیاء واصفیاء نے کی اور ایسی ایسی تقاریظ لکھیں کہ فرقہ وہابیہ گلابیہ احمدیہ اسمعیلیہ دیوبندیہ کا کلیجہ منہ کو آ گیا اور بے شرمی، بے حیائی، بے غیرتی سے ''المہند'' نامی کتاب گھڑی اور ڈھٹائی سے اپنے پرانے اور حقیقی عقائد چھپا کر تقیہ باز بن کر عوام کو دھوکہ دیا، اس موضوع پر ان شاءاللہ تفصیل پھر کبھی کروں گا

قارئین! علمائے حرمین شریفین کی تائیدات وتصدیقات دیکھ کر ان لوگوں کو مان جانا چاہیے تھا لیکن شیطان نے جو ان کو القاء کیا تھا اسی پر ڈٹے رہے اور ہم اہل سنت و جماعت پر طرح طرح کے ہذیانات بکتے رہے انہی ہذیانات میں سے ایک یہ کتاب ''چہل مسئلہ'' بھی ہے جس میں کذب، افتراء، دھوکہ، خیانت، مسلمات کا انکار، بہتان بازی والزام تراشی سے کام لیا گیا تھا، ان سب اشیاء کی نقاب کشائی کے لئے ہمیں یہ کتاب **''چہل مسئلہ دیوبندیہ بجواب چہل مسئلہ بریلویہ''** لکھنی پڑی اس کتاب میں ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ سب کچھ دیوبندی اکابرین واصاغرین کے مسلمات میں سے ہے جن سے دیوبندیوں کے لئے کوئی جائے فرار نہیں

ابوحامد رضوی

"دیوبندی صوفی صافی اپنے علماء کے فتاوی کی زد میں"

حوالہ نمبر1

صوفی صافی کافر دیوبندی فتوی:

دیوبندی صوفی صافی مصنف چہل مسئلہ لکھتا ہے:

باقی قرآن میں تو کہیں اشارۃً یا صراحتاً اس کا ذکر تک نہیں۔

(چہل مسئلہ، ص ۴۲، مکتبہ صفدریہ)

مخالف

دیوبندی مولوی محمد صابر صاحب لکھتے ہیں:

قرآن پاک کو صرف قرآن کہنا یہ قرآن پاک کی بے ادبی ہے۔

کچھ آگے جا کر لکھتے ہیں:

قرآن پاک کو خالی قرآن کہتے ہو، قرآن مجید کہو۔ یا قرآن پاک کہو یا قرآن عظیم کہو قرآن پاک کو صرف خالی قرآن کہنا یہ قرآن پاک کی توہین و بے ادبی ہے

(بے ادب بے نصیب، ص ۱۹۰، ۱۹۱، مکتبہ الحسن)

نوٹ: یہ کتاب درج ذیل دیوبندیوں کی مصدقہ ہے:

(۱) الیاس گھمن (۲) محمد حسن (۳) عبدالقدوس ترمذی (۴) حافظ محمد اکرم (۵) محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

نتیجہ

مذکورہ بالا دیوبندی اصول سے ثابت ہوتا ہے کہ مصنف چہل مسئلہ قرآن پاک کی بے ادبی و توہین

کرنے والا ہے اب قرآن کی توہین کرنے والے کا حکم بھی دیوبندی علماء سے دیکھ لیں۔

قرآن کی توہین کفر ہے دیوبندی فتوی:

(۱) دیوبندی مفتی حمیداللہ صاحب لکھتے ہیں:

واضح رہے کہ قرآن مجید کی توہین کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو کر مرتد ہو جاتا ہے۔

(ارشاد المفتیین، جلد اول، ص ۲۹۰، دارالنعیم)

(۲) دیوبندی مولوی عبدالحق صاحب لکھتے ہیں

قرآن مجید کی توہین موجب کفر ہے (فتاوی حقانیہ، جلد اول، ص ۱۳۷، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

نوٹ: یہ فتاوی ۲۰ دیوبندیوں کا مصدقہ و پسندفرمودہ ہے۔

(۳) دیوبندی اکابرین کا مصدقہ "جامع فتاوی" میں لکھا ہے:

قرآن مجید کی توہین کفر ہے۔ (جامع الفتاوی، جلد اول، ص ۲۳۲، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

نوٹ: یہ فتاوی ان دیوبندیوں کا مصدقہ ہے (۱) دیوبندی محمود الحسن گنگوہی (۲) عبدالرحیم لاجپوری (۳) مظفر حسین مظاہری (۴) قاضی اطہر مبارک پوری

(۴) دیوبندی مولوی یوسف لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:

قرآن مجید کی توہین کفر ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، جلد اول، ص ۴۹، مکتبہ بینات کراچی)

ان دیوبندی فتاوی کی روشنی میں دیوبندی صوفی صافی کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہوا، یہ ہے مصنف چہل مسئلہ کی اپنے گھر میں اوقات کہ کفر کا پھندا دیوبندی اصولوں سے اس کے گلے میں فٹ ہو گیا۔

حوالہ نمبر2

صوفی صافی بے ادب و گستاخ دیوبندی اقرار

مصنف چہل مسئلہ صاحب لکھتے ہیں:

مگر یہ مجدد، مدعی حب رسولؐ اس شعر کو حضورؐ کی شان میں ۔۔حالانکہ حقیقۃً ومجازاً حضورؐ نے مردے زندہ کئے کیونکہ حضورؐ کی تعلیم ۔۔۔

(چہل مسئلہ، ص،۲۵، مکتبہ صفدریہ)

مخالف

دیوبندی مولوی روح اللہ نقشبندی لکھتا ہے:

کسی نبی پاک (علیہ الصلوۃ والسلام) کے نام کے ساتھ درود وسلام کا ایسا اختصار لکھنے والا کافر ہو جاتا ہے۔

(التحقیق الحسین فضیلت ﷺ وکراہیت صلعم، صللم، ص،۶۹ مکتبہ عمر فاروق کراچی)

نوٹ: یہ کتاب دیوبندی مفتی نظام الدین شامزی کی مصدقہ اور الیاس گھمن کے پیر عبد الحفیظ مکی کی پسند فرمودہ ہے۔

قاضی محمد زاہد الحسینی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

’حضور انور ﷺ کے نام کے ساتھ صرف ’’ع‘‘ یا ’’عم‘‘ یا ’’ص‘‘ یا ’’صلعم‘‘ لکھنا گستاخی اور گناہ ہے۔

(با محمد ﷺ باوقار، ص،۴۱، دار الارشاد مدنیہ مسجد اٹک شہر)

دیوبندیوں کے فقیہ العصر رشید احمد صاحب لکھتے ہیں:

اسی طرح حضور ﷺ کے مبارک نام کے ساتھ صرف ’’ؐ‘‘ یا ’’صلعم‘‘ لکھ دیتے ہیں ۔۔۔یہ بڑی بے ادبی کی بات ہے

(جواہر الرشید، حصہ اول، ص ۸۴، ناشر الرشید)

نتیجہ

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ مصنف چہل مسئلہ اپنے ہی علماء کے اصولوں سے (۱) کافر (۲) گستاخ (۳) بڑا بے ادب تھا۔

نوٹ! اس حوالے پر مزید تفصیل آگے آ رہی ہے

حوالہ نمبر 3

اس سے بڑی گستاخی اور کیا ہوگی؟

دیوبندی صوفی صافی صاحب لکھتے ہیں:

اور جناب رسول اللہ ﷺ کے لئے تو۔۔۔۔۔

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

اس وظیفہ کا نام خود جناب رسول اللہ ﷺ نے سید الاستغفار رکھا۔

(چہل مسئلہ، ص، ۱۱، ۲۴، مکتبہ صفدریہ)

مخالف

فرقہ وہابیہ گلابیہ احمدیہ اسمعلیہ دیوبندیہ کے محمود حسن گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

جناب مخفف ہے جاہل نادان احمق بے وقوف کا، چاروں لفظوں کا پہلا حرف لے لیا جاہل کا ’’ج‘‘ نادان کا ’’ن‘‘ احمق کا ’’الف‘‘ اور بے وقوف کی ’’ب‘‘ اس طرح کسی کو جناب کہہ دینا گویا اس کو جاہل، نادان، احمق اور بے وقوف کہہ دینا ہے۔

(ملفوظات فقیہ الامت، ص، ۵۵۵، دار النعیم)

اس پر تبصرہ کرنے کی ہمت ہمارے اندر نہیں ہے۔ میں دیوبندیوں سے پوچھتا ہوں اپنے اصولوں سے بتاؤ کہ تمہارے دیوبندی مولوی نے سرکار ﷺ کے لئے ’’جناب‘‘ کا لفظ استعمال کر کے سرکار ﷺ کی گستاخی کی ہے یا نہیں، دوسروں پر تھوک کے حساب سے فتوے لگانے والے اب اپنے

دیوبندی مولوی کو اپنے ہی اصولوں میں کیسے غرق کرتے ہیں دیکھتے ہیں۔

مصنف چہل مسئلہ کی تصدیق کرنے والا گکھڑوی اپنے علماء کے فتوی کی زد میں

دیوبندی مولوی کریم بخش تو کوئی جہول مجہول آدمی تھا اور اس کی اوقات سے زیادہ فتوے دیوبندی اصولوں سے اس کے گلے میں فٹ ہو چکے ہیں لیکن اس کی تصدیق کرنے والے سرفراز گکھڑوی صاحب تو اس طرح کے مجہول نہیں تھے مگر دیوبندیوں نے اس کو بھی معاف نہ کیا اور کئی فتوے اس پر بھی صادر کر دیئے آپ بھی دیکھ لیجئے کہ دوسروں پر غرانے والے سرفراز گکھڑوی کی اپنے گھر میں کیا عزت ہے تا کہ معلوم ہو جائے کہ جناب کی علمی اوقات اور اخلاقی کردار اس کے اپنے گھر میں کتنا ہے دوسروں پر تھوک کے حساب سے فتوے لگانے والوں کو ان کے اپنے گھر سے کتنے فتوؤں کا تحفہ ملا ہے اور کیسے کیسے فتوؤں کا تحفہ ملا ہے ہمارے پاس حوالے تو بہت ہیں ابھی چند حوالے بیان کرنے پر اکتفاء کرتا ہوں

حوالہ نمبر 1

دیوبندی سرفراز گکھڑوی بے ادب و گستاخ

دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں:

آپؐ صرف عند القبر صلوۃ وسلام۔۔۔۔۔

(تسکین الصدور، ص،۳۳۷، مکتبہ صفدریہ)

نوٹ! یہ کتاب درج ذیل اکابرین دیوبند کی مصدقہ ہے:

(۱) فخر الدین احمد (۲) سید مہدی حسن (۳) قاری طیب (۴) حبیب الرحمان (۵) خیر محمد (۶) شمس الحق (۷) یوسف بنوری (۸) جمیل احمد تھانوی (۹) عبد اللہ درخواستی (۱۰) ظفر احمد عثمانی (۱۱) عبد الحق اکوڑہ (۱۲) عبد الخالق (۱۳) خان محمد (۱۴) شفیع دیوبندی (۱۵) سید گل

بادشاہ (۱۶) دوست محمد (۱۷) احمد سعید (۱۸) نذیر اللہ (۱۹) مفتی محمود۔

ایک اور مقام پر لکھتا ہے:

آپؐ نے اپنا ہاتھ مبارک اپنے سر پر رکھا

(ملفوظات سرفراز، ص ۲۵۷، کتب خانہ اسلامی کراچی)

مخالف

دیوبندی مولوی روح اللہ نقشبندی لکھتا ہے:

کسی نبی پاک (علیہ الصلوۃ والسلام) کے نام کے ساتھ درود وسلام کا ایسا اختصار لکھنے والا کافر ہو جاتا ہے۔

(التحقیق الحسین فضیلت ﷺ و کراہیت صلعم، صللم، ص، ۶۹ مکتبہ عمر فاروق کراچی)

نوٹ : یہ کتاب دیوبندی مفتی نظام الدین شامزی کی مصدقہ اور الیاس گھمن کے پیر عبد الحفیظ مکی کی پسند فرمودہ ہے۔

قاضی محمد زاہد الحسینی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

'حضور انور ﷺ کے نام کے ساتھ صرف ''ع'' یا ''عم'' یا ''ص'' یا ''صلعم'' لکھنا گستاخی اور گناہ ہے

(بامحمد ﷺ باوقار، ص، ۴۱، دار الارشاد مدنیہ مسجد اٹک شہر)

دیوبندیوں کے فقیہ العصر رشید احمد صاحب لکھتے ہیں:

اسی طرح حضور ﷺ کے مبارک نام کے ساتھ صرف ''ؐ'' یا ''صلعم'' لکھ دیتے ہیں۔۔۔ یہ بڑی بے ادبی کی بات ہے

(جواہر الرشید، حصہ اول، ص ۸۴، ناشر الرشید)

دیوبندی مولوی روح اللہ نقشبندی لکھتا ہے:

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اسم گرامی کے بعد پورا درود شریف لکھنے کی بجائے ''صلعم، صللم ؑ''، وغیرہ لکھ دیتے ہیں جو سخت ناجائز ہے۔

(التحقیق الحسین فضیلت ﷺ وکراہیت صلعم، صللم، ص،۱۳)

دیوبندی مولوی روح اللہ نقشبندی لکھتا ہے:

حیرانگی تو اہل علم حضرات (ان سب دیوبندیوں از ناقل) پر ہو رہی ہے کہ مسئلہ جانتے ہوئے سستی اور غفلت کر کے برکات وسعادت سے محروم ہی نہیں ہوتے بلکہ بہت بڑی وعیدوں کے مستحق بنتے ہیں

(التحقیق الحسین فضیلت ﷺ وکراہیت صلعم، صللم، ص،۱۳)

دیوبندی مولوی روح اللہ نقشبندی لکھتا ہے:

حضور اقدس ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ بجائے ﷺ لکھنے کے صلعم، صللم وغیرہ لکھنا جہالت کی آویزاں نشانی ہے بلکہ ایسا کرنا یہ سب بیہودہ اور مکروہ سخت ناپسندیدہ وموجب محرومی شدید ہے۔

(التحقیق الحسین فضیلت ﷺ وکراہیت صلعم، صللم، ص،۱۳)

دیوبندی مولوی روح اللہ نقشبندی لکھتا ہے:

علمائے اہل سنت والجماعۃ نے بھی اس موضوع پر سخت ممانعت کے ارشادات لکھے ہیں یہاں تک کہ بعض کتابوں میں تو سخت حکم صادر فرمایا ہے،

(التحقیق الحسین فضیلت ﷺ وکراہیت صلعم، صللم، ص،۱۳)

دیوبندی مولوی روح اللہ نقشبندی لکھتا ہے:

نبی کریم آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ ﷺ کے بجائے حرف صلعم ؑ، وغیرہ لکھ دینا ذہنی تساہل ہے اور یہ ذہنی تساہل بدعت ہے اس بدعت کا شکار نہ صرف عوام الناس بلکہ اہل علم اس مسئلے کو جانتے پہچانتے ہوئے بھی اس غلطی عظیم کا ارتکاب کر کے رحمت وبرکت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

(التحقیق الحسین فضیلت ﷺ وکراہیت صلعم، صللم، ص،۱۴)

دیوبندی مولوی روح اللہ نقشبندی لکھتا ہے:

نام اقدس حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ مکمل طور پر ﷺ کہنا چاہئے اور اس کے برخلاف چلنے والے کو اپنی اصلاح کرنی چاہئے ورنہ سخت وعیدوں کا مرتکب ہوگا۔

(التحقیق الحسین فضیلت ﷺ وکراہیت صلعم، صللم، ص،۱۴)

دیوبندی مولوی روح اللہ نقشبندی لکھتا ہے:

جناب آقائے نامدار محبوب کبریا محمد ﷺ کے نام پر تمام درود شریف لکھنا چاہیے، صلعم، صللم وصل ومیم کا صرف اشارہ لکھ دینا سخت حرام وناجائز ہے۔

(التحقیق الحسین فضیلت ﷺ وکراہیت صلعم، صللم، ص،۱۴)

دیوبندی مولوی روح اللہ نقشبندی لکھتا ہے:

کوئی صلعم، صللم وغیرہ لکھتا ہے وہ کتنا بڑا بدنصیب ہے کہ ایک انگلی کا کاغذ یا ایک دوسیکنڈ کا وقت بچانے کے لیے کیسی کیسی عظیم برکات سے دور پڑنے اور محرومی وبدنصیبی کی سرحد پر پہنچ جاتے ہیں۔

(التحقیق الحسین فضیلت ﷺ وکراہیت صلعم، صللم، ص،۱۵)

دیوبندی مولوی روح اللہ نقشبندی لکھتا ہے:

پہلا شخص جس نے درود شریف اختصار کے ساتھ لکھا اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا فائدہ!

ایسا صرف اس لیے ہوا کہ اس نے حضور نبی ﷺ کے معاملہ کو معمولی تصور کیا اور اسی لیے اسے یہ سزا ملی ورنہ اتنا سخت سزا وار کیوں ٹھہرایا گیا حالانکہ اس نے مال نہیں چرایا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس کے دل میں عشق مصطفیٰ ﷺ وعظمت مصطفیٰ ﷺ ہے وہ جانتا ہے کہ مال کی چوری سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے شان کی چوری میں مذکور سزا پھر بھی کم ہے،

(التحقیق الحسین فضیلت ﷺ وکراہیت صلعم، صللم ،ص،۷۰)

دیو بندی مولوی روح اللہ نقشبندی لکھتا ہے:

یعنی درود شریف اور رضی اللہ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ رمز (ؓ، ؒ) لکھنا مکروہ تحریمی ہے۔

(التحقیق الحسین فضیلت ﷺ وکراہیت صلعم، صللم ،ص،۷۱)

دیو بندی مولوی زکریا تبلیغی لکھتا ہے:

’’اگر تحریر میں بار بار نبی کریم ﷺ کا پاک نام آئے تو بار بار درود شریف لکھے اور پورا درود لکھے اور کاہلوں اور جاہلوں کی طرح صلعم وغیرہ الفاظ کے ساتھ اشارہ پر قناعت نہ کرے‘‘

(تبلیغی نصاب، ص،۶۸۷، مکتبہ امدادیہ ملتان)

دیو بندی مولوی روح اللہ نقشبندی لکھتا ہے:

میں یہ ضرور کہتا ہوں کہ آپ کے لیے صلعم، صللم ؐ ؑ وغیرہ جو لکھتے ہیں یہ بدبختوں سے ہی سرزد ہوتا ہے جنہیں عظمت مصطفیٰ ﷺ سے واسطہ نہیں

(التحقیق الحسین فضیلت ﷺ وکراہیت صلعم، صللم ،ص،۷۱)

دیو بندی مولوی سید حسن لکھتا ہے:

ہر اسم مبارک کے ساتھ ﷺ پورا لکھے ایسا نہ کرے کہ صرف یا محض صلعم لکھ دے یا فقط

کی علامت نام مبارک کے ساتھ بنائے کیونکہ یہ خلاف ادب ہے۔

(التحقیق الحسین فضیلت ﷺ وکراہیت صلعم، صللم ،ص،۱۰۵)

...... نتیجہ ......

دیو بندی مولوی سرفراز گکھڑوی کی تصدیق کرنے والے بالعموم اور سرفراز گکھڑوی بالخصوص درج ذیل فتاوی کی زد میں

(۱) کافر (۲) گستاخ و بڑے بے ادب (۳) بہت بڑی وعیدوں کے مستحق (۴) سخت ناجائز کے مرتکب (۵) جہالت کی آویزاں نشانی (۶) یہ سب بیہودہ اور مکروہ سخت ناپسندیدہ و موجب شدید محرومی کے کام کے مرتکب ہیں (۷) ان سب کے لیے بعض کتابوں میں تو سخت حکم ہے (۸) یہ ذہنی تساہل کا شکار ہو کر بدعتی ہوئے (۹) سخت وعیدوں کے مستحق (۱۰) سخت حرام و ناجائز کے مرتکب (۱۱) بدنصیب اور محرومی و بدنصیبی کی سرحد پر پہنچے ہوئے (۱۲) ان دیو بندیوں کے دلوں میں عشق مصطفیٰ وعظمت مصطفیٰ ﷺ نہیں ہے اور یہ شان رسالت ﷺ کے چور ہیں (۱۳) یہ سب مکروہ تحریمی کے مرتکب (۱۴) یہ سارے جاہل اور کاہل (۱۵) یہ سب سرکار ﷺ کی ہجو کر رہے ہیں (۱۶) یہ سارے بد بخت ہیں (۱۷) ان ساروں کا عظمت مصطفیٰ ﷺ سے واسطہ نہیں ہے (۱۸) یہ سارے بے ادب ہیں۔

جب سرفراز گکھڑوی کا گستاخ و بے ادب ہونا ان کے اپنے ہی مستند علماء سے ثابت ہو گیا تو یہ بھی دیکھ لیجئے گستاخ کون ہوتا ہے چنانچہ

دیو بندیوں کے مستند و معتبر عالم سعید احمد جلالپوری کی مصدقہ کتاب میں دیو بندی مولوی مطیع الحق صاحب لکھتے ہیں:

یقیناً حضور علیہ الصلوۃ والتسلیم کا گستاخ اور بے ادب بالقطع الیقین کافر، اکفر، بے ایمان،

دجال، مردود، ملعون، ملحد، جہنمی، ضال مضل، اخبث الخلائق، بدتر از شیطان ہے، اس زبان وقلم پر ہزار لعنت جس پر حضورﷺ کی گستاخی کا ایک لفظ بھی آئے، خدا اس دل پر کروڑوں غضب اور بے شمار لعنت کرے جس دل میں حضور سید عالم فخر بنی آدم، سید الکائنات صفوۃ الموجوداتﷺ کی گستاخی و بے ادبی کا خیال تک بھی گزرے، ایسا مردود خنزیر اور مخلوق کی ہر ناپاک اور نجس سے نجس چیز سے زیادہ مردود ہے، اور ایسا کم نصیب خدا کے ہر مغضوب اور ملعون سے زیادہ ملعون ہے، معاذ اللہ معاذ اللہ معاذ اللہ۔ وہ حبیب جس کی صفت خدا فرمائے جس کی تعریف زمین وآسمان میں ہو اس کے گستاخ سے زیادہ لعنتی کون ہوسکتا ہے۔۔۔؟ واقعی ہر ایک مسلمان کا یہ ایمان ہے اور جو اس میں شک بھی لائے وہ بھی پکا بے ایمان ہے۔

(اہل سنت اور اہل بدعت میں ایک عجیب مکالمہ، ص ۱۲، ادارہ دعوت اسلام)

اب مزید درج ذیل فتاوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی کے گلے میں آئے۔

(۱) کافر (۲) اکفر (۳) بے ایمان (۴) دجال (۵) مردود (۶) ملعون (۷) ملحد (۸) جہنمی (۹) ضال مضل (۱۰) اخبث الخلائق (۱۱) بدتر از شیطان (۱۲) ہزار لعنت (۱۳) کروڑوں غضب (۱۴) بے شمار لعنت (۱۵) مردود (۱۶) خنزیر (۱۷) ہر ناپاک اور نجس سے نجس چیز سے زیادہ مردود ہے (۱۸) کم نصیب خدا کے ہر مغضوب اور ملعون سے زیادہ ملعون (۱۹) اس گستاخ سے زیادہ لعنتی کون ہوسکتا ہے (۲۰) جو اس میں شک بھی لائے وہ بھی پکا بے ایمان ہے۔

نوٹ! ۲۰ نمبر کا فتوی بھی بہت کمال کا ہے کہ جو دیوبندی بھی سرفراز گکھڑوی پر ان تمام فتاوی میں سے کسی ایک میں بھی شک کرے وہ بھی پکا بے ایمان ہے دیوبندیوں کے اپنے اصولوں سے ان میں کوئی ایک بھی مسلمان ہوتو سامنے آئے۔

......حوالہ نمبر2......

سرفراز گکھڑوی سرکارﷺ کا گستاخ دیوبندی اقرار

دیوبندی مولوی سرفراز گکھڑوی لکھتا ہے:

الغرض آنحضرتﷺ کی اخوت بارشاد خود اور بفرمان الٰہی تعالیٰ ثابت ہے اور اس کا انکار قرآن وحدیث کا انکار ہے۔

(عبارات اکابر، ص ۶۹ مکتبہ صفدریہ)

......مخالف......

اب ادھر بھی دیکھ لیجئے چنانچہ فرقہ وہابیہ گلابیہ احمدیہ اسمعیلیہ دیوبندیہ کے بیماروں کے ناتجربہ کار حکیم جناب اشرفعلی صاحب فرقہ دیوبندیہ وہابیہ گلابیہ کی کشتی دارالعلوم دیوبند کے اس گند میں جس پر وہ بنا ہے ڈبوتے ہوئے لکھتے ہیں:

سنو حدیث میں مومنین کو بھائی کہنا ایسا ہے جیسا کہ کوئی داروغہ صفائی کسی بڑے حاکم کی آمد کے وقت کناسین سے یہ کہے کہ بھائی اچھی طرح صفائی کرو، فلاں افسر تشریف لاتے ہیں، اب اگر اسکے جواب میں وہ لوگ بھی کہہ دیں کہ اچھا بھائی ابھی عمدہ صفائی کیے دیتے ہیں، تو دیکھو ان کو کیسی سزا ملتی ہے کیونکہ ان کا یہ لفظ استعمال کرنا داروغہ کی نسبت سوء ادب ہے اور ان کے لیے داروغہ کا یہ لفظ استعمال کرنا شفقت ہے، پس اسی طرح حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ لفظ ہمارے لیے ارشاد فرمانا آپ کی غایت شفقت اور ہمارے لیے نہایت فخر ہے، اور ہمارا یہ لفظ عرض کرنا آپ کی جناب میں گستاخی ہے۔

(تقریر ترمذی، ص ۵۲۶، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

فرقہ دیوبندیہ کے بیماروں کے نیم حکیم اشرفعلی تھانوی صاحب نے اقرار کیا ہے کہ سرکار علیہ السلام کو بھائی کہنا گستاخی ہے تو وہابی گلابی احمدی اسمعیلی سرفراز گکھڑوی سرکار علیہ السلام کے گستاخ ہوئے اور گستاخ کا کیا حکم ہے، **دیوبندیوں کے سارق اعظم الیاس گھمن صاحب کی**

اجتماعی کتاب ''اکفار الملحدین'' میں دیوبندی مولوی انور شاہ کاشمیری صاحب لکھتے ہیں:

اس لیے کہ انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخی کرنے والا قطعا کافر ہے اور جو اس میں شک کرے وہ بھی کافر کا بھائی دوسرا کافر ہے (یعنی وہ بھی کافر ہے)

(اکفار الملحدین، مترجم، ص، ۳۶۰ مکتبہ لدھیانوی)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سبّ وشتم یا آپ کی توہین وتنقیص کرنے والا کافر ہے، جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

(اکفار الملحدین، مترجم، ص، ۲۱۰، مکتبہ لدھیانوی)

اب تو دیوبندیوں کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ ان کے نام نہاد امام اہل سنت سرفراز گکھڑوی کی ان کے اپنے گھر میں کیا عزت ہے اور اس کو کیسے کیسے فتوؤں سے نوازا ہے کہ اگر کوئی دیوبندی اس کو مسلمان کہے وہ بھی کافر۔ یہ وہی سرفراز صاحب ہیں جو ہم اہل سنت کے خلاف بالخصوص بکواس کرتے کرتے اس دنیا سے ذلت کے ساتھ رخصت ہوا، آج اللہ کریم کی شان دیکھئے کہ وہی سرفراز اپنے ہی علماء کے فتوؤں سے گستاخ وکافر اور نہ جانے کیا کیا ہو گیا۔

اشرفعلی تھانوی سرفراز کے فتاوی کی زد میں

اشرفعلی تھانوی کے حوالے میں آپ پڑھ چکے اشرفعلی ان سب دیوبندیوں کو گستاخ کہتا ہے جو سرکار ﷺ کو بھائی کہتے ہیں اب اشرفعلی تھانوی پر ان ہی کے چیلے سرفراز گکھڑوی کا فتوی بھی دیکھ لیجئے

دیوبندی مولوی سرفراز گکھڑوی لکھتا ہے:

الغرض آنحضرت ﷺ کی اخوت بارشاد خود اور بفرمان الٰہی تعالی ثابت ہے اور اس کا انکار قرآن وحدیث کا انکار ہے

(عبارات اکابر، ص، ۶۹ مکتبہ صفدریہ)

تو اشرفعلی تھانوی صاحب اپنے ہی دیوبندی وہابی گلابی احمدی اسمعیلی کے نزدیک (۱) قرآن کا منکر (۲) حدیث کا منکر

لگے ہاتھوں قرآن کے منکر کا حکم بھی سن لیجئے چنانچہ دیوبندی مولوی سرفراز گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں:

ہمارے اکابر عقیدہ کو قطعی دلائل سے پیش کرتے ہیں اور قطعی دلائل یہ ہیں (۱) قرآن کریم (۲) خبر متواتر (عام اس سے کہ تواتر لفظی ہو یا تواتر طبقہ تواتر قدر مشترک ہو یا تواتر توارث) ان میں سے ہر ایک کا انکار ہمارے اکابر کے نزدیک کفر ہے

(راہ ہدایت، ص، ۱۶۲، مکتبہ صفدریہ)

ایک اور مقام پر لکھتا ہے

اور جو چیز قرآن سے ثابت ہے یا حدیث متواتر سے ثابت ہے اس کا منکر کافر ہے

(ملفوظات سرفراز صفدر، ص، ۳۰۷، کتب خانہ اسلامی کراچی)

اب دیوبندی اشرفعلی تھانوی سرفراز گکھڑوی کے فتوے سے کافر ہو گیا اور مزے کی بات یہ ہے کہ سرفراز گکھڑوی نے خود لکھا ہے کہ کافر کو کافر نہ کہنے والا بھی کافر تو گکھڑوی صاحب تھانوی کو کافر نہ کہہ کر ایک بار پھر اپنے ہی فتوے سے کافر ہوا، یہ اس شخص کی اپنے گھر میں عزت ہے جو دوسروں کو کافر ومشرک کہتے نہیں تھکتا تھا آج اس کو اپنے ہی گھر سے گستاخی وکفر کے اتنے فتوے ملے اگر زندہ ہوتا تو انہی سے مر جاتا، ہم اس طرح کی زبان کے قائل نہیں لیکن جب دار العلوم دیوبند کے مصدّقین بکواس کر سکتے ہیں تو جواب میں ہمیں بھی بولنے کا اور دلیل سے جواب دینے کا حق ہے

...... حوالہ نمبر 3 ......

گکھڑوی سرکار ﷺ کا بڑا گستاخ دیوبندی اکابرین کا فتوی

دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں:

اے محمد سر اٹھایئے۔۔۔۔

(ملفوظات سرفراز صفدر، ص،۲۸۵، کتب خانہ اسلامی کراچی)

اسی طرح ایک اور مقام پر لکھتا ہے:

آل محمد سے مراد تمام مومن ہیں۔۔۔۔

(ملفوظات سرفراز صفدر، ص،٦٦، کتب خانہ اسلامی کراچی)

...... مخالف ......

دیوبندیوں کے مفتی نظام الدین شامزی کی مصدقہ کتاب میں روح اللہ دیوبندی لکھتا ہے:

محض اسم مبارک تحریر کرنا اور صلوۃ وسلام نہ لکھنا بڑی گستاخی اور بڑی محرومی ہے۔

مزید لکھتا ہے:

یہ سارے حوالے ''ہب النسیم'' کے ہیں اس کا نام ''ہب النسیم'' ۔۔۔اشرفعلی تھانوی ۔۔۔نے ہی رکھا تھا اور مزید براں اس پر۔۔۔محمد اعزاز علی صاحب۔۔۔اور۔۔محمد شفیع صاحب ۔۔۔کی تقریظیں موجود ہے

(التحقیق الحسین فضیلت ﷺ وکراہیت صلعم، صللم، ص،١٠٦)

نوٹ :اس حوالے سے دیوبندی اشرفعلی، اعزاز علی، محمد شفیع، روح اللہ، نظام الدین شامزی، الیاس گھمن کے پیر عبدالحفیظ مکی متفق ہیں۔

...... نتیجہ ......

سرفراز گکھڑوی صاحب چھوٹے موٹے گستاخ نہیں بلکہ بڑے گستاخ ہیں، گستاخ کون ہوتا ہے

آپ اوپر پڑھ چکے۔

...... حوالہ نمبر 4 ......

دیوبندی سرفراز سرکار ﷺ کے بے ادب

دیوبندیوں کے مولوی سرفراز گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے بے شک ''تو'' بھی وفات پانے والا ہے۔''

(تسکین الصدور، ص،٢١٦، مکتبہ صفدریہ)

نوٹ ! یہ کتاب ١٩ اکابرین دیوبند کی مصدقہ ہے اور دیوبندیوں کا ویسے ہی دعویٰ ہے کہ سرفراز کی کتابیں دیوبندیت میں اجماعی حیثیت رکھتی ہیں۔

...... مخالف ......

دیوبندی مولوی خالد محمود صاحب لکھتے ہیں:

پھر دیکھئے حضور کے لیے کس بے ادبی سے ''تو'' کا لفظ لایا گیا ہے۔

(عبقات، ص،٢٧٢، دارالمعارف لاہور)

...... نتیجہ ......

خالد محمود دیوبندی کے نزدیک سرفراز گکھڑوی دیوبندی سرکار علیہ السلام کے لیے ''تو'' کا لفظ استعمال کر کے بے ادبی کے مرتکب ہوئے۔

اب میں دیوبندیوں ہی کے گھر سے بتا دیتا ہوں کہ سرکار کی بے ادبی کرنے والا دیوبندی ملاؤں کے نزدیک کیا ہوتا ہے چنانچہ

دیوبندیوں کے نام نہاد متکلم الیاس گھمن صاحب کی مصدقہ اور دیوبندی مفتی محمد حسن کی پسند فرمودہ کتاب میں محمد صابر صفدر لکھتا ہے:

''حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے ادبی کرنے والا کافر ہے جو کوئی اس کے کفر میں شک

کرے وہ بھی کافر ہے۔''

(بے ادب بے نصیب، ص،۷۱، مکتبۃ الحسن)

ایک اور مقام پر لکھتا ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے ادبی کی بات ایسے شخص کی زبان سے نکل ہی نہیں سکتی کہ جس کا ایمان سلامت ہو۔

(بے ادب بے نصیب، ص،۷۲، مکتبۃ الحسن)

ایک اور مقام پر لکھتا ہے:

''آپ کی شانِ اقدس میں یا جن جن چیزوں کی نسبت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہے ان کی معمولی سی بے ادبی و گستاخی بھی کفر ہے۔''

(بے ادب بے نصیب، ص،۹۲، مکتبۃ الحسن لاہور)

نوٹ !اس کتاب پر الیاس گھمن اور محمد حسن کے علاوہ درج ذیل دیوبندی علماء کی تصدیقیں ہیں، (۱) سید عبدالقدوس ترمذی (۲) حافظ محمد اکرم (۳) محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

ان تمام حوالوں سے معلوم ہوا کہ (۱) سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے کفر کیا (۲) ان کا ایمان سلامت نہ تھا (۳) جو دیوبندی ان کے کفر میں شک بھی کرے وہ بھی کافر۔

...... حوالہ نمبر 5 ......

دیوبندی مولوی سرفراز گکھڑوی مشرک

دیوبندیوں کے سرفراز گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں:

شہنشاہ عالم کے دربار کی حاضری۔۔۔

(تسکین الصدور، ص،۳۰۰، مکتبہ صفدریہ)

...... مخالف ......

دیوبندیوں کے امام اول اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی گکھڑوی کو شرک کے گھاٹ اتارتے ہوئے لکھتے ہیں:

معبود، داتا، بے پرواہ، خداوند، خدائگاں، مالک الملک، شہنشاہ بولے یا جب حاجت قسم کھانے کی پڑے تو پیغمبر کی یا علی کی یا امام کی یا پیر کی یا انکی قبروں کی قسم کھاوے سو ان باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔

(تقویۃ الایمان، ص،۲۴، میر محمد کتب خانہ کراچی)

اسی طرح رفیع عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

سوال : حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شہنشاہ کا لقب دینا کیسا ہے؟

جواب : درست نہیں اللہ کے سوا کسی کو شہنشاہ کہنا درست نہیں

اور ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

البتہ اگر عرف عام میں شہنشاہ سے صرف بادشاہ مراد لیا جاتا ہو، اس کے اصلی معنی مراد نہ ہوتے ہوں تو یہ لفظ استعمال کرنے کی برائی کم ہو جاتی ہے ختم نہیں ہوتی، اس لیے بہر حال اجتناب کرنا چاہیے۔

(فتاویٰ دارالعلوم کراچی، جلد اول ص، ۳۰۵ ادارۃ المعارف کراچی)

...... نتیجہ ......

ان فتاوی کی روشنی میں دیوبندی گکھڑوی نے

(۱) شرک کیا اور مشرک ہوئے (۲) غلط کام کیا (۳) برائی والا کام کیا۔

...... حوالہ نمبر 6 ......

سرفراز گکھڑوی اپنے ہی فتوے سے مسلمان نہیں

دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہل سنت سرفراز گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کے لیے بعض علوم غیبیہ کا عطا ہونا مسلم حقیقت ہے اور کوئی بھی مسلمان اس کا منکر نہیں۔

(تنقید متین، ص ۱۶۲، مکتبہ صفدریہ)

...... مخالف ......

سرفراز گکھڑوی صاحب خود ہی ایک اور مقام پر کہتے ہیں:

اور ایک ہے علم غیب علم غیب تو ایک ذرہ بھی کسی کے پاس نہیں ہے علم غیب خاصہ خداوندی ہے۔

(ملفوظات امام اہلسنت، ص ۱۹۳، اسلامی کتب خانہ کراچی)

اوپر والے حوالے سے معلوم ہوا کہ بعض علمِ غیب سرکار علیہ السلام کو حاصل ہے اور کوئی بھی مسلمان اس کا انکار نہیں کرتا اور نیچے والے حوالے میں خود ہی منکر بن گیا جب سرکار علیہ السلام کے لیے بعض علمِ غیب کا منکر ہوا تو اپنے ہی فتوے سے مسلمان کہاں رہا۔

...... حوالہ نمبر 7 ......

اس سے بڑی گستاخی اور کیا ہوگی؟

فرقہ دیوبندیہ وہابیہ گلابیہ غرابیہ کے امام المحرفین جناب ذلت مآب سرفراز صاحب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے لکھتے ہیں۔

جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

(آنکھوں کی ٹھنڈک، ص ۷۱، مکتبہ صفدریہ)

...... مخالف ......

فرقہ وہابیہ گلابیہ احمدیہ اسمعلیہ دیوبندیہ کے محمود حسن گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

جناب مخفف ہے جاہل نادان احمق بے وقوف کا، چاروں لفظوں کا پہلا حرف لے لیا جاہل کا ''ج'' نادان کا ''ن'' احمق کا ''الف'' اور بے وقوف کی ''ب'' اس طرح کسی کو جناب کہہ دینا گویا اس کو جاہل، نادان، احمق اور بے وقوف کہہ دینا ہے۔

(ملفوظات فقیہ الامت ص ۵۵۵، دار النعیم)

اس پر تبصرہ کرنے کی ہمت ہمارے اندر نہیں ہے۔ میں دیوبندیوں سے پوچھتا ہوں اپنے اصولوں سے بتاؤ کہ تمہارے دیوبندی مولوی نے سرکار ﷺ کے لئے ''جناب'' کا لفظ استعمال کر کے سرکار ﷺ کی گستاخی کی ہے یا نہیں، دوسروں پر تھوک کے حساب سے فتوے لگانے والے اب اپنے دیوبندی مولوی کو اپنے ہی اصولوں میں کیسے غرق کرتے ہیں دیکھتے ہیں۔

نوٹ! حوالے اور بھی بہت ہیں گکھڑوی کی اوقات دکھانے کے لئے ابھی انہیں پر اکتفاء کرتا ہوں

''اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر اعتراضات کے دندان شکن جوابات''

......اعتراض نمبر1......

''اللہ پھر رسول اپنی ذاتی قدرت سے رزاقِ جہاں ہیں'' پر اعتراض کا جواب''

اور اگر کہے اللہ پھر رسول خالق السموت و الارض ہیں اللہ پھر رسول اپنی ذاتی قدرت سے رزاقِ جہاں ہیں تو شرک نہ ہوگا۔ (الامن والعلیٰ ص ۱۵۱ طبع نوری کتب خانہ لاہور ص ۲۱۹)

فائدہ: دیکھو کس قدر فضول توحید ہے کہ صفت خالقیت ورزاقیت میں جناب رسول اللہ ﷺ کو حق سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ شریک کر دیا۔ اس سے تو کفار مکہ ہی اچھے ہوئے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ صفت خلق میں کسی کو شریک نہ سمجھتے تھے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ ولئن سالتهم من خلق السموت والارض ليقولن الله (پ ۲۱ آیۃ ۱۲). اور اگر آپ ان سے پوچھیں گے کہ آسمان وزمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو جواب دیں گے اللہ نے۔ نیز سورۂ یونس (پ ۱۱، ۹) میں موجود ہے۔ قل من يرزقكم من السمآء والارض .... فسيقولون الله. تو کفار ومشرکین بھی رازق ہونے میں کسی کو شریک نہ کرتے تھے۔ اور یہ نام کا مجدد دوسروں کا خالق ورزّاق ہونا ہی نہیں مانتا بلکہ ان کو اس بات کی ذاتی قوت بھی دیتا ہے۔ اور ایسے امور تکوینیہ (خلق ورزق) میں ''اللہ ورسول'' یا ''اللہ پھر رسول'' میں فرق کرنا جہالت کی دلیل ہے کیا 'واؤ' عاطفہ ہے تو دوسرے کا خالق ورزاق ہونا ثابت نہیں ہوگا اور ثم (پھر) کے لانے سے ثابت ہو جائے گا یعنی پہلے مالک حقیقی عزّاسمہ نے اشیاء کو پیدا کیا اور پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بچی کچی کمی کو دوسروں کے ذریعے سے پورا کرایا

(چہل مسئلہ، ص، ۷، ۸، مکتبہ صفدریہ گھنٹہ گھر گوجرانوالہ)

''الجواب بعون الملک الوھاب''

یہ ایک حقیقت ہے کہ دیوبندیت اور عقل دو متضاد اشیاء کا نام ہے کہ جہاں عقل ہوگی وہاں دیوبندیت نام کی کوئی چیز نہ ہوگی اور جہاں دیوبندیت ہوگی وہاں عقل نام کی کوئی چیز نہ ہوگی یہ حقیقت تو ان شاء اللہ عنقریب آپ دیکھ ہی لیں گے، نیز امام المحرفین اور رئیس الکاذبین نے جس

طرح مصنف چہل مسئلہ کو داد دی ہے وہ بھی آپ ملاحظہ کر چکے ہیں اور چہل مسئلہ لکھنے والے کا جو مقام امام المحرفین سرفراز صاحب نے بیان کیا ہے وہ بھی آپ جان چکے ہیں کیونکہ چہل مسئلہ کے مصنف کو تو کوئی جانے یا نہ جانے لیکن سرفراز صاحب کو تو دیوبندی اچھی طرح جانتے ہیں اور ہم اہلسنت وجماعت بھی اچھی طرح جانتے ہیں جبھی تو انکا نام امام المحرفین رکھا ہے اور آگے آنے والی سطور سے آپ بھی جان لیں گے کہ مصنف چہل مسئلہ جس کو امام المحرفین نے محقق اور نہ جانے کتنے القابات دیئے ہیں اس نے کیا کیا گل کھلائے ہیں اور امام المحرفین بھی اس میں برابر کے شریک ہیں کیونکہ جس طرح امام المحرفین نے اس کتاب کا تعارف کروایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام المحرفین اس کے ہر ہر لفظ سے واقف اور اس کی تائید کرتے ہیں، بہر حال جواب کی طرف آتے ہیں، اس دیوبندی نام نہاد صوفی محقق صاحب نے پہلے ہی مسئلے میں ایسی بددیانتی کی ہے کہ علماء یہود بھی شرما جائیں، ایسی بددیانتی تو یہودیوں کو بھی یاد نہ آئی ہوگی جیسی بددیانتی اس نام نہاد محقق وصوفی نے کی ہے اس صوفی ومحقق صاحب نے شرم وحیاء کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ایک استفہامی جملے کو خبریہ جملہ بنا کر طرح طرح کی چہ میگوئیاں کی ہیں واقعی یہ اس دیوبندی مولوی کا ہی کمال ہے کہ اعلیٰ حضرت جس صورت کو شرک ارشاد فرمائیں یہ دیوبندی صوفی ومحقق اس کو ہمارا عقیدہ بنا کر خوب تالیاں بجائیں، اس دیوبندی صوفی ومحقق صاحب نے یہ کام صرف یہاں ہی نہیں کیا بلکہ پوری کتاب ہی بددیانتی، خیانت، جھوٹ، افتراء سے بھری پڑی ہے لیکن دیوبندیت کو ایسی کتاب پر ناز ہے، اس کے لکھنے والے کو صوفی ومحقق وخوف خدا والا بتا رہے ہیں، تف ہے ایسی بے حیائی و بے شرمی پر اور ایسی صوفیت وتحقیق پر کہ جھوٹ بولنے والا دیوبندیت میں صوفی، خائن دیوبندیت میں محقق، بددیانتی کرنے والا دیوبندیت میں خوف خدا والا ہے واہ رے دیوبندیت تیری بناوٹی چمک دمک کہ کیسے کیسے مکار ومحرف بددیانت خائن تیرے اندر سمائے ہوئے ہیں کیسے کیسے کذاب تیری کوکھ سے جنم لیتے ہیں یہ تیرا ہی کمال ہے یہ تیری ہی وسعت ہے

ورنہ کوئی اور ہوتا تو شرم سے پانی پانی ہو جاتا، **مولانا حسن علی میلسی صاحب نے سچ فرمایا تھا کہ دیوبندی ہمارے عقیدے کا رد نہیں کرتے بلکہ اپنی طرف سے ایک عقیدہ گھڑ کر ہمارے ذمہ لگا دیتے ہیں اور پھر محقق من الحقہ (یہ دیوبندیوں کے اپنے الفاظ ہیں) بن کر تحقیق کی وہ گندی نالیاں بہاتے ہیں کہ الامان والحفیظ۔** بہر حال اس دیوبندی نے اعلی حضرت امام اہلسنت کی عبارت میں خیانت کی ہے اور یہ صرف ہم ہی نہیں کہہ رہے بلکہ اس کا اقرار خود دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب کو بھی ہے۔

چنانچہ گکھڑوی صاحب اقرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الامن والعلی کی عبارت کے سیاق وسباق سے یہ بات تو واضح اور ظاہر ہوجاتی ہے کہ واقعی یہ جملہ استفہام ہے اور مؤلف چہل مسئلہ سے چوک ہوئی ہے کہ وہ اس جملہ کو خبریہ سمجھے۔

(چہل مسئلہ، ص ۸، مکتبہ صفدریہ گجرانوالہ)

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

یہ خود سرفراز گکھڑوی صاحب کی گواہی ہے کہ مصنف چہل مسئلہ نے چوک (سرفراز گکھڑوی صاحب بھول گئے) یعنی بددیانتی، خیانت، تحریف کی ہے اور پھر محقق بن کر تحقیق کی کیسی کیسی ندیاں بہائیں ہیں وہ قارئین وناظرین نے دیکھ لیں۔ جب یہ عبارت ہی استفہامیہ ہے تو اس دیوبندی نے خبریہ سمجھ کر اس پر جتنے بھی اعتراضات والزامات عائد کئے ہیں وہ کیسے درست ہو سکتے ہیں؟

پاسبان مسلک رضا علامہ مولانا الحاج ابوداؤد صادق علیہ الرحمہ کا جواب:

اس اعتراض کا جواب پاسبان مسلک رضا علامہ مولانا الحاج ابوداؤد صادق علیہ الرحمہ نے بھی دیا تھا کیونکہ حضرت نے وہ لاجواب جواب دیا کہ قصر دیوبند میں زلزلہ آ گیا اور دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب کو اقرار کرنا پڑا کہ واقعی مصنف چہل مسئلہ نے بددیانتی

تحریف، ہیرا پھیری کی ہے اس لیے اس پر حاشیہ چڑھایا اور اعتراف کیا لیکن بمصداق ''چور چوری سے جائے ہیرا پھیری سے نہ جائے'' اس نے ہٹ دھرمی یہ کی کہ پھر بھی اس مسئلے کو چہل مسئلہ سے نکالا نہیں بلکہ اب تک ویسے ہی چھاپ رہے ہیں اور آج کے دیوبندی بھی اپنے آباء کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اسی بددیانتی سے کام لیتے ہوئے اعتراض کرتے ہیں اب آیئے جواب دیکھیے۔

چنانچہ حضرت علامہ ابوداؤد صادق صاحب علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

''رئیس المحرفین'' مصنف چہل مسئلہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ '' آج سے تقریباً اٹھائیس سال پہلے عالم محقق حضرت مولانا الحاج محمد کریم بخش صاحب مظفر گڑھی نے 'چہل مسئلہ' کے نام سے ایک کتابچہ مرتب کیا تھا۔ کتابوں میں تلاش کے بعد ایک نسخہ ہاتھ آیا۔ جس کو طباعت کے بعد ہدیۂ قارئین کرام کیا جارہا ہے۔ چونکہ حضرت مولانا محمد کریم بخش صاحب بڑے محقق نکتہ رس دیانتدار اور خدا خوف بزرگ تھے اس لئے ہم نے انہی کے حوالہ پر اکتفا کی ہے۔الخ (چہل مسئلہ ص ۶)

ہاتھی کے دانت:

''رئیس المحرفین'' کی اس مدح سرائی کے بعد اب بمصداق ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ''رئیس المحرفین'' اور ان کے ممدوح کی نام نہاد تحقیق ونکتہ رسی اور دیانتداری وخدا خوفی کا نمونہ ملاحظہ فرمائیں اور دیوبندی وہابی مولویوں کی بددیانتی وکذب بیانی کی داد دیجئے۔

ابتدا غلط بنیاد جھوٹ:

یہ حقیقت ہے کہ اگر پہلی اینٹ ٹیڑھی ہو تو ساری عمارت ٹیڑھی اور غلط ہو جاتی ہے۔

خشتِ اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا میرود دیوار کج

تو بتایئے جس کتاب کا پہلا نمبر، پہلا مسئلہ اور پہلا حوالہ ہی غلط ہو اور جھوٹ ہو وہ کتاب کیسے صحیح اور

سچی ہوسکتی ہے اور جو مولوی شروع ہی میں اپنی جہالت اور خیانت وکذب بیانی کے مظاہرہ سے باز نہیں آئے انہوں نے باقی کتاب میں کیا کیا گل کھلائے ہوں گے۔ سنئے:

اعلیٰ حضرت مجدّ دِملت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف کیثرہ میں سے حضور صَلَّی اللہ علیہ وسلم کے تصرفات واختیار اور آپ کے ''دافع البلاء'' ہونے کے متعلق ایک ایمان افروز معرکۃ الآراء کتاب ''**الامن والعلی لنا عتی المصطفٰی بدافع البلاء**'' بھی ہے جس میں آپ ایک فاضلانہ نکتہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو بات واقعی شرک ہے اس میں دوسرے کو خدا کے ساتھ لفظ ''اور'' یا ''پھر'' کہہ کر ملائیں دونوں طرح شرک ہوگا۔ لفظ ''اور'' یا ''پھر'' ایسی صورت میں شرک شرک ہی ہوگا اس سے نجات نہ ہوسکے گی آپ کے اپنے الفاظ ملاحظہ ہوں لکھتے ہیں۔

''**مسلمانو!** للہ انصاف جو بات خاص شان الٰہی عز سبحانہ ہے جس میں کسی مخلوق کو کچھ دخل نہیں۔ اس میں دوسرے کو خدا کے ساتھ (اور) کہہ کر ملایا تو کیا اور (پھر) کہہ کر ملایا تو کیا۔ شرک سے کیوں کر نجات ہوگی مثلاً آسمان وزمین کا خالق ہونا۔ اپنی ذاتی قدرت سے تمام اوّلین وآخرین کا رازق ہونا خاص خدا کی شانیں ہیں کیا اگر کوئی یونہی کہے کہ اللہ ورسول خالق السّمٰوت و الارض ہیں اللہ ورسول اپنی ذاتی قدرت سے رازق عالم ہیں جبھی شرک ہوگا اور اگر کہے کہ اللہ پھر رسول خالق السّمٰوت و الارض ہیں اللہ پھر رسول اپنی ذاتی قدرت سے رازق جہاں ہیں تو شرک نہ ہوگا۔''؟ (الامن العلی ص ۲۱۹)

اس نفیس وجلیل استفہامیہ عبارت کا مطلب کس قدر واضح ہے کہ اگر کوئی کہے ☆ اللہ ورسول خالق السّمٰوت و الارض ہیں۔ جب بھی شرک ہے اور اگر کہے ☆ اللہ پھر رسول خالق السّمٰوت و الارض جب بھی شرک ہے۔ یعنی لفظ ''اور''، اور ''پھر'' کے فرق سے ان دونوں صورتوں میں شرک سے نہ بچ سکے گا۔ مگر ''رئیس المحرفین'' گکھڑوی اور ان کے نام نہاد محقق مولوی

کریم بخش کی کاریگری ملاحظہ فرمائیے۔ کہ انہوں نے اس مربوط عبارت کا پہلا جملہ چھوڑ دیا اور دوسرا جملہ (''اگر کوئی کہے کہ اللہ پھر رسول خالق السّمٰوت و الارض ہیں اللہ پھر رسول اپنی ذاتی قدرت سے رازقِ جہاں ہیں تو شرک نہ ہوگا۔'' (الامن العلی ص ۲۱۹) لکھ کر اس پر یوں حاشیہ چڑھایا۔ کہ ''دیکھو کس قسم کی فضول توحید ہے کہ صفتِ خالقیت ورزاقیت میں جنابِ رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم کو حق سبحانہ وتعالیٰ کے نام کے ساتھ شریک کردیا۔ یہ نام کا مجدد دوسروں کا خالق ورازق ہونا ہی نہیں مانتا، بلکہ ان کو اس بات کی ذاتی قدرت دیتا ہے اور ایسے امور تکوینیہ (خلق و رزق) میں ''اللہ ورسول'' یا ''اللہ پھر رسول'' میں فرق کرنا جہالت کی دلیل ہے''۔ (چہل مسئلہ ص ۷ مسئلہ ۱)

دیکھئے ''چہل مسئلہ'' کی اس عبارت کا ایک ایک لفظ دیوبندی، وہابی ملاؤں کی جہالت ونادانی خیانت وبددیانتی اور افتراء وکذب بیانی کو کس طرح آشکار کررہا ہے اس ستم ظریفی وسینہ زوری کا بھی کوئی ٹھکانا ہے۔ کہ اعلیٰحضرت مجدّ دِملت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جس صورت کو شرک بتایا ہے۔ اور اس میں ''پھر'' اور ''اور'' کا فرق نامعتبر ٹھہرایا ہے۔ اسی بات کو ان کے ذمہ لگایا جارہا ہے۔ خود تو اپنی نادانی سے ''پھر'' اور ''اور'' کے جملوں میں فرق سمجھ نہیں رہے ہیں۔ اور کہہ ان کو رہے ہیں۔ کہ ''اللہ ورسول'' یا ''اللہ پھر رسول'' میں فرق کرنا جہالت کی دلیل ہے۔

ع بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

جن نام نہاد ''محققوں'' کو اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اردو اسلوب بیان و اندازِ کلام کے سمجھنے کی تمیز نہیں ہے۔ وہ آپ کے منہ آنے اور آپ پر نکتہ چینی کے زعم میں مبتلا ہیں۔ واعجباہ

جب اکابرِ دیوبند اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جلالت علمی کے سامنے دم

بخود رہے اور آپ کی گرفت سے نکلنے اور آپ کے حضور لب کشائی کرنے کی جرأت نہ کر سکے تو بے چارے ان چھوٹے چھوٹے ''فضلائے دیوبند'' کی کیا بساط ہے کہ وہ آپ کے منہ آسکیں۔

کلکِ رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

ہٹ دھرمی کی انتہاء:

الحمد للہ ''چہل مسئلہ'' کے پہلے ہی مسئلہ پر ہماری گرفت نے ''رئیس المحرفین'' اور ان کے حواریوں کو ایسا بے بس اور لا جواب کیا کہ انہیں ''چہل مسئلہ'' کے دوسرے اڈیشن میں حاشیہ پر بدیں الفاظ اقبالِ جرم کرنا پڑا۔ واقعی یہ جملہ استفہامیہ ہے اور مؤلف ''چہل مسئلہ'' کی یہ ''چوک'' ہے کہ وہ اس کو خبر یہ سمجھتے ہیں''۔ (چہل مسئلہ جدید اڈیشن ص ۸)

دیکھا آپ نے کہ ''رئیس المحرفین'' نے بامر مجبوری اپنے ''محقق ونکتہ رس دیانتدار اور خدا خوف'' ممدوح بزرگ کی ڈبل جہالت، ذہنی کجی اور تاریخی بد دیانتی وخدا تعالیٰ سے بے خوفی کہ جرائم کی کس طرح ''چوک'' جیسے ہلکے سے الفاظ کے ساتھ پردہ پوشی کی ناکام کوشش کی ہے۔ گویا ''گکھڑوی لغات'' میں اہلسنت کی اچھی سے اچھی اور معمولی سے معمولی بات پر شرک و بدعت سے کم کوئی لفظ نہیں اور اپنوں کے بڑے سے بڑے جرائم پر ''بھول چوک'' سے زیادہ کوئی لفظ نہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ علاوہ ازیں ہٹ دھرمی کی انتہاء یہ ہے کہ حاشیہ پر بادل ناخواستہ اقبالِ جرم اور مولوی کریم بخش کی ''چوک'' کا اعتراف کرنے کے باوجود اس کی چوک اور جھوٹا حوالہ خارج کرنے کے بجائے اسے متن میں جوں کا توں شائع کر کے اس کا پہلا نمبر ہی برقرار رکھا ہے۔ اور اس طرح اپنے دوغلہ پن کذب بیانی اور بد دیانتی پر اپنے ہاتھوں مہر تصدیق ثبت کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ دوسروں کی چہل اغلاط شمار کرنے والا ''رئیس المحرفین'' کا قبیلہ ''اوّل'' تو اپنی واقعی غلطی بھی تسلیم کرنے پر تیار نہیں اور بامر مجبوری اقبالِ جرم کرنا بھی پڑے تو پھر بھی اس کا ازالہ اور

جھوٹ کی بنیاد منہدم نہیں کریں گے بلکہ جھوٹ پر اپنی عمارت کا ڈھانچہ اسی طرح برقرار رکھیں گے

ع شرم تم کو مگر نہیں آتی

بہر حال یہ ہے بزعم گکھڑوی فرزندانِ نجد و دیوبند کی تحقیق ونکتہ رسی۔ دیانتداری اور خدا خوفی آہ ؂

جب سر محشر پوچھیں گے بلا کر سامنے
کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

لطیفہ:

''چہل مسئلہ'' کے دوسرے اڈیشن میں اقرار جرم کے ساتھ اصرار جرم سے گکھڑوی صاحب کی حواس باختگی کا جو مظاہرہ ہوا ہے۔ اس نے واضح کر دیا ہے کہ انہوں نے خلافِ عادت اور خلاف معمول اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود اسی لئے ''دیوبندی حقائق'' کو ہاتھ لگانے اور جواب دینے کی جرأت نہیں کی کہ ان کے گلے میں یہ ایک ہڈی پھنس گئی ہے کہ نہ اسے اگلتے بنے نہ نگلتے بنے گویا ؂

دو گو نہ عذاب است جانِ مجنون را
بلائے صحبت لیلیٰ و فرقتِ لیلیٰ

''دیوبندی حقائق'' کی اولین گرفت و پہلی ضرب نے ہی جب ''رئیس المحرفین'' کو اتنا حواس باختہ کر دیا ہے۔ تو پوری کتاب کا جواب لکھتے وقت ان کا جو حال ہونا تھا ہر ذی فہم اس کا اندازہ لگا سکتا ہے بہر حال ''دیوبندی حقائق'' کا سامنا نہ کر سکنے سے ''رئیس المحرفین'' اس شعر کا مجسم نمونہ بن گئے ہیں کہ: ؂

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہے
میری سنو جو گوشِ نصیحت نیوش ہے

سچ ہے ؂

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں

جلا کر راکھ نہ کردوں داغ نام نہیں

(دیوبندی حقائق ص،۶ تا ۱۰ مکتبہ انجمن انوار القادریہ کراچی)

دیوبندی سرفراز گکھڑوی کی کج فہمی:

قارئین ذی احتشام! ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جب دیوبندیوں کو اس خیانت کا علم ہو گیا تھا اور دیوبندی لاجواب ہو چکے تھے تو اپنی بددیانتی اور خیانت سے رجوع کر لیتے اور اس قسم کے اعتراضات سے باز آجاتے لیکن جن کو بددیانتی، خیانت، افتراء، جہالت اور کذب بیانی ورثہ میں ملی ہو وہ کیسے سچ بول سکتے ہیں اور کیسے سچ کو مان سکتے ہیں دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی کا ذہن حق کو قبول کرنے کی بجائے مزید خراب ہوا تو پینترا بدلہ اور اس طرح لب کشائی کی:

خان صاحب بریلوی پر ایک اعتراض بدستور باقی ہے وہ یوں کہ ان کی عبارت کے مفہوم اور اسلوب کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر یوں کہا جائے کہ اللہ پھر رسول اپنی عطائی قدرت سے رزاق جہاں ہیں تو شرک نہ ہوگا۔۔۔۔۔۔۔

(چہل مسئلہ ص،۸، مکتبہ صفدریہ گجرانوالہ)

یہ ساری کی ساری دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی کی لن ترانی اور کوڑمغزی ہے ورنہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی عبارت میں اس طرح کا کچھ بھی شائبہ نہیں۔ میں پوری دنیائے دیوبندیت کو چیلنج کرتا ہوں کہ بتائیں وہ مفہوم کون سی عبارت کا ہے جس پر دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی نے اپنی کوڑمغزی کی بنیاد رکھی ہے ہاں اگر ذہن میں دیوبندیت گھسی ہو تو سیدھی عبارت الٹی اور الٹی عبارت سیدھی نظر آتی ہے بہرحال اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی عبارت میں اس طرح کا کچھ بھی مفہوم نہیں ہے جس پر دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی نے اپنے غلط مفروضے کی بنیاد رکھی ہے۔

دیوبندی صاحب اپنے بیٹے کی کتابوں سے جاہل:

ہوسکتا ہے کہ دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی کا کوئی متوالہ یہ کہے نہیں جی یہ مفہوم بنتا ہے تو میں اس کو دیوبندیوں کے گھر کا اصول بیان کر دیتا ہوں۔

دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی کے بیٹے عبدالقدوس قارن صاحب لکھتے ہیں

حالانکہ قاعدہ یہ ہے کہ کسی کی عبارت کا مفہوم اس کی واضح عبارات میں بیان کئے گئے مفہوم کے مطابق لیا جاتا ہے

(اظہار الغرور فی کتاب آئینہ تسکین الصدور ص،۳۰، مکتبہ عمر اکادمی)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

اس لیے کہ قاعدہ ہے کہ کسی کی عبارت کا مفہوم اس کی دوسری عبارات کے مفہوم کو پیش نظر رکھ کر ہی متعین کیا جاتا ہے۔ (اظہار الغرور فی کتاب آئینہ تسکین الصدور ص،۱۵۸، مکتبہ عمر اکادمی)

ان عبارات سے واضح ہو گیا کہ دیوبندیوں کے نزدیک عبارت کا وہ مفہوم لیا جائے گا جو اس کی واضح عبارات میں ہوگا میں تمام چھوٹے بڑے دیوبندیوں سے کہتا ہوں کہ کوئی ایک صریح عبارت پیش کرو جس میں اس طرح کا مفہوم ہو جو آپ کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی نے لیا ہے ورنہ اس مفہوم کے خلاف ہم عبارات پیش کرتے ہیں مزید یہ کہ میں کہتا ہوں ہماری نہ مانو مگر اپنے آباء کے اصولوں کو تو مانو ان پر تو عمل کرو یا تمہارے آباء کے اصول دفع الوقتی (جیسے بیچاری المہند اور تقویۃ الایمان وغیرہ) اور دوسروں کے لیے ہوتے ہیں۔ اب بھی کوئی دیوبندی یہ کہے گا کہ مفہوم مخالف سے یہ بات ثابت ہوتی ہے اور مفہوم مخالف اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے نزدیک درست ہے تو اس دیوبندی ذہن کا علاج خود دیوبندی کتب وفتاویٰ میں موجود ہے اگر یہاں یہ مفہوم مخالف بن سکتا ہے تو دیوبندی اپنے مفتی شبیر احمد قاسمی کی اس عبارت کے بارے میں کیا

کہیں گئے۔

چنانچہ دیوبندیوں کے مفتی شبیر احمد قاسمی صاحب لکھتے ہیں:

ذاتی طور پر علم غیب تو صرف اللہ کی صفت ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علہ وسلم کو بہت سی غیبی باتوں کا علم عطا فرما دیا تھا مگر اس علم کی وجہ سے آپکو ذاتی اعتبار سے عالم الغیب نہیں کہا جا سکتا ۔

(فتاوی قاسمیہ جلد اول، ص، ۴۰۹، مکتبہ اشرفیہ دیوبند)

اس دیوبندی مفتی نے کہا ہے کہ ذاتی طور پر علم غیب اللہ کی صفت ہے تو عطائی طور پر مخلوق کی صفت ہو گی استدلال اسی طرح ہو گا جس طرح دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز نے اعلی حضرت امام اہلسنت کی عبارت سے کیا ہے اب تو دیوبندی مشکل میں پھنس گئے اگر اعلی حضرت امام اہلسنت کی عبارت سے مفہوم مخالف نکال کر اعلی حضرت امام اہلسنت پر وہ الزامات عائد ہو سکتے ہیں تو دیوبندیوں کے نزدیک بھی مفہوم مخالف درست ہے اور اس دیوبندی مفتی کی عبارت سے مفہوم مخالف کے طور پر مخلوق کے لیے علم غیب عطائی کی صفت ثابت ہو جائے گی لہذا ہم دیوبندیوں سے پوچھتے ہیں کہ مخلوق کے لیے علم غیب عطائی ثابت ہے یا نہیں اگر ہے تو اپنی اور اپنے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی کی عقل کا علاج کراؤ کہ تم اس کا انکار کرتے ہو اور اگر ثابت نہیں تو تمہارے اصولوں سے یہ دیوبندی، اسکا قائل ہو کر ۔۔۔۔۔۔ میں کہاں گیا، جلدی جلدی فتوی صادر کرو۔

دیوبندیوں کے لیے دوہری مصیبت:

دیوبندیوں کے لیے ایک اور مصیبت بھی کھڑی ہوگئی وہ یہ کہ اس دیوبندی مفتی نے کہا ہے ''آپ کو ذاتی اعتبار سے عالم الغیب نہیں کہا جا سکتا'' تو اس کا سیدھا سیدھا مفہوم مخالف یہ ہے کہ آپ ﷺ کو عطائی اعتبار سے عالم الغیب کہنا درست ہے کیا دیوبندی سرکار ﷺ کو عطائی اعتبار سے عالم الغیب مانتے ہیں

ہم عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

بہر حال اس دیوبندی مفتری سرفراز گکھڑوی نے اعلی حضرت امام اہلسنت کی عبارت کا غلط مطلب بیان کیا ہے اگر دیوبندی اس کو درست کہتے ہیں تو مولوی شبیر احمد کی عبارت کا تمہارے اصول کے مطابق مفہوم وہی ہو گا جو ہم نے بیان کیا ہے اب دیوبندی سر جوڑ کر بیٹھیں اور اپنے بزرگوں کی کتابوں کو سامنے رکھ کر بتائیں کہ سرکار ﷺ کو علم غیب عطائی تھا یا نہیں اور سرکار ﷺ کو عالم الغیب عطائی اعتبار سے کہہ سکتے ہیں یا نہیں

دیوبندی اصول سے تھانوی کے نزدیک مخلوق پر علم غیب کا اطلاق درست ہے:

اگر دیوبندی یہ کہتے ہیں کہ اعلی حضرت کی عبارت کا مطلب وہی ہے جو سرفراز گکھڑوی نے بیان کیا ہے تو پھر اشرفعلی تھانوی صاحب کی عبارت کا مفہوم کیا ہو گا۔

چنانچہ دیوبندیوں کے حکیم الامۃ اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

تو بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع و ناجائز ہو گا۔

(حفظ الایمان، ص، ۱۲، کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

اشرفعلی تھانوی کی عبارت کا سیدھا سیدھا مفہوم دیوبندیوں کے اصول کے مطابق یہی ہے کہ قرینے کے ساتھ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق درست ہے دیوبندیو! بتاؤ تمہارے نزدیک قرینے کے ساتھ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق درست ہے یا نہیں؟ اپنے بزرگوں کی کتابیں پڑھ کر جواب دیجیے گا تا کہ آپ جناب ذلت مآب بننے سے بچ جائیں۔

نوٹ:! میرے پاس اور بھی اس طرح کے حوالہ جات ہیں اگر کسی دیوبندی کے بازؤں میں اتنی ہمت ہے تو ضرور ہمت آزمائی کر لے لیکن بقول شاعر

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے   یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

☆☆☆☆☆..................☆☆☆☆☆

......اعتراض نمبر2......

''حدیث مشورہ پر اعتراض کا جواب''

بے شک میرے رب نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا۔(کتاب بالا ص ۸۵)

فائدہ: اس نام کے مجدّ دنے یہاں اللہ تعالیٰ کی توحید کو مٹاتے ہوئے جناب رسول اللہ ﷺ پر بہتان باندھا ہے کہ حضور ﷺ نے معاذ اللہ یہ حدیث میں فرمایا ہے اور دواماموں (امام احمد، امام ابن عساکر) کی طرف اس حدیث کی تخریج کو منسوب کرکے ابن حذیفہ صحابی کو اس کا راوی بتلایا ہے۔ حالانکہ اس نام کا کوئی صحابی نہیں۔ ہاں ممکن ہے کہ طباعت کی غلطی ہو اور ''عن حذیفہ'' ہو۔ اب مسند احمد ج ۵ ص ۳۸۲، ۴۰۸ میں اس صحابی کی بے شمار روایتیں موجود ہیں مگر ایسی جھوٹی روایت کا نام ونشان نہیں نوارد اور بھلا فطرت سلیمہ اور صریح توحید باری کے خلاف ایسی روایت کہاں ہوسکتی ہے واضح ہو کہ اس جھوٹی روایت میں حق تعالیٰ کا تین بار مشورہ کرنا لکھ دیا ہے اور اہل عقل خوب جانتے ہیں کہ کسی کا دوسرے سے مشورہ لینا احتیاج وعاجزی پر دلالت کرتا ہے اور یہ امر باری تعالیٰ کی شان میں کسی طرح متصور ہی نہیں ہوسکتا اور جناب رسول ﷺ کے لئے دوسروں سے مشورہ لینے کا ارشادِ احکم الحاکمین ہے قال عزاسمه ،وشاورهم فى الامر (پ ۴. ۸) یعنی آپ ان سے مشورہ لیتے رہا کیجئے،

(چہل مسئلہ، ص، ۹، ۱۰، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوھاب''

امام المحر فین کے محقق نے اعلی حضرت امام اہل سنت کی کتاب ''الامن والعلی'' سے ایک حدیث نقل کی ہے اور اسپر بہتان بازی کی ہے۔ اور یہ کہا ہے کہ یہ حدیث نہیں بلکہ سرکار ﷺ پر بہتان ہے اور سرکار ﷺ پر ہی نہیں بلکہ امام احمد اور ابن عساکر رحمہما اللہ پر بھی بہتان ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ اعلی حضرت امام اہلسنت نے نہ تو سرکار ﷺ پر بہتان باندھا اور نہ ہی ان اماموں پر، بلکہ یہ اس دیوبندی صوفی ومحقق اور اس کی تصدیق کرنے والے امام المحر فین سرفراز گکھڑوی کی انتہاء کی جہالت ہے کہ ایک حسن درجہ کی حدیث کا بلا وجہ انکار کرکے منکر حدیث بنتے ہیں ویسے تو دیوبندی اپنے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب کے بارے میں بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں

اور خود امام المحر فین بھی بہت بلند بانگ دعوے کرتے ہیں مثلا ۵۵ سال ہو گئے ہیں پڑھاتے ہوئے اور مختلف موضوعات پر تحقیق کرتے ہوئے وغیرہ وغیرہ اتنے بلند بانگ دعوؤں کے باوجود بدقسمتی یہ ہے کہ ایک حدیث کی تحقیق نہ کرسکے اور مقام افسوس ہے منکرین حدیث کے خلاف لکھنے والے انتہائی ڈھٹائی سے حدیث کا انکار کرکے خود حدیث کے منکر بنتے ہیں منکرین حدیث پر کفر کا فتوی دینے والوں کے اپنے علم کا ٹھکانا دیکھیے کہ حوالہ دینے کے باوجود حدیث کی کتابوں کو ہاتھ تک نہ لگایا اگر بقول امام المحر فین کے محقق نے مسند احمد کو ہاتھ لگایا تو ہم کہیں گے کہ کور چشمی اور بغض وعناد نے ایسا اندھا کر دیا کہ مسند احمد میں حدیث ہونے کے باوجود ڈھٹائی سے کہہ دیا کہ مسند احمد میں حدیث نہیں ہے جناب! گنگوہی کی طرح اندھے صاحب کسی اندھے سے چشمہ لے لیجئے اور دیکھئے کیونکہ میں مسند احمد ہی کا حوالہ دے رہا ہوں۔

چنانچہ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

عن حذیفة.......... ان ربی استشارنی فی امتی ماذا أفعل بهم؟فقلت :ما شئت یا رب هم خلقک وعبادک فا ستشار نی الثانیة فقلت له کذلک،فقال تعالىٰ :لا احز نک فی امتک یا محمد و بشر نی أن أول من ید خل الجنة من امتی سبعون ألفا مع کل ألف سبعون ألفا لیس علیهم حساب....الحدیث.

(مسند احمد عربی جلد الجزء السادس عشر، ص، ۵۹۵، مکتبہ دار الحدیث القاہرہ، حدیث نمبر ۲۳۲۳۱)

علامہ علاؤالدین علی المتقی صاحب کنز العمال حدیث پاک نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عن حذیفة ان ربی استشارنی فی امتی ماذا أفعل بهم؟فقلت :ما شئت یا رب هم خلقک وعبادک فا ستشار نی الثانیة فقلت له کذلک فاستشار نی الثالثة فقلت له کذلک ،فقال تعالىٰ :انی لن اخز یک فی امتک یا احمد و بشر نی أن أول من ید خل الجنة معی من امتی سبعون ألفا مع کل ألف سبعون ألفا لیس

علیھم حساب....الحدیث.

(کنز العمال عربی، حصہ الحادی عشر ص ۴۴۸، حدیث نمبر ۳۲۱۰۹، مکتبہ موسسۃ الرسالہ)

اگران جہلاء کو عربی نہیں آتی اور عربی کتابوں سے نکالنے کی لیاقت نہیں ہے تو میں ان کی حماقت کا علاج کرتے ہوئے اردو کا حوالہ بھی نقل کر دیتا ہوں۔

چنانچہ ایک دیوبندی مولوی کنز العمال میں اس حدیث کا ترجمہ اس طرح کرتا ہے:

فرمایا میرے رب نے مجھ سے میری امت کے بارے ہیں مشورہ فرمایا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کروں؟ میں نے عرض کی جو معاملہ چاہیں فرمائیں وہ آپ کے بندے اور مخلوق ہیں، مجھ سے دوبارہ مشورہ کیا میں نے یہی عرض کیا، تیسری مرتبہ مشورہ فرمایا میں نے وہی جواب دیا تو اللہ تعالی نے فرمایا اے احمد میں آپ کو آپ کی امت کے بارے میں رسوا نہیں کروں گا اللہ تعالی نے مجھے بشارت دی کہ پہلی مرتبہ میری امت میں سے میرے ساتھ ستر ہزار بلاحساب جنت میں داخل ہوں گے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار پھر میرے پاس پیغام آیا مانگو تمہاری دعا قبول ہوگی سوال کرو تمہیں دیا جائے گا میں نے اللہ تعالی کے قاصد سے کہا میرا رب میرے سوال کو پورا فرمائیں گے تو قاصد نے کہا آپ کے پاس سوال پورا کرنے کا پیغام ہی تو لے کر آیا ہوں۔۔۔۔۔۔۔

(ص ۲۱۵، ۲۱۶ کنز العمال اردو جلد ۶ حصہ ۱۱، ۱۲، ص ۲۱۵، مکتبہ دار الاشاعت کراچی، مسند احمد اردو جلد ۱۰، ص ۷۸۸، حدیث نمبر ۲۳۷۲۵ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

ان کے عکس کتاب کے آخر میں ہیں

نوٹ! ہم نے ان جہلاء کی وجہ سے عربی اور اردو سب کتب کے حوالے اور عکس دے دیئے ہیں تاکہ اب کسی دیوبندی میں حدیث کا انکار کرنے کی ہمت نہ رہے۔

ناظرین! اس سے بڑھ کر بھی اور کوئی بڑی بدبختی ہوسکتی ہے کہ کتب حدیث میں حدیث ہونے اور دیکھنے کے باوجود حدیث کا انکار کرتے ہیں اور انتہائی بے شرمی، بے حیائی بے غیرتی اور ڈھٹائی سے لکھ دیتے ہیں

کہ مسند احمد میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیثیں ہیں لیکن اس حدیث کا نام و نشان ہی نہیں ہے تف ہے ایسی بے شرمی، ڈھٹائی، حدیث دشمنی، بغض رسول اور بغض امام اہلسنت پر کہ ثابت شدہ حدیث کا بھی انکار صرف اس وجہ سے کرتے ہو کہ اس کو سنیوں کے امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ نے بیان کیا ہے

جاہلو! ہم سے اختلاف کرنا ہے تو کرو لیکن حدیث رسول ﷺ کا انکار تو نہ کرو ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ حدیث مسند احمد میں موجود ہے اور کنز العمال میں بھی ہے اور وہاں مسند احمد اور ابن عساکر کا حوالہ بھی موجود ہے بحمد اللہ اعلی حضرت امام اہلسنت سچے اور حدیث بھی سچی لیکن حدیث رسول کا انکار کرنے اور امام اہل سنت پر الزام تراشی کرنے والے خود جھوٹے اور جان بوجھ کر حدیث کا انکار کرتے ہیں۔

پاسبان مسلک رضا ابوداؤد صادق علیہ الرحمہ کا جواب:

اس اعتراض کا جواب بھی پاسبان مسلک رضا ابوداؤد صادق صاحب علیہ الرحمہ نے دیا ہے جس کی وجہ سے دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب کو حاشیہ چڑھانے کی سوجھی ہم اس جواب کو یہاں نقل کرتے ہیں باقی محشی کی چہ میگوئیاں ان شاء اللہ اس کے بارے میں بھی کلام کریں گے اور آخر میں خود اس دیوبندی امام المحرفین کے حکیم الامۃ اشرفعلی تھانوی کا ایک حوالہ بھی ضرور ذکر کریں گے جس میں دیوبندیوں کے حکیم الامۃ نے ایک بزرگ کے بارے میں لکھا ہے کہ اللہ نے ان سے مشورہ کیا، اور اس کے بعد اس حدیث پر ان دیابنہ نے اعلی حضرت کی آڑ لے کر جو تبرا بازی کی ہے اس کو نقل کریں گے تاکہ معلوم ہو جائے کہ دیوبندیوں کے نزدیک حدیث کا مقام کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اشرفعلی تھانوی کا مقام ان ہی کے اپنے ہم خیالوں کے قلم سے معلوم ہو جائے۔ چنانچہ حضرت علامہ مولانا ابوداؤد صادق صاحب لکھتے ہیں۔

حدیث مشورہ:

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کی خداداد عظمت وشان اور بارگاہ رب العزت میں آپ کی قدر ومنزلت بیان کرتے ہوئے ''الامن والعلیٰ'' میں امام احمد وابن عساکر کے حوالہ سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ فرماتے ہیں: **صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انَّ ربی استشارنی فی امتی ماذا افعل بھم.** بے شک میرے رب نے میری امت کے باب میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں الحدیث۔

بھلا جن دیابنہ وہابیہ کا یہ عقیدہ ہو کہ ''رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا'' (تقویۃ الایمان ص ۱۷) وہ منکرین شانِ رسالت سرکار والا تبار ﷺ کی یہ قدر ومنزلت کیسے گوارہ کر سکتے ہیں چنانچہ ''رئیس المحرفین'' کے نام نہاد محقق شانِ رسالت کی عداوت میں جل اٹھے اور انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ دیکھا اور جھٹ اس ایمان افروز حدیث کو جھوٹا قرار دے دیا چنانچہ مصنف ''چہل مسئلہ'' لکھتا ہے مسند احمد میں اس صحابی (حذیفہ رضی اللہ عنہ) کی بے شمار روایتیں موجود ہیں مگر ایسی جھوٹی روایت کا نام ونشان ندارد'' (چہل مسئلہ ص ۸)۔

حالانکہ یہ حدیث پاک نہ صرف مسند امام احمد جلد ۵ بلکہ کنز العمال جلد ۲ اور خصائص کبریٰ جلد دوم وغیرہم متعدد کتب معتبرہ میں پوری آب وتاب کے ساتھ مذکور ہے مگر رئیس المحرفین گکھڑوی اور انکے محقق کی حماقت دیکھئے کہ خود پرلے درجے کے جھوٹے ہیں اور نہ صرف دوسرں کو بلکہ حدیث مصطفیٰ ﷺ کو جھوٹا قرار دیتے ہیں اور خوف خدا، شرم مصطفیٰ (جل جلالہ و ﷺ) کا ذرہ بھر احساس نہیں کرتے شانِ رسالت کی دشمنی نے انہیں اتنا اندھا کر دیا ہے کہ بزعم خویش تصرفاتِ نبوی وعلم غیب کی نفی میں چن چن کر روایتیں جمع کرنے والوں کو شانِ مصطفوی کا کمال بیان کرنے والی روشن حدیث نہ مسند امام احمد میں نظر آتی ہے نہ کنز العمال میں دکھائی دیتی ہے اور نہ ہی خصائص کبریٰ میں نظر پڑتی ہے اور اس کے باوجود دعویٰ ہے تحقیق کا اگر اسی چیز کا نام تحقیق ہے تو جہالت وحماقت کس چیز کا نام ہے......؟ تعجب ہے کہ ایسے ایسے جہلاء، علماء دین اور خلق خدا کو دھوکا

دیتے اور اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ جیسی پیکر علم وفضل شخصیت پر کیچڑ اچھالتے ہیں اور اتنا بھی نہیں جانتے کہ:

چراغے را کہ ایزد برفروزد
ہر آں کو تف کند ریشش بسوزد

قارئین کرام:

غور فرمائیں کہ ''چہل مسئلہ'' والوں نے ابتداء ہی میں (ص ۱-۲ میں) کیسی قلابازی کھائی ہے اور کس قدر شرمناک بددیانتی اور جہالت وکذب بیانی کا مظاہرہ کیا ہے۔ کیا اسی بل بوتے پر انہیں اعلیٰحضرت پر تنقید کا شوق چرایا ہے۔

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

اہلِ علم وانصاف پسند حضرات کیلئے مقام غور ہے کہ جن لوگوں کی بنیاد اتنی کمزور اور ابتداء ہی جہالت اور کذب وخیانت پر مبنی ہو تو انکی انتہاء کیا ہوگی......؟

(دیوبندی حقائق ص ۱۸، مکتبہ انجمن انوار القادریہ کراچی)

سرفراز گکھڑوی کے مطالبات کے جوابات:

حضرت علامہ مولانا ابو داؤد صادق صاحب علیہ الرحمہ کی ضربات قاہرہ سے منکرین حدیث کے ایوانوں میں زلزلہ آ گیا اور منکرین حدیث جب لاجواب ہو گئے تو بجائے یہ کہ رجوع کر لیتے اور اس فرمان مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لے آتے لیکن جب انسان سرتاپا بے حیائی وڈھٹائی میں غرق ہو جائے اور سرکار ﷺ کے اس فرمان **اذا لم تستح فاصنع ما شئت** کا مصداق ہو جائے تو کوئی بڑی بات نہیں کہ وہ بھی ایسا ہی کرے جیسا دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب نے کیا ہے گکھڑوی صاحب کو جب معلوم ہو گیا کہ یہ حدیث حق اور سچ ہے اور اگر اس کو

حدیث مان لیتا ہوں تو رجوع کرنا پڑے گا اور یہ ہمارے اکابرین کیا، بڑے بزرگ کا بھی طریقہ نہیں ہے تو اعتراض کا پینترا بدلا اور مختلف مطالبات شروع کر دیے۔

سرفراز گکھڑوی کا پہلا مطالبہ

سرفراز گکھڑوی پاسبان مسلک رضا علامہ ابوداؤد صادق صاحب علیہ الرحمہ سے پہلا مطالبہ کرتے لکھتے ہیں:

''ان (حضرت علامہ مولانا ابوداؤد صادق صاحب علیہ الرحمہ از ناقل) پر لازم ہے کہ وہ از روئے مہربانی مسند امام احمد جلد ۵، کنز العمال ج ۶ اور الخصائص الکبریٰ جلد دوم وغیرہما متعدد کتب معتبرہ سے اس حدیث کے باحوالہ صفحات الفاظ نقل کرتے''۔

(چہل مسئلہ، ص ۱۱، مکتبہ صفدریہ)

اس عبارت میں موجود جہالتوں سے قطع نظر کرتے ہوئے ہم دیوبندیوں سے کہتے ہیں اتنے بڑے عالم سے مطالبہ کرنا اور ان کے منہ لگنا ''چہ معنی'' اگر یہ دیوبندی شیخ الحدیث کسی سنی بریلوی طالب العلم سے بھی مطالبہ کرتا تو وہ طالب العلم بھی اس کا مطالبہ پورا کر دیتا بہرحال ہم نے ماقبل میں اس دیوبندی شیخ الحدیث کا مطالبہ عربی اور اردو کتب کے حوالے بیان کر کے پورا کر دیا ہے کوئی دیوبندی سرفراز گکھڑوی کی قبر پر جا کر پڑھ دے تا کہ زندگی میں دور نہ ہونے والی جہالت دور ہو جائے بہرحال دیوبندیوں کے نام نہاد شیخ الحدیث اور بڑے بڑے دعوے کرنے والے کو خود چاہیے تھا حدیث کی سند پر کلام کرتا (جیسا کہ اس کی عادت ہے کہ جو حدیث اس کو پسند نہیں آتی اس کی سند پر کلام کر کے اس کو بزور موضوع یا ضعیف ثابت کرتا ہے) اور اس حدیث کو موضوع ثابت کرتا لیکن یہ اس شیخ الحدیث سے کیا، کسی بھی دیوبندی سے نہ ہوا ہے اور نہ ہو گا۔ اور ہو بھی کیسے سکتا ہے جبکہ دیوبندی خود جانتے ہیں کہ اس حدیث کی سند پر کلام کرنا اپنے آپ کو ذلت پر پیش کرنا ہے اسی وجہ سے اس دیوبندی شیخ الحدیث نے اسی میں عافیت سمجھی اور بجائے اس حدیث

کو موضوع ثابت کرنے کے الٹا حضرت علامہ مولانا ابو داؤد صادق صاحب علیہ الرحمہ سے مطالبات شروع کر دیئے بہرحال ہم نے سرفراز گکھڑوی صاحب کا پہلا مطالبہ پورا کر دیا ہے صفحات کی نشان دہی کے ساتھ ساتھ عکوس بھی دے دیئے ہیں اب تو دیوبندیوں کو چاہیے کہ وہ اس حدیث پر ایمان لائیں میں اس پر طوالت کے خوف سے مزید تبصرہ کرنا مناسب نہیں سمجھتا اگر کسی دیوبندی نے جوش دکھایا تو۔۔۔۔۔۔

سرفراز گکھڑوی کا دوسرا مطالبہ

لکھتے ہیں:

''پھر اس کی سند بتائیں''

(چہل مسئلہ، ص ۱۱، مکتبہ صفدریہ)

لیجیے جناب: اس حدیث کی سند بھی دیکھ لیں امام احمد بن حنبل مسند احمد میں اس حدیث کی سند اس طرح بیان کرتے ہیں

حدثنا حسن، حدثنا ابن لهيعة، حدثنا ابن هبرة، انه سمع ابا تميم الجيشاني، يقول اخبرني سعيد، انه سمع حذيفة بن اليمان.........

سرفراز گکھڑوی کا تیسرا مطالبہ

لکھتے ہیں:

''پھر رواۃ کی کتب اسماء الرجال سے باحوالہ توثیق نقل کریں''

(چہل مسئلہ، ص ۱۱، مکتبہ صفدریہ)

اس حدیث کے سارے راوی سوائے ابن لھیعۃ کے صحیح ہیں اگر کسی دیوبندی کو اعتراض ہے تو وہ طبع آزمائی کر کے دیکھ لے اور باقی رہے ابن لھیعۃ تو وہ بھی دیوبندیوں کے نزدیک درجہ حسن میں ہیں اگر کسی دیوبندی کو علم نہ ہو تو حوالہ میں دوں گا۔

سرفراز گکھڑوی کا چوتھا مطالبہ

لکھتے ہیں:

''سند کا اتصال ثابت کریں''

(چہل مسئلہ،ص،۱۱،مکتبہ صفدریہ)

ہم نے سند نقل کر دی ہے اس کو دیکھ کر اہل علم حضرات جان گئے ہوں گے کہ سند میں انقطاع نہیں ہے اگر کوئی دیوبندی انقطاع ثابت کر دے تو اس کو سرفراز گکھڑوی کے قبر پر جانے کا کرایہ ہم دیں گے

سرفراز گکھڑوی کا پانچواں مطالبہ

لکھتے ہیں:

''کم از کم دو معتبر و مستند محدثین کرام سے باحوالہ اس روایت کی تصحیح نقل کریں''

(چہل مسئلہ،ص،۱۱،مکتبہ صفدریہ)

اور تو کوئی دیوبندیوں کے نزدیک کیا معتبر ہوگا ہم دیوبندی علماء کے حوالے نقل کر دیتے ہیں

دیوبندیوں کے مخدوم العلماء خیر محمد جالندھری صاحب لکھتے ہیں:

دوسری قسم وہ کتابیں ہیں جن میں احادیث صحیح و حسن و ضعیف ہر طرح کی ہیں مگر سب قابل احتجاج ہیں کیونکہ ان میں جو حدیثیں ضعیف ہیں وہ بھی حسن کے قریب ہیں جیسے سنن ابوداود، جامع ترمذی ،سنن نسائی،مسند احمد۔

(خیر الوصول فی حدیث الرسول،ص،۸،کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

ایک اور حوالہ بھی دیکھ لیجیے۔

دیوبندیوں کے علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

کل مافی مسند احمد فهو مقبول فان الضعيف الذی فيه يقرب من الحسن

(القواعد فی علوم الحدیث،ص،۶۹،ادارۃ القران والعلوم الاسلامیہ کراچی)

ہم نے دیوبندی علماء سے ثابت کر دیا ہے کہ مسند احمد کی تمام روایات مقبول ہیں اور قابل استدلال ہیں اور اس کی ضعیف روایت بھی حسن کے قریب ہے اور قابل احتجاج ہے،مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک حوالہ متفق علیہ بزرگ کا بھی دیدوں تا کہ ہر قسم کی حجت بازی ختم ہو جائے

علامہ ہیثمی علیہ الرحمہ یہی حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

رواه احمد واسناده حسن.

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد جلد ۱۰ ص،۶۸،مکتبہ دار الکتاب العربی بیروت)

علامہ ہیثمی کا دیوبندیوں کے نزدیک کیا مقام ہے یہ ابھی ہم بیان نہیں کرتے اگر کسی دیوبندی نے علامہ ہیثمی کی تصحیح کا انکار کیا تو اس کو اپنے ہی گھر سے اتنے جوتے پڑینگے کہ اپنے گھر کا راستہ بھول جائے گا دیوبندیوں کے سرفراز گکھڑوی صاحب جس سے ایک حدیث کی بھی تحقیق نہ ہو سکی بد قسمتی سے وہ شیخ الحدیث اور نہ جانے کیا کیا ہے بہر حال ہم نے دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت کے تمام مطالبات پورے کر دیئے ہیں جب سرفراز گکھڑوی صاحب کے مطالبات پورے ہو گئے تو اس حدیث کا حدیث رسول ﷺ ہونا ثابت ہو گیا اور جب اس کا حدیث رسول ہونا ثابت ہو گیا تو اس کے منکر کا حکم علماء دیوبند کے نزدیک کیا ہوگا جلد بتا دیں اور مزید دیکھتے ہیں کہ باقی ماندہ دیوبندی کب حق قبول کرتے ہیں یا اپنے آباء کے طریقے پر ثابت قدم رہتے ہوئے پھر اعتراض کر کے پکے ٹھکے منکر حدیث بنتے ہیں۔

غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کا جواب:

غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ نے بھی دیوبندیوں کے اس اعتراض کا جواب دیا ہے چنانچہ غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ سے سوال ہوا آپ نے اس کا جواب دیا ہم سوال و جواب ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

سوال: اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی ایک کتاب ''الامن والعلی'' میں ایک حدیث تحریر فرمائی ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''اللہ عزوجل نے اپنے محبوب رسول حضور سید عالم ﷺ سے مشورہ طلب فرمایا''۔

مسلک دیوبند کے ترجمان رسالہ ''الصدیق'' نے اس طویل حدیث کے ایک جملہ کا ترجمہ نقل کر کے لکھا کہ ''اس حدیث کی تخریج کو امام احمد اور امام ابن عساکر کی طرف منسوب کیا۔ اہل عقل خوب جانتے ہیں کسی دوسرے سے مشورہ لینا احتیاج و عاجزی پر دلالت کرتا ہے یا کم از کم مشورہ اس واسطے ہوتا ہے کہ غلطی کا احتمال نہ رہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف نہ احتیاج و عاجزی کی نسبت درست ہے اور نہ وہاں غلطی کے احتمال کا امکان ہوسکتا ہے کہ اس کی تاویل یوں کرلی جائے کہ یہ مشورہ عزت افزائی کی خاطر ہے مگر دوسری طرح اس میں کچھ گفتگو ہوسکتی ہے مثلاً ابن حذیفہ نام کا صحابی بھی نہیں ہوا، خیر اس بات کو بھی کتابت کی غلطی کہہ کر کاتب کے سر مونڈھ دیا جائے گا اور کہا جاسکتا ہے کہ ابن حذیفہ نہیں عن حذیفہ (درحقیقت) تھا مگر اس کا کیا کیجئے کہ مسند احمد ص ۴۸۶ تا ۴۸۵ میں اس صحابی کی بہت سی روایات ہیں مگر ایسی جھوٹی روایت کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔ ضعف اور وضعی احادیث بیان کرنا بھی اگرچہ جرم ہے مگر یہ تو نہ حدیث وضعی ہے نہ ضعیف بلکہ سرے سے اس کا کہیں ذکر ہی نہیں۔ پھر سب سے بڑی بات یہ کہ اس جھوٹی حدیث کو مسند احمد میں بتلانے والا ہمارے دوستوں کے نزدیک مجدد مائۃ حاضرہ بھی ہے اگر مجدد ایسے ہی ہوتے ہیں تو ہمارا مجددوں کو دور ہی سے سلام ہے''۔ (الصدیق ملتان بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ)

الجواب: بدعقیدگی اور گمراہی کی اصل بنیاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ اور اس کے رسول ﷺ کے افعال مقدسہ کا قیاس اپنے افعال پر کرلیا جائے۔ **معاذالله ثم معاذالله** یاد رکھیے! اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے علاوہ ہم اپنے مشورہ کے متعلق اگر یہ کلمہ تسلیم کرلیں کہ ہمارا مشورہ طلب کرنا غلطی کے احتمال دور کرنے کے لئے یا احتیاج و عاجزی کی بناء پر ہوتا ہے تو ممکن ہے کہ کسی حد تک

اسے صحیح کہا جاسکتا ہے لیکن اللہ و رسول کے مشورہ کو بھی اس کلیہ میں شامل کرنا باطل محض ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ معاذ اللہ، اللہ و رسول کے لئے ہماری مانند غلطی کا احتمال دور کرنا بھی حاجت ہے اور عاجزی بھی احتیاج کو مستلزم ہے اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں اور حضور نبی اکرم ﷺ اللہ کے سوا کسی کے محتاج نہیں اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ دونوں (لوگوں سے مشورہ لینے میں) غنی، بے پرواہ اور احتیاج سے پاک ہیں جیسا کے عنقریب دلائل کی روشنی میں واضح کیا جائے گا۔ ایک صحیح اور واقعی حدیث جو کہ کتب احادیث میں موجود ہے اور معترض علم حدیث سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اسے معلوم کرنے سے قاصر رہا محض اپنی رائے ناقص پر اعتماد کر کے کہتا ہے کہ جھوٹی حدیث کا کہیں ذکر ہی نہیں۔ بدترین جہالت وضلالت کا مظاہرہ ہے۔ دیکھئے! یہ حدیثِ مبارک مسند امام احمد جلد پنجم و کنز العمال جلد ششم اور خصائص کبری جلد دوم تینوں کتابوں میں موجود ہے۔

ان ربی استشارنی فی امتی ماذا أفعل بهم؟فقلت ما شئت یا رب هم خلقک وعبادک فا ستشار نی الثانیة فقلت له کذلک فاستشار نی الثالثة فقلت له کذلک ،فقال تعالیٰ :انی لن اخزیک فی امتک یا احمد و بشر نی أن أول من یدخل الجنة معی من امتی سبعون ألفا مع کل ألف سبعون ألفا لیس علیهم حساب.... الحدیث مسند احمد، ابن عساکر عن حذیفۃ، کنز العمال جلد ۶ ص ۱۱۲ حدیث نمبر ۲۵ ۷ او خصائص کبری جلد دوم ص ۲۱۰، اخراج احمد، ابوبکر الشافعی فی الغیلانیات وأبونعیم وابن عساکر عن حذیفۃ بن الیمان و مسند امام احمد جلد پنجم ص ۳۹۲ مطبوعہ مصر۔

معترض کا قول تو یہ تھا کہ اس جھوٹی حدیث کا کہیں ذکر نہیں لیکن بحمدہ تعالیٰ ہم نے ثابت کردیا کہ مسند امام احمد اور کنز العمال اور خصائص کبری میں یہ حدیث موجود ہے کنز العمال میں تو اس کی تخریج صرف امام احمد اور امام ابن عساکر کی طرف منسوب ہے۔ **وللہ الحجة ان شاء الله.**

اعلیٰ حضرت مجدد ملت نے الامن والعلی میں مسند امام احمد کا نام نہیں لکھا صرف اتنا تحریر فرمایا

الامام احمد وابن عساکر عن حذیفۃ اور الفاظ حدیث کنز العمال جلد ششم سے نقل فرمائے اور کتاب کا حوالہ نہیں دیا تاکہ ان منکرین ومخالفین کے ادّعائے علم وفضل کی حقیقت آشکار ہو۔

الحمدللہ! کنزالعمال، خصائص کبریٰ اور مسند امام احمد تینوں میں عن حذیفۃ موجود ہے۔ نیز الامن والعلی مطبوعہ اہل سنت وجماعت بریلی شریف ص۱۶۳ پر اسی طرح "الامــن" شائع کردہ نوری کتب خانہ لاہور کے ص۱۲۳ پر عن حذیفۃ موجود ہے البتہ صابر الیکٹرک پریس کی مطبوعہ ص ۸۵ پر کاتب کی غلطی سے عن کی بجائے ابن لکھا گیا ہے جسے کوئی بھی سمجھنے والا انسان مصنف کی طرف منسوب نہیں کرسکتا۔ مگر جو شخص تعصب وعناد کے جوش میں ایک ایسی عظیم وجلیل حدیث کو نہیں مانتا جو کتب حدیث میں موجود ہے تو وہ اس حقیقت ثانیہ کو کیونکر تسلیم کرنے لگا ہے۔ چوتھے سوال کا جواب یہ ہے کہ ہمارا آپس میں مشورہ طلب کرنا تو احتیاج وعاجزی کی بناء پر اور غلطی کے احتمال کو دور کرنے کے لیے ہوسکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا مشورہ طلب کرنا احتیاج و عاجزی اور ازالہ احتمال غلطی کے لیے قطعاً نہیں ہوسکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ دونوں (اس سے) غنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا بندوں کے مشورہ سے غنی ہونا تو ظاہر ہے اور حضور نبی کریم ﷺ امت کے ساتھ مشورہ فرمانے سے اس لیے غنی ہیں کہ حضور کریم ﷺ کو ﴿وشاورھم فی الامر﴾ فرما کر مشورہ کرنے کا حکم فرمایا اور حضور ﷺ نے اپنے رب کریم کے ارشاد کی تعمیل میں اپنے غلاموں سے مشورہ فرمایا صرف اس لیے کہ انہیں مشورے کی تعلیم دیں اور مشورے کو ان کے لیے رحمت بنائیں اور انہیں استخراج رائے صحیح میں اجتہاد کی رغبت دلائیں اور ان سے مشورے لیکر ان کی شان بڑھائیں اور ان کے دلوں کو خوش کریں۔

دیکھئے! صاحب روح المعانی آیت کریمہ ﴿وشاورھم فی الامر﴾ کے تحت اسی مضمون کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں

ما أخرجه ابن عدی والبیهقی فی الشعب بسند حسن عن ابن عباس رضی

اللہ تعالی عنهما قال: "لما نزلت ﴿وشاورهم فی الامر﴾ قال رسول الله ﷺ اما ان الله و رسوله لغنیان عنها ولکن جعلها الله تعالی رحمة لأ متی ...(روح المعانی پ ۴ ص ۹۴)

اور مضمون کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جسے ابن عدی نے کامل میں شعب الایمان میں بیہقی نے سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جب یہ آیت کریمہ ﴿وشاورھم فی الامر﴾ نازل ہوئی تو حضور کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا لوگو! خبردار ہوجاؤ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ دونوں مشورے سے غنی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے میری امت کے لیے رحمت بنایا ہے۔۔۔۔

یعنی صحابہ سے مشورہ کرنے کا حکم دیا ہے حالانکہ حضور ﷺ پر وحی آسمانی آتی ہے صرف ان کے دلوں کو خوش کرنے کی خاطر "تفسیر طبری"

اس مقام پر ابن جریر میں ایک اور حدیث (**وھو قول لابن اسحاق**) جس کے الفاظ ہیں "**وان کنت عنھم غنیا**" اے حبیب ﷺ آپ اپنے صحابہ کی تالیف کے لیے ان سے مشورہ کرلیا کریں اگرچہ آپ ان سے غنی ہیں۔ (تفسیر ابن جریر: پ۴ ال عمران: ۱۵۹، ص۹۴)

تفسیر کبیر میں ہے

(الخامس) ﴿وشاورھم فی الامر﴾ لا تستفید منهم رایا و علمهالکن لکی تعلم مقادیر عقولهم و ا فها مهم و مقا دیر حبهم لک.

آپ ﷺ کو مشورہ کرنے کا حکم اس وجہ سے نہیں دیا گیا کہ آپ کو ان سے کسی قسم کی ہدایت یا علم کا استفادہ کریں بلکہ اس لیے یہ حکم دیا گیا کہ ان کی عقول وافہام آپ کے سامنے ظاہر ہوجائیں اور ان کی محبت کے انداز سامنے آجائیں اس کے چند سطر بعد امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

(السادس)﴿وشاورهم فی الامر﴾لا لانک محتاج الیهم ولکن لا نک اذا شاور تهم فی الأمر اجتهد کل واحد منهم فی استخراج الوجه اصلح .الخ.

اے حبیب ﷺ آپ ان سے مشورہ فرمائیں اس لیے نہیں کہ آپ ان کے محتاج ہیں لیکن جب آپ ان سے مشورہ فرمائیں گے تو آپ کے غلاموں سے ہر شخص وجہ اصلاح کے استخراج میں کوشش کریگا۔(تفسیر کبیر ج۳ص۱۳۰)

تفسیر نیشاپوری میں اس آیت کریمہ﴿وشاورهم فی الامر﴾کے تحت مرقوم ہے۔

وقد ذکر العلماء لأمر الرسول بالمشاورة مع انه اعلم الناس واعقلهم فوائد منها انها وجب علو شانهم ورفعت قدرهم.

باوجود اس بات کے کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ علم اور عقل والے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مشورہ کا امر فرمایا علماء نے اس کے کئی فائدے ذکر کیے ہیں۔

الحمدللہ! ان روایات وعبارات علماء مفسرین سے یہ امر آفتاب سے زیادہ روشن ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا مشورہ طلب فرمانا احتیاج وعاجزی کی وجہ سے ہرگز نہیں نہ کسی غلطی کے احتمال کو دور کرنے کے لیے ہے بلکہ ایسی حکمتوں اور فائدوں کی بناء پر ہے جن کا تصور بھی ذہن میں نہیں اور ہم نے انہیں بالتفصیل بیان کر دیا ہے

پانچویں سوال کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے مشورہ طلب فرمایا دیکھئے تفسیر ابن جریر میں آیت کریمہ﴿واذقال ربک للملائکة انی جاعل فی الارض خلیفة﴾ کے تحت ایک حدیث نقل فرمائی جو حسب ذیل ہے۔

عن سعید عن قتادة﴿واذقال ربک للملائکة انی جاعل فی الارض خلیفة﴾فاستشار الملائکة فی خلق ادم فقالوا﴿اتجعل فیها من یفسد فیها ویسفک الدماء﴾.....الخ.

تفسیر ابن جریر پ۱ص۱۵۸ آیت کریمہ﴿انی جاعل فی الارض خلیفة﴾ سعید حضرت قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے بارے میں فرشتوں سے مشورہ طلب فرمایا۔ تو فرشتوں نے عرض کی﴿اتجعل فیها من یفسد فیها ویسفک الدماء﴾....الخ.

تفسیر عرائس البیان میں اسی آیت کریمہ کے تحت ہے "فعرفهم عند المشورة مع الملائکة خلوهم من المحبة" (تفسیر عرائس البیان جلد اول ص۱۹)

فرشتوں سے مشورہ کرتے وقت اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے جذبہ محبت سے خالی ہونے کی بات انہیں بتادی۔

تفسیر مدارک میں اسی آیت کے تحت مرقوم ہے

"او لیعلم عبادة المشاورة فی امور هم قبل ان یقدموا علیها وان کان هو یعلمه و حکمته البالغة غنیاعن المشاورة. (تفسیر مدارک جلد اول ص۳۲)

اس لیے فرشتوں سے﴿انی جاعل فی الارض خلیفة﴾ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس بات کی تعلیم دے کہ وہ اپنے کام کرنے سے پہلے مشورہ کر لیا کریں اگرچہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے اور اس کی حکمت بالغہ مشورہ سے غنی ہے۔

تفسیر نیشاپوری میں ہے۔

والفائدةفی اخبار الملائکة بذلک اماتعلیم العباد المشاورة فی امورهم وان کان هو بحکمة البالغة غنیا عن ذلک و اما ان یسئلوا ذلک السوال ویجابوا بما جیب.

ترجمہ: فرشتوں کو یہ خبر دینے میں یہ فائدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان کاموں میں مشورہ کرنے کی تعلیم دے اگرچہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت بالغہ کی وجہ سے مشورہ کرنے سے غنی ہے یا یہ فائدہ ہے کہ فرشتے یہ خبر سن کر﴿اتجعل فیها﴾ کے ساتھ سوال کریں اور انہیں﴿انی اعلم مالا

تعلمون﴾ کے ساتھ جواب دیا جائے۔

تفسیر سراج المنیر میں ہے۔

”وفائدة قوله هذا الملائكة تعليم المشاورة أو تعليم شان المجعول“. (تفسیر سراج المنیر جلد اول ص۴۲)

یعنی فرشتوں سے ﴿انی جاعل فی الارض خلیفة﴾ فرمانے کا فائدہ تعلیم مشاورت یا تعظیم شان مجعول ہے۔

اسی طرح تفسیر جمل جلد اول ص ۲۸ پر ہے تفسیر بیضاوی جلد ا تفسیر کشاف، جلد ا ص ۲۰۹، روح المعانی پ ا ص ۲۰۳، روح البیان جلد اول ص ۹۴ پر ہے۔

ان تمام عبارات سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو مشورے کی تعلیم دینے اور آدم علیہ السلام کی تعظیم و دیگر حکمتوں کی بناء پر آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے سے پہلے فرشتوں سے مشورہ لیا حالانکہ اللہ تعالیٰ مشورہ کرنے سے غنی ہے ثابت ہوا کہ مشورہ لینا ہمیشہ احتیاج و عاجزی کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ حکمتوں پر مبنی ہوتا ہے۔ پھر یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ فرشتوں سے مشورہ فرمانا اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف نہیں تو حضور نبی کریم ﷺ سے مشورہ کرنا کیونکر عظمت خداوندی کے منافی ہوسکتا ہے؟

مشورہ کے معنیٰ اور معترض کی غلط فہمی کا ازالہ:

لفظ مشورہ عرب کے قول شرت العسل سے ماخوذ ہے یعنی میں نے شہد کو اس کی جگہ سے نکال لیا مشورہ کے معنی ہیں ” استخراج رائی “ بیضاوی میں ہے ”المشورة استخراج الرائی بمراجعة البعض“ مفردات راغب ص۲۷۲۔

خلاصہ یہ ہے کہ کسی کی طرف رجوع کر کے اس کی رائے کا اخراج ہو بلکہ صرف مخاطب کی رائے لینا بھی کافی ہے اللہ تعالیٰ متکلم ہے اور فرشتے مخاطب اللہ تعالیٰ نے ”انی جاعل فی

الارض خلیفة“ کہہ کر فرشتوں کی رائے لی اور فرشتوں نے ”اتجعل فیها“ کہہ کر اپنی رائے ظاہر کر دی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی امت کے بارے میں حضور ﷺ سے ”ماذا افعل بهم“ فرما کر حضور ﷺ کی رائے لی۔

حضور ﷺ نے ”ماشئت یا رب هم خلقك وعبادك“ کہہ کر اپنی رائے ظاہر کی اور اللہ تعالیٰ کا مشورہ لینا اور رائے طلب فرمانا بالکل ایسا ہے جیسے اپنے نبیوں یا فرشتوں یا کسی فرد مخلوق سے کسی بات کا پوچھنا اور سوال فرمانا قرآن حکیم میں بے شمار آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے استفسارات اور سوالات مذکور ہیں۔

مثلاً اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا ﴿أولم تؤمن﴾ اے ابراہیم علیہ السلام! کیا تو ایمان نہیں لایا۔ ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی ﴿بلی﴾ کیوں نہیں میں ضرور ایمان لایا اسی طرح اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نبیوں سے سوال فرمائے گا ﴿ماذا أجبتم﴾ اے انبیاء تم کیا جواب دیئے گئے۔

نیز عیسیٰ علیہ السلام سے دریافت فرمائے گا ﴿أأنت قلت للناس اتخذونی وأمی الهین من دون الله﴾ اے عیسیٰ علیہ السلام! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بنالو۔

نیز موسیٰ علیہ السلام سے دریافت فرمایا ﴿ما تلک بیمینک یا موسیٰ﴾ اے موسیٰ علیہ السلام تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے۔

اگر مشورہ کرنا یعنی کسی کی رائے دریافت کرنا احتیاج و عاجزی پر منحصر ہو تو کسی بات کا پوچھنا بھی معاذ اللہ لاعلمی پر مبنی ہوگا۔ لہذا معترض نے جہاں حدیث استشارہ کا انکار کیا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے سوالات کی تمام آیات کا بھی انکار کردے اور اگر سوالات میں حکمت کا قائل ہے تو استشارہ کی حکمت کا کیوں انکار کرتا ہے۔

(رسالہ ''رضوان'' فروری ۱۹۷۴ء'' بحوالہ الامن والعلی ادارہ رضائے مصطفیٰ)

ان تمام حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ دیوبندی اس حدیث پر اعتراض یا تو کم علمی کی وجہ سے کرتے ہیں یا ان کو ہم اہل سنت سے بغض وعناد ہے جس کا اظہار حدیث کا انکار کر کے کرتے ہیں

گکھڑوی اپنے اور تھانوی صاحب دیوبندی فتاوی کی جیل میں

دیوبندی مولوی سرفراز گکھڑوی نے مزے لے کر صوفی صافی کی تصدیق تو کر دی لیکن اپنا کہا بھول گئے کہ ان کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ اللہ کریم اپنی مخلوق سے مشورہ کرتا ہے چنانچہ خود ہی کہتے ہیں:

اللہ تعالی کا فرشتوں سے مشورہ لینا مخلوق کی تعلیم کے لئے تھا: **سوال:** حق تعالی نے فرشتوں سے مشورہ لیا حالانکہ مشورہ تو علامت نقص ہے اور اللہ اس سے پاک ہے۔ **جواب:** مشورہ لیا تھا لیکن اس سے غرض مخلوق کو تعلیم دینا تھا۔ (فوائد صفدریہ، ص، ۵۷، مکتبہ دار الحسنی)

اس حوالے سے معلوم ہوا کہ گکھڑوی صاحب کا عقیدہ یہ تھا کہ اللہ اپنی مخلوق سے مشورہ کرتا ہے ،اسی طرح دیوبندیوں کے حکیم الامۃ اشرفعلی تھانوی کا حوالہ بھی سنئے **چنانچہ اشرفعلی تھانوی صاحب حضرت ابراہیم بن ادہم بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں**

حضرت ابراہیم کی دعا قبول ہوگئی اور سب کے سب صاحب بصیرت ہوگئے قدموں میں جا پڑے صاحب نسبت ہوگئے ان کے نزدیک حضرت ابراہیم صاحب ذلت تھے اور اللہ کے نزدیک صاحب عزت تھے **یہ کتنی بڑی عزت ہے کہ مالک دو جہاں مشورہ کریں** کہ اگر تم کہو تو سب کو ڈبو دوں بس عزت یہ ہے۔

(ملفوظات حکیم الامت جلد ۵، ص، ۲۸، مکتبہ ادارہ تالیفات اشرافیہ ملتان)

ناظرین! اشرفعلی تھانوی کی عبارت ''مالک دو جہاں مشورہ کریں'' اور گکھڑوی کی عبارت ''فرشتوں سے مشورہ لیا'' بالکل واضح ہے کہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ مخلوق سے مشورہ کرتا ہے اب

اس پر دیوبندیوں کے اس نام نہاد صوفی ومحقق اور امام المحرفین سرفراز گکھڑوی صاحب کے اپنے مصدقہ فتوے بھی ملاخط فرمائیں۔

۱) گکھڑوی واشرف علی تھانوی توحید مٹانے والے۔

۲) اللہ عاجز ہے کیونکہ کسی کا دوسرے سے مشورہ کرنا عاجزی کی دلیل۔

۳) مشورہ کرنا اللہ کی شان میں متصور نہیں ہے لیکن گکھڑوی وتھانوی نے اللہ کی شان کے خلاف کیا۔

یہ تو امام المحرفین اور محقق دیوبند مصنف چہل مسئلہ اور شمارہ الصدیق والوں کے نزدیک گکھڑوی و تھانوی صاحب کی ضیافت تھی اب آیئے ایک اور کتاب کا حوالہ بھی دیکھ لیجئے قسمت کی بات دیکھیں کہ اس کتاب کا انتساب بھی سرفراز صاحب کے لیے ہے اور اس پر کئی بڑے بڑے دیوبندیوں کی تقاریظ ہیں اور آج کے دیوبندی اس پر بہت ناز کرتے ہیں اور اسی سے مواد چوری کر کے مصنف بنتے ہیں میری مراد ''رضا خانی مذہب'' میں بھی اعلی حضرت عظیم البرکت پر یہی اعتراض کیا اب آیئے اور دیکھئے انہوں نے گکھڑوی وتھانوی پر کیا کیا فتوئے لگائے کیونکہ تھانوی کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ نے ابراہیم بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مشورہ کیا اور گکھڑوی کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ نے فرشتوں سے مشورہ کیا، اس پر فتوے صادر کرتے ہوئے **مصنف رضا خانی مذہب لکھتا ہے:**

۔۔۔(گکھڑوی واشرفعلی تھانوی، از ناقل) کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ (مخلوق سے از ناقل) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کرتا ہے کہ میں آپ کی امت کے ساتھ کیا معاملہ کروں اصل عبارت ملاحظہ ہو۔ ان ربی استشار نی فی امتی. نوٹ! تف ہے ایسے۔۔۔(دیوبندیوں از ناقل) پر جو اس قسم کا باطل عقیدہ رکھتے ہیں۔ اہلسنت و جماعت علماء دیوبند کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا کوئی مشیر نہیں جو مخلوق سے مشورہ لے کر کام کرے وہ خدا کا ہے کا۔ ان کان لا مشیر له ولا معین له.

(رضا خانی مذہب حصہ دوم، ص، ۷۱، راشدیہ اکیڈمی)

اب آیئے دیکھئے ان دیوبندیوں کے قول کے مطابق اشرف علی تھانوی کا مقام کہاں ہے۔

(۱) تف ہے ایسے گکھڑوی وتھانوی پر جو اس قسم کا باطل عقیدہ رکھتا ہے۔

(۲) میرا (گکھڑوی وتھانوی کا) عقیدہ یہ ہے کہ جو خدا فرشتوں اور ابرہیم بلخی سے مشورہ کرے وہ خدا کا ہے کا۔

(۳) گویا کہ دیوبندیوں کے گکھڑوی وتھانوی نے خدا ہی کا انکار کر دیا ہے اور جو خدا تعالیٰ کا انکار کرے وہ کیا ہوتا ہے کوئی دیوبندی ضرور بتائے......

☆☆☆☆☆..................☆☆☆☆☆

﴿......اعتراض نمبر3......﴾

''سرکار ﷺ کی نظیر محال بالذات ہے پر اعتراض کا جواب''

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نظیر محال بالذات ہے، تحت قدرت ہی نہیں، ہو ہی نہیں سکتا۔ (ملفوظات صفحہ ۵۹ حصہ سوم) فائدہ: دیکھو اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق کی قدرتوں کو کیسا محدود کیا ہے کہ ایک تو محال بالذات مانا، اور اس کی تشریح وتوضیح کے لیے دو اور جملے لکھ دیئے، حالانکہ بچہ بچہ بھی جانتا ہے کہ ان اللہ علی کل شی قدیر اور پھر امکان نظیر کے تسلیم کرنے میں کون سے عدل وانصاف کا خلاف لازم آتا ہے ہاں یہ دلائل قطعیہ سے ثابت ہے، کہ وقوع نظیر نہیں ہوگا۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ کرنے اور کر سکنے میں بڑا فرق ہے، واضح ہو کہ قرآن مجید میں تو اس مضمون کی کئی آیات موجود ہیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے

ولئن شئنا لنذھبن بالذی اوحینا الیک ثم لا تجد لک بہ علینا وکیلا الا رحمۃ من ربک ان فضلہ کان علیک کبیرا (پ۱۵-۱۰) اور اگر ہم چاہیں تو جس قدر آپ پر وحی بھیجی ہے سب سلب کر لیں، پھر اس کے واپس لانے کے لیے آپ کو ہمارے مقابلے میں کوئی حمایتی نہ ملے مگر (یہ) آپ کے رب کی رحمت ہے (کہ ایسا نہیں کیا) بے شک آپ پر اس کا بڑا فضل ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی سے (جس پر نبوت کا دارومدار ہے) محروم کرنے پر قادر ہے مگر وقوعاً ایسا نہیں ہوا۔

(چہل مسئلہ، ص ۱۱، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوھاب''

اس جاہل دیوبندی نے اول سے آخر تک اسی طرح کی جہالتوں کا ارتکاب کیا ہے اور تعجب تو اس کی تصدیق کرنے والے دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی پر ہے کہ وہ اس جاہل کا پورا پورا ساتھ دے کر جاہلوں میں اپنا شمار کرواتا ہے مصنف چہل مسئلہ تو کوئی جاہل ہے، کیا سرفراز گکھڑوی بھی ایسا ہی ہے اگر نہیں تو وہ تو ہمارا عقیدہ جانتا ہے جب ہمارا عقیدہ سرکار علیہ السلام کی نظیر کے حوالے سے ہماری کتابوں میں موجود ہے تو اس طرح کے اعتراض کر کے علماء دیوبند کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

اکابرین امت کے نزدیک واجب اور محال تحت قدرت نہیں:

بہرحال ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ سرکار علیہ السلام کی نظیر ممکن نہیں بلکہ محال بالذات ہے جب ہمارا یہ عقیدہ ہے تو پھر ہم اس کو تحت قدرت کیسے مانیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا تعلق ممکنات کے ساتھ ہے محالات کیساتھ نہیں۔ اس جاہل دیوبندی نے یہ آیت ''ان اللہ علی کل شیء قدیر'' تو نقل کر دی اگر ساتھ ہی ساتھ اس کی تفسیر بھی نقل کر دیتا تو معاملہ آسان ہو جاتا بہرحال ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ علمائے کرام اللہ تعالیٰ کی قدرت کا تعلق کن چیزوں کے ساتھ کرتے ہیں، علمائے کرام اللہ کی قدرت کا تعلق ممکنات کے ساتھ کرتے ہیں، باقی رہا محال یا واجب تو وہ تحت قدرت ہی نہیں (جیسا کہ خود دیوبندی بھی اس کا اقرار کرتے ہیں حوالے آگے آرہے ہیں)

حضرت علامہ قاضی عضد عقائد عضدیہ میں فرماتے ہیں:

الکذب نقص والنقص علیہ محال فلا یکون من الممکنات ولا تشملہ القدرۃ

یعنی جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ پر محال ہے تو کذب الٰہی ممکنات میں سے نہیں نہ اللہ کی قدرت اس کو شامل ہے

(عقائد عضدیہ بحوالہ ردِ شہاب ثاقب ص ۲۸۰ ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور)

شرح مواقف میں ہے:

ان علمه تعالیٰ یعم المفهومات كلها الممكنة والواجبة و والممتنعة فهو اعم من القدرة لا نها تختص بالممكنات دون الواجبات والممتنعات.

یعنی اللہ تعالیٰ کا علم مفہومات ممکنہ اور واجبہ اور ممتنعہ سب کو عام ہے تو علم الٰہی قدرت الٰہی سے عام ہے اسی لیے کہ قدرت الٰہی ممکنات کے ساتھ خاص ہے نہ کہ واجبات اور ممتنعات کو۔

(شرح مواقف بحوالہ ردِ شہاب ثاقب ص ۲۸۹ ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور)

اسی طرح کی عبارت مسامرہ شرح مسائرہ میں بھی ہے۔

چنانچہ کمال الدین محمد بن محمد ابی بکر علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

ان متعلق العلم اعم من متعلق القدرة فان العلم یتعلق بالواجب والممكن والممتنع والقدرة تتعلق بالممكن دون الواجب والممتنع.

یعنی علم کا متعلق قدرۃ کے متعلق سے عام ہے کیونکہ علم کا تعلق واجب ممکن اور ممتنع سب کے ساتھ ہے اور قدرۃ کا تعلق صرف ممکن کے ساتھ ہے نہ کہ واجب و ممتنع کے ساتھ۔

(مسامرہ شرح مسائرہ، ص ۷۱، مکتبہ نوریہ رضویہ لاہور)

اسی طرح شرح عقائد جلالی میں ہے:

الكذب نقص والنقص عليه محال فلا يكون من الممكنات ولا تشمله القدرة كسائر وجوه النقص عليه تعالیٰ كا لجهل والعجز.

(شرح عقائد جلالی بحوالہ ردِ شہاب ثاقب ص ۲۷۶، ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور)

علامہ ابن ہمام علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

لان المحال لا يدخل تحت القدرة.

(مسائرہ ص ۸۷، مکتبہ نوریہ رضویہ لاہور)

علامہ ابن ہمام علیہ الرحمہ اپنی کتاب کے آخر میں عقائد اہلسنت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وقدرته على كل الممكنات.

(مسائرہ ص ۳۲۴، مکتبہ نوریہ رضویہ لاہور)

ان تمام حوالہ جات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا تعلق ممکنات کے ساتھ ہے باقی رہا محال تو وہ تحت قدرت ہی نہیں اور یہ صرف ہمارا ہی نہیں بلکہ تمام بزرگوں کا یہی عقیدہ ہے، اور سب یہی کہتے ہیں کہ محال اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تحت داخل نہیں ہوتا جب محال قدرت کے تحت آتا ہی نہیں جیسا کہ سب بزرگوں کا عقیدہ ہے اگر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے بھی یہی فرما دیا کہ سرکار علیہ السلام کی نظیر محال ہے اور محال تحت قدرت نہیں ہوتا تو اس سے دیوبندیوں کو کیوں تکلیف ہوتی ہے اگر دیوبندیوں کے نزدیک محال قدرت کے تحت داخل ہوتا ہے تو کتب عقائد سے دلائل بیان کریں اور اگر کوئی دیوبندی اپنی اختراعی عبارات (کیونکہ بزرگوں کی عبارت میں تو یہی ہے کہ محال تحت قدرت نہیں ہوتا از ناقل) سے یہ ثابت کر بھی دے تو آنے والے دیوبندیوں کے تمام حوالہ جات اور انکے لکھنے والوں کے بارے میں حکم شرعی بھی ضرور بیان فرمائیں۔

ناظرین کرام آپ نے دیکھ لیا کہ قدرت سے مراد ممکنات پر قدرت ہے باقی محالات یا واجبات وہ تحت قدرت نہیں ہوتے۔ اور دیوبندی بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔

محال تحت قدرت نہیں ہوتا دیوبندی اقرار:

دیوبندیوں کے بہت بڑے علامہ یوسف لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:

"قدرتِ الٰہیہ ممکنات سے متعلق ہوتی ہے محالات سے متعلق نہیں ہوتی"

(فتاویٰ بینات، جلد اول، ص ۷۷، مکتبہ بینات)

جب اللہ تعالیٰ کی قدرت کا تعلق ممکنات سے ہے اور اس کا اقرار خود دیو بندی بھی کرتے ہیں تو پھر ہم پر کیوں بکواس کرتے ہیں جب ہمارے نزدیک سرکار علیہ السلام کی نظیر محال ہے اور محال تحت قدرت نہیں ہوتا کیونکہ قدرت کا تعلق ممکن کے ساتھ ہوتا ہے تو دیو بندیوں کو مرچی کیوں لگی ہے کہ اچھل کود کر رہے ہیں جب دیو بندیوں کے گھر سے ثابت ہو گیا تو ان کو شرم کرنی چاہیے حیاء کے ایک دو کیپسول کھانے چاہیے بلاوجہ اعتراض کرنے سے باز آنا چاہیے اگر پھر بھی کوئی دیو بندی اس بات پر مصر ہو کہ نہیں اللہ کی قدرت کو کم کر دیا تو ہماری طرف سے دیو بندیوں کے اصول کے مطابق یہ اعتراض ہے کہ تم نے بھی محال کو اللہ کی قدرت سے خارج کر کے اللہ تعالیٰ کی قدرت کو کم کر دیا جو تمہارا جواب وہی ہماری طرف سے بھی۔

دیو بندیوں کے حکیم الامت کا اللہ کی قدرت کو کم کرنا:

اگر دیو بندی پھر یہ آیت پڑھیں ''ان اللہ علی کل شیء قدیر'' اور یہ اعتراض کریں کہ سنی بریلویوں نے سرکار علیہ السلام کے نظیر کو محال مان کر اللہ کی قدرت کو کم کیا ہے تو اپنے حکیم الامت کا قول بھی ملاحظہ فرما لیں۔

دیو بندیوں کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

''اور صفات باری تعالیٰ غیر مقدور ہیں''

(امدادالفتاویٰ، جلد ۵، ص ۳۸۶، مکتبہ دارالعلوم کراچی)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

علم عقائد اور کلام کی رو سے تو یہ امر قطعاً محقق ہو چکا ہے کہ ذات وصفات باری تعالی اس قادر مطلق کے احاطۂ قدرت سے باہر ہیں اور اسی لئے خدا تعالی کو اپنے مثل کی ایجاد پر قادر نہیں مانا جاتا۔

(امدادالفتاویٰ، جلد ۶، ص ۶۷، مکتبہ دارالعلوم کراچی)

اب تمام دیو بندیوں کو اپنے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی پر رونا چاہیے جنھوں نے اللہ تعالی کی ذات وصفات اور اپنی مثل کی ایجاد پر قادر نہ مان کر اللہ کی قدرت کو کم کر دیا۔ اب دیو بندی اس آیت ''ان اللہ علی کل شیء قدیر'' کا معنی اپنے حکیم الامت کو سمجھائیں اور سارے فتوے ان پر صادر فرمائیں

گکھڑوی کا عقیدہ بھی اپنے حکیم الامت والا:

دوسروں پر طرح طرح کی لن ترانیاں کرنے والے سرفراز گکھڑوی کا عقیدہ بھی وہی ہے کہ تمام چیزیں اللہ تعالی کی قدرت کے تحت داخل نہیں چنانچہ لکھتے ہیں:

یہ ٹھیک ہے کہ قدرت کا تعلق ممکن سے ہے نہ کہ واجب اور محال سے۔

(تنقید متین، ص ۱۳۷، مکتبہ صفدریہ)

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اب تو خود معاند گکھڑوی کے قلم سے ہی ثابت ہو گیا کہ محال تحت قدرت نہیں ہوتا اور جب ہمارے نزدیک سرکار ﷺ کا نظیر محال بالذات ہے تو وہ تحت قدرت کیسے ہوگا اور اس کے تحت قدرت نہ ماننے سے اللہ تعالی کی قدرت میں کمی کیسے آئے گی۔

ارے جاہلو! ہم نے یہ حوالے بطورِ الزام خصم دیئے ہیں تاکہ پھر کوئی جاہل دیو بندی اس آیت کو لے کر اعتراض نہ کرے کہ معاذ اللہ اللہ کی قدرت کو کم کر دیا۔ میں پھر عرض کر دوں کہ ہمارے نزدیک محبوب علیہ السلام کی نظیر محال بالذات ہے، اور محال تحت قدرت نہیں ہوتا اور اس کے قدرت کے تحت واقع نہ ہونے میں کوئی عیب نہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی قدرت کم ہوتی ہے ہاں جس کے ذہن میں دیو بندیت گھسی ہو اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے۔

جاہل دیو بندی کا قرآن پر بہتان:

اس جاہل دیو بندی نے نہ آگے کا دیکھا نہ پیچھے کا بلکہ یہ لکھ مارا کہ معاذ اللہ سرکار علیہ السلام

کے نظیر کے ممکن ہونے پر کئی آیتیں ہیں، میں پوری دیوبندیت سے سوال کرتا ہوں کہ کوئی ایک قطعی الثبوت وقطعی الدلالہ آیت بیان کردیں (جیسا کہ ان کا اصول ہے کہ عقائد کے ثبوت کے لیے قطعی الثبوت وقطعی الدلالہ نص درکار ہوتی ہے) جس میں ہو کہ سرکار علیہ السلام کا نظیر ممکن ہے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے — یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

باقی اس جاہل دیوبندی نے جس آیت کو لکھ کر سرکار علیہ السلام کے نظیر کے ممکن ہونے کا استدلال کیا ہے اس آیت کا سرکار علیہ السلام کے نظیر کے ممکن ہونے کے ساتھ دور کا تعلق بھی نہیں بہرحال میں تمام دیوبندیوں سے یہ سوال کرتا ہوں کہ کسی ایک مستند مفسر کا نام بتادیں جس نے اس آیت سے سرکار علیہ السلام کے نظیر کے ممکن ہونے کا استدلال کیا ہو، مجھے معلوم ہے کہ دیوبندی صراحۃً کسی ایک مفسر سے بھی نہیں دکھا سکتے تو پھر میں ہی بتادیتا ہوں کہ علماء مفسرین نے اس آیت کا مطلب کیا بیان کیا ہے۔

قارئین! کی توجہ اس طرف بھی کرواتا چلوں کہ جب اس آیت سے سرکار علیہ السلام کی نظیر کے ممکن ہونے پر استدلال کی جہالت کا ارتکاب خود دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی نے کیا تو شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا غلام رسول سعیدی صاحب علیہ الرحمہ نے اس کا ایسا جواب دیا کہ گکھڑوی صاحب ساری زندگی جواب نہ دے سکے اور یہ قرض لیئے اپنے آباء کی طرح مر کر مٹی میں مل گئے

چنانچہ علامہ غلام رسول سعیدی صاحب علیہ الرحمہ دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سرفراز صاحب کا پہلا مغالطہ: سرفراز صاحب لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ:

ولئن شئنا لنذھبن بالذی اوحینا الیک ثم لا تجد لک بہ علینا وکیلا

الا رحمۃ من ربک ان فضلہ کان علیک کبیرا.

اور اگر ہم چاہیں تو لے جائیں اس چیز کو جو ہم نے تجھ کو وحی بھیجی، پھر تو نہ پائے اپنے واسطے اس کے لادینے کو ہم پر کوئی ذمہ داری، مگر مہربانی سے تیرے رب کی بخشش تجھ پر بڑی ہے (بنی اسرائیل، تنقید متین ص۱۷۳)

اور اس آیت سے سرفراز صاحب نے مندرجہ ذیل مطلب کشید کیا ہے۔ نہ تو اللہ تعالیٰ نے آپ سے نبوت اور وحی چھینی ہے اور نہ یہ مقام آپ سے چھینے گا اور کسی مسلمان کو اس میں شک نہیں لیکن اس بالا مضمون میں یہ امر واضح کردیا ہے کہ اگر (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ آپ سے یہ مقام چھیننا چاہے تو اس پر قادر ہے۔ (تنقید متین ص۱۷۴)

اس آیت کریمہ میں نبوت سلب کرنے کا کوئی ذکر نہیں مگر سرفراز صاحب نے جب دیکھا کہ اگر سلب نبوت کا لفظ قرآن میں نہ بڑھایا گیا تو دیوبندی بدعت پیوند زمین ہوجائے گی، پس اپنے عقیدۂ فاسدہ کو ثابت کرنے کے لیے سلب نبوت کا چور دروازہ نکال لیا اور اس تحریف کا مقصد ان کے الفاظ میں یہ ہے کہ:

جب وہ خبر دے چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت تا قیامت (بلکہ قیامت میں بھی رہے گی) تو اس خبر کے خلاف قدرت تسلیم کرنے سے اس کے کلام میں کذب کا احتمال اور امکان پیدا ہوتا ہے۔ (تنقید متین ص۱۷۴)

یہ ہے سرفراز صاحب کی سینہ زوری اور ڈھٹائی، کیونکہ وہ اپنے ان خیالات میں منفرد ہیں اس لیے اپنی اس جسارت پر وہ اہل علم کی تائید پیش کرنے سے قاصر رہے، اب ہم اس آیت کے تحت مفسرین کرام کی ہی تفاسیر تفویض قلم کرتے ہیں۔

ولئن شئنا لنذھبن بالذی اوحینا الیک من القرآن الذی ھو شفاء ورحمۃ للمؤمنین ومنبع للعلوم التی اوتیتموھا وثبتناک علیہ حین کادوا لیفتنونک عنہ

ولولاہ لکدت ترکن الیھم شیئا قلیلا الی ان قال والمراد من الذھاب به المحومن المصاحف والصدور (تفسیرابوسعود)

اوراگرہم چاہیں تو آپ سے اس قرآن کریم کو لے لیں جس کی ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے، جوشفاء ہےاور مومنین کے لیے رحمت ہےاور تمام علوم کامنبع ہےاور ہم نے آپ کو ثابت قدم رکھا، جس وقت وہ آپ کوفتنہ میں ڈال رہے تھے، اوراگر ہماری تائیدنہ ہوتی تو قریب تھا کہ آپ ان کی طرف کچھ مائل ہوجاتے اورقرآن کے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مصاحف اورسینوں سے محوکردیتا۔

اورامام رازی اسی آیت کی تفسیرمیں فرماتے ہیں۔

المراد بھذاالا ذھاب ازالة العلم به عن القلوب وازالة النقوش الدالة علیه عن المصحف (تفسیرکبیر)

قرآن کریم میں جو **لنذھبن بالذی اوحینا** وارد ہےاس سے مراددلوں اورمصاحف سے علوم کومحوکردینا ہے

علامہ بیضاوی فرماتے ہیں۔

والمعنی ان شئنا ذھبنا بالقرآن ومحونا من المصحاحف والصدور (انوار التنزیل جلد۳،ص۴۶۵)

مطلب یہ ہے کہ اگرہم چاہیں تو قرآن کو لے جائیں اوراس کومصاحف اورسینوں سے محو کردیں۔

جلالین شریف میں ہے۔

ای القرآن بان نمحوہ من الصدور والمصاحف (تفسیرجلالین ص۴۳۸)

یعنی وحی سے مرادقرآن ہےپس اگرہم چاہیں تواس کوصدورومصاحف سے محوکردیں۔

ان تفاسیر کے حوالوں سے یہ امرواضح ہوگیا کہ یہاں پرعلوم اورقرآن کوسینوں اورمصاحف سے محوکرنے کا ذکر ہے نہ کہ سلب نبوت کا بیان ہے جس پر سرفراز صاحب نے عقیدہ امکان کذب کی بنیادرکھی ہے

(توضیح البیان،ص،۳۲۲،حامداینڈ کمپنی)

یہ تھیں وہ ضربات قاہرہ جنہوں نے گکھڑوی صاحب کومبہوت کردیا اور گکھڑوی صاحب نے ایسی چپ سادھ لی کہ پھراس پرکلام نہ کیا اوراپنے اس عقیدے کواپنے اصولوں سے ثابت نہ کر سکے اوراپنے ہی اصولوں سے ذلیل ورسواہوکراس دنیا سے چلے گئے۔

امام الکاذبین کا اصول اوراپنی ذلت ورسوائی:

چنانچہ دیوبندی سرفراز گکھڑوی خودایک اصول بیان کرتے ہوئےلکھتا ہے۔

کسی بھی اہل علم سے یہ بات مخفی نہیں ہوسکتی کہ جب کوئی شخص کسی کتاب یامضمون کی تردید کرتا ہےتو بزعم خویش اس میں قابل مواخذہ سب باتوں کوضرورملحوظ رکھتا ہے جو باتیں قابل تردید ہوتی ہیں ان کی دل کھول کرتردیدکرتا ہےاور جو باتیں صحیح یالا جواب ہوتی ہیں ان پر خاموشی اختیار کرلیتا ہے

(الشہاب المبین ،ص،۱۲،مکتبہ صفدریہ)

دیوبندی مولوی سرفرازنے ''توضیح البیان'' کارد''اتمام البرہان'' کے نام سےلکھالیکن اس میں اس مسئلے پر بالکل گفتگونہ کی ،اب یاتو دیوبندی مولوی نےحق واضح ہونے کی وجہ سے اس کوصحیح تسلیم کرلیا جیسا کہ اس کا اپنا اصول ہے یاپھرلا جواب ہوکرچپ سادہ لی۔

☆☆☆☆☆.................☆☆☆☆☆

......اعتراض نمبر4......

''سورۃ فاتحہ میں سرکارعلیہ السلام کی مدح پراعتراض کا جواب''

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سورہ فاتحہ وسورہ اخلاص میں خدا ہی کی تعریف ہے یارسول اللہ کی بھی، بینوتو جروا۔۔الجواب: سورہ فاتحہ میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح مدح ہے۔

آگے چل کر لکھا ہے۔۔۔۔''شیخ محقق نے اخبار الاخیار میں بعض اولیاء کی ایک تفسیر بتائی جس میں انہوں نے ہر آیت کو نعت کر دیا ہے، اس میں سورہ اخلاص بھی داخل ہے۔(احکامِ شریعت صفحہ۸۲، حصہ دوم)

فائدہ: دیکھا کیا سوال تھا اور کیسا جواب، جاہل سے جاہل بھی جانتا ہے کہ سورہ فاتحہ میں آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ''صریح مدح'' کہیں بھی نہیں، ہاں صراط مستقیم کی تفسیر میں اتباع نبوی بھی داخل ہے، مگر اس کو صریح مدح نہیں کہا جاتا جیسے کہ نام کے مجدد نے کہا ہے جو صراحت واشارہ میں بھی تمیز نہیں کرسکتا، باقی رہا کسی ولی کا سارے قرآن پاک کو نعت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ڈھالنا اور توحید باری تعالیٰ ودیگر احکام اسلام کو بالکل اڑا دینا ہمارے لیے حجت نہیں ہوسکتا ممکن ہے کہ وہ بزرگ مغلوب الحال اور صاحب سُکر واستغراق ہوں گے مگر ان کا یہ فعل کسی دوسرے کے لیے قابل تقلید نہیں ہوسکتا بلکہ اس کی پیروی حرام ہے اور اس فعل حرام کی تائید کرنے والا بڑا مجرم ہے۔(چہل مسئلہ، ص،۱۲، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوھاب''

ناظرین! ان جہلاء دیوبند کی جہالت بندہ کہاں تک بیان کرے عقل خود کو نہیں اور اعتراض کرتا ہے علم کے سمندر پر کہ جن کی علمیت خود دیوبندیوں کے ہاں بھی مسلم ہے، جی ہاں دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب بھی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے علوم وفنون میں مہارت کے قائل ومعترف تھے۔

دیوبندی سرفراز گکھڑوی کا امام اہلسنت کی علمیت کا اعتراف کرنا:

ایک دیوبندی مولوی سرفراز گکھڑوی کے حوالے سے لکھتا ہے:

ایک مرتبہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کے بارے میں گفتگو ہوئی تو فرمایا کہ وہ علمِ حدیث میں کمزور تھے لیکن باقی علوم کے ماہر تھے۔

(ماہنامہ الشریعہ، خصوصی اشاعت بیاد امام اہلسنت جولائی تا اکتوبر ۲۰۰۹ء، ص،۳۶۰)

یہ تو اس دیوبندی کی جہالت ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو علمِ حدیث میں کمزور بتایا ہے

ورنہ آپ کی کتابیں آپ کے ماہر فی الحدیث ہونے پر شاہد ہیں لیکن اس دیوبندی نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو باقی علوم میں ماہر مانا ہے، ہم دیوبندیوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ ہماری نہ مانو اپنے ابا جن کی یاد میں، جن کے فیضان سے تم کئی رسالے نکالتے ہو ان کی تو مان لو۔

لیکن یہ دیوبندی اپنے اس ابا کی بھی ماننے کو تیار نہیں اور بلاوجہ بدنام کرنے کے لیے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر اعتراض کرتے ہیں۔اور مصنف چہل مسئلہ نے بھی یہی کیا اگر یہ جاہل گنگوہی کی طرح اندھا ہو گیا تھا تو اپنی آنکھوں کا علاج کرواتا لیکن بزرگوں پر فتوے تو نہ داغتا مگر ان دیوبندیوں کو بزرگوں سے کیا تعلق ان کا اپنا الو سیدھا ہونا چاہیے، بس اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سے دشمنی نکلنی چاہیے اس کے ضمن میں چاہے کتنے ہی بڑے بڑے بزرگ آجائیں کوئی پرواہ نہیں، اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے فاتحہ میں سرکار علیہ السلام کے لیے فرمایا کہ اس میں سرکار علیہ السلام کی صریح مدح ہے اگر اس نام نہاد صوفی اور اس کی تصدیق کرنے والے کو نظر نہیں آئی تو کسی عالم سے پوچھ لیتے۔لیکن ان گستاخوں کو سوائے نقص کے اور کیا نظر آتا ہے جب بھی قرآن کو پڑھنا ہے تو اپنے زعم باطل میں انبیاء کی تنقیص ہی تلاش کرنے کے لیے پڑھنا ہے اور صرف وہی آیات یاد کرنی ہیں جس میں بظاہر کسی چیز کی نفی ہو مگر ان وہابیہ گلابیہ کو سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کی شان والی آیات آپ کے علم والی آیات آپ کی مدح والی آیات نظر نہیں آتیں۔

بہرحال اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے اپنی طرف سے ایسے نہیں فرمایا بلکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب کا حوالہ بھی دیا ہے لیکن اس جاہل مطلق اور اس کی تصدیق کرنیوالے دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب نے بجائے ماننے کے شیخ عبدالحق محدث دہلوی پر بھی مجرم ہونے کا فتویٰ جڑ دیا۔اس عقل کے اندھے کو شیخ صاحب کا بھی خیال نہ آیا کہ کس کو حرام کی پیروی کرنے والا اور حرام کی تائید کرنے والا کہہ رہا ہوں۔اس دیوبندی کا فرض تھا کہ پہلے یہ بات ثابت کرتا کہ شیخ صاحب نے جس بزرگ کے بارے میں بیان کیا ہے وہ صاحب سکر تھے یا

وہ صاحب مغلوب الحال تھے یا انہوں نے استغراق کی حالت میں یہ بیان فرمایا، چلیں مان لیتے ہیں کہ وہ بزرگ مغلوب الحال یا استغراق کی حالت میں تھے لیکن شیخ صاحب تو مغلوب الحال نہ تھے انہوں نے نقل کیوں کیا جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ شیخ صاحب مغلوب الحال نہ تھے تو اب یہ سارے فتوے کس پر لگتے ہیں، یقیناً پہلے یہ فتوے شیخ عبدالحق محدث دہلوی پر لگیں گے، اعلیٰ حضرت امام اہلسنت جن سے ان دیوبندیوں کو دشمنی ہے ان کی باری تو بعد میں آتی ہے اور اگر شیخ عبدالحق محدث دہلوی پر یہ فتوے نہیں لگتے تو پھر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر یہ ساری بکواس کیوں؟

ڈھیٹ اور بے شرم دنیا میں اور بھی دیکھے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی تیری

مجھے علم ہے کہ اب بھی دیوبندی باز آنے والے نہیں ہیں اب بھی امام اہلسنت پر اعتراض کریں گے، ان کا منہ بند کرنے کے لیے میں دیوبندیوں کو ان کے گھر کی سیر کرواتا ہوں کہ ان کے اپنے بزرگوں نے کیا کیا لکھا ہے۔

سارا قرآن رسول اللہ ﷺ کی شان دیوبندی اقرار:

دیوبندیوں کے نام نہاد متکلم اسلام مولوی الیاس گھمن و دیگر کئی اکابرین کی مصدقہ کتاب ''بے ادب بے نصیب'' میں دیوبندی صابر صفدر صاحب لکھتے ہیں:

قرآن کلام اللہ ہے سارا شان محمد کی
لسان محمد کی تقریر صحابی کی

(بے ادب بے نصیب، ص ۱۱۷، مکتبۃ الحسن لاہور)

دیوبندی صابر صفدر نے پورے کے پورے قرآن کو سرکار علیہ السلام کی شان کہا ہے میں اس جاہل دیوبندی اور اس کی تصدیق کرنے والے دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی سے پوچھتا ہوں کہ بتائیں کیا سارا قرآن سرکار علیہ السلام کی شان ہے، یا نہیں اگر

ہے جیسا کہ دیوبندی صابر اور اس کی تصدیق کرنے والے دیوبندیوں کا عقیدہ ہے، تو اس میں سورۃ فاتحہ بھی شامل ہے تو سورۃ فاتحہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہوگی لیکن مصنف چہل مسئلہ یا دیگر دیوبندیوں کو نظر کیوں نہیں آتی اس کی وجہ بالکل واضح ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سے بغض و دشمنی ہے، اب آیئے دیوبندیوں کا ایک بہت ہی مستند حوالہ بھی دیکھئے۔

تقویۃ الایمان ساری سرکار ﷺ کی شان میں دیوبندی اندھوں کا فتویٰ:

دیوبندیوں کے بہت بڑے علامہ سعید احمد جلالپوری کی تصدیق سے چھپنے والی کتاب میں دیوبندی مطیع الحق صاحب لکھتے ہیں:

حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ نے تقویۃ الایمان میں ہرگز ہرگز (معاذ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے ادبی و گستاخی نہیں کی بلکہ وہ ساری کی ساری کتاب حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تعریفوں پر ہے۔ اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام کے تمام فضائل اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات بیان کیے گئے ہیں۔

(اہل سنت و اہل بدعت میں ایک عجیب مکالمہ، ص ۱۳۰، ناشر ادارہ دعوت اسلام)

نوٹ! دیوبندیوں نے یہی کتاب ''تحفہ بریلویت'' کے نام سے بھی چھاپی ہے، اور یہ عبارت اس کے صفحہ ۱۰۹ پر موجود ہے۔

اللہ اللہ! ان گستاخوں بے ادبوں کی گستاخ آنکھیں بھی کیسی ہیں جن گستاخ آنکھوں کو سورۃ فاتحہ میں سرکار علیہ السلام کی تعریف نظر نہ آئی ان آنکھوں کو ساری کی ساری تقویۃ الایمان سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف پر مشتمل نظر آتی ہے۔

قارئین! وہ کتاب جس کے بارے میں خود دیوبندی بزرگ کہتے ہیں کہ یہ کتاب مسلمانوں کو لڑوانے کے لیے لکھی گئی، جس کتاب کی وجہ سے مسلمان بالعموم اور حنفی بالخصوص دو حصوں میں بٹ گئے، اس کتاب میں دیوبندیوں کو سرکار علیہ السلام کی تعریف نظر آتی ہے ارے وہ کتاب کہ جو

خود دیوبندی اکابرین کی نظر میں کھٹکتی ہے،بعض دیوبندی اکابرین اس کا انکار کرتے ہیں،تو بعض اس کو ناپسند کرتے ہیں وہ کتاب جس کے بارے میں اس کا مصنف کہتا ہے کہ اس کتاب میں تیز الفاظ بھی ہیں اور تشدد بھی ہوگیا ہے،جس کے بارے میں تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ اس میں سخت الفاظ ہیں جن کو اب استعمال کرنا گستاخی ہے۔

اس کتاب کے بارے میں دیوبندی آنکھیں کہتی ہیں کہ یہ کتاب ساری کی ساری سرکار علیہ السلام کی تعریف پر مشتمل ہے جس کتاب میں یہ ہو کہ انبیاعلیہم السلام ہمارے بھائی ،جس کتاب میں یہ ہو کہ انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں،جس کتاب میں یہ ہو کہ انبیاء و اولیاء کو قبر کے اپنے احوال کا علم نہیں کہ ان کے ساتھ کیا ہوگا،جس کتاب میں یہ ہو کہ جسے ہر قوم کا چوہدری ہوتا ہے،سو ان معنوں میں ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار،جس کتاب میں یہ ہو کہ جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں،جس کتاب میں یہ ہو کہ اللہ ایک آن میں کروڑوں محمد پیدا کر ڈالے،اور جس کتاب میں اس کے علاوہ بھی بہت خسیس و رزیل عقائد ہوں وہ دیوبندی آنکھ میں ساری کی ساری معاذ اللہ ثم معاذ اللہ سرکار کی تعریف پر مشتمل ہے اور اس کتاب میں حضور کے تمام فضائل ہیں اور اس میں حضور کے فیوض و برکات بیان کیے گئے ہیں،یہ دیوبندی قوم کی۔۔۔ تصویر ہے کہ جو کتاب سرکار علیہ السلام کی گستاخیوں،اولیاء کی توہین سے بھری ہوئی ہے وہ ان کو فضائل و تعریف پر مشتمل معلوم ہوتی ہے اور فیوض و برکات سے پر دکھائی دیتی ہے لیکن اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے شیخ عبدالحق علیہ الرحمہ کے حوالے سے صرف اتنا فرمایا کہ سورۃ فاتحہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح مدح ہے تو اب وہی بے حیاء آنکھ بھڑک اٹھی،صرف اتنا کہنے کی وجہ سے اوروں نے تو جو کہا وہ کہا لیکن ایک نیم پاگل دیوبندی نے کفر کا فتویٰ جڑ دیا۔

امت وہابیہ گلابیہ احمدیہ اسمعلیہ دیوبندیہ کو چیلنج:

میں امت وہابیہ گلابیہ احمدیہ،اسمعیلیہ ،نانوتویہ،گنگوہیہ،خلیلیہ،تھانویہ،ٹانڈویہ،سرفرازیہ کو

چیلنج کرتا ہوں کہ سب مل کر سر جوڑ کر بیٹھیں اور مشورہ کریں اگر خود مشورہ نہ کر سکیں تو اپنے بڑے ابا کو بھی بلوا لیں اور بتائیں ان درج ذیل عبارات میں سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کی کون سی شان ہے ان میں سرکار علیہ السلام کی کون سی برکت ہے ان میں سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کا کون سا فیض ہے۔

اسمعیل قتیل بالاکوٹی صاحب اپنی رسوائے زمانہ کتاب تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں:

(۱) یہ یقین سے جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔

(تقویۃ الایمان،ص،۱۶،مطبوعہ دہلی)

(۲) اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء و اولیاء اس کے روبرو ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۸۷)

(۳) اولیاء انبیاء امام زادے پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی ہیں مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔

(تقویۃ الایمان،ص ۶۸،مطبوعہ دہلی)

(۴) اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے۔

(تقویۃ الایمان،ص ۶۴،مطبوعہ دہلی)

(۵) جو کسی کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہیں۔

(تقویۃ الایمان،ص ۸،مطبوعہ دہلی)

(۶) جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔

(تقویۃ الایمان،ص ۳۱،مطبوعہ دہلی)

(۷) اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن وفرشتہ جبریل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔

(تقویۃ الایمان،ص۔۔)

(۸) جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سوان معنوں کہ ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔

(تقویۃ الایمان،ص ۲۷،مطبوعہ دہلی)

(۹) کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو جو بشر کی سی تعریف ہو سو وہی کرو، سو اس میں بھی اختصار ہی کرو۔

(تقویۃ الایمان،ص ۷۱،مطبوعہ دہلی)

(۱۰) جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

(تقویۃ الایمان،ص ۴۷،مطبوعہ دہلی)

(۱۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بشریت میں ان مشرکوں کے برابر کیوں کر دیا جن کی نجاست قرآن سے ثابت،

(تذکیر الاخوان مع تقویۃ الایمان ص۔۔)

(۱۲) میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔

(تقویۃ الایمان،ص ۶۹ مطبوع دہلی)

(۱۳) رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

(تقویۃ الایمان،ص ۸۹،مطبوعہ دہلی)

(۱۴) غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لے یہ اللہ صاحب کی ہی شان ہے۔

(تقویۃ الایمان،ص ۲۳،مطبوعہ دہلی)

(۱۵) جتنے پیغمبر آئے سو اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانے اس کے سوا کسی کو نہ مانے

(تقویۃ الایمان،ص ۶۱،مطبوعہ دہلی)

(۱۶) اللہ صاحب نے فرمایا کسی کو میرے سوا نہ مانو۔

(تقویۃ الایمان،ص ۱۹،مطبوعہ دہلی)

(۱۷) اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔

(تقویۃ الایمان،ص ۲۰،مطبوعہ دہلی)

(۱۸) اوروں کو ماننا محض خبط ہے۔

(تقویۃ الایمان،ص ۸،مطبوعہ دہلی)

نوٹ ۱۵۔۱۶۔۱۷۔۱۸۔ یہ تمام عبارات علماء دیوبند کے اصول کے مطابق کفریہ ہیں ان شاء اللہ جب وقت آئے گا ہم ثابت کریں گے۔

(۱۹) اللہ سے زبردست کے ہوتے ہوئے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارہ کو ثابت کیجئے۔

(تقویۃ الایمان،ص ۳۳،مطبوعہ دہلی)

(۲۰) عوام الناس میں مشہور ہے کہ اللہ اور رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے، اس کو بڑا علم چاہیے............سو یہ بات غلط ہے۔

(تقویۃ الایمان،ص ۲،مطبوعہ دہلی)

(۲۱) اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کی قدرت نہیں دی۔

(تقویۃ الایمان،ص ۸،مطبوعہ دہلی)

(۲۲) ان باتوں میں سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے یکساں بیخبر ہیں اور نادان۔

(تقویۃ الایمان،ص ۲۹،مطبوعہ دہلی)

(۲۳) تو اس کے جواب میں یہ نہ کہیے کہ اللہ و رسول جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔

(تقویۃ الایمان، ص۶۶، مطبوعہ دہلی)

(۲۴) شرک سب عبادت کا نور کھو دیتا ہے کشف کا دعویٰ کرنے والے اس میں داخل ہیں۔

(تقویۃ الایمان، ص۶۰، مطبوعہ دہلی)

دیوبندیت کا کمال دیکھیں کہ جس کو سورۃ فاتحہ میں سرکار ﷺ کی مدح نظر نہ آئی اور طرح طرح کی لن ترانیاں اور فتوے بازیاں شروع کر دیں اس کے نزدیک یہ تمام عبارات سرکار ﷺ کی شان میں ہیں ان میں دیوبندیت کو سرکار ﷺ کی برکت نظر آتی ہے ان میں اس کو سرکار ﷺ کا فیض نظر آتا ہے واعجباہ

دیوبندی تابوت میں آخری کیل:

دیوبندی مولوی محمد انواری لکھتا ہے:

حضرت شاہ صاحب نے فرمایا ﴿ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء﴾ یہ آیت اہل سنت و الجماعت کے مسلک کے حق ہونے میں صریح دلیل ہے۔

(انوار انوری، ص۵۴، ناشر شعبۂ نشر و اشاعت جامعہ احسن العلوم کراچی)

دیوبندی صوفی اور اس کی تصدیق کرنے والا امام المحرفین تو مر کر مٹی میں مل گئے لیکن ان کی ذریت تو باقی ہے ان میں سے کوئی اپنے آباء کے اصولوں کے مطابق اس آیت کے اہل سنت کے مسلک پر صریح دلیل ہونے کو بیان کر دے۔ دیوبندیو! جب تم نے اس آیت کا اس مسئلہ پر صریح دلیل ہونا بیان کر دیا تو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے جس آیت کا فرمایا ہے اس کا صریح ہونا تمہارے ہی اصول سے ثابت ہو جائے گا۔

☆☆☆☆☆..................☆☆☆☆☆

﴿......اعتراض نمبر5......﴾

”اولیاء کے کئی جگہ حاضر ہونے پر اعتراض کا جواب“

عرض: حضور اولیاء ایک وقت میں کئی جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں؟

ارشاد: اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں (ملفوظات اعلیٰ حضرت ص۱۱۵ حصہ اول)

فائدہ: حضور ﷺ کو خدائی اختیارات دینے کے بعد نام کا مجدد دیگر لوگوں کو بھی علم و قدرت میں حق تعالیٰ کا شریک مانتا ہے چنانچہ اس جواب سے صاف ظاہر ہے کہ ایک ایک ولی ہزاروں جگہ حاضر ہو جاتا ہے اور اگر وہ چاہیں کے جملہ سے بتا دیا کہ کرامت ان کا اختیاری و ذاتی فعل ہے۔ (،چہل مسئلہ، ص۱۳۰، مکتبہ صفدریہ)

”الجواب بعون الملک الوھاب“

الحمد للہ ہم اہل سنت و جماعت انبیاء و اولیاء کے لیے وہی اختیارات مانتے ہیں جو قرآن و حدیث اور بزرگانِ دین سے ثابت ہیں ہم اہل سنت و جماعت میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو خدائی اختیارات بندوں میں ثابت کرے یہ تو اس نام نہاد محقق و صوفی کی جہالتیں ہیں جن میں سے کچھ آپ پیچھے دیکھ چکے اور کچھ اس مسئلے میں بھی دیکھیں گے اور آگے بھی یہ داستان وحشت نشان دیکھیں گے باقی جو اختیارات ہم اولیاء کے لیئے مانتے ہیں وہی اختیارات علماء دیوبند اپنے مولویوں کے لیے بھی مانتے ہیں جس دیوبندی کا دل کرے وہ اپنے بزرگوں کی کتابیں پڑھ لے مثلاً تذکرۃ الرشید، حکایات اولیاء، کرامات امدادیہ اور حیرت انگیز واقعات وغیرہ اگر اتنی لیاقت نہ ہو تو ہم سے کہنا ہم آپکی خواہش پوری کر دیں گے۔

کیا اولیاء کو کئی جگہ ماننا اللہ کا شریک بنانا ہے؟

یہ دیوبندی محقق اور اسکی تصدیق کرنے والا سرفراز گکھڑوی اگر یہ کہتے ہیں کہ اولیاء کو کئی جگہ ماننے سے اللہ کے ساتھ شریک ماننا لازم آتا ہے تو یہ ان دونوں کی بہت بڑی حماقت ہے اور بالخصوص

اپنے بزرگوں کی کتابوں سے جہالت ہے، اس جاہل صوفی و محقق کی کیا اوقات لیکن دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی تو بہت بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں کہ ۵۵ سال سے کتابیں پڑھارہا ہوں اور ۵۵ سے زائد سال ہوگئے تحقیق کرتے کرتے وغیرہ ان صاحب کو بھی اپنے بہت بڑے بزرگ تھانوی جی کی کتابوں کا علم نہیں اگر واقعتاً نہیں کسی سنی شیر سے پوچھ لیا ہوتا وہ بتانے کے ساتھ ساتھ سمجھا بھی دیتا اور اگر معلوم تھا تو یہ منافقت کیوں اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت بیان فرمائیں تو اللہ کے ساتھ شرک ہوجائے اگر جناب تھانوی صاحب بیان کریں تو وہ توحید ہو آیئے جن دیوبندیوں کو معلوم نہیں ہم انکو انکے گھر کی اچھی طرح سیر کرواتے ہیں تاکہ انکو بھی معلوم ہوجائے ہمارے آباءواجداد کتنے بڑے کذاب ومفتری ودھوکہ باز تھے۔

اولیاءحاضروناظر ہیں دیوبندی پہلا اقرار:

چنانچہ دیوبندیوں کے حکیم الامۃ اشرفعلی تھانوی صاحب ایک بزرگ کو کئی مقامات پر حاضروناظر مانتے ہوئے لکھتے ہیں:

محمد الحضرمی مجذوب ۔۔۔آپ ابدال میں سے تھے آپکی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیس شہر میں خطبہ اور نمازِ جمعہ بیک وقت پڑھایا ہے اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش ہوئے تھے۔ (جمال الاولیاء، ص،۲۰۲، ادارہ اسلامیات)

کیا فرماتے ہیں یہ جہلاء دیوبند جناب اشرفعلی تھانوی صاحب کے بارے میں کہ انہوں نے ایک بزرگ کو کئی مقامات پر حاضروناظر مان کر کونسی توحید بیان کی ہے اگر اشرفعلی تھانوی نے ایک بزرگ کو تیس مقامات پر حاضروناظر مان کر توحید بیان کی ہے تو اگر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے یہی بات بیان کردی تو شرک کیسے ہوگئی، ہاں یاد آیا دیوبندیوں کے نزدیک اصول یہ ہے کہ اپنا جو بھی بولے یا کرے سب کوے کی بریانی سمجھ کر ہضم کرجاؤ، اور اگر کوئی سنی کسی بزرگ کے بارے میں کچھ بول دے، تو فوراً شرک کی مشین گن تھامے نہ جانے کتنے ہی موحد مسلمانوں کو مشرک بنا

چھوڑتے ہو۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا　　　آگے آگے دیکھ ہوتا ہے کیا

اولیاءحاضروناظر ہیں دیوبندی دوسرا اقرار:

آیئے انہی دیوبندیوں کے حکیم الامۃ اشرفعلی تھانوی کا ایک اور حوالہ بھی دیکھئے چنانچہ ایک اور بزرگ کو بقول ان جہلاء دیوبند کے اشرفعلی تھانوی صاحب اللہ کا شریک کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ ایک سیّاح سے روایت ہے کہ انکی اولاد کچھ تو ملک مغرب میں مراکش کے بادشاہ کی بیٹی سے تھی اور کچھ اولاد بلادِ عجم میں تھی اور کچھ بلاد ہند میں اور کچھ بلاد تکرور میں تھی آپ ایک ہی وقت میں ان تمام شہروں میں اپنے اہل وعیال کے پاس ہوآتے اور انکی ضرورتیں پوری فرمادیتے تھے اور ہر شہر والے یہی سمجھتے تھے کہ وہ انہی کے پاس قیام رکھتے تھے

(جمال الاولیاء، ص،۲۱۸، ادارہ اسلامیات)

کیا فرماتے ہیں علماء دیوبند ان جہلاء کے بارے میں جن کی عقل میں فتور تھا یہ اعلیٰ حضرت پر بہتان باندھتے تھے یا اشرفعلی تھانوی صاحب ان بزرگوں کو خدا کا شریک سمجھتے تھے جو بھی فیصلہ کرو ہمیں منظور ہے اور ان میں سے جو بھی فتویٰ لگانا چاہو ہمیں قبول ہے۔

اولیاءحاضروناظر ہیں دیوبندی تیسرا اقرار:

آیئے ایک اور حوالہ بھی قبول فرمایئے چنانچہ انہی دیوبندیوں کے حکیم الامۃ اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

فرمایا۔۔۔۔میں نے دہلی میں ایک ابدال کو دیکھا تھا کہ آن واحد میں مختلف مقامات پر دیکھا جاتا تھا۔ (امداد المشتاق، ص،۹۸ مکتبہ اسلامی کتب خانہ کراچی)

اب بتایئے ہم ان دیوبندیوں کی عقلوں کا کیا علاج کریں جنکو ڈاکٹروں نے لاعلاج مریض کہہ کر جواب دے دیا ہے اگر ایک بات اعلیٰ حضرت امام اہلسنت بیان فرمائیں تو وہ انکو شرک نظر آتی

ہے اور اگر تمام دیو بندیت وہی بات بیان کرے تو نہ کوئی شرک اور نہ کوئی اللہ کا شریک بلکہ عین توحید، واہ رے دیو بند تیری چالاکی۔

دیو بندی جہلاء کے نزدیک شیطان، اللہ کا شریک معاذ اللہ:

یہاں تک تو ہم نے بزرگوں کے حوالے دیو بندیوں کی معتبر کتابوں اور معتبر شخصیات سے بیان کئے ہیں اب آیئے اور دیکھئے یہ جہلائے دیو بند اعلیٰ حضرت پر اس وجہ سے طعن کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے بزرگوں کا کئی جگہ ہونا تسلیم کیا ہے اور اسکو یہ جہلاء، اللہ کا شریک ماننا کہتے ہیں اگر ان کے نزدیک یہی اصل، یہی قاعدہ اور یہی قانون ہے تو پھر دیو بندیت کی خیر نہیں کیونکہ دیو بندی تو ان بزرگوں کے علاوہ شیطان کی غلامی کا بھی حق ادا کرتے ہوئے اسکو اللہ کا شریک بناتے ہیں۔

دیو بندیوں کے حکیم الامۃ اشرفعلی تھانوی صاحب شیطان کو حاضر و ناظر مانتے ہوئے لکھتے ہیں

دیکھو ابلیس مشرق سے مغرب تک ایک لحظے میں قطع کر جاتا ہے۔

(حفظ الایمان، ص ۱۰ کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

تمام علماء دیو بند کو ہماری طرف سے اجازت ہے کہ وہ ان جہلاء کی تحقیق پر عمل کرتے ہوئے شیطان کو خدا کا شریک مانیں! ایک اور حوالہ بھی دیکھ لیجئے۔

دیو بندیوں کے بہت بڑے مفتی عبدالرحیم لاجپوری صاحب لکھتے ہیں

خدا پاک نے شیطان مردود کو اس سے بھی زیادہ طاقت دی ہے کہ پل بھر میں کہاں سے کہاں پہنچ جاتا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ، جلد اول، ص، ۵۵، دارالاشاعت کراچی)

اب کون ہے جو یہاں فتویٰ صادر کرے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں تمام قلمیں ٹوٹ جاتی ہیں تمام زبانیں خشک ہو جاتی ہیں ارے دیو بندیو! بولتی کیوں بند ہوگئی کیوں قلم نے حرکت ختم کر دی کہاں گئے وہ صوفی و محقق صاحب اور ان کی تصدیق کرنے والے گکھڑوی صاحب، اب بھی لکھئے بڑے شوق و مزے سے لکھیئے کہ آپ کے تھانوی صاحب اور اس دیو بندی مفتی عبدالرحیم نے شیطان کو

اللہ کا شریک ٹھرایا ہے ایک اور حوالہ بھی دیکھ لیں شاید آپ کو کہیں سے حیاء کی کوئی گولی مل جائے اور اپنے، پرائے کا فرق ختم کرتے ہوئے کچھ لب کشائی کریں۔

آپ کے گھر کے بہت بڑے علامہ و مفتی رضاء الحق صاحب لکھتے ہیں۔

خدا پاک نے شیطان مردود کو اس سے بھی زیادہ طاقت دی ہے پل بھر میں کہاں سے کہاں پہنچ جاتا ہے۔ (فتاوی دار العلوم زکریا، ص، ۳۲۵ زمزم پبلیشر)

انبیاء، صحابہ و اولیاء کے بارے میں یہ کہنے والا گروہ کہ ان کو کوئی اختیار نہیں، کوئی قدرت نہیں اور اس طرح کے جملے کہ "جس کا نام محمد یا علی ہو وہ کسی چیز کا مختار نہیں" کہنے والے کتنی فراخ دلی سے اپنے بڑے ابا و محبوب کے لیے قدرت کا اعلان کر رہے ہیں، انبیاء، صحابہ و اولیاء کے لیے عطائی قدرت بھی نہ ماننے والے شیطان کے لیے جتنی بھی چاہیں قدرت مانیں کوئی شرک نہیں ہے اب وہ تقویۃ الایمانی حکم کہاں گیا کیا بھول گئے یا شیطان کی محبت نے اندھا کر کے انبیاء، صحابہ و اولیاء کے پیچھے لگا دیا ہے بہر حال ان حوالوں سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ خود دیو بندیوں کے اکابرین بزرگوں کو حاضر و ناظر مانتے ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر شیطان مردود کو بھی حاضر و ناظر مانتے ہیں اور اعتراض اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت پر کرتے ہیں۔

کیا کرامت اختیاری بھی ہوتی ہے؟

اس جاہل دیو بندی نے قسم کھائی ہے کہ ہر مسئلے میں اپنے اکابرین کی خلاف ورزی ہی کرنی ہے اس محقق و صوفی کو کرامات کے بارے میں اپنے اکابرین کی کتابوں اور تحقیقات کا علم نہیں بس اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر اعتراض کر کے جہالت کا اظہار کرنا ہے ہم اہلسنت و جماعت کے نزدیک کرامت اختیاری بھی ہوتی ہے

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ غوث پاک علیہ الرحمہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

شیخ شہاب الدین سہروردی نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی بادشاہ طریقت اور موجودات میں

تصرف کرنے والے تھے اور منجانب اللہ آپکو تصرف اور کرامتوں کا ہمیشہ اختیار حاصل رہا۔

مزید لکھتے ہیں: اسی طرح کی دوسری کرامات مسلسل اور ہمیشہ عام وخاص کے درمیان آپکے قصد و ارادے سے بلکہ اظہار حقانیت کے طریقہ پر ظاہر ہوتیں۔

(اخبار الاخیار، مترجم دیوبندی، ۴۴ مدینہ، پبلیکشن کمپنی کراچی)

نوٹ: اخبار الاخیار کا ترجمہ دیوبندیوں کے دو بڑے ملّاں سبحان محمود استاذ الحدیث دار العلوم اور محمد فاضل دار العلوم نے کیا ہے۔

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

حکایت ہے شیخ عبد القادر ثانی کہا کرتے تھے اللہ نے میرے ہاتھ میں ایسا اثر دے دیا ہے کہ جس بیمار پر یہ ہاتھ لگ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو شفاء دے دیتا ہے

(اخبار الاخیار، مترجم، ص، ۲۸۵ دار الاشاعت کراچی)

ایک اور مقام پر دیوبندیوں کے تقویۃ الایمانی عقیدے کی بیخ کنی کرتے ہوئے اور اہلسنت کے عقیدے کا بول بالا کرتے ہوئے لکھتے ہیں

اللہ نے بخشش کے خزانوں کی کنجیاں اور جسمانی تصرفات کے لوازم واسباب آپ کے اقتدار و اختیار میں دے دیئے تھے۔ (اخبار الاخیار، مترجم، ص، ۲۷ دار الاشاعت کراچی)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے ان جہلائے دیوبند کی جہالت کو واضح کر دیا اور وہی بات بیان فرمائی جو آج بھی اہل سنت و جماعت والے کہتے ہیں ہم سنیوں کے نزدیک کرامت اختیاری بھی ہوتی ہے اور یہی شیخ عبد الحق صاحب فرما رہے ہیں مجھے علم ہے کہ ان حوالوں سے دیوبندیوں پر کوئی اثر ہونے والا نہیں ہے کیونکہ وہ یہ کہہ کر رد کر دیتے ہیں کہ یہ حجت تھوڑی ہے بلکہ دیوبندیوں کے نزدیک حجت تو انکے اپنے گھر کی شریعت اور انکے اپنے ہی علماء کے اقوال ہیں بہر حال الزام خصم کے لیے میں ایک حوالہ دیوبندیوں کے گھر کی شریعت کا بھی دے دوں تا کہ کسی بھی دیوبندی کو

بولنے کی جرأت نہ ہو۔

دیوبندیوں کے بہت ہی معتبر علامہ روح اللہ نقشبندی صاحب لکھتے ہیں

کرامت کی تین قسمیں ہیں ایک یہ ہے کہ علم بھی ہو اور ارادہ بھی جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان مبارک سے دریائے نیل کا جاری ہونا۔ (کشف وکرامات اولیاء نقشبند، ص، ۲۳ مکتبہ غفوریہ)

اس دیوبندی ملّا کے نزدیک بھی کرامت ارادے سے ہوسکتی ہے یہی ہمارا مطلوب تھا میں نے جان بوجھ کر اس مولوی کا حوالہ دیا ورنہ تو دیوبندیوں کے بڑے بڑے علماء بھی کرامت کے اختیاری ہونے کے بھی قائل ہے۔۔۔حوالے وقت آنے پر۔

☆☆☆☆☆..................☆☆☆☆☆

''کرشن کنہیا کے کئی جگہ موجود ہونے پر اعتراض کا جواب''

تنبیہ: اسی مقام پر (ص 116) اس نام کے مجدد نے صفت علم غیب اور ہر وقت حاضر و ناظر ہونے کا مصداق ایک کافر کو بھی ٹھہرایا ہے چنانچہ ایک بزرگ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ کرشن کنہیا کافر تھا اور ایک وقت میں کئی جگہ موجود ہو گیا۔ پھر یہاں سے استدلال کیا کہ پھر ولی کیوں اتنی جگہ موجود نہیں ہوسکتا۔ دیکھا کہ کافروں کو بھی عالم الغیب و حاضر و ناظر مان لیا گیا۔ بھلا جب اس صفت میں کافر ومؤمن شریک ہوسکتے ہیں تو پھر اس پر فخر کرنا اور اسکو کمال سمجھنا چہ معنی دارد۔ واضح ہو کہ کرشن (کشن) کافر کے حاضر و ناظر ہونے اور بیک وقت کئی جگہ موجود ہونے کا اس مجدد کی دوسری کتاب احکام شریعت ص 118 حصہ دوم میں بھی موجود ہے۔

(چہل مسئلہ، ص، ۱۴، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوھاب''

یہ بھی کوئی نیا اعتراض نہیں بلکہ جب سے دیوبندیت گستاخیوں کے نشے میں بدمست ہوئی ہے اسوقت سے لیکر آج تک یہ جہلاء یہی رونا رو رہے ہیں کہ ایک کافر کو حاضر و ناظر کہہ دیا ہے حالانکہ یہ قول مخدوم ابوالفتح جونپوری علیہ الرحمہ کا ہے اور یہ بزرگ دیوبندیت کے خمیرہ سے بھی پہلے کے بزرگ ہیں ان کا وجود تو بہت بعد کی پیداوار ہے اور مخدوم ابوالفتح جونپوری علیہ الرحمہ کا قول جس

کتاب میں ہے وہ کتاب بھی دیوبندی پیدوار سے پہلے کی ہے لیکن اعلیٰ حضرت کے اس قول کو نقل کرنے سے پہلے کسی بھی دیوبندی کو خارش نہ ہوئی

حالانکہ بڑے بڑے دیوبندی سورما موجود تھے چلیں اس بات کو جانے دیں کیا ان جہلاء دیوبند کو معلوم نہیں کہ یہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علیہ الرحمہ کا اپنا قول نہیں ہے بلکہ بزرگوں کا قول نقل کیا ہے اور وہ مخدوم ابوالفتح جونپوری علیہ الرحمہ ہیں جنہیں دیوبندی بھی بزرگ مانتے ہیں جیسا کہ اس نام نہاد صوفی و محقق نے بھی اقرار کیا ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''ایک بزرگ کے حوالہ سے''

جب اس دیوبندی اور اس کے علاوہ کئی دیوبندیوں کو بھی اقرار ہے کہ مخدوم ابوالفتح جونپوری علیہ الرحمہ متفق علیہ بزرگ ہیں تو اعلی حضرت پر اعتراض کرنا گویا کہ مخدوم ابوالفتح جونپوری علیہ الرحمہ پر اعتراض کرنا ہے اور ان پر اعتراض کرنے والا بزرگوں پر اعتراض کرنے والا ہے اور بزرگوں پر اعتراض کرنے والے کے بارے میں خود دیوبندیوں نے یہ حدیث قدسی بیان کی ہے **من عادی لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب** اب دیوبندی اعلی حضرت پر اعتراض کر کے اپنا ٹھکانا متعین کر لیں کیونکہ   ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

بہر حال یہ دیوبندی بزرگوں پر اعتراض کرنے کے بہانے تلاش کرتے ہیں اور کوئی بھی بہانا ہاتھ سے جانے نہیں دیتے، جہاں بھی کوئی سنی بریلوی سامنے آیا تو اس کو آڑ بنا کر تیر سیدھا بزرگوں پر چلا رہے ہیں جب دیوبندی جانتے ہیں کہ یہ قول مخدوم ابوالفتح جونپوری علیہ الرحمہ کا ہے اور جہاں سے یہ جہلاء حوالہ نقل کرتے ہیں وہاں ''سبع سنابل'' کا نام بھی موجود ہے اور جن بزرگوں نے یہ قول بیان کیا انکا نام بھی موجود ہے جب یہ سب کچھ دیوبندیوں کو معلوم ہے تو پھر اعتراض کس پر کرتے ہیں یہ دیوبندی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر اعتراض کر کے بزرگوں سے دشمنی پوری کرتے ہیں جو ان کو اپنے عقائد میں متفق بھائیوں سے ملی ہے۔

''دیوبندیو! اپنا کہا دیکھو''

اعلیٰ حضرت امام اہل سنّت نے یہ واقعہ سبع سنابل سے نقل کیا ہے جبکہ اس دیوبندی محقق نے سبع سنابل کا نام لئے بغیر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر اعتراض کر دیا اسطرح اعتراض کرنے پر اس نام کے محقق و صوفی کی تصدیق کرنے والے دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب بہت زیادہ غصہ ہوتے ہیں آئیے ہم اسی کو نقل کر دیتے ہیں دیوبندیت کی بگڑی ہوئی شکل خود بخود واضح ہو جائے گی

دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں

مؤلف نورِ ہدایت (مؤلف چہل مسئلہ اور اسکی تصدیق کرنے والے از ناقل) کی کمال بے حیائی اور بے باکی ملاحظہ کیجئے وہ امام رازی اور صاحبِ مسامرہ (وہ ابوالفتح جونپوری علیہ الرحمہ اور صاحبِ سبع سنابل از ناقل) کا نام تک نہیں لیتے اور بقول عارف

ع بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن

پر عمل کرتے ہوئے وہ مضمون کو حضرت مرحوم (اعلیٰ حضرت امام اہلسنت از ناقل) کے سر تھوپتے ہیں اور جن کے حوالے سے یہ مضمون نقل کیا گیا ہے ان کا نام تک نہیں لیتے اور شیر مادر (یا پھر کوے وچھیے کی بریانی از ناقل) سمجھ کر غٹ ربود کر جاتے ہیں (ہڑپ کر جاتے ہیں از ناقل) اور گربہ مسکین بن کر دیانت داری کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں حیرت ہے ایسے علم پر تعجب ہے ایسی دیانت پر حیف ہے ایسی سیادت پر تاسف ہے ایسی حق پرستی پر مگر انکو (یعنی مصنف چہل مسئلہ اور اسکی تصدیق کرنے والے از ناقل) کیا وہ تو اسپر عمل پیرا ہیں کہ

ع بد نام اگر ہونگے تو کیا نام نہ گا

(راہ ہدایت، ص ۱۴۱، مکتبہ صفدریہ)

ہر دیوبندی اپنے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی کی عبارت میں اپنا مکروہ چہرہ دیکھ لے مزید

ایک حوالہ بھی دیکھ لیجئے

چنانچہ یہی دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں:

عوام النّاس کو یہ باور کرانے کی بے جا کوشش کرتے ہیں کہ یہ جو کچھ کہہ رہا ہے مولوی سرفراز (یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت از ناقل) اپنی طرف سے کہہ رہے ہیں یا جو کچھ کہہ رہے ہیں دیوبندی (جو کچھ کہہ رہے ہیں سنی بریلوی از ناقل) اپنی طرف سے کہہ رہے ہیں علمی دنیا میں اس سے بڑھ کر اور بڑی خیانت کیا ہو سکتی ہے

(باب جنت، ص،۲۴، مکتبہ صفدریہ)

اسپر بھی ہم کوئی تبصرہ نہیں کرتے اتنا کہتے ہیں کہ دیوبندی مصنف چہل مسئلہ اور اسکی تصدیق کرنے والے سرفراز گکھڑوی وغیرہ کی علمی خیانت ہے اور دیوبندیوں کی طرف سے ان کی نذر یہ شعر کرتے ہیں

ڈھیٹ اور بے شرم دیکھے ہیں دنیا میں بہت
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

یہ سارے فتوے کس کے لئے ہیں طاہر گیاوی دیوبندی کا فیصلہ:

دیوبندیوں کا مولوی طاہر حسین گیاوی لکھتا ہے:

قاری محمد طیب صاحب نے ان اقتباسات میں جو کچھ پیش کرنا چاہا ہے وہ ان کی اپنی بات نہیں ہے بلکہ علامہ عبدالغنی نابلسی سے انہوں نے نقل کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے، لہذا قاری محمد طیب صاحب کی حیثیت صرف ناقل کی ہے قائل کی نہیں لہذا جو فتویٰ اسپر لگایا جائے گا وہ اصل قائل پر چسپاں ہوگا نہ کہ ناقل پر۔

(بریلویت کا شیش محل، ص،۳۱، کتب خانہ نعیمیہ دیوبند)

اب تو دیوبندی مذہب کا جنازہ نکل گیا ان جہلاء دیوبند نے اعلی حضرت امام اہلسنت پر جتنے بھی

الزامات لگائے ہیں وہ سب مخدوم شیخ ابوالفتح جونپوری علیہ الرحمہ پر لگیں گے کیونکہ دیوبندی بھی مانتے ہیں کہ یہ قول مخدوم شیخ ابوالفتح جونپوری علیہ الرحمہ کا ہے تو پھر بقول مصنف چہل مسئلہ کافروں کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کس نے مانا مخدوم شیخ ابوالفتح جونپوری نے مانا اور غیر اللہ کو عالم الغیب وحاضر و ناظر ماننا دیوبندیوں کے نزدیک صریح شرک ہے جس میں تاویل بھی نہیں ہوسکتی تو مخدوم شیخ ابوالفتح جونپوری علیہ الرحمہ مشرک ہوئے اور دیوبندیت ان کو بزرگ مان کر۔۔۔کے کون سے گڑھے میں گئی کوئی دیوبندی تو بتائے

دیوبندیو! چلو بھر پانی۔۔۔۔۔۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ دیوبندی اپنے اکابر و اصاغر کی کتب سے جاہل ہوتے ہیں اکابرین کسی مسئلہ کو اپنی کتب میں ایک مسلمہ حقیقت کے طور پر بیان کر جاتے ہیں جبکہ اصاغرین اسی مسئلہ کو اپنی لا علمی کی وجہ سے بالواسطہ یا بلاواسطہ مورد طعن ٹھہراتے ہیں جیسا کہ یہی مسئلہ دیکھ لیجئے تقریباً اکابرین دیوبند نے ابوالفتح علیہ الرحمہ کے قول پر اعتراض کیا ہے جبکہ اصاغرین دیوبند میں سے کذابِ زمانہ دیوبندیوں کے بہت بڑے علاّمہ خالد محمود نے اس قول کو قبول کیا ہے اور اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ کافر بھی حاضر و ناظر ہوتا ہے

خالد محمود صاحب لکھتے ہیں۔

دراصل یہ مسئلہ میر عبدالوحد بلگرامی کی کتاب سبع سنابل کے ص،۱۷۰ سے منقول ہے اصل کتاب فارسی میں ہے اس میں مخدوم شیخ ابوالفتح جونپوری کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے بیک وقت دس جگہوں کی دعوت منظور فرمالی اس پر حاضرین نے پوچھا کہ آپ نے ہر دس جگہ پیشی (ظہر) کی نماز کے بعد جانے کی دعوت منظور فرمالی یہ کیسے ہوگا اس پر حضرت مخدوم نے فرمایا کہ کرشن چندر جو کافر تھا وہ سینکڑوں جگہوں میں بیک وقت حاضر ہوسکتا تھا اگر ابوالفتح نے ایسا کہا تو کونسی تعجب کی بات ہے اصل عبارت یہ ہے

کشن کہ کافر بود چند صد جا حاضر فی شود اگر ابو الفتح دہ جا حاضر شود چہ عجب

اس سے معلوم ہوا بیک وقت کئی جگہوں پر حاضر و ناظر ہونا یہ امر حقیقی کمالات سے ہرگز نہیں اگر یہ کوئی حقیقی کمال ہوتا تو رب العزت تو کافروں کو ہرگز یہ مقام عطاء نہ فرماتے ۔

کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں:

بات دراصل یہ ہے کہ انسانی کمال کو سمجھا نہیں گیا جو بات کافروں میں بھی ہو سکے (جیسے کہ کرشن بیک وقت کئی جگہوں پر حاضر و ناظر ہوا) اسے کبھی کمالات نبوت میں ذکر نہیں کیا جا سکتا

(عبقات جلد اول، ص ۲۷، مکتبہ دار المعارف لاہور)

ہم نے دیوبندیوں کے گھر سے دکھا دیا ہے کہ دیوبندیوں نے بھی اس واقعہ کو نقل کیا ہے اگر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر اس واقعہ کو نقل کرنے کی وجہ سے اعتراض ہوتا ہے تو اس کذاب زمانہ خالد محمود جو کہ واقعہ کو پیش کر کے استدلال بھی کر رہے ہیں اس پر اعتراض کیوں نہیں ہوتا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سے بغض اور خالد محمود کی طرف سے ٹکڑے اسی لیے فرق ہے کہ اعلی حضرت پر سب مل کر اعتراض کریں اور اس کذاب زمانہ کے لیے ایک جملہ بھی نہ بولیں خالد محمود دیوبندی کی عبارت سے بات بالکل واضح ہوگئی کہ دیوبندیوں کے نزدیک کافر حاضر و ناظر ہیں، اور کافروں کی یہ صفت اللہ کی عطاء کردہ ہے آج تک مخلوق کے لیے حاضر و ناظر کو صرف اس لیے کفر کہنے اور اس کو اللہ کی صفت خاصہ ثابت کرنے والوں (کہ سنی حنفی بریلوی لوگ سرکار ﷺ کو حاضر و ناظر مانتے ہیں) نے آج مان ہی لیا کہ کافر بھی اللہ کی عطاء سے حاضر و ناظر ہیں اور کیوں نہ مانیں کہ دیوبندیوں کے بزرگ تو کافر اعظم شیطان مردود کو بھی حاضر و ناظر جانتے ہیں اور شیطان کے حاضر و ناظر ہونے پر ایمان لاتے ہوئے اسکی تشہیر کرتے ہیں یہ بات واضح کر دوں کہ شیطان کو حاضر و ناظر ماننے کا عقیدہ کسی ایک دیوبندی کا نہیں بلکہ پوری ملت دیابنہ شیطان کو حاضر و ناظر

ماننے اور عقیدہ رکھنے میں شریک ہیں

۶۱۶ دیوبندیوں کا تصدیقی فتوی شیطان حاضر و ناظر ہے:

دیوبندی کے 616 علماء کی مصدقہ کتاب قہر آسمانی میں لکھا ہے:

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ملک الموت اور شیطان مردود کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا نص قطعی سے ثابت ہے اور محفل میلاد میں جناب خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول ﷺ کا تشریف لانا نص قطعی سے ثابت نہیں

(قہر آسمانی بر فرقہ رضا خانی، ص ۵۷، مکتبہ تحفظ نظریات دیوبند اکادمی)

اب تو معلوم ہو گیا کہ ان جہلاء دیوبند کے بڑوں کا یہی عقیدہ تھا کہ شیطان حاضر و ناظر ہے جب ان جہلاء دیوبند کے اکابرین کا عقیدہ یہ ہے اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت نے ابوالفتح علیہ الرحمہ کا قول کسی کافر کے حاضر ہونے کا نقل کر دیا تو یہ بے لگام دیوبندی طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں اب کرواپنے آباء پر اعتراض اور لگاؤ ان پر فتوے جن کا عقیدہ کافروں کے حاضر و ناظر ہونے کے ساتھ ساتھ شیطان کے حاضر و ناظر ہونے کا بھی ہے پتہ چل جائے گا۔

پوری دیوبندیت کفر کے گھاٹ:

آپ نے ابھی پڑھا کہ 616 اکابرین دیوبند کا عقیدہ ہے کہ وہ شیطان کو حاضر و ناظر مانتے ہیں اس پر ایمان لاتے ہیں اور اسکو اپنے عقائد خفیہ تقیہ میں سے بناتے ہیں کہ صرف اشد ضرورت میں ہی اظہار کرتے ہیں جیسے اپنے بزرگوں کا دفاع کرتے ہوئے ورنہ ان کا تقیہ ان کو مجبور کرتا ہے کہ جو مخلوق میں سے کسی کو حاضر و ناظر کہے وہ کافر ہے بہرحال یہ عبارت اس قدر واضح ہے کہ کسی قسم کی تاویل کی گنجائش ہی نہیں (عبارت کا واضح ہونا تندرست آدمی کے لئے ہے باقی ظلمتِ بدعت بغلط مسمی نور سنت رسالے کی بھینگی ٹیم کو تاویل نظر آئے تو وہ انکا قصور نہیں کیونکہ بھینگے کو تو ڈبل ڈبل نظر آتا ہے) اب اس پر دیوبندیوں کی بہت ہی معتبر ترین کتاب جو کہ دس سے زائد

دیوبندی بزرگوں کی مصدقہ ہے اس کا حوالہ بھی دیکھ لیجئے اور دیکھئے کہ یہ دس سے زائد دیوبندی علماء ان 616 دیوبندیوں کو جہنم کے کس طبقے میں ڈالتے ہیں۔

دس سے زائد علماء دیوبند کی مصدقہ کتاب رضا خانی مذہب میں لکھا ہے۔

معتبر و مستند حضرات فقہاء احناف اس کی تصریح فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ حضور ﷺ کو علم غیب حاصل تھا یا آپ ﷺ حاضر و ناظر ہیں تو وہ قطعاً کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے حضرات آپ نے ملاحظہ کرلیا کہ حضرات فقہاء کے نزدیک (بقول دیابنہ از ناقل) یہ مسئلہ اتنا واضح اور بے غبار ہے کہ وہ بغیر کسی خوف اور لومۃ لائم کے ایسے شخص کی تکفیر کرتے ہیں جو حضور ﷺ کو ہر جگہ حاضر و ناظر اور عالم الغیب تسلیم کرے تمام ذمہ دار اور محقق علماء احناف سو فیصد ہی اس پر متفق ہیں اور یہی اہلِ سنت والجماعت علماء دیوبند کا عقیدہ ہے۔

(رضا خانی مذہب، ص، ۶۹، راشدیہ اکیڈمی کراچی)

بالکل جناب ہم نے ملاحظہ کرلیا ہے کہ اس قدر واضح مسئلہ میں بغیر کسی لومۃ لائم ان تمام دیوبندی اکابرین کو کافر کہیں گے جنہوں نے کافروں کے حاضر و ناظر ہونے کے ساتھ ساتھ شیطان کو بھی حاضر و ناظر مانا ہے۔ ہمارے پاس اور بھی حوالے ہیں وہ ان شاء اللہ بعد میں۔

☆☆☆☆☆.................☆☆☆☆☆

''سیدی عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمۃ کے قول پر اعتراض کا جواب''

(ب) اب آگے اولیاء کے حاضر و ناظر ہونے کی آخری حد دیکھئے کہ معاملہ کہاں سے کہاں تک پہنچ گیا ملفوظات ص 49 حصہ دوم مذکور ہے انہی سیدی احمد سلجماسی کی دو بیویاں تھیں۔ سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رات تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری سے ہمبستری کی، یہ نہیں چاہئیے۔ عرض کیا حضور وہ اس وقت سوتی تھی۔ فرمایا سوتی نہ تھی سوتے میں جان ڈال لی تھی،۔ عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا۔ فرمایا۔ جہاں وہ سو رہی تھیں، کوئی اور پلنگ بھی تھا۔ عرض کیا۔ ہاں ایک پلنگ خالی تھا۔ اس پر میں تھا۔ تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہوتا ہر آن ساتھ ہے۔ فائدہ: یہ روایت لکھتے شرم آتی ہے مگر کیا کیا جائے سخت مجبوری ہے۔ دیکھا

کہ ان بریلویوں کے علم غیب کی انتہاء کیا ہے مرید کی ہمبستری کے وقت انکے پیر و مرشد پاس حاضر ہوتے ہیں اور سب واقعہ دیکھتے رہتے ہیں۔ فرشتوں کو اس قدر شرم ہو کہ وہ اس خاص وقت استراحت میں انسان سے جدا ہو جائیں جیسے کہ حدیث شریف میں آیا ہے (مشکوٰۃ المصابیح کتاب النکاح بحوالہ ترمذی) مگر یہ لوگ ایسے ہوں کہ انکو ذرا بھی شرم نہ آئے بلکہ اپنے اس کمال کو بیان کریں۔ شرم، شرم، شرم۔ (چہل مسئلہ، ص، ۱۵، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوھاب''

اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت کے بغض، عناد اور دشمنی میں یہ دیوبندی اس قدر گر گئے ہیں کہ انکو بزرگانِ دین کا بھی خیال نہیں جن کو دیوبندی اکابرین قطب الوقت، اولیاء کاملین اور بڑے بڑے اکابرین میں شمار کرتے ہیں یہ بد بخت طبقہ اعلیٰ حضرت کی دشمنی میں اتنے بڑے بڑے اکابرین پر اعتراض کرتے ہیں اور انکے بارے میں زبان درازی کرتے ہیں ان جہلاء دیوبند کو سوچنا چاہیے لیکن سوچتا وہ ہے جس میں عقل ہو اور جب عقل ہی نہ ہو تو سوچ کاہے کی، اس جاہل صوفی نے تو یہ لکھ دیا کے مجھے شرم آرہی ہے مگر عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی خلیفہ انبیٹھوی کو تو شرم نہ آئی اس کتاب کا اور اس قول کا اردو ترجمہ کرتے ہوئے یہ جاہل دیوبندی کہتا ہے سخت مجبوری ہے میں پوچھتا ہوں وہ سخت مجبوری کیا تھی یہی نا کہ بزرگ ہمارے زورِ قلم سے بچ نہ جائیں اور یہی نا کہ بزرگوں کے خلاف نہ لکھ کر پیٹ میں درد ہوتا اور اس درد کا علاج صرف بزرگوں پر بھڑکنا ہے اور یہی نا کہ اس کے بغیر ٹکڑے نہیں ملتے ورنہ جناب دیوبندی صاحب بتایئے آپکی کیا مجبوری تھی جس نے آپ کو اس قدر مجبور کر دیا کہ بزرگوں پر بھوکنے کے علاوہ اس کا کوئی طریقہ نہ تھا اور آپ نے اپنی آبائی مجبوری کی وجہ سے بھوکنا شروع کر دیا لیکن عاشق الٰہی میرٹھی وفادارِ برطانیہ کی کیا مجبوری تھی کہ اس نے اس کتاب اور اس قول کا اردو ترجمہ کیا اور اس جاہل بلکہ اجہل نے یہ جو گندا نتیجہ نکالا ہے کیا عاشق الٰہی دیوبندی کے خلاف بھی نکلے گا اگر نکلے گا اور ضرور نکلے گا تو مجرم بلکہ بڑا مجرم تو عاشق الٰہی میرٹھی ہے جس نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کر کے لوگوں کو اس کے پڑھنے کی دعوت دی جناب دیوبندی مولوی صاحب آپکی یہ مجبوری صرف اور صرف اعلیٰ حضرت امام اہل سنت سے دشمنی

،دشمنی اور بس دشمنی ہے اور کچھ بھی نہیں ورنہ بقول خلیفہ انبیٹھوی وفادار برطانیہ عاشق الٰہی '' ان واقعات پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے ۔ (جیسا کہ آگے آتا ہے)

دیوبندیو! اپنے نام نہاد امام اہلسنت کی بھی سنو:

اس جاہل نے اعتراض تو کر دیا اور دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہل سنت نے اسکی تصدیق بھی کردی لیکن سرفراز اپنی کتابوں کو بھول گیا اور جو گڑھا دوسروں کے لیے کھودا تھا اس کے اپنے ڈوبنے کے کام آ گیا۔ ہوسکتا ہے دیوبندی بھی بھول گئے ہوں، میں یاد دلاتا ہوں۔

دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں

مؤلف نورِ ہدایت (مؤلف چہل مسئلہ اور اسکی تصدیق کرنے والے از ناقل) کی کمال بے حیائی اور بے باکی ملاحظہ کیجئے وہ امام رازی اور صاحبِ مسامرہ (وہ ابوالفتح جونپوری علیہ الرحمہ اور صاحبِ سبع سنابل از ناقل) کا نام تک نہیں لیتے اور بقول عارف

ع بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن

پرعمل کرتے ہوئے وہ مضمون کو حضرت مرحوم (اعلیٰ حضرت امام اہلسنت از ناقل) کے سر تھوپتے ہیں اور جن کے حوالے سے یہ مضمون نقل کیا گیا ہے ان کا نام تک نہیں لیتے اور شیر مادر (یا پھر کوے وخصیے کی بریانی از ناقل) سمجھ کر غٹ ربود کر جاتے ہیں (ہڑپ کر جاتے ہیں از ناقل) اور گربہ مسکین بن کر دیانت داری کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں حیرت ہے ایسے علم پر تعجب ہے ایسی دیانت پر حیف ہے ایسی سیادت پر تأسف ہے ایسی حق پرستی پر مگر انکو (یعنی مصنف چہل مسئلہ اور اسکی تصدیق کرنے والے از ناقل) کیا وہ تو اسپر عمل پیرا ہیں کہ

ع بد نام اگر ہونگے تو کیا نام نہ گا

(راہ ہدایت، ص ۱۴۱، مکتبہ صفدریہ)

یہ کسی اور کی عبارت نہیں بلکہ چہل مسئلہ بریلویہ کی تصدیق وتشہیر کرنے والے

دیوبندیوں کے سرفراز گکھڑوی کی اپنی ہے ہر دیوبندی کو یہ دعوت ہے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت پر اعتراض کرنے سے پہلے یہ عبارت ضرور پڑھ لیں جس سے آپ لوگوں کو اپنا بے حیاء وخائن وغیرہ ہونا معلوم ہو جائے گا۔

اکابرین پر دیوبندی فتوے گیاوی دیوبندی کا فیصلہ:

دیوبندیوں کے مولوی طاہر حسین گیاوی لکھتا ہے:

قاری محمد طیب صاحب نے ان اقتباسات میں جو کچھ پیش کرنا چاہا ہے وہ ان کی اپنی بات نہیں ہے بلکہ علامہ عبدالغنی نابلسی سے انہوں نے نقل کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے، لہذا قاری محمد طیب صاحب کی حیثیت صرف ناقل کی ہے قائل کی نہیں لہذا جو فتویٰ اسپر لگایا جائے گا وہ اصل قائل پر چسپاں ہوگا نہ کہ ناقل پر۔

(بریلویت کا شیش محل، ص ۱۳۱، کتب خانہ نعیمیہ دیوبند)

اب تو دیوبندی دھرم کی حقیقت کھل کر سامنے آ گئی کہ ان جہلاء دیوبند نے اعلی حضرت امام اہلسنت پر جتنے بھی الزامات لگائے ہیں اعلی حضرت امام اہلسنت ان سب سے بری لیکن یہ سارے فتوے کس پر لگے آیئے اور دیکھیے ۔

دیوبندی مولوی عاشق الٰہی مرید گنگوہی صاحب الابریز شریف کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''چنانچہ (حضرت علامہ سید احمد سلجماسی علیہ الرحمہ نے از ناقل) فرمایا: ایک مرتبہ میری دونوں بیویاں ایک ہی گھر میں تھیں کہ ایک کو اپنے گھر میں رہنے سے کوئی عذر مانع ہوا تھا مکان میں چار پلنگ تھے دو پر وہ دونوں الگ الگ لیٹ گئیں اور تیسرے پر میں تنہاء لیٹ گیا اور چوتھا خالی رہا شب میں ایک بیوی سے ہمبستر ہوا کہ دوسری کو سوتا ہوا سمجھا پھر تھوڑی دیر سونے کے بعد اٹھا اور پہلی کو سوتا ہوا سمجھ کر دوسری سے ہمبستر ہوا حسبِ معمول جب زیارت کے لیئے حاضر ہوا تو مزاح کے طور پر حضرت نے فرمایا کیا فرماتے ہیں شریعت دو بیویوں کو ایک گھر میں جمع کرنے اور دونوں سے

صحبت کرنے کے متعلق میں سمجھ گیا کے میرے واقعہ کی طرف اشارہ ہے لہٰذا عرض کیا حضرت آپکو کیسے خبر ہوئی فرمایا چوتھے پلنگ پر کون تھا؟ میں نے عرض کیا حضرت میں نے ہمبستری کی ہر ایک سے اس وقت جبکہ دوسری سورہی تھی فرمایا نہ پہلی سوئی تھی نہ دوسری

(الابریز، مترجم دیوبندی عاشق الٰہی میرٹھی، ص، ۴۵، مکتبہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

جب یہ بات دیوبندی گھر کے معتبر ترین فرد سے ثابت ہوگئی کہ یہ قول حضرت سید عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمہ کا ہے اور اس کو نقل کرنے والے ان کے مرید خاص حضرت علامہ سید احمد سلجماسی علیہ الرحمہ ہیں تو دیوبندیوں کے تمام فتوؤں کے مصداق یہ دونوں بزرگ ہوں گے دیوبندی اعلی حضرت امام اہلسنت کے بغض وعناد میں بہت کچھ لکھ گئے اور لکھ رہے ہیں لیکن ان کی یہ ساری بکواس کن کے لیے ہے قارئین خوب جان گئے ہوں گے بہر حال جو بکواس اس نام نہاد صوفی اور اس کی تصدیق کرنے والے سرفراز گکھڑوی نے کی ہے وہ ہم بیان کر دیتے ہیں تا کہ دیوبندیت کا مکروہ چہرہ سب دیکھ سکیں چنانچہ مصنف چہل مسئلہ لکھتا ہے۔

فائدہ! یہ روایت لکھتے شرم آتی ہے مگر کیا کیا جائے سخت مجبوری ہے دیکھا کہ ان بریلویوں کے علم غیب کی انتہاء کیا ہے مرید کی ہمبستری کے وقت انکے پیر ومرشد پاس حاضر ہوتے ہیں اور سب واقعہ دیکھتے رہتے ہیں۔فرشتوں کو اس قدر شرم ہو کہ وہ اس خاص وقت استراحت میں انسان سے جدا ہو جائیں جیسے کہ حدیث شریف میں آیا ہے مشکوٰۃ المصابیح کتاب النکاح بحوالہ ترمذی مگر یہ لوگ ایسے ہوں کہ انکو ذرا بھی شرم نہ آئے بلکہ اپنے اس کمال کو بیان کریں شرم، شرم، شرم

سب ناظرین جان گئے ہوں گئے کہ اس بدبخت نے ہمیں نشانہ بنا کر بزرگوں کے بارے میں کیا کیا بکواس کی ہے کیا دیوبندی مانتے ہیں کہ ان بزرگوں کا عقیدہ علم غیب کا تھا اور ان بزرگوں کے نزدیک پیر مرید کی اپنی بیوی سے ہمبستری کے وقت حاضر و ناظر ہوتا ہے اور ان بزرگوں کے عقیدے کے مطابق سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے دیوبندیو! کچھ تو ان اکابرین کے بارے

میں بولو۔۔

"اصل مسئلہ کی وضاحت"

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے یہ واقعہ حضرت سید عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمہ کے حوالے سے بیان کیا ہے جو کہ انکے ملفوظات بنام "الابریز" (جن کو حضرت علامہ سید احمد سلجماسی علیہ الرحمہ نے جمع فرمایا ہے) میں موجود ہے اور "الابریز" شریف کا ترجمہ دیوبندی مولوی عاشق الٰہی میرٹھی خلیفہ انبیٹھوی نے کیا ہے، ہم وہیں سے یہ قول نقل کرتے ہیں

"چنانچہ (حضرت علامہ سید احمد سلجماسی علیہ الرحمہ نے از ناقل) فرمایا: ایک مرتبہ میری دونوں بیویاں ایک ہی گھر میں تھیں کہ ایک کو اپنے گھر میں رہنے سے کوئی عذر مانع ہوا تھا مکان میں چار پلنگ تھے دو پر وہ دونوں الگ الگ لیٹ گئیں اور تیسرے پر میں تنہا لیٹ گیا اور چوتھا خالی رہا شب میں ایک بیوی سے ہمبستر ہوا کہ دوسری کو سوتا ہوا سمجھا پھر تھوڑی دیر سونے کے بعد اٹھا اور پہلی کو سوتا ہوا سمجھ کر دوسری سے ہمبستر ہوا حسبِ معمول جب زیارت کے لیئے حاضر ہوا تو مزاح کے طور پر حضرت نے فرمایا کیا فرماتے ہیں شریعت دو بیویوں کو ایک گھر میں جمع کرنے اور دونوں سے صحبت کرنے کے متعلق میں سمجھ گیا کے میرے واقعہ کی طرف اشارہ ہے لہٰذا عرض کیا حضرت آپکو کیسے خبر ہوئی فرمایا چوتھے پلنگ پر کون تھا؟ میں نے عرض کیا حضرت میں نے ہمبستری کی ہر ایک سے اس وقت جبکہ دوسری سورہی تھی فرمایا نہ پہلی سوئی تھی نہ دوسری

(الابریز، مترجم دیوبندی عاشق الٰہی میرٹھی، ص، ۴۵، مکتبہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت نے واقعہ صرف بیان کیا تو دیوبندی۔۔۔(میں نے یہ الفاظ اس وجہ سے کہے ہیں کہ دیوبندیوں نے اس واقعہ کی وجہ سے اعلی حضرت امام اہلسنت پر وہ تبرا بازی کی ہے اگر آسمان سن لیتا تو حیاء سے پانی پانی ہو جاتا جب ضرورت ہوگی تو نقل کروں گا) آپے سے باہر ہو گئے اور وہ تبرا بازی کی کہ مراثی بھی شرما جائیں لیکن ستیاناس ہو تعصب کا اور اہلسنت سے

دیوبندی دشمنی کا کہ یہ نہ دیکھا یہ تبرا کس پر ہوگا یہ ساری گالیاں کتنے بزرگوں کو جائیں گی ارے یہ ہے دیوبندیت، ارے دیوبندیو! علاّمہ احمد سلجماسی اور سیدی عبدالعزیز دباغ علیہما الرّحمہ کے بارے میں کیا کہو گے بولو جلدی بولو لگاؤ فتویٰ، جلدی لگاؤنا، اب تمہاری وہ غیرت کہاں گئی، بے حیاؤ! کہیں بیچ کر کھا تو نہیں گئے اگر نہیں بیچی تو حیاء کرو اور ایک عدد فتویٰ سیدی عبدالعزیز دباغ کے بارے میں بھی بیان کرو اور ایک عدد سیدی احمد سلجماسی کے لیئے بھی سارے بڑے چھوٹے ملکر مجلس بلا کر اگر خود نہ کر سکو تو اپنے بڑے گرو کو بھی بلا لو سب ملکر لگاؤ فتویٰ، لیکن تمہارا کیا ہے تم تو بے حیاء بن کر بزرگوں پر فتوی لگا بھی دو گے۔

وفادار برطانیہ عاشق الٰہی میرٹھی کی دیوبندیوں سے فریاد:

خلیفہ انبیٹھوی وفادارِ برطانیہ عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی علماء دیوبند سے کچھ یوں اس واقعہ کے بارے میں فریاد کرتے ہیں:

چونکہ ان واقعات میں کشف ہی نہیں بلکہ ارشاد و اصلاح ہے ان مخفیات کی جن پر نہ کوئی مطلع ہوتا ہے نہ اسکے متعلق شرعی حکم یا نور و ظلمت کا سوال کیا جاتا ہے اس لئے یہ چند قصے بضرورت بیان کر دیئے انکو گندا کہہ کر اعتراض نہ کرنا۔

(الابریز، مترجم دیوبندی عاشق الٰہی میرٹھی، ص، ۴۶، مکتبہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

کیوں دیوبندی صاحبو! ہماری نہیں سنتے نہ سنو حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ علیہ الرّحمہ کی بھی نہ سنو اپنے بڑوں کی تو مان لو ویسے بھی عاشق الٰہی تمہارے غوث اعظم گنگوہی کے تربیت یافتہ ہیں ان کی تو مان لو جاہلو! عاشقِ الٰہی میرٹھی تو کہتے ہیں ان واقعات میں اصلاح ہے ان واقعات میں ارشاد ہے کوئی بھی انکو گندا کہہ کر اعتراض نہ کرے لیکن دیوبندی بزرگوں کو بدنام کرنے سے باز کب آتے ہیں۔ بدنام گر کریں گے تو کیا نام نہ ہوگا

الحمد للہ ہم نے ثابت کر دیا کے جتنی بھی بکواس دیوبندی اس واقعہ پر کرتے ہیں اعلیٰ حضرت امام

اہلسنّت اس سے بری ہیں اور وہ ساری بکواس سیدی عبدالعزیز دباغ اور سیدی احمد سلجماسی علیہما الرّحمہ پر جاتی ہے، اب میں یہ بھی آپکو بتا دوں کہ سیدی عبدالعزیز دباغ اور سیدی احمد سلجماسی علیہما الرّحمہ صرف ہمارے ہی بزرگ نہیں بلکہ دیوبندی اکابرین بھی انکو اپنا بزرگ مانتے ہیں اولیاء میں سے مانتے ہیں قطب الوقت مانتے ہیں لیکن دیوبندی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی دشمنی میں اپنے بڑوں کی تحریروں کو خیر باد کر دیتے ہیں اور پھر کھل کر تبرا بازی شروع کر دیتے ہیں، میں ان تمام بھولے ہوئے دیوبندیوں کو ایک بار پھر وہ تحریریں یاد کروا دیتا ہوں تا کہ وہ یہ نہ کہیں کے ہمیں تو علم نہیں تھا اور اگر جاننے کے باوجود بھی اعتراض کریں تو فیصلہ قارئین پر ہے کہ وہ پڑھیں ان جہلاء کا اعتراض کن پر ہے۔

سیدی عبدالعزیز دباغ اور سیدی احمد سلجماسی علیہما الرّحمہ دیوبندی اکابرین کی نظر میں:

(ا) دیوبندیوں کے حکیم الامۃ اشرفعلی تھانوی اپنی کتاب جمال الاولیاء میں فرماتے ہیں:

الابریز فی مناقب سیدی عبدالعزیز الدباغ، مؤلفہ ابن مبارک فارسی جن کی تالیف 1129ھ میں شروع ہوئی تھی۔

مزید آگے چل کر لکھتے ہیں:

غرض یہ چالیس سے کچھ زائد کتابیں ہیں جن کی نقل بھروسہ کی نقل ہے اور پھر انکے مؤلفین بھی ایسے ایسے اکابرین اولیاء اور بڑے بڑے علماء ہیں کہ آفاق عالم میں انکے مقبول ہونے پر اتفاق ہو چکا ہے۔ (جمال الاولیاء، ص، ۱۰، ادارہ اسلامیات کراچی، لاہور)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

ایک بزرگ جن کا نام عبدالعزیز دباغ ہے بڑے صاحب کرامت و خوارق و مقبول و مشہور گذرے ہیں کچھ پڑھے لکھے نہ تھے ان کے ملفوظات ان کے بعض مریدوں نے جمع کئے ہیں نہایت عجیب و غریب ہیں ''ابریز'' نام ہے

(ملفوظات حکیم الامت، جلد ۱۱، ص ۱۲۰، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

ان حوالوں سے بالکل واضح ہوگیا کہ الابریز کے مؤلف اکابر اولیاء میں سے ہیں اور انہوں نے جو کچھ لکھا اس میں شک نہیں انہوں نے جو کچھ لکھا ہے بالکل حق، سچ ہے اور انہوں نے جو کچھ نقل کیا ہے تھانوی صاحب کو اس پر بھروسہ ہے، دیوبندی صاحبو! بتاو! تھانوی صاحب اس کتاب کو جس میں حیاء سوز باتیں ہیں جن کو بیان کرنے سے دیوبندیوں کی عزت خراب ہوتی ہے اور جس کتاب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پیر، مرید کی اپنی بیوی سے ہمبستری کے وقت موجود ہوتے ہیں اور سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں (یہ ساری بکواس دیوبندیوں کی کتابوں میں لکھی ہیں جس کا دل کرے ہم سے پوچھ لے ہم دیوبندیوں کی کتابوں سے دکھائیں گے) اس کتاب کی تصدیق کر کے اور اس کے مولف کو ولی مان کر دیوبندیوں کی اس تمام بکواس کا مصداق ہوکر

۔۔۔۔کے کس گڑھے میں گیا۔ ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

(۲) دیوبندیوں کے محقق اور گنگوہی صاحب کے مرید عاشق الٰہی میرٹھی صاحب لکھتے ہیں:

بندہ نے عرصہ ہوا کتاب ابریز کا مطالعہ کیا تھا جو کہ غوث الزمان شمس العرفان جو کہ سیدی عبدالعزیز دباغ قدّس سرّہ اللہ کے ارشادات عالیہ اور حقائق سنیہ کا مجموعہ ہے اور اسکو ممدوح کے خادمِ خاص قدوۃ العلماء، زبدۃ الفضلاء، امام ہمام علامہ احمد بن مبارک سلجماسی رحمۃ اللہ علیہ نے مدون و مبوب فرمایا تھا

کچھ آگے لکھتے ہیں:

مجھے اسکے ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس کتاب میں کیا جواہرات بھرے پڑے ہیں جب کتاب آپکے سامنے ہے آپ خود ملاحظہ فرمالیں گے میرا خیال یہ ہے کہ اسکا ہر مضمون (وہ مسئلہ بھی شامل ہے جس پر دیوبندی جہلاء اعتراض کرتے ہیں از ناقل) ایسا بے بہا اور عوام ہی نہیں بلکہ خواص کے لیے بھی ایسا انمول ہے کہ دوسری جگہ نصیب ہونا مشکل حق تعالیٰ شانہٗ اسکو قبول اور مخلوق

کو اس سے متمتع فرما کر میرے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔

(الابریز مترجم عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی، ص ۳، ۴)

عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی کے نزدیک اس کتاب کی اہمیت اور صاحب ملفوظ و جامع کی حیثیت کیا ہے بالکل واضح ہے یہ دیوبندی جس کتاب کو اپنے حسن خاتمہ کا وسیلہ بناتا ہے دوسرا دیوبندی اس کتاب میں سے کفریات نکالتا ہے یہ دیوبندی ترجمہ کر کے عوام بلکہ خواص کو بھی پڑھنے کی ترغیب دلاتا ہے جبکہ دوسرا دیوبندی اسکی ایک عبارت لکھنے میں شرم محسوس کرتا ہے یہ دیوبندی اس کتاب کو ثوابِ جاریہ سمجھتا ہے جبکہ دوسرا دیوبندی یہ کہتا ہے کہ اسکے مؤلف کو شرم بھی نہیں آئی ایک دیوبندی اس کتاب کو انمول کہتا ہے اور دوسرا اس پر اعتراض کرتا ہے ایک دیوبندی اس کے مقبول ہونے کی دعا کرتا ہے تو دوسرا اس کو بددعا سمجھتا ہے وغیرہ ذالک۔

قارئین! آپ خود ہی فیصلہ فرمالیں یہ جہلاء دیوبند بغض اعلیٰ حضرت امام اہلسنت میں کتنے آگے بڑھ گئے ہیں کہ اس کتاب کے مضامین پر اعتراض کرتے ہیں جس کو اکابرین دیوبند اپنے لیے صدقہ جاریہ کہتے ہیں، میں تمام چھوٹے بڑے دیوبندیوں سے سوال کرتا ہوں کہ بتائیں تھانوی صاحب اور میرٹھی صاحب کھلے لفظوں میں اس کتاب اور اس کے مولف کی اتنی بڑی بڑی تعریفیں کر کے۔۔۔۔کے کس گڑھے میں گئے۔

مزید یہی دیوبندی عاشق الٰہی میرٹھی صاحب لکھتے ہیں:

قدوۃ العلماء العارفین زبدۃ الاصفیاء الواصلین المحقق المدقق مولانا الحافظ احمد بن مبارک السلجماسی ۔۔۔۔شیخ دوراں غوثِ زماں قطب السالکین حاصل لواء العارفین مولانا سید عبدالعزیز دباغ قدّس سرّہٗ العزیز۔ (الابریز مترجم، ص ۵)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے یہ واقعہ جن بزرگوں کا بیان فرمایا ہے یہ بڑے بڑے القاب انہی کے

ہیں اور دینے والے دیوبندی ہی ہیں ارے دیو بندیو! ارے جاہلو! جب یہ اتنے بڑے بزرگ ہیں اور بے شک ہیں تو پھر انکی عبارت پر اعتراض کیسا اب تو معاملہ بالکل واضح ہوگیا ہے کہ بندوق اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے کاندھے پر اور فائر ان بزرگوں پر۔

(۳) دیو بندیوں کے گالیوں میں P.H.D کرنے والے شیخ ٹانڈہ حسین احمد ٹانڈوی صاحب لکھتے ہیں:

عبدالعزیز علیہ الرحمہ (قطب العصر) کے مجموعہ ملفوظات مسمّی بہ الابریز میں ۔۔۔۔۔

(فتاویٰ شیخ الاسلام، ص، ۱۸۶، نفیس پبلشرز لاہور)

(۴) دیو بندیوں کے شیخ الحدیث ذکریا تبلیغی صاحب لکھتے ہیں:

شیخ عبدالعزیز دباغ ابھی قریب ہی زمانہ میں ایک بزرگ گزرے ہیں جو بالکل امی تھے مگر قرآن شریف کی آیت، حدیث قدسی، حدیث نبوی اور موضوع حدیث کو علیحدہ علیحدہ بتادیتے تھے اور کہتے تھے کہ متکلم کی زبان سے جب لفظ نکلتے ہیں تو ان الفاظ کے نور سے معلوم ہوجاتا ہے کہ کس کا کلام ہے کہ اللہ پاک کے کلام کا نور علیحدہ ہے اور حضور ﷺ کے کلام کا نور دوسرا ہے اور دوسرے کلاموں میں یہ نور نہیں ہوتے۔ (تبلیغی نصاب، فضائل ذکر ص، ۵۱۹، مکتبہ امدادیہ ملتان)

کیوں دیو بندی صاحبو! ایسے بزرگ کے ملفوظ پر لن ترانیاں کرتے ہوئے شرم وحیاء نہیں آتی۔

(۵) دیو بندی مولوی الیاس گھمن کے پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی کی مصدقہ کتاب میں دیو بندی احسان کریم صاحب لکھتے ہیں:

حضرت عبد العزیز دباغ: آپ نے خزینہ معارف (ابریز) میں علوم طریقت کے متعلق گوہر افشائیاں کی ہیں اور طریقت کے مختلف پہلوؤں پر بہت زور دار تحریریں لکھوائی ہیں آپ فرماتے ہیں کہ ولی کامل انسان کو ایک لحظہ میں واصل باللہ بنا سکتا ہے۔ آپ نے اس کتاب میں طریقت کے بے شمار رموز واسرار سے پردہ کشائی کی ہے جس سے طریقت کی صداقت کا علم ہوتا ہے۔

(بیعت کی ضرورت وفضیلت، جلد اول، ص، ۲۰۰، موتمر المصنفین دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

نوٹ: یہ کتاب درج ذیل دیو بندی اکابرین کی مصدقہ ہے:

(۱) ڈاکٹر شیر علی شاہ (۲) سمیع الحق (۳) مغفور اللہ (۴) محمود صندل بابا جی (۵) عبد الحلیم دیر بابا جی (۶) سیف اللہ حقانی (۷) نائب مہتمم دار العلوم حقانیہ انوار الحق (۸) ابراہیم فانی (۹) عبد القیوم حقانی (۱۰) حسین احمد بن دیو بندی مفتی فرید (۱۱) گوہر علی شاہ (۱۲) پیر عبد السلام۔

دیو بندی اصول اور اکابرین دیو بند اس کی زد میں

یہ تمام دیو بندی عبد العزیز دباغ علیہ الرحمہ (جن کا قول اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے نقل کیا ہے) کو اپنا بزرگ مانتے ہیں اب دار العلوم دیو بند کی مصدقہ کتاب کا اصول بھی سن لیجئے، دیو بندی مولوی عبد الاحد صاحب لکھتے ہیں:

مشہور اصول ہے کہ کفر وگستاخی کی تائید ودفاع کرنے والا بھی اصل کے ہی حکم میں ہوتا ہے اور اوپر ملاحظہ فرمالیا گیا کہ مفتی صاحب الیاس قادری کو کافر وگستاخ سمجھنے کے بجائے اس کی تائید وتوثیق کرتے نظر آرہے ہیں اس لئے ان درج بالا تمام فتاوی جات کی زد میں آکر اصل کی طرح خود بھی کفر کے گھاٹ اتر گئے۔ (داستان فرار، ص، ۹۲، مکتبہ مدنیہ دیو بند)

اس دیو بندی اصول سے یہ ثابت ہوگیا کہ وہ تمام دیو بندی جو سیدی عبد العزیز دباغ علیہ الرحمہ کو بزرگ سمجھتے ہیں وہ سب ان تمام دیو بندی فتاوی کے مصداق ہیں جو دیو بندی قلم سے ہم اہلسنت و جماعت کے بغض وعناد کی وجہ سے نکلے، میں ان میں سے چند بیان کر دیتا ہوں:

(۱) ان دیو بندی اکابرین کی اولیاء کو حاضر وناظر ماننے آخری کی حد (جب یہ اولیاء کو حاضر وناظر مانتے ہیں تو دیو بندی فتاوی سے مسلمان کہاں رہتے ہیں (۲) یہ روایت لکھتے شرم آتی ہے (مگر اس روایت کے اصل قائل کو بزرگ مانتے ہوئے شرم وحیاء گنگوہی ونانوتوی کی چارپائی کے نیچے دفن کیوں کرتے ہیں (۳) علم غیب کی انتہاء کیا ہے (یہ تو ان دیو بندیوں سے پوچھو جو ایسے شخص کو

بزرگ مانتے ہیں جن کے نزدیک علم غیب ثابت ہے (۴) مرید کی ہمبستری کے وقت انکے پیر ومرشد پاس حاضر ہوتے ہیں (۵) سب واقعہ دیکھتے رہتے ہیں (ایسا عقیدہ رکھنے والے کو یہ دیوبندی اپنا بزرگ مان کر اپنی بیویوں کی ہر شیء کیوں دکھاتے ہیں (۶) بے حیاء پیر (جس کو دیوبندی اپنا بزرگ مانتے ہیں (۷) دیوبندی مذہب والے جس کو اپنا بزرگ مانتے ہیں وہ اپنے مریدین کی بیویوں کا ساتھ نہیں چھوڑتے اور ہر وقت عورتوں کی شرم گاہ کو زیر نظر رکھتے ہیں اور رات کو ان کی بیویوں کے پاس سوتے ہیں اور محو آرام ہوتے ہیں اور یہ تمام حرکات اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں ہر وقت نظارہ کرنا ان بزرگ کا جز ولازم ہے۔ (چہل مسئلہ ورضاخانی مذہب)

یہ میں نے دیوبندی اصول سے صرف دو کتابوں سے ان کے اکابرین کی بکواس لکھی ہے ورنہ تو صرف دیوبندیوں کی اسی واقعہ پر بکواس کا پورا رسالہ تیار ہو جائے لیکن ان بے حیاؤں کو ان کی بے حیائی کا اتنا جواب ہی کافی ہے اگر دیوبندی باز نہ آئے تو سب حوالے ان کے اصولوں کے مطابق نقل کر کے ان کی غیرت کو للکاروں گا۔

☆☆☆☆☆..................☆☆☆☆☆

﴿......اعتراض نمبر6......﴾

''یا جنید یا جنید کہنے پر اعتراض کا جواب''

ملفوظات ص ۱۰۵ جلد اول میں حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کے دجلہ کے پار بغیر کشتی کے گزرنے کا قصہ ہے جنہوں نے ایک دوسرے شخص کو بجائے ''یا اللہ'' کے یا جنید یا جنید کی تعلیم دی تھی، اس کے اخیر میں یہ عبارت ہے۔ ''شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو ''یا اللہ'' کہیں، اور مجھ سے ''یا جنید، کہلواتے ہیں، میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں، اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا، پکارا حضرت میں چلا، فرمایا وہی کہہ ''یا جنید یا جنید'' جب کہا، دریا سے پار ہوا، عرض کی حضرت یہ کیا بات تھی، آپ اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں فرمایا، ارے نادان ابھی تو جنید تک پہنچا نہیں، اللہ تک رسائی کی ہوس ہے، اللہ اکبر۔

فائدہ: یہ ہے کفر کی تعلیم کیا یہی توحید اسلامی ہے؟ کیا کامل تو اللہ تعالیٰ کو پکارے اور ناقص غیر اللہ کو، کیا

کتاب وسنت میں بھی ایسی واہیات اشیاء ہیں، حاشا وکلا پھر سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی جو سلسلہ صوفیہ کے مشہور امام ہیں، ان پر بھی تہمت لگا دی۔ (چہل مسئلہ ص ۱۶، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوھاب''

دیوبندیوں کو جب بزرگوں پر تبرا کرنا ہوتا ہے یا بزرگوں کے خلاف بکواس کرنی ہوتی ہے تو ان کو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت یاد آتے ہیں بظاہر تو دیوبندی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر تبرا و بکواس کرتے ہیں لیکن حقیقت میں ان کا نشانہ بزرگ ہوتے ہیں جیسا کہ آپ نے پیچھے بھی پڑھا اور آگے بھی پڑھیں گے، بہر حال ان جہلائے دیوبند کو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سے کس قدر دشمنی ہے اور کس قدر بغض ہے کہ اس میں یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ ہم اپنے ہی فتاویٰ کی زد میں آرہے ہیں ہمارے اپنے فتوے ہمارے ہی اوپر چسپاں ہو رہے ہیں کچھ خیال نہیں کچھ ہوش نہیں، اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی دشمنی میں اس قدر بدمست ہو گئے ہیں۔

تفصیل اس کلام کی یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے اس واقعہ کو علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمہ کی کتاب حدیقۂ ندیہ سے نقل کیا ہے اور یہ جاہل حدیقہ ندیہ کا نام کاٹ کر اس کو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی طرف منسوب کرتا ہے اور سرفراز گکھڑوی کے فتووں کی زد میں آتا ہے۔

مصنف چہل مسئلہ اپنے مصدق کے فتاویٰ کی زد میں:

چنانچہ دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب جو کہ اس جاہل صوفی، مصنف چہل مسئلہ کی تصدیق بھی کرنے والے ہیں، وہ ایسے لوگوں (جو اصل کتابوں کا حوالہ نہیں دیتے بلکہ ناقلین پر اعتراض کرتے ہیں اور اصل مصنفین کا نام نہیں لیتے بلکہ نقل کرنے والوں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔) پر برستے ہوئے لکھتے ہیں:

مؤلف نورِ ہدایت (مؤلف چہل مسئلہ اور اسکی تصدیق کرنے والے از ناقل) کی کمال بے حیائی اور بے باکی ملاحظہ کیجئے وہ امام رازی اور صاحبِ مسامرہ (وہ ابو الفتح جونپوری علیہ الرحمہ اور صاحبِ

سبع سنابل از ناقل) کا نام تک نہیں لیتے اور بقول عارف

ع بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن

پر عمل کرتے ہوئے وہ مضمون کو حضرت مرحوم (اعلیٰ حضرت امام اہلسنت از ناقل) کے سر تھوپتے ہیں اور جن کے حوالے سے یہ مضمون نقل کیا گیا ہے ان کا نام تک نہیں لیتے اور شیر مادر (یا پھر کوے کی بریانی از ناقل) سمجھ کر غٹ ربود کر جاتے ہیں (ہڑپ کر جاتے ہیں از ناقل) اور گربہ مسکین بن کر دیانت داری کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں حیرت ہے ایسے علم پر تعجب ہے ایسی دیانت پر حیف ہے ایسی سیادت پر تأسف ہے ایسی حق پرستی پر مگر انکو (یعنی مصنف چہل مسئلہ اور اسکی تصدیق کرنے والے از ناقل) کیا وہ تو اسپر عمل پیرا ہیں کہ

ع بد نام اگر ہونگے تو کیا نام نہ گا

(راہ ہدایت، ص،۱۴۱، مکتبہ صفدریہ)

دیوبندیوں کی ضیافت کے لیے بالعموم اور مصنف چہل مسئلہ اور اس کی تصدیق کرنے والے کے لیے بالخصوص یہ فتاوی کافی ووافی ہیں ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے، مزید ایک اور حوالہ بھی دیکھ لیجئے۔

چنانچہ دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں:

عوام الناس کو یہ باور کرانے کی بے جا کوشش کرتے ہیں کہ جو کچھ کہہ رہا ہے، مولوی سرفراز (اعلیٰ حضرت امام اہلسنت از ناقل) اپنی طرف سے کہہ رہا ہے۔ (رہے ہیں از ناقل) یا جو کچھ کہہ رہے ہیں دیوبندی (یا جو کچھ کہہ رہے ہیں سنی بریلوی از ناقل) اپنی طرف سے کہہ رہے ہیں علمی دنیا میں اس سے بڑھ کر اور بڑی خیانت کیا ہوگی۔ (باب جنت، ص،۱۹، مکتبہ صفدریہ)

اس عبارت اور ماقبل والی عبارت کی روشنی میں اس واقعہ کو دیکھ لیا جائے تو دیوبندیوں کا مکروہ چہرہ بالکل واضح ہوجائے گا اور ان کی اصل اور صحیح تصویر ان کے اپنے فتاویٰ کی روشنی میں

بالکل عیاں ہوجائے گی میں اس پر مزید کوئی تبصرہ نہیں کرتا اگر کسی بے حیاء دیوبندی نے حیاء دکھانے کی کوشش کی تو ضرور مزید حوالوں کے ساتھ تبصرہ کروں گا۔

اس دیوبندی جاہل نے اور اس کی تصدیق کرنے والے دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب نے جہالت سے سرشار ہوکر جو فتوے داغے ہیں وہ کسی اور پر نہیں بلکہ اپنے ہی بزرگوں پر داغے ہیں، جی ہاں یہ فتوے کسی اور پر نہیں بلکہ خود دیوبندیوں کے گھر کے افراد کے لیے ہیں، یہ دیوبندی مصنف چہل مسئلہ اور اس کی تصدیق کرنے والا تو جاہل مطلق ہیں ان کو تو اپنے گھر کی کتابوں کا بھی علم نہیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ دیوبندی جس مسئلہ کی وجہ سے ہم اہلسنت و جماعت پر بکواس کرتے ہیں وہ مسئلہ تو خود ان کی اپنی کتابوں میں موجود ہے۔

دیوبندی اکابرین سے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی تائید:

(۱) چنانچہ دیوبندیوں کے فقیہ الامت محمود حسن گنگوہی صاحب کہتے ہیں:

''شاہ بھیک علیہ الرحمہ کا جو خلیفہ ہیں شاہ ابوالمعالی کے وہ چلے جارہے تھے دریا کے کنارے جب دریا کے قریب پہنچے تو دیکھا ایک طالب علم بیٹھا ہے پوچھا کیا بات ہے تو کہا کہ اس پار جانا ہے تو شاہ بھیک نے کہا کہ میرے پیچھے چلو اور یہ کہتے چلو ''یا بھیک یا بھیک'' اور خود کہتے چلے ''یا اللہ یا اللہ'' درمیان سمندر میں چل کر اس طالب علم کو خیال آیا کہ خود تو کہہ رہے ہیں ''یا اللہ'' اور مجھ سے کہا کہ ''یا بھیک'' کہو انہوں نے بھی ''یا اللہ یا اللہ'' کہا تو پیر لڑکھڑانے لگے تو بھیک شاہ نے کہا کہ کہو ''یا بھیک یا بھیک''۔ پھر کہنے لگے ''یا بھیک'' کنارہ پر پہنچ کر فرمایا کہ بھیک کو تو پہچانا نہیں اللہ کو کیا پہچانتے۔ **اس واقعہ سے دونوں قسم کے لوگ استدلال کر لیتے ہیں دیوبندی بھی اور بریلوی بھی''**

(ملفوظات فقیہ الامت، ص،۱۷۷، دار النعیم لاہور)

خط کشیدہ الفاظ پر قارئین خود ہی غور فرمالیں کہ دیوبندی اس واقعہ کو صرف سچ ہی نہیں سمجھتے بلکہ بطور دلیل بیان کر کے اس سے استدلال بھی کرتے ہیں۔

(۲)اسی طرح دیوبندیوں کے بہت بڑے علامہ حبیب الرحمٰن خان میواتی اپنی کتاب ''تذکرہ صوفیائے میوات'' میں شاہ نصر اللہ نصرتی کے حالات میں لکھتا ہے:

ایک روز ایک مرید ہم سفر تھا راستہ میں دریا پڑا شاہ نصر اللہ نے فرمایا میرا ہاتھ تھام لے اور نصر اللہ کا ورد کرتا چل، عین منجدھار میں پہنچے تھے کہ مرید نے پیرومرشد کو اللہ کے نام کا ورد کرتے سنا تو وہ بھی بجائے نصر اللہ کے اللہ اللہ کہنے لگا مگر فوراً ہی ڈبکیاں لینے لگا آپ نے اسے بازو سے سہارا دیا اور فرمایا تجھے کیا معلوم کہ اللہ کیا ہے تو نصر اللہ کہتا چل، اس نے نصر اللہ کا ورد شروع کر دیا اور دونوں دریا کو پار کر گئے۔

(تذکرہ صوفیائے میوات ،ص،۳۲۳، مکتبہ مدینہ لاہور)

جب دیوبندیوں کو حوالے دیے جاتے ہیں تو فوراً کتاب کا ہی انکار کر دیتے ہیں، کوئی دیوبندی اس کتاب کا بھی انکار نہ کر دے میں پہلے ہی سے اس کا منہ بند کر دیتا ہوں۔

دیوبندیوں کے پیر طریقت رہبر شریعت حضرت سید نفیس الحسینی خلیفہ ارشد قطب الاقطاب حضرتِ مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری صاحب (یہ الفاظ دیوبندیوں کے ہیں) اس کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

تذکرہ صوفیائے میوات ہمارے محترم دوست مولانا حبیب الرحمٰن خان صاحب میواتی کی تالیف ہے مولانا موصوف تاریخ کے ایک بلند پایہ فاضل ہونے کے علاوہ ایک مستند عالم دین بھی ہیں گہوارہ علوم دہلی میں انہوں نے تعلیم پائی برصغیر کے بلند پایہ عربی شاعر اور ہمارے مکرم ومحترم دوست حضرت مولانا عبدالمنان دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے عزیز تلامذہ میں سے ہیں ان کی یہ محنت و کوشش لائق صد تحسین ہے اللہ تعالیٰ موصوف کے علم وعمل اور عمر عزیز میں برکت عطا فرماتے۔

(تذکرہ صوفیائے میوات ،ص،۵، مکتبہ مدینہ لاہور)

اب تو کسی بھی دیوبندی میں جرات نہیں کہ وہ اس کتاب کا انکار کرے، تو لامحالہ اس کو ماننا

پڑے گا اور اس واقعہ کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا اور ساتھ ہی ساتھ مصنف چہل مسئلہ اور اسکی تصدیق کرنے والے سرفراز کے فتوے سے بھی دو چار ہونا پڑے گا آج تک دیوبندی جہلاء نے اس واقعہ پر جتنی بھی بکواس کی ہے یا کر رہے ہیں وہ سب ان ہی کے اپنے بزرگوں کے حصے میں آ گئی مزید اس پر دیوبندیوں کے ہی ایک مولوی کی بکواس سن لیں۔

دیوبندی اکابرین پر دیوبندی فتوؤں کی ایک جھلک:

چنانچہ دیوبندی مولوی محمد عمر قریشی ''خدا کی توہین'' کی ہیڈنگ دینے کے بعد لکھتے ہیں:

''کتنا گستاخ ہے وہ انسان بلکہ ننگ انسانیت جو اپنے خالق و مالک کی عظمتوں کو حقیر مخلوق کی فرضی اور وضعی قسم کی خرافات کی آڑ لے کر اس طرح کلوخ اندازی کرے جس کی عظمتیں منوانے کے لیے ہزار ہا انبیاء کرام آئے خود حضور رحمۃ للعالمین نے جس کے لیے مکے کے اپنے بھائیوں عزیزوں کے گلے کاٹنے کا حکم دیا کیا وہ خدا کے منکر تھے جبکہ آج کے مدعیان اسلام سے زیادہ خدا کو مانتے تھے لیکن اکیلا اور واحد ماننے کے لیے تیار نہ تھے کہتے تھے۔

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰـهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ O (پ۲۳۔سورۃ ص، آیت ۵)

وہ تو بڑی تعجب کی بات کہ اتنے بہت سے خداؤں کی جگہ ایک خدا بنا دیا آج کا مشرک اس حد تک تو مکہ والوں کا ہمنوا ہے لیکن گستاخی میں یہ بازی لے گیا ہے اس لیے کہ وہ اوروں کو مان کر اللہ رب کی توہین ہرگز نہ کرتے تھے۔اب سنیئے ملفوظات رضا خان حصہ اول ص ۱۱۷

ایک مرتبہ۔۔۔۔(حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ والا واقعہ از ناقل)

''غور کیجئے کیسے کیسے کفریات بکے ہیں کوئی ہمیں مطعون نہ کرے اس لیے کہ جو خدا کی توہین پر نہ شرمایا اس نے خدا سے حیاء نہ کی اس کی کوئی مردود ہی عزت کرے گا۔یقیناً اس کی توہین کی

جائے گی۔اس کی دنیااور آخرت میں رسوائی ہوگی۔بہر حال خدا کی عظمت کے آگے سب کی عزت ہیچ ہے۔یہ ہمارا ایمان ہے۔خدارا انصاف کی نگاہ سے دیکھئے آخر کون سے دین کی سربلندی کے لیے یہ مخبوثات سنوائے جارہے ہیں فرضی کہانی کے ذریعہ حضرت جنید بغدادی کی زبان سے کفر کہلوایا جارہا ہے۔یا اللہ کہنے کے فطری اور اسلامی داعیہ کو شیطانی وسوسہ کہا جارہا ہے۔پھر صریح کفر کہلوا کے دریا پار کرادیا قرآن تو کافروں کے بارے میں بتائے کہ جب کشتی سمندر میں طوفان کی زد میں آئے تو یہ خالص خدا کو پکاریں اور یہاں ایک مسلمان سے کفر کہلوایا اور الزام دھرا بچارے جنید پر۔آخر حضرت جنید کو کیا حاجت پیش آئی تھی کہ اللہ سے ہٹا کر اپنے نام کی مالا جپوائی۔ پھر یہ تو مجدد مائۃ حاضرہ ہیں تو کیا مجدد کی یہی شان ہوتی ہے ایسے اجتہادی کارنامے ہوتے ہیں مجددین کے ان کو کفر واسلام کے امتیاز کا بھی شعور نہیں ہوتا۔گر ہمی ملا کار طفلان تمام خواہد شد **واللہ العظیم** اللہ کی کتاب اور رسول ﷺ کی احادیث اور صحابہ کرام کا طریقہ موجود اور محفوظ ہے اگر اس کے خلاف صراحۃ العیاذ باللہ ہمارے اکابرین میں بھی کوئی کہتا تو ہم خود ہی اس کی دستار فضیلت کی دھجیاں اڑا دیتے اس لیے کہ خدا کا دین ہمیں سب سے زیادہ عزیز ہے باقی جس سے جو بھی علاقہ ہے وہ دین کی حرمت کی وجہ سے ہے جب مجدد وقت اس طرح کی خرافات کو بزرگوں کا کارنامہ بتلائے تو کیوں نہ دوسرے بندگان نفس خدائی کا دعوی کرنے لگیں ویسے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے لیے راہ ہموار کرنے کی غرض سے یہ سارا کھڑاگ رچایا ہے۔‘‘(سیف حقانی ص،۴۱،۴۲،رشید اینڈ سنز ناظم آباد کراچی)

نوٹ! ہم نے دو حوالے دیوبندیوں کے گھر سے دے دیے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ دیوبندی اپنے اکابرین کی کتنی پگڑیاں اچھالتے ہیں اور ہم اہلسنت کے بغض میں جو دین سے محبت اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کا اظہار کیا جارہا تھا اب کیسے کرتے ہیں اللہ اور اس کے

دین کو مقدم کرنے کا دعوی کرنے والے یہاں کیا کرتے ہیں قارئین کرام! جتنی بھی بکواسیں اس دیوبندی ملّا نے واقعہ کی آڑ لے کر کیں ہیں وہ سب کی سب ان ہی کے اپنے بزرگوں کے حصے میں آئی ہیں دیوبندی ہمارے بارے میں بولنے کے بجائے اپنوں ہی کے بارے میں لب کشائیاں کریں۔

سرفراز گکھڑوی کی مصدقہ کتاب اور اس دیوبندی نام نہاد مناظر کے مطابق ان ہی کے اپنے بزرگوں پر درج ذیل فتوے لگے

(۱) اکابرین دیوبند کا کفریہ عقیدہ (۲) یہ واقعات واہیات (۳) جن کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے ان پر تہمت (۴) اس میں خدا کی توہین ہے (۵) یہ دیوبندی ملاں مشرکین مکہ سے بھی بڑے گستاخ ہیں (۶) ان کی عزت مردود ہی کرے گا (۷) ان دیوبندی اکابرین کی توہین ہی کی جائے گی (۸) آخرت میں رسوا (۹) دیوبندیوں کے مخبوثات (۱۰) ان دیوبندیوں نے بزرگوں کی زبان سے کفر کہلوایا (۱۱) پھر صریح کفر کہلوا کے دریا پار کرادیا (۱۲) ایک مسلمان سے کفر کہلوایا (۱۳) الزام دھرا بچارے بزرگوں پر۔

ان جہلاء دیوبند کے لیے اتنا ہی کافی ووافی ہے اگر ان میں حیاء کا کوئی ایک قطرہ بھی ہوا تو اپنے تمام فتوؤں سے رجوع کریں گے اور آئندہ ایسے الزمات لگانے سے باز رہیں گے ورنہ سرکار علیہ السلام کا فرمان ان پر ضرور بالضرور صادق آئے گا **اذا لم تستح فاصنع ماشئت**

☆☆☆☆☆..................☆☆☆☆☆

﴿......اعتراض نمبر7......﴾

’’بزرگوں سے مدد مانگنے پر اعتراض کا جواب‘‘

جب کبھی میں نے استعانت کی ’’یا غوث‘‘ ہی کہا، یک در گیر محکم گیر (ملفوظات ص ۶۹ جلد سوم) فائدہ: آگے ایک

واقعہ بھی لکھا ہے، جس میں شیخ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو (جنہیں یہ لوگ غوث اعظم کے لقب سے پکارتے ہیں) یاغوثاہ کہہ کر پکارا گیا ہے، لیجئے اب تو معاملہ صاف ہوگیا کہ یہ کامل مجدد بھی بجائے اللہ کے پیر صاحب کو ہر موقع پر پکارتا تھا' اور انکو قادر ومختار مطلق سمجھتا تھا، معاذ اللہ استغفر اللہ.

تنبیہ: واضح ہوا کہ انہیں پیر صاحب کو پکارنے کیلئے دوسروں کو بھی عام تعلیم دی ہے۔ چنانچہ اسکی کتاب ''وظیفہ کریمہ'' ص ۸ میں بعض کلمات کے اخیر امیں 'یاغوث' سومرتبہ کہنے کا امر موجود ہے اور اس جامع وظیفہ کا اثر یہ بتلایا ہے کہ گناھوں کی مغفرت، آفاتِ دنیوی واخروی سے نجات وصفائے قلب۔

(چہل مسئلہ، ص، ۱۶، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوھاب''

جہالت تو مصنف چہل مسئلہ کی رگ رگ میں گھسی ہوئی ہے جب بھی بولتے ہیں جہالت ہی ٹپکتی ہے کریں کیا ایسے ہی جاہلوں پر دیو بندیوں کو ناز ہے، اوران کی تصدیق کرنا انکا فخر، انکی تائید انکا دھرم، ان جہلاء کے پاس نہ عقل، نہ شعور، نہ تقویٰ، نہ حیا، آنکھوں پر بے حیائی کی پٹی باندھ کر طرح طرح کے اعتراضات کرتے اور منہ کی کھاتے ہیں۔

قارئین! اس مسئلہ کا تعلق بزرگوں سے مدد مانگنے کے ساتھ ہے ہم اہلسنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ وفات شدہ بزرگوں سے مدد مانگنا جائز ہے اور وہ اللہ کی عطاء سے مدد کرتے ہیں جبکہ دیو بندی اس کو شرک بھی کہتے ہیں اور وفات شدہ بزرگوں سے مدد بھی مانگتے ہیں انکی قسمت میں یہی لکھا ہے شرک کہو، پھر کرو کفر کہو، پھر کرو بدعت کہو، پھر کرو جی ہاں بحمد اللہ ہمارے پاس اسکے بہت حوالے ہیں لیکن ابھی یہی مسئلہ بزرگوں سے مدد مانگنے کا دیکھ لیجئے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے غوثِ پاک سے مدد مانگی ''یاغوث'' کہہ کر اور غوثِ پاک علیہ الرحمہ کو پکارا تو اس دیو بندی کے نہ جانے کہاں تکلیف ہوئی کہ طرح طرح فتوے داغ دیئے کاش کہ مصنف چہل مسئلہ اور اسکی تصدیق کرنے والے اپنے گھر کی کتابوں کو اچھی طرح پڑھ لیتے، تو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر اس طرح کے فتوے نہ داغتے، ہم انکو یہی کہتے ہیں ہمارے خلاف بولنے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لو،

اپنے گھر کی کتابیں پڑھو، اس میں اس طرح کا مواد بہت مل جائے گا جس کے بارے میں تمہارے چھوٹے بڑے جاہل نام نہاد عالم، شرک شرک کی تسبیح کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔

دیو بندی غلام اللہ خان کا اشرفعلی تھانوی کی کتابوں پر احتجاج:

چنانچہ مماتی دیو بندیوں کے سجاد بخاری صاحب لکھتے ہیں:

ان کا فرض تھا کہ وہ سب سے پہلے اپنے پیرو مرشد حضرت مولانا اشرف تھانوی کی ان کتابوں کی اصلاح وتطہیر فرماتے جن میں ایسا مواد موجود ہے (مثلاً ضعیف، شاذ، منکر، بلکہ موضوع حدیثیں بلا انکار وتنبیہ بے سروپا حکایتیں بے سند اور گمراہ کن کرامتیں وغیرہ) جن کو اہل بدعت اپنے عقائدِ زائغہ اور اپنی بدعاتِ مخترعہ کی تائید کے لیے پیش کرتے ہیں جس کی وجہ سے تبلیغ توحید کے مشن کو بعض اوقات کافی نقصان اٹھانا پڑتا ہے حالانکہ موضوع حدیثوں سے استدلال تو درکنار ان کو تو ذکر کرنا بھی جائز نہیں، الا یہ کہ ان کا وضعی ہونا ظاہر کرنا مقصود ہو۔

(اقامۃ البرہان، ص، ۲۴، کتب خانہ رشیدیہ راولپنڈی)

نوٹ! یہ کتاب دیو بندی غلام اللہ خان کے حکم سے لکھی گئی تھی اور دیو بندیوں نے اس کی ذمہ داری غلام اللہ خان پر ڈالی ہے اس وجہ سے ہیڈنگ میں غلام اللہ کا نام ہے۔

دیو بندی سجاد مماتی بخاری کے تبصرے سے دیو بندیوں کو بہت سکون ملا ہوگا مزید سکون حاصل کرنے کے لئے سجاد بخاری کے ان الفاظ (گمراہ کن کرامتیں) پر حاشیہ پڑھ لیں، یہ کیا پڑے ہیں گے؟ میں آپکو بتا دیتا ہوں۔

چنانچہ دیو بندی مماتی سجاد بخاری صاحب لکھتے ہیں

مثلا دو بزرگوں کا ایک ڈوبتے ہوئے بحری جہاز کو سمندر میں جا کر کندھا دینا اور اس کو خطرے سے بچانا اور پھر اپنے حجرے میں واپس آ کر اپنی دھوتیاں نچوڑنا، اس طرح ایک بزرگ کا بادلوں پر متصرف ہونا، اور بارش فروخت کرنا اور بارش کا ان کے پیچھے پیچھے چلنا (جمال الاولیاء، وغیرہ

وغیرہ) (اقامۃ البرہان،ص،۲۴،کتب خانہ رشیدیہ راولپنڈی)

ان دیوبندی جہلاء کو ہم اہلسنت پر اعتراض کرنے سے پہلے سجاد بخاری دیوبندی مماتی کے مشورے پر عمل کر لینا چاہیئے ورنہ ہمارے ہاتھوں یوں ہی رسوا ہوتے رہیں گے بہرحال بزرگوں سے مدد مانگنے کی وجہ سے اگر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر اعتراض ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے بزرگوں کو قادر ومختار مطلق بنادیا ہے تو یہی اعتراض بلکہ اس سے بھی زیادہ بڑا اعتراض توان دیوبندیوں کے اکابرین پر ہوتا ہے، آیئے آپ بھی پڑھ لیجئے اور انکی منافقت کا فیصلہ کیجئے۔

بزرگوں سے مدد مانگنے کے متعلق دیوبندی مناظر احسن کا اعلان:

چنانچہ دیوبندی مناظر احسن صاحب لکھتے ہیں

حقیقت یہ ہے کہ وفات یافتہ بزرگوں کی روحوں سے امداد کے مسئلہ میں علماء دیوبند کا خیال وہی ہے جو عام اہلسنت والجماعت کا ہے آخر جب ملائکہ جیسی روحانی ہستیوں سے خود قرآن ہی میں ہے کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں کی امداد کرتے ہیں۔صحیح حدیثوں میں ہے کہ واقعہ معراج میں رسول اللہ ﷺ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تخفیفِ صلوٰت کے مسئلے میں امداد ملی اور دوسرے انبیاء علیہم السلام سے ملاقاتیں ہوئیں بشارتیں ملی تو اس قسم کی ارواح طیبہ سے کسی مصیبت زدہ مؤمن کی امداد کا کام قدرت لے تو قرآن کی کس آیت یا کس حدیث سے تردید ہوتی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ آدمی کو عام طور پر جو امداد مل رہی ہے حق تعالیٰ اپنی مخلوقات ہی سے تو امدادیں پہنچا رہے ہیں۔

کچھ آگے جا کر لکھتا ہے:

بس بزرگوں کی ارواح سے مدد لینے کے ہم منکر نہیں ہیں۔

(سوانح قاسمی جلد۱،ص،۳۳۲،مکتبہ رحمانیہ،لاہور)

اس دیوبندی نے تو پوری دیوبندیت کا بیڑا ہی غرق کر دیا ہے آج تک دیوبندی ملاں ہم پر صرف اسوجہ سے فتوے داغتے آئے ہیں، کہ ہم بزرگوں سے مدد مانگتے ہیں دیوبندیوں کے مناظر احسن

صاحب تو اسکو قرآن وحدیث سے ثابت مانتے ہیں جب تمہارے دیوبندی بزرگ مانتے ہیں، کہ بزرگوں کی ارواح سے مدد لینا جائز ہی نہیں بلکہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے، اور اس دیوبندی مناظر احسن کا یہ جملہ قابلِ دید ہے ’’بزرگوں کی ارواح سے مدد لینے کے ہم منکر نہیں‘‘ تو دیوبندیوں کا بالعموم اور اس نام نہاد صوفی ومحقق کا بالخصوص ہم پر اعتراض کرنا قرآن وحدیث اور بزرگوں پر اعتراض کرنا ہے۔اور صرف یہی نہیں بلکہ اپنے دیوبندی بزرگوں پر اعتراض کرنا ہوگا۔یہ جہلاءِ دیوبند ہم سنیوں کے بغض میں اس قدر پاگل ہوگئے ہیں کہ انکو اپنی کتابوں ہی کا علم نہیں انکو اپنے بزرگوں کے عقیدے کا بھی علم نہیں،انکے بزرگ تو کہیں ہم بزرگوں کی ارواح سے مدد کے منکر نہیں اور یہ کہیں یہ تو شرک ہے، یہ تو کفر ہے، اس سے تو بزرگوں کو مختارِ مطلق وقادر بنانا لازم آتا ہے۔اب دیوبندی جو چاہیں کرلیں پر جان چھوٹنے والی نہیں اگر بزرگوں کی ارواح سے مدد کے منکر بنتے ہیں تو قرآن و حدیث اور اپنے بزرگوں کے عقیدے کے منکر ہوئے اور اگر اقرار کرتے ہیں تو اپنے ہی فتوؤں سے کافر، مشرک، بدعتی اور نہ جانے کیا کیا ثابت ہوتے ہیں۔

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

دیوبندیوں کو تاویل کرنے کی ضرورت نہیں

جی ہاں دیوبندیوں کو مناظر احسن کی عبارت میں تاویل نکالنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے اس لیے کہ انکی یہ کوشش بے کار رہوگی کیونکہ دیوبندیوں کا یہ مسلمہ اصول ہے التاویل فی الصریح لایقبل یعنی صریح لفظ میں تأویل قابل قبول نہیں اور مناظر احسن کی عبارت اتنی واضح ہے کہ اسمیں کسی قسم کی تأویل کی گنجائش نہیں ہے۔

بزرگوں سے مدد مانگنے کے متعلق دیوبندیوں کے پیرومرشد کا اقرار:

چنانچہ دیوبندی جن کو اپنا پیرومرشد مانتے ہیں یعنی حاجی امداداللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ، اپنے پیرومرشد سے مدد مانگتے ہوئے لکھتے ہیں

تم ہو اے نور محمد خاص محبوب خدا
ہند میں ہو نائبِ حضرتِ محمد مصطفیٰ
تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا

اے شہ نو رمحمد وقت ہے امدادکا
آسرادنیامیں ہے ازبس تمہاری ذات کا
تم سوااوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجاء
بلکہ دن محشر کی بھی جس وقت قاضی ہو خدا
آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا برملاء
اے شہ نورمحمد وقت ہے امداد کا

(امدادالمشتاق ،ص،۱۲۱،شمائم امدادیہ حصہ سوئم ،ص،۷۳)

ہم ان اشعار پر تبصرہ کا حق محفوظ رکھتے ہوئے فیصلہ عوام پر چھوڑ دیتے ہیں کہ اگر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت یاغوث عرض کریں،تو یہ دیوبندی شرک وکفر وحرام کا فتویٰ صادر کریں اور یہ کہیں کہ پیر کو قادر ومختار مطلق ثابت کردیا، جبکہ حاجی امداداللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ یہ سب کچھ کریں، کہیں، پھر بھی دیوبندیوں کے پیر ہی رہیں دیوبندیوں کی شریعت سے کوئی فتویٰ پیر صاحب کے لیئے جاری نہ ہو آخر کیوں۔

چنانچہ دیوبندی جن کواپنا پیر ومرشد مانتے ہیں یعنی حاجی امداداللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

یارسولِ کبریا فریاد ہے یامحمد مصطفیٰ فریاد ہے
آپ کی امداد ہومیرا یانبی حال ابتر ہوا فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل
اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

(کلیات امدادیہ،ص،۹۰،دارالاشاعت کراچی)

دیکھئے! کتنی فراخ دلی سے حاجی امداداللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ محبوب کریم علیہ السلام سے مدد مانگ رہے ہیں، سرکار علیہ السلام سے فریاد کررہے ہیں، سرکار علیہ السلام کو مشکل کشا کہہ رہے ہیں، لیکن یہاں سب قلم ٹوٹ گئے، سب زبانیں خشک ہوگئیں، ساری حیاء ختم ہوگئی وہ توحید کے شیدائی اور مسلمانوں کو کافر ومشرک بنانے والے کس بل میں گھس گئے، ارے اب وہ توحید کی جعلی محبت کہاں گئی، اب لگاؤ فتوے، اب کہو مشرک، اب کہو کافر، کہاں گئے دارالعلوم دیوبند کے مفتی جن کا قلم بہت تیز چلتا تھا، ہوا سے بھی زیادہ تیز، اب وہ تقویۃ الایمانی حکم کہاں گیا، اب خاموش کیوں ہیں ، کچھ تو لب کشائی کرو، ہاں لب کشائی کرنے سے پہلے اپنا مسلمہ اصول یادرکھنا" **التاویل فی اللفظ الصریح لا یقبل**" حاجی امداداللہ مہاجر مکی صاحب کے الفاظ اتنے واضح ہیں کے ہر انصاف پسند جانتا ہے، حاجی صاحب نے محبوب کریم ﷺ سے مدد مانگی، انکو اپنا فریاد رس مانا ہے، انکو اپنا مشکل کشا مانا ہے۔

دیوبندیوں کے نزدیک حاجی صاحب کے اشعار میں تاویل بھی نہیں ہوسکتی

دیوبندی مولوی طاہر ہاشمی صاحب یہی اشعار لکھنے کے بعد بیان کرتے ہیں:

یہ ساری نعت ہی اسی نوعیت کی ہے جس کا مضمون کسی تاویل سے بھی صحیح قرار نہیں دیا جاسکتا۔

(سیدنا معاویہ کے ناقدین،ص،۱۶۳،الہاشمی اکیڈمی ہزارہ)

پیر کی قبر سے مدد مانگنے کا ثبوت:

چنانچہ دیوبندیوں کے حکیم الامۃ اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

آپ نے فرمایا میرے حضرت کا ایک جولاہا مرید تھا، بعد انتقال حضرت کے مزارشریف پر

عرض کیا کہ حضرت میں بہت پریشان ہوں اور روٹیوں کو محتاج ہوں کچھ دستگیری فرمایئے حکم ہوا کے تم کو ہمارے مزار سے دو آنے یا آدھ آنہ روز ملا کرے گا ایک مرتبہ میں زیارتِ مزار کو گیا وہ شخص بھی حاضر تھا اس نے کل کیفیت بیان کر کے کہا کہ مجھے ہر روز وظیفہ مقرر یہیں قبر سے ملا کرتا ہے۔

(امداد المشتاق الیٰ اشرف الاخلاق، ص،۱۲۳، اسلامی کتب خانہ)

دیکھیئے! مرید نے تو دیوبندی شریعت کے مطابق شرک کی ساری حدیں پار کردیں لیکن دیوبندی توحید میں کوئی فرق نہیں آیا وہ مرید مزار پر جاتا ہے پریشانی بیان کرتا ہے مصیبت بیان کرتا ہے مدد مانگتا ہے پیر سن لیتا ہے روزانہ ایک آدھ روپیہ مل بھی جاتا ہے لیکن اس پر دیوبندیوں کا ایمان ہے یہ شرک نہیں کفر نہیں حرام نہیں بلکہ عین توحید ہے، کیونکہ دیوبندیوں کا اپنا جو کررہا ہے یہاں کسی دیوبندی کو مافوق الاسباب اور ماتحت الاسباب کی کہانی یاد نہ آئی کیا قبر والے کے اختیار میں ہے کہ وہ اسطرح روزانہ کرے کیا قبر والے کے اسباب کے تحت یہ بات آتی ہے دیوبندیو! جلدی بولو کیا ہوگیا تمہاری زبان پر تو کچھ دیر پہلے تو مافوق الاسباب اور ماتحت الاسباب کی گردان جاری تھی یہ اچانک سکوت کیوں ہوگیا کیا سب بھول گئے یا اس مرید نے بھلا دیا، ہاں یہ بھی تمہارے نزدیک کرامت ہی ہوگی کہ جب کوئی اپنا کرے تو بھول جاؤ اور اگر کوئی سنی کرے تو لگاؤ سارے تقویۃ الایمانی فتوے یہی تمہاری توحید ہے یہی تمہاری شریعت اور یہی تمہارا وہ دین ہے جسکو گنگوہی و نانوتوی نے قائم کیا تھا ایک اور بات کی طرف بھی توجہ دلاتا چلوں کہ اشرفعلی تھانوی صاحب جو اسطرح کے تقویۃ الایمانی فتوے لگانے میں دیوبندیوں کے بڑے گرو ہیں اور شرک وکفر کی گردان پڑھتے ہوئے نہیں تھکتے لیکن یہاں آکر خاموش ہوگئے یہاں آکر سب بھول گئے بلکہ یہ لکھ دیا'' منجملہ کرامات کے ہے'' کیا اسطرح کی کرامتیں درست ہیں اگر ہاں تو پھر غوث اعظم علیہ الرحمہ کی کرامتیں تمہیں ہضم کیوں نہیں ہوتیں وہاں کھل کر معتزلی کیوں بن جاتے ہو وہاں کرامتوں کو کیوں نہیں مانتے۔ یہ دوہری پالیسی کیوں ہے اپنے اور بیگانے کا فرق کیوں ہے۔ اگر سنی بریلوی کرے

تو قادر اور مختار مطلق بنانا ہے اور دیوبندی کرے تو شریعت وطریقت ہے۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی

بزرگوں سے مدد مانگنے کا ایک اور ثبوت:

دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی کے پیر حسین علی صاحب لکھتے ہیں:

قاری عبدالحلیم ہروی (کا قول) کہ استمداد اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے کرنی روا ہے

(تحفہ ابراہیمیہ، ص،۱۲۲، ادارہ مدرسہ نضرۃ العلوم گوجرانوالہ)

سرفراز گکھڑوی کے تو پیر حسین علی پھنس گئے اور اس دیوبندی اور دیگر دیوبندیوں نے کفر کی جو مشین ہمارے لئے لگائی تھی، اس میں خود انکے پیر اور علماء ہی آرہے ہیں یہ ہوتا ہے اہل حق کے خلاف بولنے کا انجام

چنانچہ دیوبندیوں کے حکیم الامّت اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

یا شفیع العباد خذ بیدی　　انت فی الاضطرار معتمدی
دستگیری کیجئے میرے نبی　　کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی
لیس لی ملجاء سواک اغث　　مسنی الضر سیدی سندی
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ　　فوج کلفت مجھ پہ آغالب ہوئی
عشنی الدھر یا ابن عبد اللہ　　کن مغیثاً فانت لی مددی
ابن عبداللہ زمانہ ہے خلاف　　اے مرے مولا خبر لیجئے مری

یارسول الالٰہ بابک　　من غمام الغموم ملتحدی
میں ہوں بس اور آپکا در یارسول　　ابر غم گھیرے نہ پھر مجھ کو کبھی

(نشر الطیب، ص،۱۶۴، مکتبہ دارالاشاعت کراچی)

ترجمہ جس نے بھی کیا ہے جہالت کی انتہا کردی ابھی ہمیں اس پر کلام نہیں کرنا ہمیں یہ بتانا ہے کہ دیوبندی اپنا مسلمہ اصول **التاویل فی لفظ الصراح لایقبل** سامنے رکھتے ہوئے اپنے حکیم الامۃ اشرفعلی تھانوی پر جو بھی فراخ دلی سے فتویٰ صادر کرنا چاہیں کردیں ورنہ اس دیوبندی محقق و صوفی نے تو کم از کم کرہی دیا ہے۔

اشرفعلی کا گنگوہی جی سے التجا کرنا:

دیوبندی خود کریں تو شریعت اور کوئی کرے تو من گھڑت خود کریں تو عشق دوسرا کرے تو فسق خود کریں تو اسلام دوسرا کرے تو غیر اسلام صاحبو! یہ ہے دیوبندی شریعت یہ وہ دین ہے جو گنگوہی و نانوتوی نے قائم کیا ہے یہی وہ سبق ہے جو ان کو اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی سے لیکر سرفراز گکھڑوی تک سب علماء دیتے آئے ہیں۔

چنانچہ دیوبندیوں کے حکیم الامۃ اشرفعلی تھانوی رشید احمد گنگوہی سے مدد طلب کرتے ہوئے کہتے ہیں

یا مرشدی یا موئلی یا مفزعی
(اے) میرے مرشد مولیٰ میری وحشت کے انیس
یا ملجائی فی مبدئی و معادی
مری دنیا کے مری دین کے اے جائے پناہ
ارحم علی یا غیاث فلیس لی
مرے فریاد رسا مجھ پہ ترس کھاؤ کہ میں
کهفی سوی حبکم من ذاد
آپ کی حب کے سواء رکھتا نہیں توشہ راہ
فاز الانام بکم و انی هائم

خلق فائز ہوشہا آپ سے اور میں حیران
فانظر الی بر حمته یا هاد
رحم کی ھادی من اب تو ادھر کو بھی نگاہ
یا سیدی لله شیاء انه
میرے سردار خدا (کے) واسطے کچھ تو دیجئے
انتم لی المجد ی و انی جاری
آپ معطی ہیں میں ہو سوالی اللہ

(میلاد النبی، ص ۲۱۵، مکتبہ ابوبکر عبد اللہ لاہور، تذکرہ الرشید، جلد اول، ص ۱۱۴، کتب خانہ اشاعت العلوم سہارنپور)

خط کشیدہ الفاظ کو ذرا غور سے دیکھئے یہ دیوبندی مولوی اشرفعلی تھانوی، گنگوہی صاحب کو ندا کر رہے ہیں اے میرے مرشد! اے میری جائے پناہ۔ لیکن یہاں کسی دیوبندی کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی شاید گنگوہی کی طرح ان سب کی آنکھیں چلی گئیں یا جان بوجھ کر بند کرلیں افسوس ہے گنگوہی پر کہ وہ بھی اس کفر و شرک کو ہضم کر گئے اور کوئی فتویٰ صادر نہ کیا اور ذریت گنگوہی تو گنگوہی سے بھی چار ہاتھ آگے نکل گئی کہ انکو "یا غوث" کے الفاظ تو نظر آ گئے انکو اعلیٰ حضرت کا کلام (غوث پاک سے مدد طلب کرتا ہوں وغیرہ) تو نظر آ گیا لیکن یہاں کیوں خاموش ہو گئے، یہاں کیوں سکتہ طاری ہو گیا، یہاں تو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے الفاظ سے بھی بڑے الفاظ ہیں، یہاں دیوبندیو! "ارحم علّی" مجھ پر رحم کیجئے، کو کیوں اپنے عقیدے۔۔۔ کی طرح غائب کرلیا، یا غوث شیاء للہ پر کفر کا فتوی دھرنے والے یا سیّدی للہ شیاً کے الفاظ کو کوّے کی بریانی سمجھ کر کیوں ہضم کر گئے **للہ انصاف، للہ انصاف!** ان جاہلوں کو صرف ہم سنی ہی نظر آئے ہیں کفر و شرک کے فتوؤں کے لیے کسی نے سچ کہا ہے۔

دوسرے کی آنکھ کا تنکا تو نظر آتا ہے مگر اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت غوث پاک کو پکاریں تو سب چھوٹے بڑے اور بڑے ابا جی کہیں بزرگوں کومختار مطلق ثابت کر دیا، خود انکے اپنے بزرگ گنگوہی جی کو پکاریں تو کچھ نہیں آخر کیوں اگر اعلیٰ حضرت بزرگوں سے مدد مانگیں تو مجرم جبکہ دیوبندی اکابرین (کے ایسے حوالے جن میں تاویل نہیں) بزرگوں سے مدد مانگیں تو کچھ نہیں۔

دیوبندی تابوت میں آخری کیل:

قارئین! میرے پاس اور بھی بہت حوالے ہیں لیکن ابھی دو حوالہ بیان کر کے آگے بڑھتا ہوں چنانچہ دیوبندی مولوی سرفراز گکھڑوی نے شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کو اپنا روحانی باپ مانتے ہوئے ان کے فیصلے کو آخری فیصلہ مانا ہے۔

چنانچہ گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں۔

بلاشبہ مسلک دیوبند سے وابستہ جملہ حضرات حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو اپنا روحانی پدر تسلیم کرتے ہیں۔

مزید لکھتے ہیں:

بلاشک دیوبندی حضرات کے لیے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کا فیصلہ حکم آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔

(اتمام البرہان، ص ۱۳۹، مکتبہ صفدریہ)

اب آیئے شاہ صاحب سے ہی فیصلہ کروا لیتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ شاہ صاحب کو محض لوگوں کو دکھانے کے لئے اپنا روحانی باپ ماننے والے اور ان کے فیصلہ کو آخری فیصلہ کہنے والے شاہ صاحب کا یہ فیصلہ بھی مانتے ہیں یا نہیں، **چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ سیدی زروق علیہ الرحمہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:**

انا لمریدی جامع لشتاته   اذا ما سطا جور الزمان بنكبته

میں اپنے مرید کی پریشان حالی کو تسلی دینے والا ہوں   جب زمانہ نکبت واد بار سے اس پر حملہ آور ہو

وان کنت فی ضیق و کرب و وحشة   فناد بیازروق ا ت بسرعة

اگر تو کسی بے چینی اور وحشت میں ہو تو   یا زروق! کہہ کر پکار میں فوراً آ موجود ہوں گا

(بستان المحدثین مترجم، ص ۳۲۲، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

شاہ صاحب نے تو پوری دیوبندیت کا بیڑا ہی غرق کر دیا ہے شاہ صاحب نے ''یا زروق'' کا نعرہ مصیبت میں لگوا کر حق کا بول بالا اور دیوبندیت کا منہ کالا کر دیا ہے اب دیکھنا صرف یہ ہے کہ دیوبندیت شاہ صاحب کے اس فیصلے کو مانتی ہے یا نہیں۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے دادا اور شاہ ولی اللہ کے والد شاہ عبدالرحیم علیہم الرحمۃ کا عقیدہ کیا تھا وہ بھی دیوبندی گھر سے دیکھ لیں۔

دیوبندی مولوی اخلاق حسین قاسمی شاہ صاحب کے حوالے سے لکھتا ہے:

مشکلات میں حضور ﷺ کی روحانیت سے مدد طلب کی جا سکتی ہے۔ دوسرے کسی بزرگ کی روحانیت درست نہیں۔ (شاہ اسمٰعیل اور ان کے ناقد، ص ۲۰۰، ذوالنورین اکادمی سرگودھا)

دیوبندی اب جتنے مرضی فتوے لگائیں ان کو اجازت ہے۔

☆☆☆☆☆.................☆☆☆☆☆

غوث پاک پر شقی وسعید کا پیش ہونا، لوحِ محفوظ کا آپ کے پیش نظر رہنا اور آفتاب کا طلوع ہوتے وقت سلام کرنا:

پھر ایک جگہ انہیں پیر صاحب کو تمام خدائی اختیارات دیتے ہیں مثلاً کتاب 'الامن والعلیٰ' ص 86 حاشیہ پر یہ لکھا ہے''۔ ایک ایک گھڑی کے حال کی حضور غوث اعظم کو خبر ہونا، ہر شقی وسعید کا ان پر پیش کیا جانا، لوحِ محفوظ کا انکے پیش نظر رہنا، اور اس سے ایک صفحہ قبل ص 85 حاشیہ پر لکھا ہے'' آفتاب طلوع نہیں کرتا جب تک حضور غوث اعظم پر سلام نہ کر لے۔ (چہل مسئلہ، ص ۱۷۷، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوھاب''

جہالت نہ ہوتی تو دیوبندی ہوتے ؟مصنفِ چہل مسئلہ نے شروع سے جو طریقہ اختیار کیا ہے دھوکہ ،فریب ،دغابازی،تحریف ، کتمان حق اور بے جا اعتراضات آخر کتاب تک اسی پر عمل کیا ہے مصنفِ چہل مسئلہ بھولے سے بھی سچ زبان پر نہیں لاتے فریب کاری اس قدر کہ شیطان بھی ناز کرے یہاں بھی سوائے دھوکہ کے اور کچھ نہیں کیا اور یہ کام صرف اس جاہل دیوبندی کا نہیں بلکہ اسکی تصدیق کرنے والے سرفراز گکھڑوی نے بھی یہی اعتراض کیا ہے۔

گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے تمام خدائی اختیارات آنحضرت ﷺ کو عطاء کر دیئے اور آنحضرت ﷺ نے کن فکن کے سارے اختیارات شیخ عبدالقادر کو عطاء کر دیئے ہیں ۔اس لیے گیارہویں نہیں چھوڑتے پھر کہتا ہے۔۔۔سورج نہیں نکلتا جب تک شیخ عبدالقادر کو سلام نہ کرے۔

(ملفوظات امام اہلسنت سرفراز،ص،۲۱۰،صفدر مکتبہ اسلامی کتب خانہ)

یعنی سرفراز گکھڑوی کو بھی وہی تکلیف ہے جو مصنف چہل مسئلہ کو تھی،شاید اسی تکلیف کی وجہ سے تو تصدیق کر کے چہل مسئلہ کو ایک اور زندگی دی،اسی طرح کی تکلیف دیوبندیوں کے ریڈی میڈ مفتی مجاہد کو بھی ہے

دیوبندی مجاہد لکھتا ہے:

اعلیٰ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے خودساختہ قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں،آفتاب طلوع نہیں ہوتا یہاں تک کے مجھ پر سلام کرے۔ نیا سال جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس سال میں ہونے والا ہے نیا ہفتہ جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے ہر نیا دن مجھے سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے مجھ پر نیکی و بدی پیش کی جاتی ہے میری آنکھ

لوح محفوظ پر لگی ہے۔

(ہدیۃ بریلویت،ص،۱۸۱،ادارہ تحقیقات اہل سنت)

ایک اور مقام پر لکھتا ہے:

اعلیٰ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے خودساختہ قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں،آفتاب طلوع نہیں ہوتا یہاں تک کہ مجھ پر سلام کرے۔۔۔۔۔

(ہدیۃ بریلویت،ص،۲۳۴،ادارہ تحقیقات اہل سنت)

اس ریڈی میڈ مفتی مجاہد نے تو بے حیائی، ہٹ دھرمی کی ساری حدیں پار کر دیں، اس جاہل کو ہم سے اختلاف کرنا ہے تو کرے، ہمارے اقوال کو (بزعم خود) غلط کہتا ہے، باطل کہتا ہے، یا جو اس کے باطل ذہن میں آتا ہے کہے۔لیکن جن کی بزرگی مسلّم ہے جن کا تقوٰی مسلّم ہے جن کی عبادت ریاضت مسلّم ہے جن کے اقوال مسلّم ہیں ان پر تو بکواس نہ کرے، یہ اجہل من الجہلاء، احمق من الحمقاء، اعمیٰ من العمیاء حضور غوث پاک کے اقوال کو تو خودساختہ نہ کہے لیکن کیا کریں جو حیاء کو طلاق دے چکا ہو اسکو کیا وہ کسی کے بارے میں بھی بکواس کرے کیونکہ دیوبندی دھرم ہے ہی بزرگوں کی توہین کرنے والا ان سے اور کیا توقع ہو سکتی ہے،

اس دیوبندی کی جہالت کہ اس نے حضرت سیدنا غوث اعظم علیہ الرحمہ کے قول کو خودساختہ کہا لیکن یہ اقرار کر کے کہ یہ غوث اعظم کا قول ہے دیگر دیوبندیوں کے منہ پر بالعموم اور مصنفِ چہل مسئلہ کے منہ پر بالخصوص زناٹے دار تھپڑ رسید کیا کہ یہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کا قول نہیں ، بلکہ غوث پاک کا قول ہے، اور غوث پاک بالاتفاق اللہ کے ولی ہیں، تو ہمارا نظریہ اللہ کے ولی کے قول کے مطابق ہے، لہذا اولیاء پر اعتراض کرنے والے کون ہوتے ہیں دیوبندی ہی فیصلہ کر لیں۔

ہم عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

قارئین! اعلیٰ حضرت امام اہلسنت صرف ناقل ہیں اور ناقل کے ذمہ تصحیح نقل ہوتی ہے، اور اسکا

اقرار خود دیوبندی کرتے ہیں۔

سرفراز گکھڑوی صاحب کے بیٹے عبدالقدوس قارن صاحب لکھتے ہیں

ناقل کے ذمہ صرف صحت نقل ہے۔

(مجذوبانہ واویلا، ص۱۹۴، مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

مگر یہ حق کس نے دیا ہے کہ ناقل کو نقل کی وجہ سے طعن کا نشانہ بنائیں اور تاڑنا شروع کر دیں۔

(مجذوبانہ واویلا، ص۵۲، مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

دیوبندی ریڈی میڈ مفتی مجاہد کی نقل کردہ عبارت سے واضح ہے کہ یہ قول غوث اعظم کا ہے اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت ناقل اور عبدالقدوس قارن کی عبارت سے واضح ہو گیا کہ ناقل کے ذمہ صرف تصحیح نقل ہوتی ہے، ہم حوالہ جات دے دیتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بتا دیتے ہیں کہ ان اقوال کے نقل کرنے میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت اکیلے نہیں ہیں بلکہ بڑے بڑے بزرگ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے ساتھ ہیں اور کیوں نہ ہو کیونکہ ہمارے تمام عقائد بزرگوں کے توسط سے ثابت ہیں۔

دیوبندیوں کا پہلا فتویٰ ملا علی قاری علیہ الرحمہ پر:

چنانچہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ حضور غوث پاک کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو مجھے جھک کر سلام کرتا ہے سارے دن کے واقعات عالم کی خبر دیتا ہے۔ کوئی مہینہ شروع ہوتا ہے تو مجھے سلام کرتا ہے اپنے حادثات کی اطلاع دیتا ہے۔ صبح مجھے سلام کرتی ہے اور اپنے حوادث کی خبر دیتی ہے مجھے اپنے ربّ کی عزّت کی قسم نیک بخت و بد بخت میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور میری نگاہ لوحِ محفوظ پر ہوتی ہے میں اللہ کے علوم و مشاہدات کے سمندر کا تیراک ہوں۔

(نزہۃ الخاطر الفاظر مترجم، ص۱۰۷، قادری رضوی کتب خانہ لاہور)

دیوبندیو! اگر اعلیٰ حضرت پر اس وجہ سے اعتراض ہے کہ اعلیٰ حضرت نے غوث پاک کے بارے میں لکھا ہے کہ نیک و بد پیش ہوتے ہیں لوحِ محفوظ پر نظر ہے وغیرہ وغیرہ تو یہ سب باتیں ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے بھی لکھیں ہیں اگر اعلیٰ حضرت ان اقوال کو نقل کرنے سے غوث پاک کو خدائی اختیارات دینے والے ہیں تو جلدی جلدی ملا علی قاری علیہ الرحمہ کے بارے میں بتاؤ انہوں نے غوث پاک کو خدائی اختیارات دیئے یا نہیں دیئے۔ دیوبندی اُصول کے مطابق ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے غوث پاک کو خدائی اختیارات دیئے اور اب جو بھی فتوے لگانے ہوں، ملا علی قاری علیہ الرحمہ پر لگاؤ، پتہ چل جائے گا

دیوبندیوں کا دوسرا فتویٰ حضرتِ عبداللہ یافعی پر:

چنانچہ امام عبداللہ یافعی غوث پاک کے بارے میں لکھتے ہیں:

آپ بابانگ دہل فرماتے کہ سورج طلوع ہونے سے پہلے مجھے سلام کرتا ہے اور سال پہلے میرے پاس آ کر سلام کرتا ہے اور اپنے اندر ہونے والے واقعات سے مجھے باخبر کرتا ہے اور ہر ہفتہ میرے پاس آ کر سلام کرتا ہے اور اپنے اندر ہونے والے واقعات سے مجھے مطلع کرتا ہے اور ہر دن میرے پاس آ کر سلام کرتا ہے اور اپنے اندر رونماء ہونے والے واقعات سے مجھے مطلع کرتا ہے مجھے اپنے رب عزوجل کی عزت وجلال کی قسم نیک و بد تمام لوگ مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں اور لوحِ محفوظ ہر وقت میری آنکھوں کے سامنے رہتی ہے میں وعلومِ الٰہی اور مشاہدہ ربانی کے بحر میں ہر وقت غوطہ زن ہوں۔

(خلاصۃ المفاخر، مترجم، ص۱۴۴، تصوف فاونڈیشن لاہور)

دیوبندیوں کے ریڈی میڈ مفتی مجاہد کی کتاب ''ہدیۂ بریلویت'' کا اقتباس پڑھیں، اور حضرت امام عبداللہ یافعی کا کلام بھی پڑھیں بالکل واضح ہو جائے گا کہ دیوبندیوں کو توحید کا جو ہیضہ ہوا ہے اس

میں کتنے سچے ہیں اگر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے جو کلام نقل کیا ہے اُس سے توحید میں فرق آتا ہے غوث پاک کو خدائی اختیارات ملتے ہیں تو یہی علامہ عبداللہ یافعی علیہ الرحمہ نے بھی کیا ہے تو کیا یہ بھی غوث پاک کو خدائی اختیارات دینے والے ہیں مصنف چہل مسئلہ اور اس کی تصدیق کرنے والا سرفراز تو اس دنیا سے جا چکے اور مر کر مٹی میں مل چکے لیکن ریڈی میٹ مفتی مجاہد تو موجود ہے وہ بتائے، وہ بولے اور علامہ عبداللہ یافعی علیہ الرحمہ کے بارے میں بھی وہی بکواس کرے کہ انہوں نے بھی کفر کیا ہے، ارے جاہلو! سنیوں کے بغض میں اس قدر پاگل ہو گئے ہو کہ بزرگوں کی بھی عزت کا خیال نہیں، بزرگوں پر فتوے داغنے سے باز نہیں آتے

دیوبندیوں کا تیسرا فتویٰ صاحب قلائد الجواہر پر:

علامہ محمد بن یحییٰ تاذفی صاحب قلائد الجوہر فرماتے ہیں:

آپ فرمایا کرتے تھے کہ شمس طلوع نہیں ہوتا مگر یہ کہ وہ مجھے سلام کرتا ہوا نکلتا ہے اور اسی طرح سال اور مہینے مجھے سلام کرتے ہیں اور تمام واقعات کی مجھے اطلاع دیتے ہیں نیک و بدبخت بھی میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں میری نظر لوحِ محفوظ پر ہے اور میں اس کے علوم و مشاہدات کے سمندر میں غوطہ لگا رہا ہوں۔

(قلائد الجوہر مترجم المعروف غوث جیلانی، ص ۹۱، مکتبہ شبیر برادر)

اس مقام پر یہ بھی بتاتا چلوں کہ قلائد الجوہر وہ کتاب ہے جس کے بارے میں اشرفعلی تھانوی نے تسلیم کیا ہے کہ یہ کتاب (قلائد الجوہر) معتبر ہے اور اسکے لکھنے والے اکابر اولیاء میں سے ہے۔

اشرفعلی تھانوی صاحب مختلف کتابوں کے نام لکھتے ہوئے ۲۲ نمبر پر لکھتے ہیں

''قلائد الجوہر فی مناقب الشیخ عبد القادر'' مولفہ محمد بن یحییٰ تاذفی حنبلی متوفی 963ھ

کچھ آگے جا کر لکھتے ہیں:

غرض یہ چالیس سے زائد کتابیں ہیں جن کی نقل بھروسے کی نقل اور پھر ان کے مولفین بھی ایسے ایسے

اکابر اولیاء اور بڑے بڑے علماء ہیں کہ آفاقِ عالم میں ان کے مقبول ہونے پر اتفاق ہو چکا ہے۔

(جمال الاولیاء، ص ۹، ۱۰، ادارہ اسلامیات)

اشرفعلی تھانوی کے حوالے سے بالکل عیاں ہو گیا ہے کہ اس کے نزدیک کتاب قلائد الجوہر معتبر ترین اور اسکے مصنف ایسے اکابر کہ انکی مقبولیت متفق علیہ ہے۔ اس ساری بحث کے بعد میں کہتا ہوں کہ دیوبندیوں کا یہ الزام کہاں تک جاتا ہے یہ لوگ اندھے ہو کر ہم پر اعتراض تو کر دیتے ہیں لیکن یہ نہیں سوچتے کہ اس کی زد میں کون کون آئے گا بہر حال دیوبندیوں کے ریڈی میڈ مفتی مجاہد کا کفر کا فتویٰ صاحب قلائد الجواہر پر لگا اور اشرفعلی تھانوی انکی کتاب کو درست کہتے ہیں اور کفر کی تصدیق کر کے کہاں جاتے ہیں یہ دیوبندی ہی فیصلہ کر لیں۔

تھانوی دیوبندی اصولوں کی زد میں

دار العلوم دیوبند کی مصدقہ کتاب ''داستان فرار'' میں دیوبندی مولوی عبد الاحد قاسمی لکھتا ہے

نیز مشہور اصول ہے کہ کفر و گستاخی کی تائید و دفاع کرنے والا بھی اصل کے حکم میں ہوتا ہے

(داستان فرار، ص ۹۲، مکتبہ مدنیہ دیوبند)

جب دیوبندی اصولوں سے صاحب قلائد الجواہر کی عبارت سے وہ سب کچھ ثابت ہوتا ہے جو دیوبندیوں نے ثابت کیا ہے تو اشرفعلی بھی اس کی تائید کر کے دیوبندی اصول سے ان تمام فتوؤں کی زد میں آئے گا جو دیوبندیوں کے قلم سے محض بغض اعلیٰ حضرت امام اہلسنت میں نکلے تھے

دیوبندیوں کا چوتھا فتویٰ شیخ عبد الحق محدث دہلوی پر:

شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

آپ نے فرمایا جب تک آفتاب مجھے سلام نہ کر لے طلوع نہیں ہوتا ہر سال اپنے آغاز سے پہلے میرے پاس آتا ہے اور مجھے اہم واقعات سے آگاہ کرتا ہے اسی طرح ماہ و ہفتہ میرے پاس آ کر سلام کہتے ہیں اور اس دوران جو چیزیں رونما ہونے والی ہیں ان سے مجھے آگاہ کرتے ہیں

مزید ایک جگہ پر فرماتے ہیں:

مجھے اللہ کی قسم ہے کہ میرے سامنے نیک و بد بخت پیش کئے جاتے ہیں مجھے قسم ہے لوحِ محفوظ میری نگاہوں کے سامنے ہوتی ہے میں دریائے علوم الٰہی کا غواص ہوں میرا مشاہد ہی محبتِ الٰہی ہے۔

(زبدۃ الاثار تلخیص بہجۃ الاسرار مترجم، ص،۸۱، ۷۷، مکتبہ نبویہ لاہور)

دیوبندیوں کا پانچوں فتوی صاحب بہجۃ الاسرار پر:

صاحب بہجۃ الاسرار فرماتے ہیں:

آپ فرماتے ہیں کے آفتاب طلوع کرتا ہے تو مجھے سلام کہتا ہے ہر سال میرے پاس آتا ہے اور مجھ کو سلام کہتا ہے اور مجھے ان باتوں کی خبر دیتا ہے جو اس میں واقع ہوں گی ہر دن مجھ کو سلام کہتا ہے اور جو اس میں واقع ہوگا اسکی خبر دیتا ہے اور مجھے خدا کی عزت کی قسم کہ نیک و بد بخت میرے سامنے لوحِ محفوظ میں پیش کئے جاتے ہیں، میں خدا کے علم اور مشاھدہ میں غوطہ لگانے والا ہوں

(بہجۃ الاسرار مترجم المعروف امام الاولیاء، ص،۱۵۲، مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور)

دیوبندیوں کا چھٹا فتوی صاحب تحفہ قادریہ پر:

ابوالمعالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

آپ نے فرمایا جب تک آفتاب مجھے سلام نہیں کرتا طلوع نہیں ہوتا اور سال جب شروع ہوتا ہے تو مجھے آکر سلام کرتا ہے اور اس سال کے کل واقعات کی مجھے اطلاع دیتا ہے اسی طرح ہر مہینہ اور ہر ہفتہ اور دن میرے پاس آتے ہیں اور سلام کرتے ہیں اور امور سے مجھے مطلع کرتے ہیں اور مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم ہے کہ تمام سعادت مندوں اور بدبختوں کو میرے سامنے پیش کرتے ہیں اور ہمیشہ میری آنکھ لوحِ محفوظ کی طرف دیکھتی رہتی ہے اور میں خداوند تعالی کے علم اور مشاہدہ کے دریا کا غواص ہوں۔

(تحفہ قادریہ مترجم، ص،۶۴، مکتبہ قادری رضوی کتب خانہ لاہور)

یہ چھ معتبر بزرگ و اولیاء ہیں جن سے ہم نے ثابت کر دیا کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے جو فرمایا ،حق و سچ، صحیح و درست ہے اور بزرگوں کے اقوال کے مطابق ہے، اگر دیوبندیوں کو نہیں ماننا نہ مانیں لیکن اس طرح کے فتوے تو نہ لگائیں، جن سے بزرگوں اور اولیاء کے عقائد خراب نظر آئیں۔اور یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ یہ حضور غوث پاک ہی کا فرمان ہے تو دیوبندی جتنے فتوے لگائیں گے سب کے سب غوث اعظم اور ان تمام علماء اور اولیاء و بزرگوں پر لگیں گے، چاہے خدائی اختیار کا فتوی لگائیں، چاہے کفر کا فتوی لگائیں یا اس کو غلط کہیں یا کچھ اور اس بحث کو ایک آخری حوالہ دے کر ختم کرتا ہوں اور فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہوں میں نے چھ بزرگوں سے ثابت کر دیا کہ اعلیٰ حضرت کا مذہب حق اور سچ ہے باقی دیوبندیوں کی لن ترانیاں ان بزرگوں پر ہوں گی اور ان تمامی فتاوی جات کے اولین مصداق یہی بزرگ ہوں گے اعلی حضرت امام اہلسنت کا نمبر بہت بعد میں آئے گا بہر حال علماء دیوبند کے ان مذکورہ فتاویٰ جات کے علاوہ ایک اور کتاب کا حوالہ عرض کر دیتا ہوں جو کہ دیوبندیوں کی بہت معتبر کتاب ہے، ہر دیوبندی کو اس پر ناز ہے اور اسپر تقریباً ۱۰ سے زائد دیوبندی علماء کی تقاریظ بھی ہیں۔

دیوبندیوں کی معتبر کتاب رضاخانی مذہب میں لکھا ہے

غوث اعظم اپنی مجلس میں حاضرین کے سروں پر ہوا میں چلتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جب سورج چڑھتا ہے تو مجھ پر سلام کرتا ہے اور ہر (نیا) سال میرے پاس آتا ہے اور مجھے سلام کہتا ہے اور مجھے وہ باتیں بتاتا ہے جو اس میں ہونی ہوتی ہیں اور (ہر) مہینہ میرے پاس آکر سلام کہتا ہے اور ان باتوں کی خبر دیتا ہے جو اس میں ہونی ہوتی ہیں۔اور ہفتہ میرے پاس آکر سلام کہتا ہے اور ان باتوں کی خبر دیتا ہے جو اس میں ہونی ہوتی ہیں۔دن میرے پاس آکر سلام کرتا ہے اور اپنے مافیہا کی خبر دیتا ہے مجھے اپنے رب کی قسم بیشک نیک و بد بخت مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں میری نظر لوحِ محفوظ میں ہے تفریح الخاظر صفحہ ۱۵۰)

قارئین کرام! رضاخانی اہلِ بدعت کی جہالت وحماقت کا اندازہ کیجئے کہ کس قدر مضحکہ خیز بات ہے کہ پیرانِ پیر کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ روزانہ سورج، ہر نیا سال، ہر نیا مہینہ، ہر نیا ہفتہ، ہر

نیا دن اپنی ڈیوٹی سرانجام دینے سے پہلے حضرتِ شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کے دربار میں روزانہ ہر صبح وشام حاضر ہونے کے بعد اپنی اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں اور حضرت پیرانِ پیر کی نظر اس قدر وسیع وعریض ہے کہ ہر وقت لوحِ محفوظ کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

فرقہ ضال ومضل کے اس نجس عقیدے کو پڑھ کر ہم اہلِ بدعت سے یہ پوچھتے ہیں کہ حضرتِ شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کی پیدائش سے قبل جب سورج طلوع وغروب ہوتا، نیا سال، نیا مہینہ ، نیا ہفتہ، نیا دن آتا تو یہ اپنی ڈیوٹی سرانجام دینے سے پہلے کس ذات کی خدمت میں ہر صبح وشام حاضر ہو کر سلام عرض کرنے کے بعد اپنے اپنے کام کو پورا کرنے کی اجازت طلب کرتے تھے، اور شقی وسعید کس پر پیش کئے جاتے اور کون ذات ہے جو ہر وقت لوحِ محفوظ کا مشاہدہ کرتی۔ نیز یہ بھی بتائیں کہ مذکورہ مخلوق کس ذات کی محکوم تھی اور اب کس ذات کی محکوم ہے اور اس ذات پر کس کا حکم چلتا تھا اور اب کس کا حکم چلتا ہے۔ پہلے کس ذات کی تابع تھی اور اب کے بعد کس کے تابع ہے۔ **بینوا بالکتاب وتوجروا یوم الحساب**

قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ **تبٰرک الذی بیدہ الملک وھو علیٰ کل شئی قدیر ۔(پ۲۹)**

ترجمہ. وہ ذات بابرکت ہے جس کے ہاتھ میں حکومت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

۲۔ھو اللہ الذی لاالٰہ الا ھو الملک القدوس السلام۔(پ۲۸)

ترجمہ. وہی اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ پاک ذات سلامتی دینے والا ہے۔

۳۔لمن الملک الیوم للہ الواحدالقھار۔(پ۲۴)

ترجمہ. آج کس کی حکومت ہے۔ اللہ ہی کی جو ایک ہے بڑا غالب۔

۴۔وللہ ملک السّموات و الارض وما بینھما۔(پ۶)

ترجمہ. اور آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان کی سلطنت اللہ ہی کے واسطے ہے۔

۵۔الم تعلم انّ اللہ لہ ملک السموات و الارض ۔(پ۱)

ترجمہ. کیا تجھے معلوم نہیں کہ آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کے واسطے ہے۔

۶۔و قل الحمد للہ الذی لم یتّخذ ولداً ولم یکن لہ شریک فی الملک(پ۱۵)

ترجمہ. اور کہہ دو سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس کی نہ کوئی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کی سلطنت میں شریک ہے۔

۷۔قل من رب السموات السبع و رب العرش العظیم . سیقو لون اللہ قل افلا تتّقون. قل من بیدہ ملکوت کل شئیء۔(پ۱۸)

ترجمہ. ان سے پوچھو ساتوں آسمانوں اور عرشِ عظیم کا مالک کون ہے۔ وہ فوراً کہیں گے اللہ ہے ۔ کہہ دو کیا پھر تم اللہ سے نہیں ڈرتے ان سے پوچھو کہ ہر چیز کی حکومت کس کے ہاتھ میں ہے۔

۸۔قل لمن الارض و من ما فیھا ان کنتم تعلمون سیقولون اللہ قل افلاتذکرون۔(پ۱۸)

ترجمہ. ان سے پوچھو کہ یہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے کس کا ہے۔ اگر تم جانتے ہو، وہ فوراً کہیں گے اللہ کا ہے۔ کہہ دو پھر تم کیوں نہیں سمجھتے۔

۹۔یولج الیل فی النھار و یولج النھار فی الیل و سخر الشمس و القمر کل یجری لاجل مسمی ذلکم اللہ ربکم لہ الملک۔(پ۲۲)

ترجمہ. وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے یہی اللہ تمہارا رب ہے۔ اُسی کی بادشاہی ہے۔

۱۰۔وللہ ملک السموات والارض۔(پ۲۶)

ترجمہ. اور آسمانوں اور زمین کی حکومت اللہ ہی کے لیے ہے۔

مندرجہ بالا آیاتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ اس ذاتِ قدیم کی بادشاہت ہے۔ تمام مخلوقات جس کے

قبضہ وکنٹرول میں ہیں اور تمام مخلوقات اسی کے تابع ہیں ہر ایک مخلوق اس کے حکم سے اپنے اپنے کام میں لگی ہوئی ہے مخلوق میں سے کسی کو قدرت حاصل نہیں کہ وہ خالقِ کائنات کے نظام میں دخیل ہو سکے۔ وہی ذاتِ قدیم مختارِ کل ہے۔

(رضا خانی مذہب جلد۳،ص،۲۲۰،راشدیہ اکیڈی کراچی)

ان بدبختوں کا ٹھکانہ کہاں ہوگا جنہوں نے بغض اعلی حضرت امام اہلسنت میں بزرگوں پر اتنے بڑے بڑے فتوے داغ دیئے ہیں یہ دس سے بھی زائد دیوبندی ملاں ہیں جہنوں نے بزرگان دین پر ضال، مضل، جہالت، حماقت، نجس عقیدے اور اہل بدعت جیسے فتوے لگانے میں کوئی شرم محسوس نہیں کی اور اتنی آیتوں کو بلا وجہ بزرگوں کے عقیدے پر چسپاں کرنے میں کوئی حیاء محسوس نہیں کی۔ مقام افسوس ہے کہ دیوبندی علماء کو نہ جانے کیوں بزرگوں سے بغض ہے بلا وجہ ثابت شدہ باتوں پر طرح طرح کے فتوے لگانا کیوں ان کی عادت ثانیہ بن گئی ہے

میں اس پر مزید کوئی تبصرہ نہیں کرتا قارئین خود ہی دیکھ لیں کہ ساری بکواس ان تمام مصدقین ومولفین کی کن پر ہے

''شب معراج اور غوث پاک''

اسی طرح فتاوی افریقہ ص ۴۷ پر انہی پیر صاحب کے متعلق یہ لکھا ہے:

حضورﷺ شب معراج حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دوش مبارک پر پائے انور رکھ کر براق پر تشریف فرما ہوئے۔ اور بعض کے کلام میں ہے کہ عرش پر حضور اقدس ﷺ کے تشریف لے جاتے وقت ایسا ہوا۔

فائدہ: اب دیکھو کہ چھٹی صدی کے بزرگ (کیونکہ حضرت پیر صاحب کی وفات ۵۶۱ھ میں ہوئی) کو کہاں تک پہنچا دیا کہ ادھر مختارِ کل بنا دیا اور ادھر رسول اللہ ﷺ کا رفیق معراج ثابت کر دیا واللہ اسی قسم کے غلوِ اعتقاد سے اسلام تباہ ہوا ہے۔ (چہل مسئلہ، ص، ۱۸، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوهاب''

مصنف چہل مسئلہ اور اس کی تصدیق کرنے والے نے اپنے اکابرین کے کرتوتوں پر پردہ ڈالنے

کے لئے جو دھوکہ دہی و بہتان بازی کا بازار گرم کیا تھا وہ ابھی تک جاری ہے اور یہ آخر کتاب تک جاری رہے گا مصنف چہل مسئلہ بھولے سے بھی اس میں کمی نہیں آنے دے گا، یہ جاہل قطع و برید میں امام المحرفین کا بھی استاذ ہے اگر مصنف چہل مسئلہ فتاوی افریقہ کی ماقبل کی تھوڑی سی عبارت اور نقل کر دیتا تو اس کی ساری محنت پر پانی پھر جاتا لہذا جناب ذلت مآب جہالتوں میں گنگوہی کے استاذ نے ماقبل کی عبارت کو ابریانی سمجھ کر ہضم کر لی چنانچہ

اعلی حضرت امام اہلسنت لکھتے ہیں:

تفریح الخاطر وغیرہ میں مذکور ہے کہ حضورﷺ شب معراج حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دوش مبارک پر پائے انور رکھ کر براق پر تشریف فرما ہوئے۔۔۔۔۔۔

(فتاوی افریقہ،ص،۴۹،شبیر برادرز)

تفریح الخاطر۔۔۔ یہ تھی وہ عبارت جس کو مصنف چہل مسئلہ ڈکار لئے بغیر ہی ہضم کر گیا اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اعلی حضرت امام اہلسنت صاحب تفریح الخاطر کی عبارت نقل کر رہے ہیں اور یہ دیوبندیہ کے گھر کا اصول ہے کہ ناقل پر کوئی فتوی نہیں لگتا۔

سرفراز گکھڑوی صاحب کے بیٹے عبدالقدوس قارن صاحب لکھتے ہیں

ناقل کے ذمہ صرف صحت نقل ہے۔

(مجذوبانہ واویلا،ص،۱۹۴،مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

مگر یہ حق کس نے دیا ہے کہ ناقل کو نقل کی وجہ سے طعن کا نشانہ بنائیں اور تاڑ نا شروع کر دیں۔

(مجذوبانہ واویلا،ص،۵۲،مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

اب دیوبندیوں کو چاہئے کہ اپنے جاہل کی قبر پر اپنے اس اصول کو بیان کریں تا کہ دنیا میں نہ ختم ہونے والی جہالت ختم ہو۔ ہاں اعلی حضرت امام اہلسنت نے یہ بات ضرور ارشاد فرمائی ہے کہ یہ واقعہ نہ عقل سے دور نہ شرعاً مہجور بلکہ بزرگوں کے کلام میں اس طرح کے واقعات موجود ہیں جیسا

کہ خود دیوبندیوں نے امام غزالی علیہ الرحمہ کا واقعہ نقل کیا ہے، پہلے اعلیٰ حضرت کا کلام پڑھ لیں پھر دیوبندی کا حوالہ بھی دیتا ہوں چنانچہ

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت خود ہی ارشاد فرماتے ہیں:

بالجملہ روح مقدس کا شب معراج کو حاضر ہونا اور حضور اقدس ﷺ کا حضرت غوثیت کی گردن مبارک پر قدم اکرم رکھ کر براق یا عرش پر جلوہ فرمانا اور سرکار ابد قرار ﷺ سے فرزند ارجمند کو صلہ میں یہ انعام عظیم عطا ہونا ان میں کوئی امر نہ عقلاً دور نہ شرعاً مہجور اور کلمات مشائخ میں مسطور و ماثور، کتب حدیث میں ذکر معدوم، نہ کہ عدم مذکور، نہ روایات مشائخ اس طریقہ سند ظاہری میں محصور اور قدرت قادر وسیع وموفور اور قدر قادری کی بلندی مشہور پھر رد وانکار کیا مقتضائے ادب و شعور۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۲۸، ص ۴۰۶، رضا فاونڈیشن لاہور)

قارئین! مزید تفصیل کے لئے اعلی حضرت امام اہلسنت کے رسالہ مبارکہ ''کرامات غوثیہ'' کا مطالعہ کریں

اب دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی صاحب کا حوالہ بھی دیکھ لیں، لکھتے ہیں:

''شب معراج کو جب آنحضرت حضرت موسی سے ملاقی ہوئے حضرت موسی علیہ السلام نے استفسار کیا فرمایا کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل جو آپ نے کہا ہے کیسے صحیح ہوسکتا ہے حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی حاضر ہوئے اور سلام باضافہ الفاظ بر کاته و مغفرته وغیرہ عرض کیا حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کیا طوالت بزرگوں کے آگے کرتے ہو آپ (امام غزالی) نے عرض کیا کہ آپ سے حق تعالی نے صرف اس قدر پوچھا تھا ما تلک بیمینک یا موسی تو آپ نے کیوں جواب میں اتنا طول دیا کہ ھی عصای اتوکؤا علیھا واھش بھا علی غنمی و لی فیھا ما رب اخری الایۃ آنحضرت ﷺ نے یاادب یا غزالی''

(شمائم امدادیہ، ص ۷۰، مدنی کتب خانہ ملتان)

اب بھی مصنف چہل مسئلہ یا اس کی تصدیق کرنے والے کو کوئی تکلیف ہے تو اپنے ہی حکیم کی قبر پر مراقبہ کر کے پوچھ کر یہ بتائے کہ امام غزالی کی روح معراج کی رات حاضر ہوسکتی ہے اور سب کلام کر سکتی ہے اگر غوث پاک کی روح وہاں حاضر ہو جائے تو اس میں کیا استحالہ ہے، کیا یہ تو نہیں کہ اس کو دیوبندیوں کے حکیم الامت نے بیان کیا ہے اور دوسرے کے امکان کو سنیوں نے بیان کیا ہے، دیوبندیو! یہ بھی بتاؤ! اگر تمہارا حکیم الامت لکھے تو جائز اور کوئی فتوی نہیں اور اگر کوئی اور غوث پاک کے لئے امکان بھی مانے تو دیوبندی بیکار فیکٹری سے فتوؤں کی برسات ہوجائے کیوں آخر کیوں؟

☆☆☆☆☆.................☆☆☆☆☆

اعتراض نمبر 8......

''منگل کے دن کپڑے کاٹنے پر اعتراض کا جواب''

۸: حضرت مدظلہ الاقدس کے واسطے کپڑے سلوانا تھے سلطان حیدر خان کے عرض کی درزی کو دے دیئے جائیں ۔ارشاد۔ آج منگل کا دن ہے جس کی نسبت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے کہ جو کپڑا منگل کے دن قطع ہو وہ جلے گا یا ڈوبے گا یا چوری ہوجائیگا۔ فائدہ: دیکھا مجدد کی کیسی اعلی توحید ہے، اسلام نہ ہوا، ہندوؤں کا مذہب ہوا کہ بعض دنوں کو منحوس سمجھ کر ان سے ڈرتے ہیں اور پھر حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ پر بے وجہ و بے سند بہتان باندھ دیا۔ (چہل مسئلہ، ص ۱۸، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوھاب''

قارئین! یہ خوف خدا سے کوسوں دور صوفی و محقق جس میں علم نام کی کوئی چیز نہیں اور تعجب تو امام الحرفین پر ہے کہ وہ بھی جاہل مطلق کی تصدیق کرتے اور اس کو سچا کہتے ہیں بہر حال ان علم سے کوروں کو کیا علم ان کو تو بس اعلی حضرت سے دلی دشمنی کو پورا کرنا ہے اس کی زد میں بھلے بڑے

بڑے بزرگ ہی کیوں نہ آ جائیں، آپ کی اطلاع کے لیے عرض کر دیتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت اس مسئلہ کو بیان کرنے میں اکیلے نہیں بلکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی اس کو بیان کیا اور مزے کی بات یہ ہے کہ حضرت علی سے بیان کیا

چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنے رسالہ ''کشف الالتباس فی استحباب اللباس'' میں فرماتے ہیں:

اور 'الروضہ' میں ہے کہ جب نیا کپڑا کاٹے یا پہنے تو (یہ کام) مبارک ایام میں کرے۔ چنانچہ منقول ہے: **ومن قطع فی یوم الثلثاء سرقه السارق او اغرقه الماء او احرقه النار**، یعنی جو شخص منگل کے دن کپڑا کاٹے تو اسے چور چرائے گا یا وہ کپڑا پانی میں ڈوبے گا یا آگ اسے جلا دے گی۔

مزید آگے ارشاد فرماتے ہیں:

اور ''زادالمتورعین'' میں مذکور ہے کہ یہ قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اقوال میں سے ہے۔

(کشف الالتباس، مترجم، ۳۲، جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

اب دیوبندیوں کے اس محقق اور اس کی تائید کرنے والے امام الحرفین سرفراز صاحب کو چاہئے کہ وہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے خلاف بھی کچھ لب کشائی کریں کہ شیخ صاحب کی توحید کیسی تھی؟ ان کا مذہب اسلام تھا یا ہندوؤں کا مذہب تھا وغیرہ وغیرہ اب اگر کسی دیوبندی کو اعتراض کرنا ہے تو شیخ عبدالحق محدث دہلوی پر کریں باقی اس کی سند کیا ہے تو وہ اعلیٰ حضرت سے پوچھنے کے بجائے شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے پوچھیں۔

دیوبندی کس منہ سے پوچھیں گے؟

دیوبندی شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ سے اس کی سند کس منہ سے پوچھیں گے کیونکہ دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی صاحب شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے

شفاعت کے بارے میں جو اقسام لکھی ہیں ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

اور چونکہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ بڑے محدث ہیں اس لیے انہوں نے جو دس قسمیں شفاعت کی لکھی ہیں کسی حدیث ہی سے معلوم کر کے لکھی ہوں گی گو ہم کو وہ حدیث نہیں ملی مگر چونکہ شیخ کی نظر حدیث میں بہت وسیع ہے اس لیے ان کا یہ قول قابل تسلیم ہے۔

(خطبات حکیم الامت جلد ۳۱ ص، ۱۴۹، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

دیوبندیوں میں اگر غیرت ہو تو اس روایت کو بلا چوں و چراں مان لیں ورنہ اپنے حکیم الامۃ کے بارے میں چار حرف کہیں جنہوں نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے قول کو حدیث نہ ملنے کے باوجود تسلیم کیا ہے اب میں بھی دیوبندیوں کو ان کے حکیم الامت کے طرز پر جواب دیتا ہوں

دیوبندیو! چونکہ شیخ عبدالحق علیہ الرحمہ بڑے محدث تھے اس لیے انہوں نے جو بات (منگل کے دن کپڑے کاٹنے) کے حوالے سے لکھی ہے کسی روایت ہی سے لکھی ہوگی گو ہم کو وہ روایت نہیں ملی مگر روایات میں چونکہ شیخ صاحب کی نظر بہت وسیع ہے اس لیے ان کا یہ قول قابل تسلیم ہے۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ شیخ صاحب نے منگل کے دن کپڑے کاٹنے کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ کپڑا جل جائے گا یا پانی میں ڈوب جائے گا یا چوری ہو جائے گا تو وہ ساری لن ترانیاں شیخ صاحب پر ہوں گی بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ہوں گی یہ زبان دراز دیوبندی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے بارے میں تو چار ہاتھ لمبی زبان نکال لیتے ہیں اب شیخ عبدالحق اور حضرت علی کے بارے میں بھی لب کشائی کریں گے کہ معاذ اللہ ان کا عقیدہ اسلام نہ ہوا ہندوں کا مذہب ہوا اور معاذ اللہ ان کی توحید کیسی تھی جب یہ قول حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ثابت ہو گیا تو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے حضرت علی پر کوئی بہتان نہیں باندھا بلکہ یہ تو دیوبندیوں کے صوفی ومحقق اور امام الحرفین سرفراز گکھڑوی کی جہالت ہے، ہے کوئی دیوبندی جو اس نام کے صوفی اور اس کی تصدیق کرنے والے سرفراز صاحب کی روح کو تسکین دے اور ان کو بتائے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر کسی نے بہتان نہیں باندھا بلکہ یہ آپ کی جہالت تھی کہ آپ کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ

کی کتابوں کا بھی علم نہیں تھا۔ یہ دونوں حضرات تو امام اہلسنت پر بہتان بازی کر کے اس دنیا سے رخصت ہوگئے لیکن دیوبندی تو سماع موتی کے قائل ہیں، میں ان کو مشورہ دوں گا کہ وہ ان کی قبر پر جا کر مراقبہ کر کے ان کو بتائیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بہتان اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے نہیں باندھا بلکہ شیخ عبدالحق علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ یہ حضرت علی کا قول ہے جنکا قول بقول اشرفعلی تھانوی قابل قبول ہے لہذا یہ آپ ہی کی جہالت ہے کہ اعلیٰ حضرت پر اعتراض کرتے ہو۔

"دیوبندیوں کی عقل کا علاج"

ہوسکتا ہے کہ کوئی دیوبندی اس کتاب ہی کا انکار نہ کر دے کہ یہ تو شیخ صاحب کی کتاب نہیں تو میں ان کی عقل کا علاج کرتے ہوئے پہلے سے ہی حوالہ بیان کر دیتا ہوں چنانچہ دیوبندیوں کے مفتی اعظم پاکستان شفیع دیوبندی کی تائید سے چھپنے والی کتاب اخبار الاخیار کی ابتداء میں ایک دیوبندی نے شیخ صاحب کے حالات زندگی اور آپکی کتابوں کی فہرست بیان کی ہے اس میں تیسرے نمبر پر کتاب کا نام ہے "آداب اللباس" (جس کا اصل نام کشف الالتباس ہے۔ از ناقل)

(اخبار الاخیار، دار الاشاعت)

☆☆☆☆☆..............☆☆☆☆☆

اعتراض نمبر 9

"سرکار ﷺ کی خاص تعظیم کی خاطر درود پڑھنے پر اعتراض کا جواب"

اس نیت کو بھی جگہ نہ دے کر مجھے "زیارت" عطاء ہو۔ (وظیفہ کریمہ ۱۷)

فائدہ: ایک غیر مستند درود کا ذکر کرتے ہوئے یہ فرضی مجدد کہتا ہے کہ اس نیت کے ساتھ درود نہ پڑھو کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو، اور واضح ہو کہ لفظ 'عطاء' ظاہر کر رہا ہے کہ خود تو طلب نہ کرو اور اگر خدا تعالیٰ بھی بطور عطیہ و اکرام کے وہ زیارت نصیب فرمانا چاہیں تب بھی قبول نہ کرو، دیکھا کہ یہ محبتِ نبوی ہے کیا اسی کی بناء پر دوسرے اہل حق کو کافر و مرتد کیا جاتا ہے کہ وہ محبّ رسول نہیں ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نیز معلوم رہے کہ یہاں مطلق زیارت کے خیال سے منع کیا گیا ہے یہ نہ بتلایا کہ آیا

زیارت خواب سے مشرف ہونے کا خیال نہ کرے یا یہ کہ معاذ اللہ قیامت کے دن اور بہشت میں بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے محرومی کی نیت رکھے۔ (چہل مسئلہ، ص ۱۹، ۲۰، مکتبہ صفدریہ)

"الجواب بعون الملک الوهاب"

واقعی اس نام کے محقق نے نمک حلالی کا یہاں حق ادا کر دیا جب علماء دیوبند کے پاس اپنے بیہودہ دلائل ختم ہو جاتے ہیں، تو اپنا پرانا کرتب قطع و برید استعمال کر کے اپنی عوام کو بے وقوف بناتے ہیں اور یہی کچھ اس نام نہاد محقق نے کیا ہے یہ نام کا محقق وصوفی اور اس کی تصدیق کرنے والے دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز صاحب اگر مکمل عبارت نقل کر دیتے تو کسی قسم کا کوئی اعتراض نہ ہوتا لیکن جب حیاء چلی جائے اور بے حیائی میں بندہ سرتاپا ڈوب جائے تو ایسے کام ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں بلکہ اس سے بھی بڑی بڑی باتیں ہوجاتی ہیں، جیسا کہ علماء دیوبند نے کیا، بالخصوص حسین احمد ٹانڈوی نے کتابیں ہی گھڑ کر ہمارے علماء کے ذمہ لگا دیں جب یہ شروع سے ہی ان جہلاء کا وطیرہ ہے تو اب اگر اس جاہل، صوفی نے کر لیا ہے تو کوئی نیا کام نہیں۔ اب آیئے اصل عبارت اور علماء دیوبند کے ہاتھ کی صفائی دیکھئے چنانچہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الوظیفۃ الکریمۃ میں فرماتے ہیں۔

بعد نمازِ عشاء:

اللھم صل علی سیدنا محمد کما امرتنا ان نصلی علیه

اللھم صلی علی سیدنا محمد کما ھو اھله

اللھم صل علی سیدنا محمد کما تحب وترضی

اللھم صلی علی روح سیدنا محمد فی الارواح

اللھم صل علی سیدنا محمد فی الاجساد

اللھم صلی علی قبر سیدنا محمد فی القبور

صلی الله علی سیدنا و مولینا محمد

طاق بار جتنا نبھ سکے حصول زیارت اقدس کے لیے اس سے بہتر صیغہ نہیں مگر خالص تعظیم شان اقدس کے لیے پڑھے اس نیت کو بھی جگہ نہ دے کہ مجھے زیارت عطا ہو آگے ان کا کرم بے حد وانتہاء ہے۔

فراق وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد ازوغیرہ اوت منائے

(الوظیفۃ الکریمۃ،ص،۱۴، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد)

قارئین للہ انصاف! اعلیٰ حضرت امام اہلسنت تو لوگوں کو خاص تعظیم رسول سکھائیں، بتائیں، سمجھائیں اور یہ فرمائیں کہ سرکار علیہ السلام کی تعظیم کی خاطر پڑھیں صرف زیارت کے لیے نہ پڑھے جب سرکار علیہ السلام کی تعظیم کے لیے پڑھے گا تو سرکار علیہ السلام ضرور کرم فرمائیں گے اور اپنے دیدار سے مشرف فرمائیں گے۔

لیکن یہ جہلاء دیوبند ایک صحیح مسئلہ کو بھی اس قدر محرف کر کے بیان کر رہے ہیں اور اس پر اپنے غلط مفروضات کی بنیاد رکھ رہے ہیں لہذا جب اصل مسئلہ بالکل واضح ہو گیا تو اب اس دیوبندی جاہل کے مفروضے کس کام کے۔ باقی اس صوفی محقق کا اس درود کو غیر مستند کہنا یہ اس کی وہ جہالت ہے جو کبھی بھی ختم نہیں ہوسکتی ہم نے اس درود کے مستند ہونے کے حوالے آگے مسئلہ نمبر۱۲ میں دیوبندی کتب سے نقل کردیئے ہیں۔

دیوبندیو! ان کے بارے میں بھی لب کشائی کرو:

دیوبندی مولوی اسحاق ملتانی لکھتا ہے:

حضرت حکیم الامت نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص آئے اور عرض کیا ایسا وظیفہ بتلا دیجئے کہ خواب میں حضورﷺ کی زیارت نصیب ہو جائے

حضرت نے فرمایا کہ آپ کا بڑا حوصلہ ہے ہم تو اس قابل بھی نہیں کہ روضۂ مبارک کے گنبد شریف ہی کی زیارت زیارت نصیب ہو جائے۔

(ادب کے حیرت انگیز واقعات،ص،۱۸۵، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

دیوبندی، ہی اس عبارت کی وضاحت ''چہل مسئلہ'' کی اس بکواس کی روشنی میں کردیں کیونکہ ہم کریں گے تو تکلیف ہوگی

☆☆☆☆☆..............☆☆☆☆☆

اعتراض نمبر10

''مجاورت مدینہ پر اعتراض کا جواب''

مگر مدینہ طیبہ میں مجاورت ہمارے آئمہ کے نزدیک مکروہ ہے کہ حفظ آداب نہیں ہو سکے گا۔(احکامِ شریعت ص۸۴، حصہ دوم)

فائدہ: دیکھا ان عاشقانِ رسول کا حال کہ مدینہ طیبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جوارِ قربت میں رہنے کو مکروہ کہا اور آئمہ دین پر بہتان لگایا اور علت یہ پیش کی کہ حفظ آداب نہیں ہو سکے گا، پھر تو مسلمان کوئی نیک کام نہ کرے، نہ مسجد میں جائے نہ حج کرے نہ قرآن پڑھے کیونکہ حفظ آداب کا حق پورے طور پر وہ کہاں تک بجا لاسکتا ہے، کیا اس قسم کے مجدد صاحب اور اس کے بعض حوارین جو صرف اپنے لیے ہی ایمانداری کا اجارہ لئے ہوئے ہیں وہ بھی حفظ آداب نہیں کر سکتے، حالانکہ تمام اہل حق کا اتفاق ہے کہ اس شہر میں رہنا اور بالخصوص اخیر عمر میں مہاجرت کرنا باعث برکت ہے۔

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من استطاع ان یموت بالمدینة فلیمت بها فانی اشفع لمن یموت بها فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو مدینہ میں مرنے کی طاقت رکھتا ہو اس کو وہاں آکر مرنا چاہیے کیونکہ میں وہاں آکر مرنے والے کی شفاعت کروں گا۔(مشکوۃ، باب حرم المدینہ بحوالہ ترمذی واحمد) اور واضح ہو کہ یہاں سکونت مدینہ منورہ مطلقا مکروہ کہا ہے اور فقہاء حنفیہ کے نزدیک جب لفظ مکروہ معاملات میں مطلقا استعمال ہو تو اس سے مکروہ تحریمی مراد ہوتی ہے گویا اس مجدد نے اس بابرکت سکونت کو حرام کے نزدیک پہنچادیا۔(چہل مسئلہ، ص۲۰، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوھاب''

قارئین! یہ علم سے کورے حضرات جن کو فقہ کی کتابوں تک کا علم نہیں وہ ان سے مسائل کیسے دیکھیں گے، اور جن کا مبلغ علم صرف دیوبند کی چند کتب ہوں ان کو فتاویٰ شامی یا فتح القدیر سے کیا کام اور جن کا کام ہی گھسے پٹے اعتراض کرنا ہو ان کی قسمت میں تحقیق کہاں؟ ان جاہلوں حنفی کہلانے والوں کو جب ائمہ احناف کا موقف ہی معلوم نہیں ہے تو یہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے موقف کو کیسے جان سکتے ہیں، ہاں اہل حق پر تبرا کرنا ہو تو اس کے لیے بالکل تیار بیٹھے ہیں، بہر حال یہ علم سے کورے محقق اور خوفِ خدا عزوجل کو بالائے طاق رکھنے والے بے وقوف انسان اور ان کی تصدیق کرنے والے امام المحرفین ورئیس الکاذبین سرفراز صاحب کی خدمت میں جواب حاضر ہے میں آئمہ کے موقف کو نقل کرنے سے پہلے ان ہی کے گھر کا ایک حوالہ نقل کر دیتا ہوں مجھے یقین کامل ہے کہ آئمہ کے قول کی اتنی وقعت ان کے نزدیک نہیں جتنی علماء دیوبند کے موقف کی وقعت ہے۔

زکریا دیوبندی کا اقرار امام اعظم کے نزدیک مکہ مکرمہ کی اقامت مکروہ:

دیوبندیوں کے شیخ الحدیث مولوی زکریا صاحب لکھتے ہیں:

اس کے باوجود بڑے اکابر وہاں کے قیام کو پسند نہ فرماتے تھے، ملا علی قاری نے لکھا ہے۔۔۔لیکن امام اعظم ابوحنیفہ اور امام مالک وہاں کے قیام کو مکروہ فرماتے تھے اور ایک بڑی جماعت کا محتاط لوگوں میں سے یہی مذہب ہے مبادا وہاں رہ کر آدمی کو وہاں سے گرانی اور ملال پیدا ہو یا اس کے احترام میں کسی قسم کی کمی ہو جائے یا وہاں رہ کر آدمی سے کسی قسم کا گناہ صادر ہو جائے کہ جیسا وہاں نیکیوں کا ثواب کہیں زیادہ ہے ایسے ہی وہاں رہ کر گناہ کرنے کا وبال بھی بہت زیادہ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ حضرت امام اعظم نے اپنے زمانے کے لوگوں کے حالات کے لحاظ سے کراہت اور ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ اگر وہ ان حالات کو دیکھتے جن کو ہم

اپنے زمانہ میں دیکھ رہے ہیں تو وہاں کے قیام کے حرام ہونے کا فتویٰ دیتے۔

دیوبندیوں کے شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب مزید لکھتے ہیں:

یہ ملا علی قاری مشاہیر علماء میں ہیں ۱۰۱۴ھ میں وفات پائی ہے جب یہ اپنے زمانے کا یہ حال فرمارہے ہیں تو آج چودھویں صدی کے آخر کا جو حال ہوگا وہ اظہر من الشمس ہے۔

دیوبندیوں کے شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب لکھتے ہیں:

امام غزالی فرماتے ہیں کہ جن محتاط علماء نے مکہ کے قیام کو مکروہ بتایا ہے اس کی تین وجہ ہیں ''پہلی'' یہ کہ ایسا نہ ہو کے وہاں کے قیام سے وہ ذوق شوق اور تڑپ بیقراری جو کعبہ شریف کے ساتھ ہونا چاہیے وہ کم ہو جائے ''دوسری'' یہ کہ اس سے روانگی کے وقت جو فراق کی تڑپ اور دوبارہ لوٹنے کا جذبہ پیدا ہوگا وہ وہاں رہنے سے حاصل نہیں ہوتا اسی لیے بزرگوں کا ارشاد ہے کہ تو کسی دوسرے شہر میں رہے اور تیرا دل مکہ مکرمہ میں اٹکا رہے یہ بہتر ہے اس سے کہ تو مکہ میں رہے اور تیرے دل میں کسی دوسری جگہ کا داعیہ پیش آئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تیسری وجہ یہ کہ مبادا وہاں رہ کر کوئی گناہ ہو جائے کہ یہ سخت خطرناک ہے اور اللہ جل شانہ کے غصہ کا موجب ہے فقط۔

(فضائل حج، ص۹۲،۹۳، دارالاشاعت کراچی)

ان اقتباسات سے واضح ہوا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور محتاط لوگوں کی بڑی جماعت کا موقف اقامت مکہ کے بارے میں یہ ہے کہ وہاں مستقل اقامت اختیار کرنا مکروہ اور مکروہ سے کیا مراد ہوتی ہے یہ جاہل صوفی اچھی طرح جانتا ہے ہمیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور دیوبندی مولوی زکریا نے صاحبین کا جو موقف ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے بیان کیا ہے یہ مطلق نہیں بلکہ مقید ہے جیسا کہ عنقریب آئے گا اور صاحبین کے قول پر فتویٰ دیوبندیوں کے نزدیک جائز نہیں ہے جبکہ امام اعظم کا قول موجود ہو اور یہاں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قول موجود ہے لہٰذا دیوبندیوں کے نزدیک فتویٰ امام اعظم کے قول پر ہوگا اور مکہ مکرمہ کی اقامت

دیوبندیوں کے نزدیک بھی مکروہ ہوگی۔

دیوبندیوں کے نزدیک فتوی صرف امام اعظم کے قول پر ہے:

دیوبندیوں کے مفتی زرولی صاحب لکھتے ہیں:

(۱) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی موجودگی میں دیگر اقوال ساقط ہوں گے اور امام کے قول کو ترجیح ہوگی کیونکہ وہی مذہب ہے اور وہی اصل ہے۔

(۲)......فتویٰ اور عمل صرف امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر ہوگا۔

(۳)......امام صاحب کا قول چھوڑ کر صاحبین یا کسی اور کے قول پر فتویٰ اور عمل جائز نہیں۔

(۴) اگرچہ مشائخ حنفیہ، صاحبین کے قول پر فتویٰ بھی دے چکے ہوں تب بھی مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا نام اجتہاد ہے۔

(۵)......جب امام کے قول کے سامنے سب کے اقوال مرجوح ہیں اور ان پر فتویٰ اور عمل منع ہے تو مشائخ حنفیہ کے قول پر امام صاحب کا مذہب چھوڑنا جائز نہیں ہے۔

(۶)......فتویٰ امام کے قول پر دینا جائز ہے بلکہ واجب ہے۔

(۷)......امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول ہی کا اعتبار ہوگا کیونکہ ہم حنفی ہیں نہ کہ یوسفی اس لیے محقق ابن ہمام نے بعض ان مشائخ کا رد کیا ہے جنہوں نے امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقابلے میں صاحبین کے قول پر فتویٰ دیا ہے۔

(مجموعہ احسن الرسائل، جلد اول ص، ۱۴۸، احسنی کتب خانہ)

قارئین!! اس ساری بحث سے سمجھ گئے ہوں گے کہ اگر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قول موجود ہو تو دیوبندیوں کے اس مفتی و شیخ الحدیث کے اعتراف کے مطابق کسی اور کے قول پر فتویٰ جائز نہ ہوگا بلکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر فتویٰ دینا واجب ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ جب دیوبندیوں کے نزدیک امام اعظم کے مذہب پر فتوی دینا واجب تو اگر کسی نے امام اعظم کے مذہب کے مطابق

فتوی دے دیا ہے تو انہیں خارش کیوں ہوتی ہے۔

اب ان جہلاء سے کوئی پوچھے کہ مکۃ المکرّمہ میں اقامت کو خود امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مکروہ فرمایا ہے تو کیا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قول تمہارے نزدیک کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ یہ یاد رہے آپ ہی کے زکریا صاحب نے لکھا ہے کہ امام اعظم کے نزدیک مکہ مکرمہ کی اقامت مکروہ ہے اگر اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ علیہ یہ بھی لکھتے تو آپ اپنے جہل کی وجہ سے اس کو بھی بہتان ہی کہتے لیکن جن کی قسمت میں ذلت لکھی ہو تو وہ ان کو مل کر ہی رہتی ہے اب جو بھی الزامات لگانے ہیں امام اعظم ابوحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ پر لگاؤ اور یہ ان جہلاء سے بعید بھی نہیں ہے ہاں کوئی بے عقل دیوبندی کہہ سکتا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے تو صرف مکہ کی اقامت کو مکروہ کہا ہے مدینہ کی اقامت کو تو مکروہ نہیں کہا لیکن آپ کے اعلیٰ حضرت نے تو مدینہ کی اقامت کو مکروہ کہا ہے تو اس کا جواب بھی حاضر ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک مدینہ میں اقامت اختیار کرنا بھی مکروہ ہے اور ہمارے آئمہ احناف کے نزدیک بھی (جیسا کہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے) مکروہ ہی ہے۔

علامہ شامی کا قول امام اعظم کے نزدیک اقامت مدینہ مکروہ ہے:

فتاویٰ شامی میں ہے:

قال فی الفتح وعلی ھذا فیجب کون الجوار فی المدینۃ المشرفۃ کذالک یعنی مکروھا عندہ. (فتاوی شامی، جلد۳ ص، ۶۲۳، مکتبہ رحمانیہ)

کیوں جناب! آپ نے دیکھ لیا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک مکہ کے ساتھ ساتھ مدینہ میں بھی مستقل قیام مکروہ ہے اب بتایئے کہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ علیہ نے آئمہ پر بہتان لگایا ہے، یا آپ نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے بغض وعناد میں امام اعظم کو چھوڑ کر اپنے بالعموم عقائد میں متفق غیر مقلدین دوستوں کے گھر پناہ لی ہے۔

یہ تو تھا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب اسی طرح دیگر علمائے احناف نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے، چنانچہ صاحب فتح القدیر رحمہ اللہ علیہ نے اس پر تفصیلی بحث کی ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا موقف مکروہ ہی لکھا ہے، اور صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف بھی مطلق نہیں (جیسا کہ زکریا دیوبندی نے لکھا ہے) بلکہ وہ بھی قیودات لگانے کے بعد اجازت دیتے ہیں۔

صاحب فتح القدیر لکھتے ہیں:

" اختلف العلماء فی کراھة المجاورة بمکة وعدمها فذکر بعض الشافعیة ان المختار استحبا بها الا ان یغلب علیٰ ظنه الوقوع فی المحذ ور وھذا قول ابی یوسف و محمد رحمهما الله .

(فتح القدیر، جلد۳، ص۱۶۵، مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

دیکھا آپ نے! شافعیہ کا مذہب بھلے مستحب کا ہے لیکن وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ گناہ نہ کرے اور اگر گناہ میں پڑنے کا ظن غالب ہو تو ان کے نزدیک بھی مکروہ ہی ہے، اور یہی مذہب امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا بھی ہے کہ یہ بھی مطلق اجازت نہیں دیتے کہ وہاں جا کر جو کچھ مرضی کرو بلکہ اس وقت اجازت دیتے ہیں کہ بندہ اپنے آپ کو گناہوں سے بچائے، لیکن ملا علی قاری رحمہ اللہ علیہ کا قول جو زکریا دیوبندی نے بھی ذکر کیا ہے میں دوبارہ اس کو لکھ دیتا ہوں تاکہ معلوم ہو جائے کہ دسویں سن ہجری کے معاملات کیا تھے اور آج چودھویں سن ہجری کے معاملات کیا ہیں۔

زکریا دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

"ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام اعظم نے اپنے زمانے کے لوگوں کے حالات کے لحاظ سے کراہت و ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا تھا اگر وہ ان حالات کو دیکھتے جن کو ہم اپنے زمانے میں دیکھ رہے ہیں تو وہاں کے قیام کے حرام ہونے کا فتویٰ دیتے، یہ ملا علی قاری

مشاہیر علماء میں سے ہیں، ۱۰۱۴ ہجری میں وفات پائی ہے، جب یہ اپنے زمانے کا یہ حال بیان فرما رہے ہیں تو آج چودویں صدی کے آخر کا جو حال ہوگا وہ اظہر من الشّمس ہے"۔

(فضائل حج، ص۹۲، ۹۳، دار الاشاعت)

مولوی زکریا دیوبندی کے قول سے بھی ثابت ہوا کہ جب دسویں سن ہجری میں ملا علی قاری علیہ الرحمہ بزرگوں کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ وہ حرام کا فتویٰ دیتے تو چودھویں صدی کا حال تو اس سے بھی ابتر ہے یہاں بھی یہی ہونا چاہیے۔

صاحب فتح القدیر کا قول امام اعظم کے نزدیک اقامت مدینہ مکروہ ہے:

صاحبِ فتح القدیر مزید لکھتے ہیں:

"وذھب ابو حنیفة و مالک رحمهما الله الیٰ کراھتهما "

(فتح القدیر، جلد۳، ص۱۶۵، مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اب تو صاحب فتح القدیر نے بھی صراحۃً فرما دیا ہے کہ امام اعظم کا مذہب و موقف بھی مستقل رہائش کے حوالے سے مکروہ ہونے کا ہے لیکن ان جہلائے دیوبند کو کیا معلوم کہ امام اعظم کا مذہب و موقف کیا ہے؟؟ کیا کوئی دیوبندی بتائے گا کہ صاحب فتح القدیر نے کس پر بہتان باندھا ہے۔؟۔ ہے کوئی جواب کسی دیوبندی کے پاس!!

صاحبِ فتح القدیر مزید لکھتے ہیں:

" وعلیٰ ھذا فیجب کون الجوار فی المدینة المشرفة کذالک فان تصاعف السیئا ت اوتعاطیها وان فقد فیها فمخافة السامة وقلته الادب المفضی الی الاخلال بواجب التوقیر ولا حلال قائم وھو ایضا مانع "

ترجمہ: اس بناء پر ضروری ہے کہ مدینہ طیبہ میں مجاورت کا بھی یہی حکم ہو اگرچہ یہاں گناہوں پر سزا میں اضافہ یا ان میں شدت مفقود ہے اس کے باوجود اکتانے کا ڈر اور وہاں کے

احترام وتوقیر میں قلت ادب کا خوف تو موجود ہے اور یہ بھی مجاورت سے مانع ہے۔

(فتح القدیر، جلد۳،ص،۱۶۷،مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

دیکھا دیوبندی صاحب آپ اعلیٰ حضرت کے بغض وعناد میں نہ جانے کیا کیا بک گئے ،لیکن صاحبِ فتح القدیر نے بھی وہی بات بیان کی کہ حفظ آداب نہیں ہوسکے گا، اب صاحب فتح القدیر کے بارے میں کیا خیال ہے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر تو خوب برسے کہ'' پھر تو مسلمان نہ مسجد میں جائے نہ قرآن پڑھے نہ کوئی نیک کام کرے'' کیا ان کے بارے میں بھی کچھ لب کشائی کروگے ،باقی آپ کا حدیث نقل کرنا، حدیث حق ہے اس کا مطلب بھی صاحبِ فتح القدیر نے بیان کیا ہے

صاحب فتح القدیر لکھتے ہیں:

الالا فرادذوی الملکات فان مقامهم وموتهم فیها السعادة الکاملة فی صحیح مسلم

ترجمہ: مگر وہ افراد جوفرشتہ صفت ہوں تو ان کا وہاں ٹھہرنا اور فوت ہونا سعادت کاملہ ہے۔

(فتح القدیر، جلد۳،ص،۱۶۷،مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

اس کے حوالے ہمارے پاس اور بھی ہیں مگر بخوف طوالت اس پر اکتفاء کرتا ہوں اگر کسی دیوبندی نے لب کشائی کی تو طوالت کا خیال کئے بغیر اس کا منہ حوالوں سے بند کیا جائے گا ان شاء اللہ

دیوبندی نے آخر میں لکھا ہے کہ یہاں سکونت مطلق لکھا ہے جو کہ معاملات میں مکروہ تحریمی ہوتا ہے۔(ملخصاص ۲۱) صاف ظاہر ہے کہ دیوبندی بھی اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں اور یہ قاعدہ ان کی کتابوں میں بھی لکھا ہے تو کیا دیوبندی امام اعظم کی تقلید میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی سکونت کے مکروہ ہونے کے قائل ہوں گے اگر نہیں تو اپنا ٹھکانا اپنے عقائد میں متفق بھائیوں کے ساتھ بنائیں اور اگر ہاں تو پھر تمہارے اصولوں سے تمہارے نزدیک مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی سکونت

مکروہ تحریمی یعنی حرام کے نزدیک ہوگی۔

☆☆☆☆☆..............☆☆☆☆☆

......اعتراض نمبر 11......

''وظائف میں اضافہ کرنے پر اعتراض کا جواب''

حَسبِی اللهُ لا اِلهَ اِلَّا هُوَ عَلَیه تَوکلت وَهُو رَبُّ العرش العظیم،،، دس دس بار ہر بلا ومکر سے محفوظی حدیث میں سات بار فرمایا۔حضور سیدغوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے دس بار آیا ہے۔فقیر کا اسی پر عمل ہے، اسے بحمہ تعالیٰ تمام مقاصد کے لیے کافی پایا۔**فائدہ**: دیکھا کہ حدیث شریف کی کیا تعظیم کی کہ پیر صاحب کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا کہ بجائے سات مرتبہ کے دس مرتبہ کو اختیار کیا، گویا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے عدد سے یہ نتیجہ مرتب نہیں ہوسکتا حالانکہ حصن حصین وغیرہ میں یہ وظیفہ سات بار ہی پڑھنا آتا ہے۔(۲) اب اس مجدد کا دوسرا واقعہ معلوم کیجئے جس نے اپنے نفس کی خاطر حضرت پیر صاحب کو بھی چھوڑ دیا۔ کتاب''احکامِ شریعت''ص۱۵۷،حصہ سوم میں یہ عبارت ہے۔ ہمارے خاندان کا یہ معمول ہے کہ سات بار درودغوثیہ، پھر ایک بار الحمدللہ شریف وآیۃ الکرسی، پھر سات بار سورہ اخلاص پھر تین بار درودغوثیہ۔درودغوثیہ یہ ہے۔**اللهم صل علی سیدنا ومولانا محمد معدن الجود والکرم و علی اله وبارک وسلم** اور فقیر اتنا زائد کرتا ہے **وعلی اله الکرم وابنه الکریم وامته الکریم وبارک و سلم** اب یہاں دیکھو کہ پیر صاحب کے تجویز شدہ درود (جس کی فی نفسہ کوئی سند نہیں ہے اور بھلا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے درود کے خلاف پیر صاحب کیوں کر درود تجویز کریں گے) کے اوپر زیادتی کرلی کیا اب بھی پیر صاحب کی تعظیم باقی رہ جائے گی، اور واضح ہو کہ ابھی آگے معلوم ہوگا کہ اس بڑھائے ہوئے درود کو چھوڑ کر ایک غیر مستند درود کو افضل ثابت کیا جائے گا۔(چہل مسئلہ ،ص ۲۱،مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوهاب''

جن کا مبلغ علم یہ ہو کہ ایک آسان اور اردو کی عبارت بھی سمجھنے سے قاصر ہوں وہ کتاب کے مصنف بن بیٹھے اور ان کی تصدیق کرنے والے دیوبندیوں کے نزدیک امام اہلسنت بن بیٹھے۔

قارئین! مصنف چہل مسئلہ کی جہالت کہ وہ بغض اعلیٰ حضرت امام اہلسنت میں مدہوش ہو کر

حضور غوث اعظم پر اعتراض کرتا ہے نام تو اعلیٰ حضرت کا لیتا ہے اصل نشانہ کوئی اور ہے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے حضور غوث پاک کے قول پر عمل کیا ہے، اگر اعتراض ہوتا ہے تو غوث پاک پر ہوتا ہے کہ جب حدیث میں سات مرتبہ آیا ہے تو غوث پاک نے دس بار کیوں ارشاد فرمایا۔ یہ جاہل صوفی دیوبندی اصولوں سے بالکل نابلد ہے علم نام کی کوئی چیز ہے نہیں، جب اعلیٰ حضرت امام اہلسنت غوث اعظم سے نقل کر کے عمل کرنے والے ہیں تو اعلیٰ حضرت پر صرف تصحیح نقل کی ذمہ داری ہے جیسا کہ دیوبندیوں کے نزدیک بھی مسلمہ اصول ہے اعلیٰ حضرت سے صرف یہ مطالبہ کیا جا سکتا تھا کہ غوث پاک نے کہاں فرمایا ہے باقی اس نے جتنے بھی فتوے لگائے ہیں وہ اعلیٰ حضرت پر نہیں بلکہ غوث پاک علیہ الرحمۃ پر لگتے ہیں جیسا کہ دیوبندیوں کا اصول ہے۔

دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی کے بیٹے عبدالقدوس قارن صاحب ایک غیر مقلد کو جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے:

اگر اس روایت کا نقل کرنا جرم ہے تو اصل جرم تو حضرت ابن ماجہ کا ہے جن کی کتاب جمہور کے نزدیک صحاح ستہ میں شمار ہوتی ہے۔

کچھ آگے چل کر عبدالقدوس قارن صاحب لکھتے ہیں:

یہ سوال جناب اثری صاحب کو امام ابن ماجہ سے کرنا چاہیے، جنہوں نے روایت بیان کی تھی حضرت شیخ الحدیث صاحب دام مجدہم نے تو ان کے حوالے سے روایت نقل کی ہے۔

کچھ اور آگے عبدالقدوس قارن صاحب لکھتے ہیں:

اگر اس روایت کو نقل کرنا غلطی ہے تو اصل غلطی امام طبرانی علامہ ہیثمی اور فاضل محقق حمدی السّلفی کی ہے۔

(ارشاد الحق اثری کا مجذوبانہ واویلا، ص ۱۹۲، مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

ایک اور جگہ پر لکھتا ہے:

اثری صاحب کا یہ اعتراض بھی دراصل حافظ ابن حجر اور قاضی شوکانی پر ہے کہ ایک جھوٹے کی روایت کو اسنادہ حسن کہا۔

(ارشاد الحق اثری کا مجذوبانہ واویلا، ص ۱۹۶، مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

ایک اور مقام پر لکھتا ہے:

اثری صاحب کا یہ اعتراض بھی دراصل حافظ ابن القیم پر ہے کیونکہ شیخ الحدیث صاحب دام مجدہم نے تو ان سے نقل کیا ہے۔

(ارشاد الحق اثری کا مجذوبانہ واویلا، ص ۱۹۵، مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

ہاں دیوبندیو! اگر گنگوہی کی طرح اندھے نہیں ہوئے تو عینک لگا کر بار بار ان عبارات کو پڑھو تمہارے نام نہاد امام اہلسنت کے بیٹے کہہ رہے ہیں نقل کرنے والے پر اعتراض نہیں ہوگا بلکہ اعتراض اصل قائل پر ہوگا۔ جب اعلی حضرت قائل ہیں ہی نہیں ناقل و عامل ہیں، تو اعلی حضرت پر اعتراض کیوں۔ جب اصل قائل غوث پاک علیہ الرحمہ ہیں اور غوث پاک علیہ الرحمہ نے سات کے بجائے دس بار ارشاد فرمایا ہے تو اس پر اعتراض کرنا غوث پاک پر اعتراض کرنا ہے۔ ایک اور حوالہ بھی دیکھ لیجئے۔

چنانچہ دیوبندیوں کا مولوی طاہر حسین گیاوی لکھتا ہے:

قاری محمد طیب صاحب نے ان اقتباسات میں جو کچھ پیش کرنا چاہا ہے وہ ان کی اپنی بات نہیں ہے بلکہ علامہ عبدالغنی نابلسی سے انہوں نے نقل کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے، لہذا قاری محمد طیب صاحب کی حیثیت صرف ناقل کی ہے قائل کی نہیں لہذا جو فتویٰ اسپر لگایا جائے گا وہ اصل قائل پر چسپاں ہوگا نہ کہ ناقل پر۔

(بریلویت کا شیش محل، ص ۳۱، کتب خانہ نعیمیہ دیوبند)

جب اس قول کے اصل قائل غوث اعظم علیہ الرحمہ ہیں تو یہ سب اعتراض غوث پاک پر ہوں گے دیوبندیوں کے اصول کے مطابق اب ہم دیوبندیوں سے کہتے ہیں تم نے جو اعلیٰ حضرت

کے بارے میں لکھا ہے۔حدیث کی کیا تعظیم رہی پیر کی خاطر رسول اللہ کو چھوڑ دیا گویا سرکار علیہ السلام کے بتائے سے نتیجہ نہیں نکلتا وغیرہ یہ ساری کی ساری بکواس غوث پاک علیہ الرحمہ کے بارے میں کہو گے کہ غوث پاک علیہ الرحمہ کو معاذ اللہ حدیث نبی کی تعظیم نہ تھی یا پھر غوث پاک علیہ الرحمہ نے رسول اللہ کو چھوڑ دیا ہے یا پھر غوث پاک علیہ الرحمہ کے نزدیک سات مرتبہ پڑھنے سے نتیجہ نہیں نکلتا تھا تم کہو نہ کہو لیکن تمہارے مسلمہ اصول بتاتے ہیں کہ یہ سارے فتوے اس دیوبندی جاہل کے اعلیٰ حضرت کے لیے نہیں بلکہ غوث اعظم کے لیے ہیں، کیا اس کو اتنی عقل بھی نہیں تھی کہ جب اعلیٰ حضرت امام اہلسنت واضح طور پر لکھ رہے ہیں

"غوث پاک سے دس بار آیا ہے"

تو یہ سب اعتراضات اعلیٰ حضرت کے بجائے غوث اعظم پر ہوں گے لیکن جو علم سے کورا ہو جس میں علم نام کی کوئی بات نہ ہو اس سے جہالت کے سوا کیا امید ہو سکتی ہے۔

دیوبندیو! بتاؤ! کیا حضرت ابن عمر نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا:

دیوبندیو! اگر تمہارا یہی اصول ہے کہ سرکار علیہ السلام کے الفاظ پر زیادتی درست نہیں اور زیادتی کرنے والا سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھوڑنے والا ہوتا ہے تو پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کیا حکم لگاؤ گے جو تلبیہ میں سرکار علیہ السلام کے الفاظ سے زیادہ پڑھا کرتے تھے

دیوبندیوں کے مفتی رضاء الحق صاحب لکھتے ہیں:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کے تلبیہ میں " **لبیک اللھم لبیک** " کے بعد **سعدیک والخیر بیدک والرغباء الیک والعمل رواہ مسلم** ۔۔۔ان الفاظ کا اضافہ فرماتے تھے۔

(فتاویٰ دارالعلوم زکریا، جلد اول، ص ۲۳۳، زمزم پبلیشر کراچی)

کیا کوئی دیوبندی یہ کہے گا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکار علیہ السلام کو چھوڑ

دیا یا وہ تمام اعتراضات حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ پر کرے گا اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر غوث پاک علیہ الرحمہ یا پھر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر اعتراض کیوں۔ ہے کوئی دیوبندی جو جواب دے۔

یہی دیوبندی مفتی ایک اصول بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

اس حدیث نے علم کا بہت بڑا دروازہ ہمارے لیے کھول دیا وہ یہ کہ اگر ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی متروک عمل سنت سمجھ کر معمول بنا دیں تو یہ قابل اشکال اور بدعت ہے اور اگر کسی عمل کو مصلحت یا محبت یا کسی اور وجہ سے اختیار کریں تو یہ بدعت نہیں۔

(فتاویٰ دارالعلوم زکریا جلد اول، ص ۲۳۳ زمزم پبلیشر کراچی)

اب اسی دیوبندی اصول کے مطابق ہم کہتے ہیں کہ دیوبندیو! ثابت کرو کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ یا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے دس مرتبہ کو سنت کہا ہو اور اگر ثابت نہ کر سکو تو سمجھ جاؤ کہ غوث پاک نے یا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے دس مرتبہ جو کہا ہے وہ کسی وجہ سے کہا ہے۔

دیوبندیو! کیا تم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑا:

مصنف چہل مسئلہ نے ایک اعتراض یہ بھی کیا کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے غوث پاک کو چھوڑ دیا لیکن یہ بھی اس کی جہالت ہے میں دیوبندیوں سے پوچھتا ہوں کیا تمہارا یہی اصول ہے کہ اگر کوئی کسی کے الفاظ میں یا عدد میں زیادتی کر دے تو وہ اس کو چھوڑ دیتا ہے اگر ہے تو بتائیے (میں اس پر اتنے حوالے دوں گا کہ آپ دیوبند کا راستہ بھول جائیں گے) اور اگر نہیں تو پھر اس جیسے جاہلوں کو سمجھاتے کیوں نہیں۔

قارئین! میں اس اعتراض کے جواب میں ایک دو حوالے عرض کر دیتا ہوں تا کہ کسی کو بولنے کی جرات نہ ہو۔

چنانچہ دیوبندیوں کے شیخ الحدیث زکریا تبلیغی صاحب سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کے روضہ

انور پر سلام پڑھنے کے حوالے سے لکھتے ہیں:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اتنا ہی کہتے تھے، **السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابا بکر السلام علیک یا ابتاہ** اس ناکارہ ناقص (زکریا دیوبندی از ناقل) کے خیال میں جو شخص سلام کے الفاظ کا ترجمہ اور مطلب سمجھتا ہو اور ان الفاظ کے بڑھانے سے ذوق میں اضافہ ہوتا ہو اس کو تو تطویل مناسب ہے۔

(فضائل حج، ص ۱۱۹، مکتبہ دارالاشاعت کراچی)

کیوں دیوبندیو! اپنے اس محقق وصوفی کے فتوے کے مطابق تم حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑنے والے ہوئے یا پھر یہ نام کا محقق ہی جھوٹ بولنے میں سرتاپا غرق ہے، اگر تمہارا شیخ الحدیث زکریا تبلیغی دیوبندی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وظیفے میں اضافے کا کہہ کر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑنے والا نہیں تو پھر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر اعتراض کیوں۔

دیوبندیو! گنگوہی کے بارے میں کیا کہو گے:

دیوبندیوں کی نجات جن کی اتباع پر موقوف ہے میری مراد دیسی کوے کو حلال قرار دینے والے اور ثواب سمجھ کر کھانے کا مشورہ دینے والے جناب رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

اور کہے السلام علیک یا رسول اللہ، السلام علیک یا خیر خلق اللہ السلام علیک یا خیرۃ اللہ من خلق اللہ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ان الفاظ میں جس قدر چاہے زیادہ کرے مگر ادب اور عجز کے کلمات ہوں لیکن سلف یہاں مختصر کہنے کو اور جہاں تک اختصار ہو مستحسن رکھتے ہیں۔

(تالیفات رشیدیہ، ص ۶۵۰، ادارہ اسلامیات لاہور)

دیوبندیو! جن کی اتباع پر تمہاری نجات موقوف ہے اور جن کی زبان سے (بقول تمہارے) حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا، اور جن کی مخالفت تمہارے نزدیک اللہ اور رسول کی مخالفت ہے اگر ایمان کا کوئی ذرہ تمہارے اندر باقی ہے تو بتاؤ گنگوہی صاحب نے سلف کو چھوڑا یا نہیں، چھوڑا اور ضرور

چھوڑا، کہ سلف تو اختصار کا ارشاد فرمائیں اور تمہارے گنگوہی کہیں جتنا زیادہ ہو سکے اضافہ کرے کیا گنگوہی پر وہ تمام جرم عائد نہیں ہوں گے جو اس نام کے صوفی و محقق نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر لگائے ہیں "ہوئے اور ضرور ہوئے" تو دیوبندیو! سلف کا ساتھ دو گے یا پھر گنگوہی کا اگر کہو کہ ہم سلف کا ساتھ دیں گے تو پھر گنگوہی کی مخالفت کر کے اللہ اور رسول کے مخالف بنو گے اور اگر کہتے ہو کہ نہیں ہمیں ہمارے گنگوہی پیارے ہیں تو پھر سلف کی مخالفت کر کے جہنم کے جس طبقے میں جانا چاہو جانے کی اجازت ہے۔

☆☆☆☆☆..................☆☆☆☆☆

......اعتراض نمبر 12......

"ایک درود پاک کے ثبوت پر اعتراض کا جواب"

اللھم صلی علی سیدنا محمد کما تحب و ترضی لہ اللھم صل علی روح سیدنا محمد فی الارواح الخ اس کے بعد لکھا ہے: حصول زیارت اقدس کے لیے اس سے بہتر صیغہ نہیں (وظیفہ کریمہ ص ۱۷) فائدہ: اول تو یہ درود فی الارواح اور فی الاجساد اور فی القبور والا کہیں صحیح سند سے ثابت نہیں، کتاب "قول البدیع"، مصنفہ امام سخاوی علیہ الرحمہ جس کے حوالے یہ مجدد بھی دیتا ہے کے ص ۳۳ پر اس کے متعلق لکھا ہے لم اقف علی اصلہ الی الان یعنی اس روایت کی اصل آج تک مجھے نہیں ملی۔ اور یہ محدث حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کا بڑا مشہور شاگرد ہے، نیز فی الارواح وغیرہ کے معنی کی تعین کیا ہو گی کیا بغیر ان ارواح وغیرہ کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف نہ بھیجا جائے۔ پھر اس صیغہ کے بہتر ہونے کی کیا دلیل ہے۔ کیا نماز جیسی اعلیٰ واشرف عبادت میں جو حضور علیہ السلام نے خاص درود شریف مقرر فرمایا وہ سب سے افضل نہیں ہے؟ اس پر تمام کا اجماع ہے، پس معلوم ہوا کہ صحیح اور بہتر درود سے گریز کیا گیا ہے، اور ایک غیر معتبر و بے سند درود کو زور کے ساتھ افضل مان لیا گیا ہے۔ (چہل مسئلہ، ص ۲۲، مکتبہ صفدریہ)

"الجواب بعون الملک الوھاب"

واقعی دیوبندیوں پر یہ بات صادق آتی ہے کہ اگر جاہل ہوں گے تو کیا نام نہ ہو گا یہ جہلاء

دیوبند امام اہلسنت کی دشمنی میں اس قدر پاگل ہوگئے ہیں کہ ان کو اپنے بزرگوں کی تحریریں ہی نظر نہیں آتیں بغض اعلیٰ حضرت میں اس قدر مجنون ہوگئے ہیں، کہ ان کو اپنی کتابوں کے مسائل ہی معلوم نہیں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے عناد میں اس قدر دیوانے ہوگئے ہیں کہ ان کو اپنے بزرگوں کے معمولات و وظائف کا ہی علم نہیں۔ واقعی دشمنی، بغض وعناد اتنی بری چیزیں ہیں کہ انسان کو بالکل اندھا کر دیتی ہیں اور یہی ان جہلاء دیوبند کے ساتھ ہوا، ہو رہا ہے اور ہوگا۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے جو درود پاک لکھا ہے وہ بالکل درست ہے کئی بزرگوں نے اس درود پاک کو پڑھنے کی اجازت دی ہے اور اپنی کتابوں میں بیان بھی فرمایا ہے کہ اس درود کے پڑھنے والے کو سرکار علیہ السلام کا دیدار ہوگا۔ میں ابھی صرف ایک بزرگ اور کچھ دیوبندی اکابرین کے حوالے بیان کرنے پر اکتفا کرتا ہوں اگر کسی دیوبندی نے جواب لکھنے کی ہمت کی تو اتنے حوالے دوں گا کہ گھر کا راستہ بھی بھول جائے گا۔

چنانچہ خاتم المحدثین حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کے لیے درود شریف کی مداومت مع طہارت کے، درود کے الفاظ یہ ہیں:

اللھم صل علی محمد و اله وسلم کما تحب و ترضی

اور اس درود کی ہیشگی کے ذریعے سے بھی یہ سعادت حاصل ہوسکتی ہے۔

اللھم صل علی روح محمد فی الارواح

اللھم صل علی جسده فی الاجساد

اللھم صل علی قبره فی القبور

(تاریخ مدینہ مترجم، ص ۳۴۳، شبیر برادر)

مزید ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

اللھم صلی وسلم علی روح محمد فی الارواح

وصل و سلم علی جسده فی الاجساد

و صل و سلم علی قبره فی القبور

امام سخاوی نے در منتظم سے نقل کیا ہے کہ اس طرح آیا ہے جو شخص اس درود شریف کو کثرت سے پڑھے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوگا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے ممتاز ہو، اور آپ کے حوض سے پانی پیئے گا، اور اس پر آگ حرام ہوگی، یہ درود شریف اہل حرمین شریفین میں بہت مستعمل ہے لیکن اس درود شریف میں اس لفظ کا اضافہ کرتے ہیں:

وعلی اسم محمد ای الاسماء

(تاریخ مدینہ مترجم، ص ۳۵۴، شبیر برادرز لاہور)

مصنف چہل مسئلہ اور اس کی تصدیق کرنے والے گکھڑ کے سرفراز گکھڑوی صاحب جس درود پاک کو بے سند کہہ رہے ہیں اور یہ فرما رہے ہیں کہ اس کی کوئی سند نہیں۔

اللہ عزوجل کی تائید دیکھئے اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی کرامت بھی دیکھئے کہ وہی بے سند (بقول دیوبندی) درود، شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ بیان فرما رہے ہیں اور اسی مقصد و مطلب کے لئے بیان فرما رہے ہیں جس مقصد کے لیے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے بیان فرمایا مزید سونے پہ سہاگہ یہ کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اس کو امام سخاوی علیہ الرحمہ سے نقل کرتے ہیں اور امام سخاوی اس درود پاک کی فضیلت کو بھی بیان فرماتے ہیں اور مزید یہ کہ حرمین شریفین کا استعمال بھی بیان فرماتے ہیں۔

اب اس صوفی و نام نہاد محقق اور اس کی تصدیق کرنے والے کو چاہیے کہ وہ ساری لن ترانیاں ان بزرگوں کے لیے بھی بیان فرمائیں جو بغض اعلیٰ حضرت امام اہلسنت میں ان کے قلم سے نکلی

ہیں۔

دیو بندی اکابرین کا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی تائید کرنا:

یہ نام نہاد صوفی و محقق اور اس کی تصدیق کرنے والے سرفراز گکھڑوی صاحب کو اپنے بزرگوں کے وظائف و معمولات کا بھی علم نہیں ہے شاید اس نام نہاد محقق اور اس کی تصدیق کرنے والے سرفراز گکھڑوی نے مولوی زکریا تبلیغی دیوبندی کی کتاب فضائل اعمال (جس کو ہر تبلیغی بغل میں لیے ہوتا ہے) بھی نہیں پڑھی اگر پڑھی ہوتی تو یہ اعتراض کرنے کی جہالت و حماقت کا ارتکاب نہ کرتے جی ہاں مولوی زکریا دیوبندی نے بھی وہی درود پاک اپنی کتاب ''فضائل درود'' میں لکھا ہے جو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے فرمایا ہے اور اس جاہل دیوبندی نے اعتراض کیا ہے۔

(۱) دیوبندی مولوی زکریا صاحب لکھتے ہیں:

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تمنا کونسا مسلمان ایسا ہوگا جس کو نہ ہو، لیکن عشق و محبت کی بقدر اس کی تمنائیں بڑھتی رہتی ہیں اور اکابر و مشائخ نے بہت سے اعمال اور بہت سے درودوں کے متعلق اپنے تجربات تحریر کیے ہیں، کہ ان پر عمل سے سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی، علامہ سخاوی نے قول بدیع میں خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھی ایک ارشاد نقل کیا ہے۔ **من صلی علی روح محمد فی الارواح وعلی جسده فی الاجساد و علی قبره فی القبور.** جو شخص روح محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ارواح میں اور آپ کے جسد اطہر پر بدنوں میں اور آپ کی قبر مبارک پر قبور میں درود بھیجے گا وہ مجھے خواب میں دیکھے گا اور جو مجھے خواب میں دیکھئے گا وہ قیامت میں دیکھے گا اور جو مجھے قیامت میں دیکھے گا میں اس کی سفارش کروں گا، اور جس کی میں سفارش کروں گا وہ میرے حوض سے پانی پیئے گا اور اللہ جل شانہ اس کے بدن کو جہنم پر حرام فرما دیں گے، علامہ سخاوی کہتے ہیں کہ ابو القاسم بستی نے اپنی کتاب میں یہ حدیث نقل کی ہے مگر مجھے اب تک اس کی اصل نہیں ملی۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

جو شخص یہ ارادہ کرے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے وہ یہ درود پڑھے۔

اللھم صل علی محمد کما امرتنا ان نصلی علیه

اللھم صلی علی محمد کما هو اهله

اللھم صلی علی محمد کما تحب وترضی

جو شخص اس درود شریف کو طاق عدد کے موافق پڑھے گا وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کرے گا اور اس پر اس کا اضافہ کرنا چاہیے۔

اللھم صلی علی روح محمد فی الارواح

اللھم صل علی جسد محمد فی الاجساد

اللھم صلی علی قبر محمد فی القبور

(فضائل درود شریف، ص،۶۳، مکتبۃ الشیخ کراچی)

نوٹ! جب یہ حدیث موضوع ہے تو اس کے موضوع ہونے کو بتائے بغیر بیان کرنے والے کا حکم بیان کیا جائے۔

اب اس جاہل صوفی و نام نہاد محقق نے جو الزامات اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر لگائے وہ سب دیوبندی مولوی زکریا پر بھی لگتے ہیں اور پھر مولوی زکریا نے حدیث نقل کی ہے تو سارے اعتراضات معاذ اللہ کس پر ہوئے کوئی دیوبندی تو جواب دے بولے قلم کو حرکت دے مجھے علم ہے کہ اب دیوبندی قلم خشک ہو گیا ہے کہ اگر لکھتے ہیں تو دونوں میں سے کسی ایک کو جاہل ضرور لکھنا پڑھے گا، ایک اور حوالہ بھی دیکھ لیجئے۔

(۲) دیوبندیوں کا یہی مولوی زکریا تبلیغی دیوبندی کا خلیفہ صوفی اقبال دیوبندی اپنی ایک کتاب میں یہی درود لکھتا ہے:

اللھم صل علی روح محمد فی الارواح

وصل علی جسد محمد فی الاجساد

اللھم صل علی قبر محمد فی القبور

(العطور المجموعہ فی ذکر النبی الحبیب (ابتدائی صفحہ) ناشر مجلس صیانۃ المسلمین لاہور)

ایک اور حوالہ بھی دیکھ لیجئے۔

(۳) دیوبندیوں کے مفتی عبدالروف صاحب لکھتے ہیں:

حضور کی زیارت: **اللھم صل علی روح محمد فی الارواح وصل علی جسد محمد فی الاجساد اللھم صل علی قبر محمد فی القبور**

جو شخص یہ درود شریف پڑھے گا اس کو خواب میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوگی۔

(درود وسلام کا حسین مجموعہ، ص،۵، مکتبہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

ایک اور حوالہ بھی دیکھ لیجئے جو کہ اس دیوبندی اور اس کی تصدیق کرنے والے کی جہالت کو واضح کردے گا۔

(۴) دیوبندیوں کے مولوی محمد یوسف لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:

حمد وصلوۃ کی بعد عرض ہے کہ شیخ مخدوم محمد ہاشم سندھی علیہ الرحمہ کا ایک فارسی رسالہ ہے ذریعۃ الوصول الی جناب الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس میں درود شریف کے وہ الفاظ جمع فرمائے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صحابہ وتابعین سے اور دیگر اکابر امت سے منقول ہیں۔ (ذریعۃ الوصول الی جناب الرسول، ص،۸۷، مکتبہ لدھیانوی)

اس حوالے سے بالکل واضح ہے کہ اس کتاب میں جتنے بھی درود شریف ہیں وہ یا تو سرکار علیہ السلام سے ثابت ہیں یا صحابہ وتابعین سے یا پھر اکابر امت سے ثابت ہیں۔

دیوبندیوں کے مولوی یوسف لدھیانوی صاحب وہی درود پاک نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں (جس کے پڑھنے کا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے ارشاد فرمایا تو مصنف چہل مسئلہ اور اس کی تصدیق کرنے والے دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی کو تکلیف ہوئی اور اعتراض جڑ دیا)

اللھم صلی علی محمد کما امرتنا ان نصلی علیه

اللھم صلی علی محمد کما ھو اھله

اللھم صلی علی محمد کما تحب و ترضی له

اللھم صل علی روح محمد فی الارواح

اللھم صلی علی جسد محمد فی الاجساد

اللھم صل علی قبر محمد فی القبور

(مناجات مقبول مع ذریعۃ الوصول الی جناب الرسول، ص،۱۴۱، مکتبہ لدھیانوی)

قارئین! دیکھئے یہ جہلائے دیوبند اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی دشمنی میں کس قدر آگے بڑھ گئے ہیں کہ بزرگوں پر بھی اعتراض کرنے سے باز نہیں آتے، جب بقول مولوی یوسف لدھیانوی دیوبندی کے یہ درود پاک یا تو سرکار علیہ السلام سے ثابت ہے یا دیگر اکابر امت سے تو اس نام نہاد محقق کا اعتراض کس پر ہوگا۔؟ ان نام نہاد محققوں کو چاہیے کہ جتنے بھی الزامات اعلی حضرت امام اہلسنت پر عائد کیے ہیں، وہ تمام الزامات اکابرین امت اور دیوبندی علماء سے کریں جو جواب ملے وہی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی طرف سے قبول کرلیں نیز اس جاہل کو امام سخاوی کے قول ''لم اقف علی اصله الی الان'' کا مطلب کوئی دیوبندی ہی بیان کردے۔

دیوبندیو! ہوش کے ناخن لو اور اس الزام تراشی سے باز آجاؤ ورنہ......

☆☆☆☆☆..............☆☆☆☆☆

''اس درود کو بہتر کہنے پر اعتراض کا جواب''

یہ دیوبندی دیکھتا نہیں، اور دیکھے بھی کیسے، ہوا جو گنگوہی کی طرح اور سوچتا بھی نہیں اور سوچے بھی کیسے کہ سوچنے کا تعلق عقل کے ساتھ ہے اور یہ عقل کا سودا کر چکا ہے اور نہ ہی یہ اپنے دیوبندی اکابرین کی کتابیں پڑھتا ہے اور پڑھے بھی کیسے اس کے لیے علم درکار ہے، اور یہ نرا جاہل کا جاہل لیکن تعجب تو دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت پر ہے جن کو ۵۵ سال کتب پڑھاتے ہوئے ہو گئے لیکن اپنے بزرگوں بلکہ اپنے استاذ حسین احمد ٹانڈوی کی کتابوں سے بھی جاہل ہے ایسا لگتا ہے کہ سرفراز گکھڑوی نے مصنف چہل مسئلہ کی بن دیکھے تصدیق کر دی اگر اس کو ایک مرتبہ بغور پڑھ لیتے تو اس کی تصدیق کرنے اور چھپوانے کی جسارت نہ کرتے لیکن کوئی تعجب بھی نہیں کہ بغور مطالعہ فرمانے کے بعد ہی تصدیق کی ہو کیونکہ دیوبندی جو ٹھہرے اور دیوبندیوں کے بارے میں مشہور ہے بولتے ہیں لیکن سمجھتے نہیں سرفراز صاحب نے بھی تصدیق تو کر دی وہی تصدیق ان کے گلے میں اٹک گئی جن جہالتوں کا ارتکاب مصنف چہل مسئلہ نے کیا وہ ساری جہالتیں سرفراز گکھڑوی کی گردن میں ایسی اٹکیں نہ نگل سکتے ہیں نہ اگل سکتے ہیں بہر حال میں عرض کر رہا تھا کہ یہ دیوبندی اپنے بزرگوں کی کتب سے بالکل نابلد ہیں ورنہ اس طرح کا اعتراض نہ کرتے یعنی یہ نہ کہتے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے اس درود پاک کو بہتر ارشاد فرمایا ہے، اس دورد پاک کے فضائل وسند آپ ماقبل میں پڑھ چکے ہیں اب اس کو بہتر کہنے کا جواب بھی سن لیجئے، چنانچہ مصنف چہل مسئلہ اور اس کی تصدیق کرنے والے سرفراز گکھڑوی دیوبندی کی نجات جن کی پیروی پر موقوف ہے اور جس کی مخالفت دیوبندیوں کے نزدیک اللہ اور رسول کی مخالفت ہے میری مراد دیوبندیوں کے غوث اعظم رشید احمد گنگوہی صاحب کا قول اپنی تائید میں دیوبندیوں کے شیخ ٹانڈہ (سرفراز گکھڑوی کے استاذ) جنہوں نے گالیوں میں پی ایچ ڈی کی ہوئی تھی (اگر یقین نہ آئے تو کتاب الشہاب الثاقب پڑھ لیں) جناب حسین احمد ٹانڈوی صاحب نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اشتغال مراقبہ وذکر وادائے صلوۃ الضحی وتلاوت قرآن سے بہت خوشی ہوئی اللہ روز افزوں ترقی عطا فرمائے دلائل الخیرات بھی مجموعہ صلوۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اگر اس کا ورد ہو تو بہتر ہے مگر سب سے بہتر یہ ہے کہ مندرجہ ذیل درود شریف کا بمقدار معین ایک سو بار یا اس سے زائد ورد رکھیں۔

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد وآلہ وصحبہ و بارک وسلم کما تحب و ترضی عدد ماتحب و ترضی حضرت قطب عالم گنگوہی اس کو جملہ صیغے درود شریف پر ترجیح دیتے تھے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام، جلد۲، مکتوب نمبر۲۲، ص۸۳، مجلس یادگار شیخ الاسلام)

ناظرین کی توجہ ٹانڈوی کے اس جملے ''مگر سب سے بہتر یہ ہے کہ مندرجہ ذیل درود شریف کا ورد رکھیں'' کی طرف اور گنگوہی کے اس فعل کی طرف کہ ''اس کو جملہ صیغے درود پر ترجیح دیتے'' کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں اور ساتھ ہی ساتھ یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان جہلاء کے نزدیک تو صرف نماز والا درود شریف ہی بہتر جبکہ ٹانڈوی و گنگوہی صاحب کے نزدیک تو بجائے نماز والے درود پاک کے یہ والا درود (جو اوپر لکھا ہے از ناقل) سب سے بہتر ہے۔ اور اس درود کو دیگر درودں پر ترجیح دیتے ہیں جب ٹانڈوی صاحب کے نزدیک یہ والا درود سب سے بہتر ہے تو نماز والا غیر بہتر ہوگا۔ اب وہ تمام الزامات جو مصنف چہل مسئلہ نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر لگائے ہیں وہ سب کے سب ٹانڈوی و گنگوہی پر لگتے ہیں۔

مصنف چہل مسئلہ کے لیے دوہری مصیبت:

مصنف چہل مسئلہ کے لیے یہ اعتراض کرنا بہت بڑی مصیبت کا سبب بن گیا ہے کیونکہ اگر نماز والے درود پاک کو بہتر نہیں مانتا تو سرکار علیہ السلام کی مخالفت لازم آتی ہے کیونکہ بقول اس کے نماز والا درود سرکار علیہ السلام نے مقرر فرمایا ہے اور وہ افضل ہے۔ اور اگر گنگوہی صاحب کے

بتائے ہوئے درود کو بہتر نہیں مانتا تو بچارے کی نجات مشکل کیونکہ ان کی نجات تو گنگوہی کے اتباع پر موقوف اور یہ اس کی مخالفت کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اللہ اور رسول کی مخالفت کا طوق بھی اپنے گلے میں سجاتا ہے کیونکہ دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی صاحب کا مخالف اللہ اور رسول کا مخالف ہے، چنانچہ اب مصنف چہل مسئلہ والے کو چاہیے کہ نماز والے درود کے غیر افضل ہونے کا قائل ہوجائے کیونکہ اس میں تو صرف سرکار علیہ السلام کی مخالفت لازم آتی ہے جب کہ دوسری صورت میں گنگوہی صاحب اور اللہ ورسول کی مخالفت لازم آئے گی۔ یہ ہوتا ہے انجام اہل حق کے خلاف بولنے کا کہ آدمی نہ ادھر کا رہتا ہے نہ ادھر کا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

عجب کچھ پھیر میں ہے سینہ والا حبیب وداماں کا
جو یہ ٹانکا تو وہ ادھڑا جو وہ ٹانکا تو یہ ادھڑا

☆☆☆☆☆..................☆☆☆☆☆

''سرکار علیہ السلام سے ثابت الفاظ پر زیادتی کرنے پر اعتراض کا جواب''

تنبیہ: اوپر دو مثالوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح مخالفت کا ذکر ہوا ہے ایک میں سات بار کی بجائے دس بار کو افضل کہنا، دوسرا غیر ثابت درود کو صحیح وثابت، دورد سے اعلیٰ ماننا اب ان کے علاوہ تین مثالیں اور دی جاتی ہیں، جن میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم علیہ افضل التحیات والتسلیمات کے الفاظ مبارکہ پر زیادتی کی گئی ہے، وظیفہ کریمہ ص۱۸ **اللھم ما اصبح من نعمته ...... ولک الشکر** فقیر اس کے بعد **لا الٰه الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین** زیادہ کرتا ہے۔

فائدہ: یہ اصل دعاء مشکوۃ شریف کتاب الدعوات میں بروایت ابوداؤد موجود ہے۔

کتاب مذکورہ بالا صفحہ۰ا **سید الاستغفار ، اللھم انت ربی ...... الا انت** کہہ کر کہا ہے، فقیر اس کے بعد اتنا زائد کرتا ہے۔ ''**واغفر لکل مومن و مومنة**'' یہ اصل وظیفہ ''سید الاستغفار'' بروایت بخاری، مشکوۃ باب الاستغفار'' میں موجود ہے، اس وظیفہ کا نام خود جناب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ''سید الاستغفار'' رکھا، اب بتلاؤ کہ حضور علیہ السلام کے مبارک الفاظ پر بڑھانا (خواہ بڑھائے گئے الفاظ کے معنی صحیح بھی ہوں) کس

قدر جرم ہے، اس طرح تو ہر ایک آدمی جو چاہے بڑھا دیا کرے، صاحب وحی علیہ السلام کے مبارک کلمات کی کیا قدر رہے گی،

(چہل مسئلہ، ص،۲۳،۲۴، مکتبہ صفدریہ)

نوٹ: اس پر کچھ دلائل ہم ماقبل میں دے چکے ہیں بقیہ حاضر ہیں۔

''الجواب بعون الملک الوھاب''

ان جہلاء دیوبند کا مبلغ علمی تو آپ نے دیکھا اور مزید آگے بھی دیکھیں گے ان کو نہ تو بزرگوں کی کتابوں کا علم اور نہ ہی دیوبندی اکابرین کی کتب کا علم بس بغض اعلیٰ حضرت امام اہلسنت میں نہ جانے کیا کیا ہانکتے ہیں، علم نام کی کوئی چیز نہیں جہالت کوٹ کوٹ کر بھری ہے مسئلے کی تحقیق کا شعور نہیں پھر اتنی بھی عقل نہیں کہ اپنے ہی بزرگوں کی کتابوں کو دیکھ لیں بہر حال مصنف چہل مسئلہ نے جو اعتراض کیا ہے کہ سرکار علیہ السلام کے الفاظ پر زیادتی کرنا سرکار علیہ السلام کی مخالفت کرنا ہے اور یہ جرم ہے اور سرکار علیہ السلام کے الفاظ مبارک کی کیا قدر ہوگی وغیرہ وغیرہ یہ سب اس کے اپنے گندے ذہن کی اختراع ہے ورنہ اکابرین امت بالعموم اور دیوبندی علماء بالخصوص سرکار علیہ السلام کے الفاظ مبارکہ پر زیادتی کو جائز کہتے ہیں اگر یہ سرکار علیہ السلام کی مخالفت ہے تو جائز کیوں اور اس کے مجرم علماء دیوبند کیوں نہیں اور ان پر سرکار علیہ السلام کے الفاظ مبارک کی قدر کا اعتراض کیوں نہیں، سچ کہا ہے کسی نے عقل ہوتی تو دیوبندی نہ ہوتے۔

دیوبندیوں کے غوث اعظم اور مصنف چہل مسئلہ کی جہالت:

دیوبندیوں کے مفتی محمود حسن گنگوہی کے ملفوظات میں لکھا ہے:

تذکرۃ الرشید ج ۲: ص۲۹۱ میں ہے کہ حضرت گنگوہی ۔۔ سے مولانا ولایت حسین صاحب نے سوال کیا کہ نماز کے درود شریف میں لفظ سیدنا ملانا چاہیے یا نہیں۔

مولوی محمود حسن صاحب جواب میں کہتے ہیں:

حضرت (گنگوہی از ناقل) نے فرمایا: ہاں۔

مزید کہتے ہیں:

مولوی صاحب نے عرض کیا کسی روایت میں لفظ سیدنا پایا نہیں گیا، حضرت امام ربانی۔۔ نے فرمایا کہ اگر چہ جناب رسول اللہ ﷺ نے لفظ سیدنا نہ فرمایا ہو مگر ہمیں یہی لائق ہے کہ لفظ سیدنا ملائیں اسی طرح شامی ج ا:ص ۳۴۵ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے مبارک نام کے ساتھ لفظ سیدنا بڑھا دینا مستحب وافضل ہے۔

آگے سوال میں ہے:

علی ہذا حضرت تھانوی۔۔ نے بھی لکھا ہے کہ درود شریف میں لفظ سیدنا اور صحبہ کا اضافہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ضرور کر لیں۔

(ملفوظات فقیہ الامت، ص، ۳۱۸، مکتبہ دار النعیم لاہور)

میں ان تمام جہلاء دیوبند سے پوچھتا ہوں کہ جن کی اتباع پر تمہاری نجات موقوف ہے اور جن کی مخالفت تمہارے نزدیک اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت ہے، جن کی زبان سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا تھا وہ یعنی گنگوہی صاحب تو فرما رہے ہیں کہ اگر چہ سرکار ﷺ نے لفظ سیدنا نہیں فرمایا پھر بھی ہمیں یہی لائق کہ سیدنا کا اضافہ کریں لہذا جناب جہالت سے سرشار اپنے غوث اعظم کے بارے میں کیا کہو گے اور ان کے بارے میں کیا فتوی صادر کرو گے اور ساتھ ہی ساتھ اشرفعلی تھانوی کو۔۔۔ کے کس کنویں میں پھینکو گے، کیا وہ تمام فتوے جو بغض اعلی حضرت امام اہلسنت میں آپ کے قلم سے صادر ہوئے ان کے مصداق گنگوہی وتھانوی نہیں ہوں گے ہوں گے اور ضرور ہوں گے ہم پر اعتراض کرنے سے پہلے اپنے بزرگوں کو۔۔۔۔ میں جانے سے بچاؤ اور ہمارا خیال دل سے نکال دو۔

کیا یہ سارے سرکار علیہ السلام کے مخالف ہیں؟

تمام مسلمان جانتے ہیں کہ نماز میں سرکار علیہ السلام نے جو درود پاک سکھایا ہے وہ یہ ہے۔ **اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم** ...... اس میں سیدنا کا اضافہ نہیں جب کہ اکابرین امت اور خود دیوبندی علماء اس لفظ کو بڑھانے کی اجازت دیتے ہیں۔

دیوبندیوں کے شیخ الحدیث عبدالحق صاحب لکھتے ہیں:

درود شریف میں لفظ سیدنا کا اضافہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(فتاویٰ حقانیہ، جلد ۲، ص، ۱۰۰)

اب یہ دیوبندی بتائیں کہ تقریبا تمام فقہاء سیدنا کے اضافے کا ارشاد فرماتے ہیں اگر سرکار علیہ السلام کے الفاظ میں زیادتی پر وہ جرم عائد ہوتے ہیں جو اس نام نہاد محقق وصوفی نے کہا ہے تو پھر سب فقہاء بالعموم اور دیوبندی علماء بالخصوص ان تمام جرائم کے مرتکب ہیں ان شاء اللہ وقت آنے پر ہم سب حوالے ضرور دیں گے۔ آیئے ایک اور حوالہ بھی دیکھ لیجئے۔

دیوبندیوں کے مفتی رضاء الحق دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

والدرجة الرفيعة اور وارزقنا شفاعته يوم القيامة کا ثبوت نہیں۔ ہاں آخر میں۔ انک لا تخلف المعياد بیہقی کی روایت میں آیا ہے کذا فی الشامی پس غیر ثابت الفاظ نہیں پڑھنا چاہیے لیکن اگر کوئی شخص اس اعتقاد کے ساتھ کہ یہ الفاظ ثابت نہیں ہیں پڑھ لے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(فتاویٰ دار العلوم زکریا، ص، ۹۰، زمزم پبلیشر)

جب'' والدرجة الرفيعة اور وارزقنا شفاعته يوم القيامة''کی زیادتی ثابت نہیں تو پھر اس کے پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں دیوبندیوں کو کیوں ہضم ہوگیا، اگر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الفاظ کی زیادتی کریں تو دیوبندی ملا جرم کے ساتھ ساتھ نہ جانے کیا کیا کہیں، اور اگر

الفاظ میں زیادتی کے بارے میں کوئی دیوبندی مفتی کہے تو کسی کے لب کو جنبش نہ ہو کسی کے قلم میں حرکت نہ آئے سب کے سب دیوبندی گونگے بہرے اندھے بن جائیں کیا یہ درست ہے اگر دیوبندی علماء پر فتویٰ نہیں لگتا تو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سے بغض وعناد کیوں ایک اور حوالہ بھی دیکھ لیجئے۔

دیوبندیوں کے مفتی نجم الحسن صاحب لکھتے ہیں:

البتہ والدرجة الرفیعة اور وارزقنا شفاعته یوم القیامة کے الفاظ جو عوام الناس کے ہیں اس دعاء وسیلہ میں مشہور ہیں حضرات محدثین کرام کے نزدیک ان الفاظ کی کوئی اصل نہیں لیکن دعاء وسیلہ کے آخر میں اگر کوئی ان الفاظ کی زیادتی کرے تو گنجائش ہے۔

(نجم الفتاویٰ، جلد۲، ص ۲۵۲)

اس دیوبندی مفتی نے تو بغیر کسی قید کے اجازت دے دی اگر یہ زیادتی حدیث سے ثابت نہیں تو یہ دیوبندی اس کی اجازت دے کر مجرم ہوا یا نہیں بہر حال فیصلہ قارئین پر ہے حیاء والے کے لیے اتنا کافی ہوتا ہے اور بے حیاء کے بارے میں سرکار کا فرمان کافی ووافی ان لم تستح فاصنع ماشئت دیوبندی تابوت میں آخری کیل ٹھوک کر اس جواب کو ختم کرتا ہوں۔

دیوبندی تابوت میں آخری کیل:

چنانچہ دیوبندیوں کے مفتی اعظم پاکستان رفیع عثمانی صاحب یہ "جو الفاظ حدیث سے ثابت نہ ہوں دعاؤں میں ان الفاظ کا اضافہ کرنا" ہیڈنگ دے کر سوال وجواب لکھتے ہیں:

سوال (۴۴۶): زید بعد نماز فرض یہ دعا پڑھتا ہے، اللھم انت السلام ومنك السلام والیك یرجع السلام حینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام تبارك وتعالیت یا ذوالجلال والاکرام۔ بکر نے کسی کو مصیبت وپریشانی کے وقت یہ دعا پڑھنے کو بتائی ہے، (۲) یا الله، یا رحمن، یا رحیم، یا حی یا قیوم برحمتك استغیث اور کسی خدشے اور خطرے کے

وقت یہ (۳) حسبنا الله ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر، لیکن خالد کہتا ہے کہ دعا (۱۔۲) میں الفاظ خط کشیدہ اس موقع کی مسنون دعا میں اضافہ ہے، اس لیے صرف مسنون وماثور الفاظ پر اکتفا کرنا چاہیے اس میں اضافہ کرنا ٹھیک نہیں، دعا نمبر۳، کے متعلق بھی وہ کہتا ہے کہ اس موقع کے جو الفاظ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے منقول ہیں ان میں نعم المولیٰ و نعم النصیر کسی روایت سے منقول نہیں، البتہ ایک روایت میں علی الله توکلنا ہیں، اس لیے سوائے ان کے کسی اور لفظ کا اضافہ ٹھیک نہیں، بخلاف راشد کے، کہتا ہے کہ تینوں دعاؤں کو زید وبکر کے بتائے ہوئے الفاظ پڑھنے میں ادعیہ مسنونہ میں کوئی اضافہ نہیں آتا اور ان میں کسی قسم کا مضائقہ نہیں۔

جواب۔ مذکورہ تینوں دعاؤں میں جو الفاظ لکھے گئے ہیں ان کا پڑھنا بلا کراہت جائز ہے، بشرطیکہ ان الفاظ کو ضروری نہ سمجھے اور جو الفاظ احادیث سے ثابت نہیں ان کو ثابت بالحدیث نہ کہے، جواز کی وجہ یہ ہے کہ دعا مانگنے کے لیے الفاظ ماثورہ کی پابندی ضروری نہیں، اسی لیے عربی کے علاوہ دوسری زبانوں میں بھی دعا بلا کراہت جائز ہے، البتہ جس مقصود کی درخواست اللہ تعالیٰ سے کرنی ہے اس کو ادا کرنے کے لیے ادعیہ ماثورہ مل جائیں تو بلاشبہ ادعیہ ماثورہ زیادہ باعث برکت ہیں۔

(فتاویٰ دارالعلوم کراچی، جلد اول، ص ۳۹۴)

اب تو دیوبندیوں کو کچھ شرم کرنی چاہئے۔

☆☆☆☆☆..................☆☆☆☆☆

"سنتوں کی رخصت پر اعتراض کا جواب"

بحمد اللہ میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جس میں فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ سنتیں بھی ایسے شخص کو معاف ہیں، لیکن الحمد للہ سنتیں کبھی نہ چھوڑیں نفل البتہ اسی روز سے چھوڑ دیئے ہیں۔ (ملفوظات ص ۵۰، حصہ چہارم) اب بتاؤ کہ کس جگہ فقہاء کرام نے دائما (مؤکدہ) سنتیں چھوڑنے کی اجازت دی ہے)

(چہل مسئلہ، ص ۲۴، مکتبہ صفدریہ)

"الجواب بعون الملک الوھاب"

ان جہلا دیوبند کو علم سے کیا نسبت یہ تو پیدائشی ہی جاہل اور سنوں کے مخالف ہوتے ہیں اور کوئی بھی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے بلکہ جان بوجھ کر بزرگوں پر تہمت بہتان اور طرح طرح کے اعتراضات کے لیے پیش پیش ہوتے ہیں۔ان کو اتنا بھی علم نہیں ہوتا کہ ہمارا یہ اعتراض کن کن بزرگوں پر ہوگا۔ان علم کے کوروں کو تو اپنے دیوبندی بزرگوں کی کتابوں کا بھی علم نہیں ہو لیکن بغض اہلسنت و جماعت سنی بریلوی وبغض اعلیٰ حضرت امام اہلسنت میں اس قدر حد سے بڑھ جاتے ہیں کہ اپنے بزرگوں کی تحقیقات کو بھی رد کر دیتے ہیں۔

بہر حال اس علم سے کورے اور اس کی تصدیق کرنے والے سرفراز گکھڑوی نے اعلیٰ حضرت پر بلاوجہ کا اور فضول اعتراض کیا ہے، اور اپنی کم علمی کا ثبوت دیا ہے، اعلیٰ حضرت نے فرمایا تھا کہ " میں اپنی وہ حالت پاتا ہوں جس میں سنتیں معاف ہوتی ہیں" بے شک اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی ایسی ہی حالت تھی کہ جس میں فقہاء امت نے سنتیں چھوڑنے کو جائز قرار دیا ہے۔

چنانچہ علامہ شامی علیہ الرحمہ فتاویٰ شامی میں فرماتے ہیں۔

انہ یترکھا وقت اشتغالہ بالفتاوی لاجل حاجة الناس المجتمعین علیه وینبغی انه یصلیها اذا فرغ فی الواقت

(فتاوی شامی، جلد ۲، ص ۵۴۹، دار المعرفہ بیروت)

قارئین آپ نے پڑھا کہ علامہ شامی علیہ الرحمہ نے واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ مفتی سنتوں کو چھوڑ سکتا ہے ہاں اگر وقت کے اندر مصروفیت ختم ہو جائے تو پڑھ لے یہ فرص وواجب نہیں بلکہ صرف مناسب ہے کیونکہ علامہ شامی نے ینبغی کا لفظ استعمال کیا ہے جو کہ علماء دیوبند کے نزدیک بھی مناسب ہی کے لیے آتا ہے ضروری کے لیے نہیں آتا

دیوبندیوں کے خلیل احمد انبیٹھوی صاحب لکھتے ہیں:

لفظ لایؤذن فی المسجد لفظ ینبغی کے نیچے داخل ہے اس سے واضح ہے کہ حدود مسجد میں خواہ مسقّف ہو یا غیر مسقّف یا فنائے مسجد، اذان دینا مناسب نہیں ہے۔

مزید لکھتے ہیں:

بالجملہ ان دونوں عبارتوں سے جمعہ کی اذان اول اور اذان پنج وقتہ کے متعلق اس قدر ثابت ہوا کہ سارے پر یا حدود مسجد سے خارج ہونا مناسب ہے

(رسالہ یادگار اکابر ۲۰۱۶ء، ص ۳۳۰، مکتبہ رشیدیہ کراچی)

دیوبندی خلیل احمد نے بھی ینبغی سے مناسب کا مطلب اخذ کیا ہے اور فتاویٰ شامی کی عبادت کا مطلب بھی فقط اتنا ہے کہ جب وقت کے اندر فارغ ہو جائے تو مناسب ہے کہ سنتیں بڑھ لے اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے جس کو دیوبندی بھی مانتے ہیں جسے ظہر کی پہلے چار رکعتیں سنت کا وقت نکل گیا تو بعد میں وہ نکلی ہوئی سنتیں اب پڑھنا بہتر ہے فرض وواجب نہیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی حالت ایسی تھی کہ بالکل ہی فرصت نہ تھی وقت کے اندر بھی پڑھنے کی فرصت نہ تھی لیکن اس کے باوجود بھی پڑھتے تھے ان جہلاء دیوبند کو نظر تو آتا نہیں کیونکہ ہوئے جو گنگوہی کی طرح حالانکہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فرماتے ہیں ایسی حالت تھی پھر بھی نہ چھوڑیں۔

ہوسکتا ہے کہ دیوبندیوں کو علامہ شامی کا فتویٰ پسند نہ آئے اور اس کو رد کر دیں اور یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے میں دیوبندیوں ہی کی کتابوں سے حوالے عرض کئے دیتا ہوں تاکہ ان جہلائے دیوبند کو اپنے گھر کی بھی کتابوں کا کچھ پتہ چل جائے اور اپنے علماء کی تحقیقات کا بھی علم ہو جائے۔

دیوبندیوں کی جن کے پاؤں دھوکہ کر پینے میں نجات ہے، اشرفعلی تھانوی صاحب کے مصدقہ فتاویٰ کا مجموعہ "امداد الاحکام" میں لکھا ہے۔

طالبِ علم یا قاضی یا مفتی کو سنتِ فجر کے سوا دیگر سنن رواتب کا ترک وقت اشتغال بالعلم یا بالقضاء والفتویٰ جائز ہے لیکن اگر وقتِ صلوۃ میں درس وفتویٰ وقضاء سے فارغ ہو جائے تو سنن کا بجالانا ضروری ہے۔

لا یجوز ترکھا الی سنة الفجر العالم صار مرجعا فی الفتویٰ بخلاف باقی السنن فلو ترکھا لحاجة الناس الی فتویٰ اه قال الشامی معناه انه یترک وقت اشتغاله بالافتاء لاجل الناس.

(امداد الاحکام جلد اول، ص،۶۱۰، مکتبہ دار العلوم کراچی)

ناظرین تعجب ہے ان جہلا پر کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے تو صرف مفتی کے بارے میں ارشاد فرمایا اور یہ اعلیٰ حضرت پر اعتراض کرتے ہیں لیکن تھانوی صاحب کے مصدقہ فتاویٰ میں تو طالب العلم وقاضی بھی ساتھ ہیں اور تھانوی کے مفتی کہتے ہیں کہ ان کو بھی فجر کے علاوہ سنتیں چھوڑ نا جائز ہیں۔

اب جہلاء دیوبند نے جتنی بھی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر بکواس کی ہے (صرف یہاں ہی نہیں بلکہ کئی کتابوں میں) وہ تو ساری کی ساری دیوبندی اشرفعلی تھانوی اور اس کے گروہ کے مفتیوں کو ایصال کر سکتے ہیں، میں ان جہلائے دیوبند سے کہتا ہیں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر بکواس کرنے سے پہلے اپنے علماء کی تحریریں اور فتاویٰ جات تو ضرور پڑھ لیا کریں ورنہ یہی ہوگا، باقی تھانوی گروہ کے مفتیوں کا یہ کہنا کہ ''اگر وقت میں فارغ ہو جائے تو سنن بجالانا ضروری ہے'' اگرچہ اس کو ضروری کہنا جہالت ہے (جیسا کہ ہم ماقبل بیان کر چکے) پھر بھی اس کا سیدھا سادہ مفہوم مخالف یہ ہے کہ اگر وقت ہی نہ ملے تو پڑھنا ضروری نہیں ہیں، جیسا کہ خود علامہ شامی علیہ الرحمہ نے بھی فی الوقت کی قید لگائی ہے، اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے بھی یہی فرمایا تھا کہ وقت ہی نہیں ہے جب وقت ہے ہی نہیں تو پھر معاف نہ ہوئیں تو کیا ہوا،

بحمد للہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فقہ کی تمام جزئیات کو جاننے والے تھے، اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت ماہر فی الفقہ تھے

جیسا کہ خود دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی نے اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ ایک دیوبندی مولوی سرفراز گکھڑوی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

ایک مرتبہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کے بارے میں گفتگو ہوئی تو فرمایا کہ وہ علم حدیث میں کمزور تھے، لیکن باقی علوم کے ماہر تھے۔

(ماہنامہ الشریعہ خصوصی اشاعت بیاد امام اہلسنت جولائی تا اکتوبر ۲۰۰۹، ص،۳۶۰)

یہ اس دیوبندی مولوی کی کورچشمی ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے بارے میں حدیث میں کمزور ہونے کا کہا ورنہ آپ کا ماہر فی الحدیث ہونا آپ کی کتابوں سے ظاہر ہے، لیکن الفضل ما شہدت بہ الاعداء اس دیوبندی نے باقی علوم میں جن میں فقہ بھی ہے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو ماہر لکھا ہے، تو جب تمہارے ابا کے نزدیک اعلیٰ حضرت ماہر فی الفقہ تھے اور اعلیٰ حضرت نے فقہ کا ہی ایک مسئلہ بیان فرمایا ہے تو تم لوگوں کو درد یا تکلیف کیوں ہوئی۔

ایک اور دیوبندی لکھتا ہے۔

فقہاء نے لکھا تھا کہ فتوؤں کی مصروفیت کے باعث وہ انہیں وقتی طور پر چھوڑ سکتا ہے لیکن فرصت ہونے پر وقت کے اندر اندر پھر پڑھ لے۔

(رضا خانی فقہ، ص،۲۱، کتب خانہ قادریہ (دیوبندیہ از فاقل)

یہ کتاب ہماری معلومات کے اعتبار سے کذاب زمانہ دیوبندیوں کے بہت بڑے علامہ خالد محمود کی ہے بھلے اس پر نام کسی اسلم دیوبندی کا ہے بہر حال اس دیوبندی نے بھی تسلیم کیا ہے کہ فقہاء نے سنتیں چھوڑنے کی رخصت دی ہے اگر وقت کے اندر فرصت ہو تو پڑھ لے لیکن اگر فرصیت نہ ہو تو سیدھی سادھی بات ہے کہ رخصت ہے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مرجع خلائق ہونے

کی وجہ سے اپنی ایسی ہی حالت پاتے تھے کہ جس میں آپ کے لیے سنتوں کی رخصت تھی لیکن یہ دیوبندی بلاوجہ اعتراض کرتے اور منہ کی کھاتے ہیں۔

ہم نے فتاویٰ شامی اور دیوبندیوں کے گھر کے دو حوالوں سے ثابت کر دیا ہے کہ فقہاء کرام مفتی، قاضی و طالب علم کو بھی رخصت دیتے ہیں جب فقہاء نے رخصت دی ہے تو یہ دیوبندی بغض اعلیٰ حضرت امام اہلسنت میں فقہاء کرام پر اعتراض کرتے ہیں اور اپنے دینی بھائی غیر مقلدین کی پشت پناہی کرتے ہیں۔

ہوسکتا ہے کوئی دیوبندی یہ کہے کہ اعلی حضرت امام اہلسنت نفل نہ پڑھتے تھے جیسا کہ انہوں نے خود کہا، تو ایسے دیوبندی کو پہلے اپنے گھر کی خبر لینی چاہئے چنانچہ دیوبندی مولوی مناظر احسن گیلانی صاحب اپنے نانوتوی کے بارے میں لکھتے ہیں:

یہاں اجمالی اندازہ کے لئے اتنی بات کافی ہوسکتی ہے کہ فرض و واجب تو نہیں لیکن اس قسم کی نمازیں جیسے چاشت و اشراق وغیرہ نفلی نمازوں کا حال بالاتفاق تقریباً تواتر کے رنگ میں لوگوں سے یہ روایتیں نقل کی جاتی ہیں کہ دوسروں کے خیال سے آپ ان نفلی نمازوں کو بھی ترک کرتے تھے حالانکہ آپ کے شبابہ یوم کے مشاغل میں یہ نمازیں شریک تھیں۔

(سوانح قاسمی، جلد، اول، ص، ۴۶۳، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

اگر نانوتوی نفل نمازیں لوگوں کی وجہ سے چھوڑ دے تو کسی دیوبندی کی طرف سے کوئی اعتراض نہ ہوا اگر اعلی حضرت بے حد مصروفیت کی وجہ سے چھوڑ دیں تو سب دین کے ٹھیکیدار بن کر اعتراض شروع کر دیں کیوں۔

”سنت مستحبہ چھوڑنے پر اعتراض کا جواب“

بلکہ ایک جگہ لکھا ہے کہ تارکِ سنت گنہگار نہ ہوگا۔ سوال و جواب کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

عرض: جس شہر کے لوگوں میں سے ایک بھی ولیمہ نہ کرتا ہو بلکہ نکاح سے پہلے اول روز جیسا رواج ہے کھلا دیتا ہو تو

ان سب کے لیے کیا حکم ہے۔ **ارشاد:** تارکان سنت ہیں مگر سنن مستحبہ سے ہے، تارک گنہگار نہ ہوگا اگر اسے حق جانے۔ **ملفوظات** صفحہ ۴۴ حصہ اول) (چہل مسئلہ، ص، ۲۵، مکتبہ صفدریہ)

”الجواب بعون الملک الوھاب“

اس دیوبندی جاہل نے پہلے مسئلے سے جو قسم کھائی ہے کہ عوام کو دھوکہ دینا ہے اور صحیح مسئلے پر بھی اعتراض کر کے دیوبندی مذہب کا نام روشن کرنا ہے ابھی تک اپنی اسی روش پر قائم ہے اور ذرا بھر بھی اس طریقہ سے آگے پیچھے نہیں ہوا اولیٰ کا طالب علم بھی اتنا جاہل نہیں ہوگا جتنا مصنف چہل مسئلہ ہے اور بڑی قسمت والے تو دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت ہیں کہ جن کو اس کے علاوہ اور کوئی دیوبندی ہی نہیں ملا تھا کہ جس کی کتاب کی تصدیق کرتا لیکن کریں کیا جن کی قسمت میں ذلت لکھی ہو وہ تو ان کو مل کر ہی رہتی ہے اور دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب ایسے ہی تھے ہم نے سرفراز گکھڑوی کی تصدیقات والی کتابیں بہت کم دیکھیں ہیں بنسبت دیگر علماء دیوبند کے، نہ جانے اس کو کس جگہ درد ہوا کہ ایک جاہل صوفی و نام کے محقق کی تصدیق کرنے میں ذرا بھر بھی شرم نہ کی، اور اگر بالفرض اس کو تصدیق کرنے کا زیادہ ہی شوق تھا تو جو مسئلے اس نام نہاد صوفی صاحب نے بالکل ہی واضح طور پر غلط بیان کئے تھے اور خود دیوبندیوں کے نزدیک بھی غلط تھے تو ان کی نشاندہی تو کم از کم کر دیتا لیکن برا ہو تعصب، بغض، عناد و دشمنی کا کہ اس نے تمام دیوبندیوں کو اتنا اندھا کر دیا ہے کہ مسلم مسئلے بھی ان کی عقل کے اندر نہیں آرہے ہیں بلاوجہ اعتراض کر رہے ہیں۔

بہرحال اس دیوبندی صوفی و محقق نے اعلیٰ حضرت پر اعتراض کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے فرمایا ہے تارک سنت بھی گنہگار نہیں حالانکہ اس نام نہاد محقق نے جو عبادت نقل کی ہے اس میں واضح لکھا ہے کہ سنن مستحبہ میں سے ہے اور تارک گنہگار نہ ہوگا۔

کیا دیوبندیوں کے نزدیک سنن مستحبہ چھوڑنے والا گنہگار ہوتا ہے اگر گنہگار ہوتا ہے تو اپنے اکابر

ین کی تحریرات سے ثابت کریں اور اگر سنن مستحبہ کو چھوڑنے والا گنہگار نہیں ہوتا اور واقعی نہیں ہوتا تو اپنے اس صوفی اور نام نہاد امام اہلسنت کی عقل کا علاج کروائیں، قارئین کی تسلی کے لئے میں دیوبندیوں ہی کے گھر سے حوالہ نقل کر دیتا ہوں کہ دیوبندیوں کے نزدیک بھی سنن مستحبہ چھوڑنے والا گنہگار نہیں ہوتا۔

دیوبندی مولوی عمران عثمان صاحب لکھتے ہیں:

عقیقہ سنت ہے اگر ہمت ہے تو کردے ورنہ کوئی گناہ نہیں۔

(تحفۂ عقیقہ ص ۱۸، عمران اکیڈمی گلزار ہجری کراچی)

دیوبندی صوفی صافی کو چاہئے کہ اپنے ہی علماء سے پوچھے کہ سنت چھوڑنے والا گنہگار کیوں نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆..............☆☆☆☆☆

﴿......اعتراض نمبر 13......﴾

"ایک کفریہ شعر پر طبع آزمائی کا جواب"

مسیحائی تیری آنکھ کی، سب بیمار اچھے ہیں

اشاروں میں جلا دیتے ہیں مردہ یارسول اللہ

پھر اس کے بعد لکھا ہے "یہ سب فرقے بالقطع والیقین کافر مطلق ہیں" (اعلام الاعلام ص ۲۰)

فائدہ: اہل حق بالخصوص ہمارے حضرات دیوبندیہ اس شعر کو صحیح سمجھتے ہیں، اس میں کوئی خرابی نہیں، مگر یہ مجدد، مدعی حُبِ رسول علیہ السلام اس شعر کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں سننے کے لیے تیار نہیں، بلکہ ایسا کہنے والے کو قطعی اور یقینی طور پر کافر مطلق سمجھتا ہے، حالانکہ حقیقۃً ومجازاً حضور علیہ السلام نے مردے زندہ کیے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیم کی برکت سے ہزاروں کے مردہ دل، ایمان وغیرہ سے زندہ ہونے، اور حقیقی طور پر مسیح علیہ السلام السلام کے مشہور معجزے کی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی یہ کمال صادر ہوا جس کا ذکر

سیرت کی کتب میں ہے، مثال کے لیے دیکھو، مدارج النبوۃ مصنفہ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۹۹، باب المعجزات طبع ۱۹۱۳ء۔ (چہل مسئلہ ص ۲۵، مکتبہ صفدریہ)

"الجواب بعون الملک الوھاب"

اس مقام پر پہنچ کر مصنف چہل مسئلہ نے تحریف کرنے میں نہ صرف امام المحرفین سرفراز گکھڑوی بلکہ شیطان کو بھی مات دے دی اور ایک بار پھر شیطان کی غلامی حاصل کرنے کے لیے شیطان کی خوشی کا سامان کیا ہے یقیناً جس وقت مصنف چہل مسئلہ یہ کتاب لکھ رہا ہوگا تو شیطان ضرور خوش ہو کر اس کو داد تحسین دے رہا ہوگا اور جب امام المحرفین سرفراز گکھڑوی نے اس مردہ کتاب کو پھر سے زندگی دینے اور اس کی تصدیق کرنے کا ارادہ کیا ہوگا تو پھر بھی شیطان مسرت میں قہقہے لگا لگا کر ان علمی یتیموں اور تحریف میں ماہروں کو داد تحسین دیے بغیر نہ رہا ہوگا، بہرحال اس جاہل صوفی نے اس شعر میں تحریف کر کے کچھ کا کچھ بنا کر اپنی دیوبندی عوام کو بیوقوف بنانے کی ناکام کوشش کی ہے حالانکہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے جو شعر **"اعلام الاعلام"** میں نقل فرمایا ہے وہ شعر واقعی کفریہ ہے اگر دیوبندیوں کی آنکھیں گنگوہی کی آنکھوں کی طرح اور خود دیوبندی گنگوہی کی طرح ہو گئے ہیں تو اس طرح تحریف کرنے میں ان کا کوئی قصور نہیں۔

"اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کا نقل کردہ شعر"

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے جو شعر اعلام الاعلام میں لکھا ہے وہ اسطرح ہے۔

مسیحا سے تیری، آنکھوں کے سبب بیمار اچھے ہیں

اشاروں سے جلا دیتے ہیں مردہ، یارسول اللہ

(اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام، ص ۱۸، حسینی پریس بریلی)

اس شعر کے اندر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آنکھوں کے بیماروں کو اچھا یعنی افضل کہا ہے، یعنی غیر نبی کو نبی سے افضل کہا ہے کیا غیر نبی کو نبی سے افضل ماننا کفر نہیں ہے؟ کیا دیوبندی نہیں جانتے کہ غیر نبی کو نبی سے افضل قرار دینا کفر ہے اگر نہیں جانتے تو ہمیں بتائیں ہم ان کے گھر کی کتابوں سے دکھائیں گے اور اگر جانتے ہیں تو پھر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر اعتراض کیوں چلیں مان لیتے ہیں کہ مصنف چہل مسئلہ جاہل تھا اس نے نہ دیکھا اور تحریف کر کے شعر لکھ دیا اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر بہتانوں کی برسات کر دی لیکن سرفراز گکھڑوی تو بقول دیوبندیوں کے جاہل نہ تھا اور ''اعلام الاعلام'' رسالہ اس کے مطالعہ میں تھا اور اس کے حوالے بھی اپنی کتابوں میں دیتا تھا، اس نے بھی خیال نہ کیا اور بلاوجہ اعتراض میں اس جاہل صوفی ومحقق کا ساتھ دینے لگا کیوں آخر کیوں؟ صرف اس وجہ سے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سے بغض ہے اعلیٰ حضرت سے دشمنی ہے اعلیٰ حضرت سے عناد ہے اعلیٰ حضرت سے اپنے آباء و اجداد کا بدلہ لینا ہے لیکن بدلہ ایسے بہتان باندھ کر تھوڑی لیا جاتا ہے، کفر کو اسلام ثابت کر کے تھوڑی لیا جاتا ہے، ہاں دلائل سے سامنے آؤ لیکن وہ تمہارے پاس کیا تمہارے آباء کے پاس بھی نہ تھے تبھی تو بھیگی بلی بنے بل کے اندر گھسے رہے کسی کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی اور جو سامنے آیا تاریخ گواہ ہے اس نے منہ کی کھائی اور مناظرہ کرنا ہی چھوڑ دیا جیسے منظور نعمانی اور حق نواز جھنگوی جب یہ سنیوں کے دلائل کا سامنا نہ کر سکے تو مناظرہ کرنا ہی چھوڑ دیا، دیوبندیو! تمہارا حال تو یہ ہے کہ جب تمہارے پاس دلائل نہ ہوں تو اس طرح کے محقق وصوفی سامنے لا کر اپنے دلوں کو تسلی دیتے ہو کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر کہتے ہو۔

دیوبندیوں نے کفریہ اشعار کو اسلامی اور اسلامی اشعار کو کفریہ بنا دیا:

ماقبل میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ اس دیوبندی نے کفریہ اشعار کو کیسی تخریب وتحریف کر کے اسلام ثابت کر دیا اسی طرح صحیح اور بزرگوں سے ثابت شدہ مضامین پر مشتمل اشعار کو ان لوگوں نے کفر وگستاخی ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا لیکن فتویٰ لگا تو کس پر آیئے خود ہی دیکھ لیجئے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے غوث پاک علیہ الرحمہ کی شان میں یہ شعر لکھا۔

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں

وہ تری وعظ کی مجلس ہے یا غوث

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کا یہ شعر بالکل درست ہے اور بزرگوں سے ثابت اقوال کے مطابق ہے لیکن دیوبندیوں کی شریعت میں اور گنگوہی ونانوتوی کے قائم کردہ دین میں سب بزرگ غلط، سب نے معاذ اللہ کفر کیا، سب نے معاذ اللہ غوث پاک کو سرکار علیہ السلام پر فضیلت دی، سب نے معاذ اللہ سرکار علیہ السلام کی گستاخی کی، ہوسکتا ہے کوئی دیوبندی یہ کہہ کر جان چھڑائے ہم نے کب کہا ہے یہ کفر ہے گستاخی ہے وغیرہ تو میں اس کا منہ پہلے سے ہی بند کر دیتا ہو۔

دیوبندیوں کے نام نہاد متکلم اسلام مولوی الیاس گھمن صاحب یہی شعر لکھنے کے بعد اپنی رسوائے زمانہ کتاب ''فرقہ بریلویت'' میں لکھتے ہیں:

ولی کا کیا مقام ہے یہاں تو پیغمبر بھی حاضری دیتے ہیں بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی آپ کی نصیحت سننے کے لیے آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں حضور غوث پاک کی تعریف بیان کرنے کا ایسا انداز جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے ادبی اور توہین ہو جائے ہرگز لائق قبول نہیں ولی بڑے سے بڑا ہو کسی نبی کے درجے تک نہیں پہنچتا۔

(فرقہ بریلویت، ص۳۶۰، مکتبہ اہل السنۃ والجماعت)

اس کلام سے معلوم ہوا کہ گھمن صاحب کے نزدیک اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے ایسا انداز اختیار کیا ہے جس میں سرکار علیہ السلام کی بے ادبی وتوہین ہے اور غوث پاک معاذ اللہ درجے میں سرکار علیہ السلام سے بڑھ کر ہیں، دیوبندی نام نہاد متکلم اسلام کی متکلمی تو بالکل کھل کر سامنے آ گئی کہ جس کو ایک شعر کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا اس کو متکلم کہتے ہیں، ہاں یہ لغوی متکلم تو ہوسکتا ہے لیکن جس کو علماء متکلم کہتے ہیں، اس کا تو اس میں نام ونشان تک نہیں، اور یہ متکلم ہو بھی کیسے سکتا ہے جس کی سمجھ میں سیدھے اور آسان مسئلے بھی نہیں آتے۔ بہر حال اس کی جہالتیں شمار کرنے کے لیے کوئی اور وقت دیکھیں گے ابھی موضوع کی طرف آتے ہیں۔

اسی طرح دیوبندی مولوی مطیع الحق صاحب اس شعر پر لن ترانی کرتے ہوئے، پانچویں گستاخی کی ہیڈنگ دے کر لکھتے ہیں:

اب ذرا ان کے اور بزرگوں کی زبان سے بے ادبیاں اور گستاخیاں سنئے..........حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف میں لکھتے ہیں۔

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں۔۔۔۔مطلب یہ ہے کہ یا غوث اعظم آپ کا وعظ ایسا جامع اور ضروری مفید اور اعلیٰ درجہ کا ہے کہ ولی تو ولی سارے رسول بھی سننے آتے ہیں اور خود حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی سننے آتے ہیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ یہاں تو تمام انبیاء علیہم السلام کا درجہ غوث اعظم سے کم کر دیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو خود تمام دنیائے انسانیت کے حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام کے معلم ہیں، واعظ اور استاذ ہیں اور یہ غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو معاذ اللہ تمام نبیوں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استاذ کہتا ہے استغفر اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا وعظ سننے آتے ہیں اس شعر میں تو سخت بے ادبی کی ہے اس سے تو یہ معلوم ہوتا

ہے کہ یہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل جانتے ہیں۔

(اہل سنت اور اہل بدعت میں ایک عجیب مکالمہ، ص ۸۵، ادارہ دعوتِ اسلام)

اس جاہل نے تو دیوبندی نمک کا پورا پورا حق ادا کیا ہے اس دیوبندی نے تو صراحتاً وہ باتیں بیان کر دیں جو الیاس گھمن نے ضمنا کہیں تھیں دیوبندی مطیع الحق نے اس شعر کو گستاخی کہا بے ادبی کہا اور اس میں غوث پاک کی سرکار علیہ السلام پر فضیلت ثابت ہوتی ہے یہ بھی کہا ایک اور حوالہ بھی دیکھ لیجئے

دیوبندیوں کے ریڈی میڈ مفتی مجاہد ''احمد رضا بریلوی کے کفریات وغلط فتوے کی'' ہیڈنگ دینے کے بعد ۱۵ نمبر پر لکھتا ہے: پیر کے پاس حضور کی حاضری

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں

وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث

(ہدیۃ بریلویت، ص ۱۷۲، ادارہ تحقیقات اہل سنت لاہور)

اس ریڈی میڈ مفتی مجاہد نے بھی اس شعر پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے، ایک اور حوالہ بھی دیکھ لیجئے۔

دیوبندیوں کی دس سے زائد اکابرین کی معتبر کتاب ''رضا خانی مذہب'' میں یہ شعر لکھنے کے بعد لکھتے ہیں:

ولی کا کیا مقام ہے یہاں تو پیغمبر بھی بلکہ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی آئے غوث پاک کی وعظ کی مجلس میں حاضری دیتے ہیں اس شعر میں تو احمد رضا بریلوی نے حد کر دی تمام دنیا کا مرکز حضرت عبدالقادر جیلانی کو قرار دے رہے ہیں۔ احمد رضا خان بریلوی دراصل نبی علیہ السلام کی ختم نبوت کے قائل نہ تھے، اس شعر میں اسی اجرائے نبوت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں بندہ خدا کو ذرا

بھی شرم وحیا نہ آئی اتنی بڑی دلیری بغیر دلیل کے کیسے کی جا سکتی ہے، مسئلہ تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کا ہے کسی اور کے بارے میں کہتے تو ہم گرفت نہ کرتے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ان کی محفل وعظ کو عظمت دینے کے لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمتِ شان کا ذرا برابر خیال نہ کیا

(رضا خانی مذہب، حصہ اول، ص،٦٢، مکتبہ راشدیہ اکیڈمی کراچی)

اس کتاب پر دس سے زائد علماء دیوبند کی تقریظیں ہیں اور دیوبندیوں کے ریڈی میٹ مفتی مجاہد کہتے ہیں تصدیق وتقریظ کرنے والے بھی متفق ہوتے ہیں، تو اب یہ تمام دیوبندی درج ذیل تمام الزمات لگانے میں متفق ہیں۔

(١) اس شعر میں دنیا کا مرکز غوث پاک کو بنایا گیا۔

(٢) اس شعر کا قائل ختم نبوت کا قائل نہیں۔

(٣) غوث پاک کی عظمت کی وجہ سے سرکار علیہ السلام کی عظمت کا خیال نہ کیا وغیرہ وغیرہ،

خلاصہ کلام یہ ہے کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ کی مجلس میں انبیاء علیہم السلام یا سرکار علیہ السلام کا تشریف لانا گستاخی، بے ادبی، غیر نبی کو نبی پر فضیلت دینا، ختم نبوت کا انکار، اور اجرائے نبوت کا قائل ہونا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اب آیئے یہ بھی دیکھ لیجئے دیوبندیوں نے جو فتوئے ہم اہلسنت پر لگائے ہیں وہ کن کن اکابرین اہلسنت پر لگتے ہیں۔

دیوبندیوں کا پہلا فتویٰ شیخ عبدالحق محدث دہلوی پر:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ غوث پاک کی مجلس میں انبیاء علیہم السلام اور خود سرکار علیہ السلام کی تشریف آوری کا اقرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(غوث پاک نے فرمایا) اللہ نے آج تک جو پیغمبر یا ولی پیدا فرمائے ہیں میری مجلس میں

زندہ مع الجسم اور واصل مع الروح آتے ہیں۔

اور ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

شیخ قدوہ ابی سعد قیلوی کہتے ہیں کہ میں چند انبیاء اور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کو کئی بار جناب غوث اعظم کی مجلس میں تشریف فرما دیکھ چکا ہوں جس طرح آقا اپنے غلام کو شرف بخشتے ہیں۔

(زبدۃ الاثار مترجم، ص،٦٨، مکتبہ نبویہ لاہور)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی ایک اور کتاب میں فرماتے ہیں:

حضرت غوث الاعظم کی مجلس وعظ میں تمام اولیاء وانبیاء زندہ اپنے جسموں کے ساتھ اور مردہ اپنی روحوں کے ساتھ جنات اور فرشتے شریک ہوتے تھے اور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی تربیت وتائید کے لیے تجلی فرماتے تھے۔

مزید فرماتے ہیں:

اللہ نے جتنے نبی اور ولی پیدا کیے ہیں ان میں سے ہر ایک نے بصورتِ زندگی اپنے جسم کے ساتھ اور بصورت موت اپنی روح کے ساتھ لازمی طور پر میری مجلس میں حاضری دی ہے۔

(اخبار الاخیار مترجم، ص،٣٢، (ترجمہ کرنے والا دیوبندی ہے از ناقل) دار الاشاعت کراچی)

میں دیوبندیوں سے پوچھتا ہوں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے بارے میں کیا کہو گے۔ کیا وہ ختمِ نبوت کے منکر تھے اجرائے نبوت کے قائل تھے کیا انہوں نے کفر کو اپنی کتاب میں لکھا یقیناً دیوبندیوں کے نزدیک تو یہ ساری باتیں شیخ عبدالحق علیہ الرحمہ کے اندر موجود تھیں۔

دیوبندیوں کا دوسرا فتوی صاحب قلائد الجواہر پر:

صاحب قلائد الجواہر غوث پاک کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

تمام انبیاء واولیاء میری مجلس میں رونق افروز ہوئے ہیں زندہ اپنے جسموں سے اور وفات شدہ اپنی روحوں سے۔

(قلائد الجواہر مترجم، ص، ۹۱، مکتبہ شبیر برادرز لاہور)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

ابو سعید قیلوی نے فرمایا کہ میں نے کئی دفعہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو آپ کی مجلس میں رونق افروز ہوتے ہوئے دیکھا۔

(قلائد الجواہر مترجم، ص، ۲۱۷)

نوٹ! ہم ماقبل بحوالہ بیان کر چکے کہ یہ کتاب قلائد الجواہر اشرفعلی تھانوی صاحب کے نزدیک معتبر ہے اوراس کے مصنف ولی ہیں اوران کی نقل بھروسے کی نقل ہے۔

دیوبندیوں کا تیسرا فتویٰ شیخ علامہ عبداللہ یافعی علیہ الرحمہ پر:

حضرت علامہ عبداللہ یافعی علیہ الرحمہ غوث پاک کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کوئی ایسا نبی اور ولی نہیں گزرا جو میری مجلس میں نہ آیا ہو زندہ جسمانی طور پر اور وصال کردہ روحانی طور پر میری مجلسوں میں آتے ہیں۔

(خلاصۃ المفاخر مترجم، ص، ۱۶۹، تصوف فاؤنڈیشن لاہور)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

ابو سعید قیلوی بیان کرتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کئی بار شیخ کی مجلس میں جلوہ گر ہوتے دیکھا۔

(خلاصۃ المفاخر، مترجم، ص، ۱۰۱)

دیوبندیوں کا چوتھا فتویٰ شاہ ابوالمعالی علیہ الرحمہ پر:

شاہ ابوالمعالی علیہ الرحمہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کوئی پیغمبر یا ولی ایسا نہیں جو میری مجلس میں حاضر نہ ہوتا ہو جو زندہ ہیں وہ اپنے بدنوں سے اور جو وصال پا گئے ہیں وہ روحوں سے۔

(تحفۃ القادریہ، ص، ۶۲، مکتبہ قادری رضوی کتب خانہ لاہور)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

ابو سعید قیلوی علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ میں بارہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں پیغمبرِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر پیغمبروں علیہم السلام کو ظاہر دیکھا کرتا تھا۔

(تحفۃ القادریہ، ص، ۹۵)

دیوبندیوں کا پانچواں فتوی ملا علی قاری علیہ الرحمہ پر:

ملا علی قاری حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی مجلس میں محبوبِ علیہ السلام کا صحابہ کے ساتھ آنے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سید کبیر فرماتے ہیں، میں نے دیکھا کہ پہلا زینہ اس قدر وسیع ہوگیا کہ حدِ نگاہ تک پھیل گیا اس پر ریشمی فرش بچھ گیا، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر تشریف فرما ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق، حضرت عثمانِ غنی اور حضرتِ علی رضی اللہ عنہم بھی ساتھ ہی بیٹھے تھے۔

(نزھۃ الخاطر الفاطر مترجم ص،۹۲، مکتبہ قادری رضوی کتب خانہ لاہور)

دیوبندیوں کا چھٹا فتویٰ اپنے دیوبندی عاشق الٰہی پر:

دیوبندی بغض اعلیٰ حضرت امام اہلسنت میں اس قدر احمق ہو گئے ہیں کہ اپنے علماء پر بھی فتوے لگا دیتے ہیں:

عاشق الٰہی میرٹھی حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی مجلس میں سرکار علیہ السلام کے آنے کے بارے میں لکھتے ہیں۔

آپ کی مجلس شریفہ مورد انوار ربانی و مطرح رحمت و الطاف یزدانی تھی جس میں صلحاء و جنات و ملائکہ کے علاوہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبات کی روحانی شرکت ہوتی اور کبھی کبھی روح پرفتوح سید ولد آدم علیہ افضل الصلوۃ والسلام کا نزول اجلال بھی تربیت و تائید کی غرض سے ہوا کرتا تھا۔

(فیوض یزدانی ترجمہ الفتح الربانی ص،۱۳، مکتبہ ربانی بک ڈپو دہلی)

دیوبندیوں کا ساتواں فتویٰ صاحب فتاویٰ حقانیہ پر:

دیوبندیوں کے شیخ الحدیث عبدالحق اولیاء کی محفل کے حوالے سے لکھتے ہیں:

فرمایا کہ کبھی کبھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اس مجلس میں شرکت فرماتے ہیں۔

(فتاویٰ حقانیہ، جلد۲، ص،۲۵۶، ناشر جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

ان تمام حوالہ جات کو دیکھیں کہ متفق علیہ بزرگ اور دیوبندی علماء بھی یہی فرما رہے ہیں کہ انبیاء اور خود سرکار علیہ السلام غوث پاک کی مجلس میں تشریف لاتے تھے لیکن ان جہلائے دیوبند کو کون سمجھائے جن کے ذہنوں میں دیوبندیت کا ناسور گھسا ہوا ہے، یہ بات روز روشن کی طرح

واضح ہو گئی کہ جو شعر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے بیان فرمایا ہے بزرگوں کے کلام کے مطابق ہے، دیوبندیو! اگر تم نے نہیں ماننا نہ مانو، لیکن بزرگوں پر اس طرح کے فتوے (کہ وہ ختم نبوت کے منکر تھے، اجرائے نبوت کے قائل تھے، انہوں نے سرکار علیہ السلام کی گستاخی کی) تو نہ لگاؤ، ہاں تم کو اجازت ہے عاشق الٰہی میرٹھی اور صاحبِ فتاویٰ حقانیہ کو جہاں دل کرے پھینک دو۔

☆☆☆☆☆..................☆☆☆☆☆

......اعتراض نمبر 14......

''میرا دین و مذہب کہنے پر اعتراض کا جواب''

حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو، اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے، اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے (وصایا شریف ص۱۰، نمبر۱۴) فائدہ: دیکھا کہ اتباع شریعت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق لفظ حتی الامکان کہا کہ جتنی پیروی ہو سکے کرو، گویا نہ ہو سکے تو چھوڑ دو مگر اپنے دین و مذہب کے متعلق کس قدر تاکید در تاکید کی کہ معاذ اللہ ہر فرض سے بھی اہم فرض ہے، ذرا باریک بینی سے تمام الفاظ (یعنی مضبوطی، قائم رہنا، فرض کا دوبارہ لانا اہم ہونا) کو دیکھو اور انصاف سے فیصلہ کرو، اور شریعت کے مقابلے میں اپنے دین و مذہب کا ذکر علیحدہ طور پر کرنا ظاہر کرتا ہے کہ وہ کوئی اور چیز ہے، اور پھر یہ کہ وہ میری ہی کتب میں درج ہے، نیز واضح ہو کہ یہ تعلیم، وفات کے دن (۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کی ہے، اور وفات سے دو گھنٹے سترہ منٹ پہلے قلم بند کرائی گئی تھی اب سمجھ لو کہ اپنی تمام زندگی میں کیا تعلیم پھیلائی ہو گی۔ **لطیفہ:** اگر اس مجدد کی وصیت کے مطابق کوئی صاحب اس کی کتاب کا مطالعہ کر کے اس کی صحیح تعلیم اور اس کا دین و مذہب ظاہر کریں جیسے ہم نے کیا ہے تو اہلِ عقل کے نزدیک وہ اخلاقی مجرم نہ ہو گا۔ (چہل مسئلہ، ص،۲۶، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوھاب''

یہ اعتراض بھی کوئی نیا نہیں بلکہ بہت سالوں پرانا ہے اور علماء اہلسنت کئی بار اس کا جواب دے چکے ہیں لیکن دیوبندی قوم میں چونکہ عقل اور شرم و حیاء نام کی کوئی چیز نہیں اس لیے اعتراض کرتے اور منہ کی کھاتے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ دیوبندی علماء ہمارے بزرگوں کے دلائل کا

جواب دیتے لیکن بے شرمی، بے حیائی، ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دینے کی بجائے بار بار وہی اعتراض کرتے ہیں ان شاء اللہ آنے والی سطور میں رضوی طالب العلم ایسا جواب دے گا کہ دیوبندیوں کو اپنے بڑے بڑے ناسوروں کی قبر پر ضرور مراقبہ کرنا پڑے گا اور وہاں جا کر مدد مانگنی پڑے گی لیکن ہوگا کیا، وہی جو آج تک ہوتا رہا ہے کہ نہ کل کے دیوبندیوں کے پاس ہمارے دلائل کا جواب تھا اور نہ آج کی ذریت دیوبندیہ کے پاس ہمارے دلائل کا جواب ہے، ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ کوئی دیوبندی اپنے شیخ الاسلام حسین احمد ٹانڈوی کی قبر پر مراقبہ کر کے اس سے دو چار گالیاں سیکھ کر گالیاں دینا شروع ہوجائے تو یہ کوئی بڑی بات نہیں بلکہ ان کے یعقوب نانوتوی صاحب تو دیوبندیوں کو گالیاں یاد کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے۔

''پوری دیوبندیت کو چیلنج''

میں پوری دنیائے دیوبندیت کو چیلنج کرتا ہوں کہ بتائیں (اگر خود جواب نہ دے سکیں تو اپنے بڑوں کو بھی بلالیں اور ساتھ ساتھ اپنے بڑے گرو سے بھی مدد مانگ لیں) اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی یہ وصیت قرآن کے خلاف ہے یا سرکار علیہ السلام کی حدیث کے خلاف ہے یا علماء وفقہاء امت کے اقوال کے خلاف ہے اگر آپ مع آپ کے گرو، یہ کہیں کہ یہ وصیت قرآن کے خلاف ہے تو قران کا پارہ، سورۃ اور آیت بیان کیجئے اور اگر آپ مع اپنے گرو، یہ کہیں کہ یہ وصیت حدیث کے خلاف ہے تو حدیث بیان کیجئے اور اگر آپ مع اپنے گرو! یہ کہیں کہ یہ وصیت فقہاء امت کے اقوال کے خلاف ہے، تو کتاب کا نام مع جلد، باب وصفحہ بیان کر دیں

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی وصیت قرآن وحدیث کے مطابق:

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی وصیت قرآن وحدیث کے مطابق ہے اس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں اس بات کی وضاحت سے پہلے یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کا فرمان'' میرا دین و مذہب'' ان الفاظ سے عقائد مراد ہیں، کیونکہ اعلیٰ حضرت امام

اہلسنت نے اس کی وضاحت خود فرمائی ہے، چنانچہ ملفوظات اعلیٰ حضرت میں ہے

''جو میرے عقائد ہیں وہ میری کتابوں میں لکھے ہیں وہ کتابیں چھپ کر شائع ہوچکی ہیں''

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص۹۳، مکتبہ المدینہ کراچی)

اور یہ دیوبندی اصول ہے کہ کسی کی عبارت کا مفہوم اس کی واضح عبارات سے لیا جاتا ہے

دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی کے بیٹے عبدالقدوس قارن صاحب لکھتے ہیں:

حالانکہ قاعدہ یہ ہے کہ کسی کی عبارت کا مفہوم اس کی واضح عبارات میں بیان کئے گئے مفہوم کے مطابق لیا جاتا ہے۔

(اظہار الغرور فی کتاب آئینہ تسکین الصدور، ص۳۰، عمر اکادمی)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

اس لیے کہ قاعدہ ہے کہ کسی کی عبارت کا مفہوم اس کی دوسری عبارات کے مفہوم کو پیش نظر رکھ کر ہی متعین کیا جاتا ہے۔

(اظہار الغرور فی کتاب آئینہ تسکین الصدور، ص۱۵۸، عمر اکادمی)

اگر دیوبندیوں کی سمجھ میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کا یہ جملہ میرا دین و مذہب نہیں آ رہا تھا تو ہم نے دیوبندی اصول کی مطابق ہی دیوبندیوں کو سمجھا دیا ہے بہر حال جب یہاں دین و مذہب سے مراد عقائد ہیں تو عقائد کے معاملہ میں کسی قسم کی کوئی رخصت نہیں ہوتی جب کہ شرعی معاملات میں رخصت ہوتی ہے، چنانچہ قرآن کریم میں جہاں پر بھی عقائد کا ذکر ہے ایمان کا ذکر ہے وہاں استطاعت کی قید نہیں ہے اور شرعی معاملات میں استطاعت کی قید موجود ہے، اللہ تعالیٰ شرعی معاملات کے متعلق ارشاد فرماتا ہے فاتقوا اللہ ما استطعتم ... جب کہ عقائد وایمان کے

بارے میں کہیں یہ نہیں ارشاد فرمایا آمنوا ما استطعتم ۔اگر کہیں اس طرح فرمایا ہے تو دیوبندی ثبوت پیش کریں اسی طرح احادیثِ مبارکہ میں بھی عقائد و ایمان کے بیان میں استطاعت کی قید نہیں جب کہ شرعی معاملات میں استطاعت کی قید ہے، محبوب علیہ السلام سے حدیث جبرائیل میں ایمان کے بارے میں سوال ہوا۔قال فاخبرنی عن الایمان... تو آپ علیہ السلام نے جواب میں فرمایا، قال ان تومن باللہ وملئکتہ و کتبہ ورسلہ والیوم الاخر و تومن بالقدر خیرہ وشرہ. اس حدیث مبارکہ کے علاوہ ذخیرہ احادیث میں دیکھ لیں کہ ایمان وعقائد کے ساتھ استطاعت کی قید نہیں اگر کسی حدیث میں ہے تو دیوبندی بیان فرمائیں لیکن جب معاملات شرعیہ بیان کیے جاتے ہیں تو سرکار علیہ السلام بھی استطاعت کی قید لگاتے ہیں، چنانچہ محبوب کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا فاذا امرتکم بشیء فاتوا منہ ماا ستطعتم واذا نہیتکم عن شیء فدعوہ رواہ مسلم، ایک دیوبندی اس کا ترجمہ کرتا ہے لہذا جب میں تمہیں کسی چیز کے کرنے کا حکم دوں تو اس کو اپنی طاقت کے مطابق کر گزرو اور جب کسی چیز سے تمہیں منع کروں تو اس کو چھوڑ دیا کرو۔ہم نے یہ بات قرآن وحدیث سے ثابت کردی کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کا عقائد کے باب میں یہ فرمانا عقائد میں مضبوطی کے ساتھ قائم رہنا ضروری اور بہت ضروری ہے۔اوراس میں استطاعت کی قید نہیں اور شریعت پر عمل کے حوالے سے آپ کا یہ فرمانا ''حتی الامکان'' یعنی استطاعت کی قید لگانا درست ہے اور قران وحدیث سے ثابت ہے اگر کسی دیوبندی میں دم، خم ہے تو اس کو قرآن وحدیث کے خلاف ثابت کرے۔

''ہر فرض سے اہم فرض کہنے کا جواب''

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کا یہ فرمان بھی حق و سچ ہے اس میں کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں لیکن جس کے ذہن میں دیوبندی ناسور گھسا ہوا ہو، اس کو گنگوہی کی طرح نظر آئے گا میں دیوبندیوں سے پوچھتا ہوں بتاؤ کیا عقائد اہلسنت پر قائم رہنا فرض نہیں کیا سرکار علیہ السلام کے اس فرمان ما

انا علیہ و اصحابی میں جس جماعت کا ذکرِ خیر ہے اگر کوئی اس سے ہٹ کر کوئی اور راہ اختیار کرے تو تمہارے نزدیک جائز ہے اور اس کو ایسا کرنے کی اجازت ہے اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر بکواس کیوں؟ کیا ایمان لانے کے بعد ایمان پر قائم رہنا اور کفر سے اپنے آپ کو بچانا فرض نہیں اگر نہیں تو اپنے بزرگوں سے دلیل بیان کرو اور اگر ہے اور ضرور بالضرور ہے تو پھر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر الزام کیوں، اعلیٰ حضرت امام اہلسنت بھی تو یہی ارشاد فرمارہے ہیں کہ عقائد اہلسنت پر قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے کیونکہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے اپنی کتابوں (میرے عقائد میری کتابوں۔۔) کا ذکر فرمایا اور آپ کی کتابوں میں بحمد اللہ عقائد اہلسنت کا بیان ہے۔

''ہمارے عقائد کی تصحیح دیوبندیوں کے گھر سے''

ہمارے عقائد کے صحیح و درست ہونے کی تصدیق بڑے بڑے علماء دیوبند کرتے ہیں، چنانچہ دیوبندیوں کے مفتی اعظم پاکستان رفیع عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

عقائد کے باب میں دونوں مکاتبِ فکر (دیوبندی اور اہلسنت و جماعت بریلوی از ناقل) کا اختلاف بڑی حد تک صرف تعبیر اور الفاظ کا اختلاف ہے، حقیقت میں ایسا کوئی اختلاف عقائد کے باب میں نہیں جس کی بنا پر ایک دوسرے کو گمراہ یا فاسق قرار دیا جائے۔

(مجلّہ صفدر، امام اہلسنت نمبر ص، ۵۱۷، مظہریہ دار المطالعہ)

دیوبندیوں کے مفتی اعظم پاکستان رفیع عثمانی صاحب نے بھی الحمدللہ ہمارے عقائد کی تصدیق کردی کہ ہمارا کوئی بھی عقیدہ ایسا نہیں جس کی وجہ سے ہمیں گمراہ یا فاسق قرار دیا جائے کفر تو دور کی بات ہم حقیقی اہلسنت و جماعت ہیں جب ہمارے عقیدے درست اور صحیح ہیں تو درست اور صحیح عقائد پر ہی ثابت قدم رہنے کی ہدایت کی جاتی ہے اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے بھی یہی فرمایا ہے کہ ہمارے عقائد ہماری کتب سے ثابت ہیں جو کہ بقول دیوبندیوں کے مفتی اعظم

پاکستان رفیع عثمانی کے درست ہیں اور انہی عقائد پر رہنے کی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے وصیت فرمائی اور فرمایا ان پر قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔

دیوبندیوں کے نزدیک انگریز کی مدد فرض ،کانگریس میں شرکت فرض اور شریعت پر حتی الامکان عمل ہے:

دیوبندی بے حیاؤں کو جب تک ان کے گھر سے آئینہ نہ دکھایا جائے ان کو سکون و آرام نہیں ملتا، تو ان کے آرام کے کیپسول ان کے گھر میں ہی موجود ہیں وہ کیپسول دیوبندیوں کو حیاء کے پانی کے ساتھ کھا لینے چاہئیں تا کہ بے حیائی اور بے شرمی سے باز آسکیں یہ دیوبندی بے شرم و بے حیاء بن کر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی وصیت پر اعتراض کرتے رہے ہیں کہ دیکھو جی اپنے دین و مذہب پر قائم رہنے کو ہر فرض سے اہم فرض کہا اور شریعت پر عمل کو حتی الامکان کہا وغیرہ ذالک ہم دیوبندیوں کو ان کے گھر کی اس چارپائی کے نیچے کی سیر کرواتے ہیں جس پر گنگوہی جی عاشق نامراد بن کر اپنی معشوقہ قاسم نانوتوی کے سینہ پر ہاتھ پھیر رہے تھے وہاں سے ان شاء اللہ دیوبندیوں کے تمام شکوک وشبہات کا علاج ہو جائے گا چنانچہ دیوبندیوں کے نزدیک انگریز کی مدد کرنا فرض جب کہ شریعت پر عمل حتی الامکان ہے یعنی بقول مصنف چہل مسئلہ عمل کر سکو تو کرو ورنہ چھوڑ دو لیکن انگریز کی مدد کرنا فرض اگر انکار کرو گے تو کافر، سستی کرو گے تو فاسق و فاجر، یہ سب کچھ دیوبندیوں کے اصولوں کے مطابق ہے۔

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

دیوبندیوں کے امام اول مولوی اسماعیل قتیل بالاکوٹی صاحب کا قول نقل کرتے ہوئے مرزا حیرت دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

کلکتہ میں جب مولانا اسمعیل صاحب نے جہاد کا وعظ فرمانا شروع کیا، اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی، تو ایک شخص نے دریافت کیا آپ انگریزوں پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے

آپ نے جواب دیا ان پر جہاد کرنا کسی طرح واجب نہیں۔ ایک تو انکی رعیت ہیں دوسرے ہمارے مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے **بلکہ ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں۔**

(حیات طیبہ، ص ۴۲۳، اسلامی اکادمی لاہور)

غور طلب یہ عبارت ہے ان (یعنی انگریز پر) کوئی حملہ آور ہو تو مسلمان پر فرض ہے اس میں اسمعیل دہلوی صاحب انگریز کے دفاع میں لڑنے اور انگریز کی مدد کرنے کو فرض فرما رہے ہیں۔

اسی طرح دیوبندیوں کے کانگریسی بابا اور گالیوں میں پی ایچ ڈی کرنے والے ٹانڈوی صاحب کے بارے میں تھانوی صاحب کہتے ہیں:

متواتر اور معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ حضرت مولانا حسین احمد صاحب کانگریس کی شرکت کو فرض فرماتے ہیں۔

(حکیم الامت، ص ۱۴۸، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

اس عبارت میں کانگریسی نے کانگریس میں شرکت کو فرض کہا ہے اور فرض کیا ہوتا ہے وہ بھی دیوبندیوں کے معتبر و مستند عالم سے دیکھ لیں۔

دیوبندیوں کے نزدیک فرض کی تعریف:

دیوبندیوں کے ایک بہت بڑے عالم اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی عبارت ”ہر فرض سے اہم فرض“ میں فرض کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اسلامی زبان میں فرض اس عمل کو کہا جاتا ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول نے ضروری و اہم قرار دیا ہو۔

(اعلیٰ حضرت حیات و کارنامے، ص ۳۷، دار المعارف)

اب ہم اسماعیل قتیل بالاکوٹی کی عبارت کو سمجھا دیتے ہیں جس سے کانگریسی کی عبارت خود بخود سمجھ میں آجائے گی وہ ایسے کہ اسمعیل قتیل بالاکوٹی انگریزوں کی مدد کرنے اوران پر حملہ کرنے والوں کے خلاف جہاد کرنے کوفرض کہہ رہے ہیں اورفرض دیوبندی تعریف کے مطابق وہ جس کو اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ضروری واہم قرار دیا ہو،تو اب دیوبندیوں کے نزدیک انگریز کی مدد کرنا اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ضروری اوراہم قرار دیا ہے دیوبندی یاتو انگریز کی مخالفت کرنے کی وجہ سے فرض کے تارک بنیں اوراللہ اوراس کے رسول کی نافرمانی کا طوق اپنے گلے میں ڈال کرجہنم جائیں یا پھر اپنے آباءواجداد کی طرح انگریز کی مدد کریں اوران کے مخالفوں کو باغی کہہ کران سے لڑیں(جیسا کہ ہم ماقبل میں تفصیل سے بیان کر چکے)اوراسمعیل قتیل بالاکوٹی کی روح کوتسکین دیں ورنہ بیچاری بھٹکتی رہے گی۔

بے حیاءتو بہت دیکھے ہیں مگرسب پرسبقت لے گئی بے حیائی تیری:

ہمیں طعنہ دینے والے کذاب ودجال دیوبندی اپنا مکروہ چہرہ اپنی ہی مستند کتابوں سے دیکھ لیں اوربے حیائی کے پانی میں ڈوب مریں۔

قارئین!آپ نے ملاحظہ کرلیا کہ دیوبندیوں کے نزدیک انگریز کی مدد کرنا فرض ہے اب شریعت کے بارے میں بھی دیکھ لیں کہ دیوبندیوں کے نزدیک شریعت پرعمل کرناحتی الامکان یعنی کرسکوتو کرلوورنہ چھوڑدو۔

چنانچہ دیوبندیوں کے مفتی سلمان منصورپوری صاحب ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

حتی الامکان شریعت کے ہرحکم پرعمل کرناچاہیے

(کتاب النوازل جلداول،ص،۳۵۹،المرکزالعلمی لال باغ مرادآباد)

اس دیوبندی مفتی نے تو پوری دیوبندیت کا بیڑاہی غرق کردیا ہے آج تک جس وجہ سے

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو بلاوجہ دیوبندی مطعون کرتے چلے آرہے ہیں آج اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی کرامت سے اپنے ہی گھر سے اقراری مجرم ثابت ہوگئے،اس طرف بھی قارئین!خود توجہ کرلیں کہ انگریز کی مدد کرنا فرض اورشریعت پرعمل حتی الامکان یہی وہ اعتراض تھا جو دیوبندی کرتے تھے اور یہ اعتراض آج دیوبندیوں کے لیے ہی ذلت و رسوائی کا باعث بن گیا،اگر دیوبندیوں میں حیاء کا کوئی قطرہ ہے تو اپنے بزرگوں پر بھی وہی طعن کریں جوانہوں نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر کیے ہیں ورنہ سرکارعلیہ السلام نے تو پہلے ہی سے فرمادیا ہے اذا لم تستح فاصنع ماشئت.

دیوبندیوں کے لیے لمحہ فکریہ:

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے مذہب ودین کی اضافت اپنی طرف کی یعنی یہ فرمایا میرادین و مذہب تو اس پر دیوبندیوں نے طرح طرح کی بکواس کی اور یہ کہا کہ اعلیٰ حضرت کا اپنا گھڑا ہوادین تھا اوراس کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

میں دیوبندیوں سے سوال کرتا ہوں کہ دیوبندیو!بقول تمہارے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کا دین دوسرادین تھا تو بتائیں جس کا دوسرادین ہوجس کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہ ہواس کو اپنانے والا تمہارے نزدیک کافر ہے یا مسلمان،اگروہ کافر ہے تو جس نے یہ سمجھتے ہوئے کہ اس کا دین اپنا گھڑا ہوا ہے پھر بھی اس کو مسلمان کہا تو اس پر کیا حکم صادر ہوگا؟غوروفکر اور باہمی مشاورت کے بعد جواب دینا ورنہ آپ کی وہ ذلت ہوگی کہ دیوبندیت ناک رگڑرگڑ کرروئے گی اوراگر ایسا شخص تمہارے نزدیک مسلمان ہے تو مسلمان کا دین گھڑا ہوا کیسے ہوسکتا ہے ہمارے اس سوال کا جواب دینے کے لیے دیوبندیت کو اپنے پرانے ابا سے بے حیائی کا پانی ضرور لینا پڑے گا۔

دیوبندیوں کے لیے ڈوب مرنے کا مقام:

اب ایسے حوالے بیان کرنے والا ہوں کہ دیوبندیت دیکھ کر بے حیائی کے پانی سے غسل

کرلے گی اور یہ اس کا آخری غسل ہوگا، دیوبندی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر بھونکتے رہتے ہیں کہ ان کا دین الگ تھا وجہ اس کی یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے فرمایا میرا دین ومذہب میری کتابوں......یہی بات خود دیوبندیوں کے اکابرین نے بھی لکھی ہیں۔

تقی الدین ندوی مظاہری صاحب مولوی زکریا تبلیغی دیوبندی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ہمارے اکابرین حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی نے جو دین قائم کیا تھا اس کو مضبوطی سے تھام لواب رشید وقاسم پیدا ہونے سے رہے۔

(صحبت باولیاء، ص، ۱۲۵، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

اب دیوبندیوں کو بے غیرتی اور بے حیائی کے دو چار کیپسول مزید کھا لینے چاہئیں، کیونکہ اپنے بزرگوں کی عبارات تو نظر آتی ہی نہیں بتایئے گنگوہی ونانوتوی نے کون سا دین قائم کیا تھا کیا یہ دین دین اسلام کے علاوہ کوئی اور دین نہیں، اگر نہیں تو کیوں اور اگر ہے تو اس پر مضبوطی سے عمل کرنے کی ترغیب دینے والے کا حکم کیا ہے، اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی عبارت میں دوسرا دین کیسے، وجہ فرق بیان کریں، اس میں فرق صرف اتنا ہے کہ گنگوہی ونانوتوی سے محبت، جب کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سے دشمنی، گنگوہی ونانوتوی کا نام لینے سے تو انگریز سے خوراک ملتی ہے کیونکہ وہ باقرار خود انگریز کے پٹھو تھے اور اگر ان کے ہی خلاف فتویٰ دے دیا تو وہ کہاں سے ملے گی، حیاء داروں اور شرم والوں کے لیے اتنا ہی کافی ہوتا ہے جب کہ بے حیاء بے شرم دیوبندی کے لیے دفتر کے دفتر بھی ناکافی ہم نے فیصلہ قارئین پر چھوڑ دیا ہے وہ خود ہی فیصلہ کرلیں۔

دیوبندیوں کے محرف قرآن زرولی کا حوالہ:

دیوبندیوں کے مفتی تقی عثمانی نے سود جیسے حرام قطعی کو بقول دیوبندیوں کے حیلوں بہانوں سے جائز قرار دیا تو تقی عثمانی کو دیوبندیوں نے بہت بڑی بڑی گالیاں دیں جس کا اقرار خود

دیوبندی کرتے ہیں اس میں دیوبندیوں کے شیخ الحدیث زرولی دیوبندی نے بھی اپنا حصہ ڈالا اور تقی عثمانی کی ٹھیک ٹھاک درگت بنائی اور طرح طرح کے الفاظ استعمال کرکے تقی عثمانی کی عزت اتاری تو اس کے بدلے تقی عثمانی کے جیالوں نے زرولی کو محرف قرآن ہونے کا ٹائیٹل عطا کیا، اس کی تفصیل کسی اور مقام پر، میں آپ کی توجہ صرف اس طرف کروانا چاہتا ہوں کہ اس دیوبندی شیخ الحدیث زرولی نے تقی عثمانی کے دین کو بھی الگ دین قرار دیا۔

چنانچہ دیوبندیوں کے مفتی وشیخ الحدیث زرولی صاحب لکھتے ہیں:

جب کہ دوسرا فریق (تقی عثمانی وغیرہ از ناقل) ان کا خاص شاگرد ہے نہایت اقرب ہے، معتمدین ہیں اور اللہ والے اور خدا رسیدہ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے لیکن ان مسائل میں فحش غلطی ہوگئی اگر ان کو بھی اللہ جل جلالہ نے حق کی طرف آنے کی توفیق دی اور انہوں نے بھی حق کو قبول فرمایا تو ان کے عظیم اخلاق عالی علوم بلند مرتبہ اور مرتبت کا عین متقضی ہوگا، ورنہ **لکم دینکم ولی دین** (سورۃ کافرون)

ماہنامہ الاحسن اشاعت خاص نام نہاد اسلامی بینکاری متفقہ فتویٰ کے آئینہ میں، ص، ۱۷، ناشر احسن العلوم)

دیوبندی آپس میں جو دست وگریباں ہیں اس سے قطع نظر کرتے ہوئے اور زرولی کی جہالتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف آپ کی توجہ اس آیت مبارکہ **لکم دینکم ولی دین** کی طرف کرنا چاہتا ہوں کہ دیکھئے **ولی دین** سے مراد تو سرکار علیہ السلام کا دین مراد ہے جب کہ **لکم دینکم** سے کن کا دین مراد ہے یہ ادنیٰ طالب العلم بھی جانتا ہے اس دیوبندی مفتی اور شیخ الحدیث نے یہ کہا کہ میرے لیے میرا دین اور تمہارے لیے تمہارا دین، کیا دیوبندی جہلاء کا ٹولہ بتائے گا کہ تقی عثمانی اور زرولی کا دین الگ الگ ہے اگر الگ الگ کہو تو تمہیں مبارک کہ تمہارے فتوے تمہارے ہی گھر میں کام آگئے اور اگر الگ الگ نہیں ہے تو اس جاہل شیخ الحدیث ومفتی کے بارے میں کیا کہو گے جس نے تقی عثمانی کے دین کو الگ کہا ہے، جو بھی فیصلہ چاہو کرلو۔

قارئین ! کی مزید توجہ اس طرف بھی کروانا چاہتا ہوں کہ اس دیوبندی مولوی نے اپنی اور تقی عثمانی کی طرف دین کی اضافت کی ہے تو کیا ان کا دین گھڑا ہوا ہے، اگر ہے اور یقیناً تمہارے اصول کے مطابق ہے تو ہم اہلسنت و جماعت پر بکواس کیوں کرتے ہو اور دین کے ٹھیکدار بن کر دوسروں کو دین سے کیوں نکالتے ہو، جب تمہاری اپنی حالت یہ ہے کہ تمہارے اپنے بزرگ فرماتے ہیں کہ رشید احمد و نانوتوی نے دین قائم کیا دوسرا دیوبندی اپنے دیوبندی سے کہتا ہے لکم دینکم ولی دین اس کے باوجود بھی ان کے خلاف کوئی فتویٰ نہیں ان کے بارے میں کوئی بات نہیں لیکن اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے صرف اتنا فرمادیا کہ ”میرے دین و مذہب پر قائم رہنا“ اس پر تم نے وہ طوفان بدتمیزی کھڑا کیا کہ الامان والحفیظ جن کے اپنے بزرگوں کا یہ حال ہے وہ دوسرں کے بارے میں بے حیاء بن کر کیوں بولتے ہیں پہلے اپنوں کے بارے میں تو فتویٰ صادر کرو پھر کسی کے بارے میں بولنا لیکن جب حیاء ختم ہوجائے بے حیائی انسان منہ پر مل لے شرم ختم ہوجائے اور انسان سرتاپا بے شرمی میں غرق ہوجائے تو پھر وہ کرہی کیا سکتا ہے آخر میں سرکار علیہ السلام کی حدیث جس کا یہ دیوبندی فرقہ اپنے پیدائشی دن سے مصداق ہے وہ یہ ہے۔

دیوبندی شیخ الحدیث کا اقرار دیوبندی ہی نیا دین ایجاد کرنے والے ہیں:

دیوبندی مولوی سلیم اللہ خان اپنے ان نام نہاد محققین کی ناک خاک میں ملاتے اور اپنے گھر والوں کے کرتوت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

حضرت اقدس! جدیدیت کا فتنہ ہم پر مسلط ہے۔ یہ سارا فساد اسی وجہ سے ہے۔ ہم نے اکابر و اسلاف سے بے نیاز ہوکر نیا دین ایجاد کرنا اپنا وطیرہ بنایا ہوا ہے

(ماہنامہ الشریعہ اشاعت خاص، ص ۱۴۷، جون ۲۰۱۴)

دیوبندیوں میں اگر غیرت ہوئی تو ضرور اسی گند میں ڈوب مریں گے جس پر دارالعلوم دیوبند بنا ہے آج تک بے حیاء اور بے غیرت بن کر دوسروں پر بکواس کرنے والوں کو اپنے ملاں کا

اقرار ”ہم نے نیا دین ایجاد کرنا اپنا وطیرہ بنالیا ہے“ دیکھ کر کچھ تو غیرت آئے گی

☆☆☆☆☆.................☆☆☆☆☆

اعتراض نمبر15

”مولانا برکات احمد علیہ الرحمہ کی قبر سے خوشبو آنے پر اعتراض کا جواب“

جب ان کا انتقال ہوا اور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اُترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضہ انور کے قریب پائی تھی۔ (ملفوظاتِ صفحہ ۲۳ حصہ دوم) فائدہ: یہ تعریف اپنے ایک پیر بھائی مولوی برکات احمد صاحب کی ہے، اب ذرا دیکھو کہ کس طرح اپنے پیر بھائی کی خوشبو کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہرہ (شرفہما اللہ تعالیٰ کی خوشبو کے برابر تسلیم کیا ہے کیا یہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے ادبی نہیں ہے، وہ مقدس جگہ تو کعبہ مکرمہ بلکہ (اکثروں کے نزدیک) عرشِ الٰہی سے بھی افضل ہے

(چہل مسئلہ، ص ۲۷، مکتبہ صفدریہ)

”الجواب بعون الملک الوہاب“

یہ کوئی آج کا اعتراض نہیں ہے بلکہ سالوں پرانا ہے علماء اہلسنت کئی بار جواب دے چکے ہیں لیکن دیوبندیوں نے محبوب علیہ السلام کی اس حدیث کے بمصداق **اذا لم تستح فاصنع ماشئت** حیاء بیچ دی اور اس کے ثمن کی کوا بریانی لے کر کھالی اگر حیاء ہوتی تو یہ اعتراض نہ کرتے اگر اعتراض کرنا تھا تو پہلے علماء اہلسنت کے دلائل کا جواب دیتے پھر اعتراض کرتے لیکن جواب تو کوئی ہے نہیں بس اپنے آپ کو اور اپنی دیوبندی ذریت جو پہلے سے بے وقوف ہے اس کو مزید بے وقوف بنانا ہے آپ ان جہلاء دیوبند کا مبلغ علمی دیکھئے کہ ایک سیدھی عبارت بھی نہ سمجھ پائے اور بہتان بازی اور افتراء بازی میں کمالِ مہارت کا اظہار کرتے ہوئے لکھ مارا ”اب ذرا دیکھو کہ کس

طرح اپنے پیر بھائی کی خوشبو کو جنابِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی خوشبو کے برابر تسلیم کیا ہے‘‘ میں پوری دیوبندیت کے بڑے بڑے ناسوروں سے پوچھتا ہوں کہ بتایئے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی عبارت میں یہ بات کہاں ہے، اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے کس مقام پر مولانا برکات احمد علیہ الرحمہ کی خوشبو کو روضہ مطہرہ کی خوشبو کے برابر کہا ہے، دیوبندی خودکشی تو کرسکتا ہے زہر کا پیالہ تو پی سکتا ہے مگر یہ عبارت نہ تو لفظاً دکھا سکتا ہے نہ مفہوماً بتا سکتا ہے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت تو یہ ارشاد فرما رہے ہیں ’’کہ دفن کے وقت ان کی قبر میں اترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضہ انور کے قریب پائی تھی‘‘ یہ وہ عبارت ہے جو اس نام نہاد صوفی و محقق نے نقل کی ہے اور امام المحرفین نے اس کی تصدیق کی بتایئے اس میں کہاں ہے کہ ان کی خوشبو روضہ کی خوشبو کے برابر ہے ہاں جو بددیانتی، تحریف، کذب بیانی اور افتراء بازی میں پی ایچ ڈی کیے ہوئے ہوں وہ جس طرح مرضی کہے باقی اس ملفوظ میں کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں ہے کیونکہ ہمارا مسلک یہ ہے سرکار علیہ السلام جس غلام کو بھی نوازنے کے لیے تشریف لے جانا چاہیں لے جاسکتے ہیں اور اگر محبوب علیہ السلام مولانا برکات احمد علیہ الرحمہ کی قبر پر تشریف لے آئے ہوں اور عشق ومحبت کے پیکر اور محبوب کی یادوں میں کھوئے ہوئے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے سرکار علیہ السلام کی تشریف آوری کی وجہ سے آپ کی خوشبو محسوس کرلی ہو تو اس میں کون سا استحالہ ہے جو دیوبندیوں کے نزدیک ممکن نہیں، اللہ عزوجل کے کذب کو ممکن ماننے والے سرکار علیہ السلام کی تشریف آوری کو کیسے محال کہہ سکتے ہیں اگر دیوبندی یہ کہیں کہ سرکار علیہ السلام تشریف نہیں لاسکتے یا سرکار علیہ السلام کو آنے کی اجازت نہیں تو پھر بتایا جائے کہ رشید احمد گنگوہی کے دلبر جانی قاسم نانوتوی کی چادر میں کون آتے تھے اگر کہیں کہ وہ تو سرکار علیہ السلام تھے تو وہاں ممکن ہی نہیں بلکہ وقوع اور یہاں امکان ماننے میں کیا مضائقہ ہے؟۔

دیوبندیو! جواب دو:

یہ تو بات ہی غلط ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے مولانا برکات احمد علیہ الرحمہ کی خوشبو کو روضہ انور کی خوشبو کی طرح کہا، اگر بالفرض کوئی شخص یہ کہے کہ مجھے اس مقام سے یا اس شخص سے سرکار علیہ السلام کی خوشبو آتی ہے یا کہے وہی خوشبو آئی جو روضہ انور سے آئی تو علماء دیوبند اور مفتیانِ دیوبند اس کو کیا کہیں گے کافر، گستاخ، گمراہ یا پھر عاشق میری ان علماء دیوبند سے مراد وہ اشخاص ہیں جو معتبر ہوں آج کل کے...... نہ ہوں اگر معتبر شخص کا حوالہ نہ دیا گیا تو کسی اور کا حوالہ کالعدم ہوگا۔ اگر وہ مفتی ایسے شخص کو عاشق کہتا ہے تو یہاں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے بارے میں لن ترانیاں کیوں حالانکہ اعلیٰ حضرت کی عبارت کا وہ مفہوم ہے ہی نہیں اور اگر دوسرا موقف ہے تو پھر درج ذیل علماء دیوبند کے کافر گستاخ یا گمراہ ہونے میں کوئی شک نہیں۔ آیئے حوالہ ہم دیتے ہیں دیکھیے۔

دیوبندیوں کے لئے ڈوب مرنے کا مقام:

اب وہ مقام آ گیا ہے کہ کسی بھی دیوبندی کو ڈوبنے کے لیے کوئی......نہیں ملے گی، کہ جس میں ڈوب مرے آج تک غلط حوالہ دے کر غلط مفہوم بیان کرکے دیوبندی بھونکتے رہے، اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر طرح طرح کے فتوے لگاتے رہے، اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر وہ تبرابازی کرتے رہے کہ دیوبندیت کی بہن شیعت بھی شرمائے، اور ایسا مفہوم بیان کرتے رہے کہ یہودی ونصرانی بھی شاگردی اختیار کرنے میں فخر محسوس کریں، لیکن مقام افسوس ہے کہ دیوبندیوں کو اپنے گھر کی کتابوں کا علم نہیں اپنے بزرگوں کی تعلیمات کے لیے وقت نہیں دیوبندیوں کو اپنے علماء کے کرتوتوں کا علم نہیں اگر دیوبندیوں میں انصاف پسندی، حیاء داری، صداقت وسچائی، ہمت اور

حوصلہ ہے تو پھر لگائیں اپنے علماء پر فتویٰ کہ جنھوں نے یہ کہا کہ ''تم سے سرکار علیہ السلام کی خوشبو آتی ہے''۔

دیوبندی کے ہی نامور عالم سید نفیس الحسینی صاحب لکھتے ہیں:

اس کے بعد سب سے پہلے حضرت مولانا عبدالعلی کا ذکر مبارک کیا ہے اس عنوان کے ساتھ ''حضرت استاذی مولانا عبدالعلی رحمۃ اللہ علیہ''۔

اس عاجز (ابوالحسن زید فاروقی صاحب) نے آپ سے پڑھا ہے آپ عاشقِ صادق بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دلدادہ کمال حضرت محمد قاسم نانوتوی تھے، جمعہ کے دن مدرسہ عبدالرب میں صدہا افراد کے سامنے آپ (عبدالعلی شاگرد قاسم نانوتوی و گنگوہی از ناقل) (حضرت شاہ ابوالخیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ از ناقل) کے انگرکھے کے دامن کو اپنی آنکھوں سے لگاتے تھے اور فرماتے تھے **''مجھ کو اس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشبو آتی ہے''**

(حکایت مہر و وفا ص ۱۵۱، ناشر دار النفائس لاہور)

واہ رے دیوبندیت تیری برداشت، کیسے کیسے منہ بولے کفر، منہ بولی گستاخیاں، منہ بولی گمراہیاں تیرے اندر چھپی ہوئی ہیں آج تک جس کام کی وجہ سے پوری دیوبندیت گستاخ گستاخ کہتے نہ تھکتی تھی آج اس سے بھی بڑی گستاخی و کفر ثابت ہو گیا۔

قارئین! اللہ انصاف کیجئے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے نہ تو مولانا برکات احمد کی خوشبو کو سرکار علیہ السلام کی خوشبو بیان کیا اور نہ ہی کسی کی خوشبو کو سرکار علیہ السلام کی خوشبو کہا لیکن دیوبندی گنگوہی کی طرح ہو کر طرح طرح کے الزامات اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر کرتے ہیں، اب جب کہ خود دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی اور نانوتوی کا شاگرد یہ کہہ رہا ہے ''مجھے اس میں رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشبو آتی ہے''، لیکن یہاں کوئی بولنے والا نہیں کوئی فتویٰ لگانے والا نہیں کسی قلم کے اندر ہمت و حوصلہ نہیں کیوں، آخر کیوں؟

کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ دیوبندیوں کو ہم اہلسنت و جماعت سے دشمنی ہے بغض و عداوت ہے آج تک اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی عبارت کا غلط مفہوم بیان کر کے فتویٰ لگانے والوں نے عاشق و معشوق یعنی گنگوہی و نانوتوی جی کے شاگرد پر کتنے فتوے لگائے، درج ذیل سطور میں ملاحظہ فرمائیں نیز اتنا بڑا کفر اور اتنی بڑی گستاخی دیکھ کر بھی کوئی فتویٰ نہ لگانے والے نفیس الحسینی دیوبندی صاحب بھی اس کی تائید کرتے ہیں اور گنگوہی و نانوتوی کے شاگرد عبدالعلی کے ساتھ برابر کے شریک ہیں اور وہ تمام فتوے نفیس الحسینی دیوبندی پر بھی لگیں گے، اس سے پہلے ایک اور حوالہ بھی دیکھ لیں۔

دیوبندی مفتی خبیب نقشبندی صاحب لکھتے ہیں:

حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے استاد مولانا عبدالعلی۔۔۔کے انگرکھے کو اپنی آنکھوں سے لگاتے اور فرماتے تھے کہ مجھے اس میں سے رسول اللہ ﷺ کی خوشبو آتی ہے۔

(عشق رسول اور علمائے حق، ص ۱۳۷، بیت السلام کراچی)

نوٹ ! یہ کتاب بنوری ٹاؤن کے استاد محمد عاصم زکی کی تقریظ اور محمد جعفر دیوبندی کے دعائیہ کلمات کے ساتھ چھپی ہے، اب آنے والے فتوے ان پر بھی لگیں گے۔

(۱) گنگوہی و نانوتوی کے شاگرد اور دیگر دیوبندیوں پر پہلا فتویٰ:

دیوبندی مولوی ابو محمد صاحب اس بات (کہ کسی کی خوشبو کو سرکار کی خوشبو سے مشابہ کہا جائے) کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گستاخی قرار دیتا ہے چنانچہ دیوبندی مولوی'' فرقہ بریلویہ کے گستاخانہ عقائد کی ہیڈنگ لگا کر ۵۲ نمبر میں'' لکھتا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشبو سے مشابہت

(رضا خانیت پر چار حرف، ص ۳۴، جمعیۃ اہل سنت والجماعۃ پاکستان)

نوٹ یہ کتاب دیوبندی مولوی کاشف کی پسند فرمودہ ہے۔

اس دیوبندی نے تسلیم کیا ہے کہ نبی کریم کی خوشبو سے کسی کی خوشبو کو مشابہ کہنا گستاخی ہے، تو اب دیوبندی رشید احمد و نانوتوی کے شاگرد عبدالعلی کے بارے میں اور نفیس الحسینی کے بارے میں دیوبندی خود ہی فیصلہ کرلی۔

(۲) گنگوہی و نانوتوی کے شاگرد اور دیگر دیوبندیوں پر دوسرا فتویٰ:

(۲) دیوبندی مولوی قاری عبدالرشید لکھتا ہے:

مولوی صاحب (اعلیٰ حضرت از ناقل) کی اس عبارت کو ذرا غور سے دوبارہ پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ مولوی صاحب نے گستاخی کی حد کردی ہے کہتے ہیں بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضہ انور کے قریب پائی تھی۔ دیکھو کس دلیری سے جناب برکات احمد صاحب کی قبر کو حضور ﷺ کے روضہ مبارک کے برابر کردیا اور اس سے پوری تشبیہ دے دی اور وہ بھی بلا مبالغہ کہہ کر کوئی فرق رہنے نہ دیا (معاذ اللہ)۔۔۔۔۔۔۔اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تو بریلویوں کی بات ہے جہاں تک اہل سنت کا تعلق ہے وہ اس بات پر متفق ہیں کہ آپ کی خوشبو مبارک آپ کی ذات سے ہی خاص تھی اور یہ صفت صرف آپ کی ہی تھی۔۔۔۔ویسی خوشبو کسی اور کی نہیں ہوسکتی۔افسوس مولانا احمد رضا خان آپ کی خوشبو کی خصوصیت کے قائل نہ تھے بلکہ وہ یہ شان اوروں میں بھی دیکھتے تھے۔۔۔۔۔۔ہمارا عقیدہ ہے کہ ایک برکات احمد کیا کروڑوں برکات احمد بھی ہوں تو حضور ﷺ کی کسی صفت کے برابر نہیں ہوسکتے۔۔۔۔۔۔بریلویوں کی اس شرم ناک گستاخی پر

جتنا افسوس کیا جائے کم ہے۔

(فاضل بریلوی اور ان کا حافظہ، ص ۱۶۹، ۱۷۰، تحفظ نظریات دیوبند پاکستان)

اس جاہل دیوبندی نے اس عبارت میں جتنے جھوٹ بولے ہیں ان سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر ایسے کام کی وجہ سے جو آپ نے کیا ہی نہیں یہ دیوبندی جاہل، اجہل کیسے برسا، گستاخی اور طرح طرح کے فتوے لگائے لیکن اس جاہل دیوبندی کو اپنے گھر کی کتابوں کا علم نہیں تھا سرکار علیہ السلام کی خوشبو جب دوسرے کی طرح نہیں اور آپ کی خوشبو آپ ہی کے خصائص میں سے ہے تو رشید احمد گنگوہی و قاسم نانوتوی کے شاگرد کی عقل میں کیا بھرا ہوا تھا اور نفیس الحسینی دیوبندی نے یہ عبارت نقل کرکے کونسی تعظیم کا کام کیا، نیز کسی کے بارے میں یہ کہنا کہ **"مجھ کو اس میں رسول اللہ کی خوشبو آتی ہے"** گستاخی ہے یا نہیں دیوبندی اصول کے مطابق گستاخی ہی نہیں بلکہ بہت بڑی گستاخی ہے تو اپنے ان دونوں مولویوں کے بارے میں بتائیں کہ یہ گستاخ کیوں نہیں اور اگر ہیں اور دیوبندی اصول کے مطابق بڑے گستاخ ہیں تو ان کو مسلمان سمجھ کر پوری ذریت دیوبندیہ کا ٹھکانہ کہاں بنے گا۔ گھمن صاحب کی کتاب کا مطالعہ کرکے جواب دیجئے گا تاکہ آپ ذلت مآب بننے سے بچ جائیں۔

قارئین کرام! یہ دیوبندی جاہل بلکہ اجہل آج تک اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو اس وجہ سے گستاخ کہتے آئے ہیں کہ معاذ اللہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے مولانا برکات احمد علیہ الرحمہ کی خوشبو کو سرکار علیہ السلام کی خوشبو کے مشابہ کہا ہے حالانکہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی عبارت جو کہ خود چہل مسئلہ کے مصنف نے بھی لکھی ہے اس میں اس کا نام ونشان بھی نہیں، یہ دیوبندیوں کا خود ساختہ مفہوم ہے لیکن ہم نے جو حوالہ دیا ہے اس میں صراحۃً دیوبندی گنگوہی جی اور نانوتوی جی کے

شاگرد صاحب نے کہا اور نفیس الحسینی نے اس کو نقل کیا اور اس پر ایمان لایا کہ ''ان میں سے رسول اللہ کی خوشبو آتی ہے''

دیوبندیو! اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی دشمنی میں سرتاپا غرق لوگو! اب تمہارے قلم کو کیا ہوا، جو قلم بہت چل رہا تھا، اور جس قلم کی جولانیوں پر دیوبندی ذریت کو ناز تھا، اب اس کی جولانیاں کہاں گئیں اب وہ گستاخ گستاخ کی تسبیح کرنے والا منہ پھٹ اور بے لگام قلم کہاں گیا، اب کیوں لکھنے سے باز آ گیا، اب وہ زبان گدی سے کیوں نکل گئی کہ جس کا بولنا ہی باطل کی حمایت کرنا تھا ، دیوبندیو! اب حرکت دو اپنے قلم کو اور لگاؤ اپنے ان آباء پر گستاخی کے فتوے، اعلیٰ حضرت کی عبارت کا خود ساختہ مفہوم بیان کر کے فتوے لگانے کی بہت زیادہ جلدی تھی، الحمد للہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی کرامت ہے کہ جو فتوے دیوبندیوں نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے لیے تیار کیے تھے وہی فتوے دیوبندی ذریت کے گلے کی ایسی ہڈی بنے جس کو دیوبندی نہ تو نگل سکتے ہیں نہ اگل سکتے ہیں۔

دیوبندی رسالے کا اپنے علماء کے لیے تیار کردہ فتویٰ:

دیوبندی قاری عبد الرشید کے اقرار کے مطابق سید نفیس الحسینی ، دیوبندی مفتی خبیب نقشبندی، محمد عاصم زکی اور محمد جعفر دیوبندی سرکار ﷺ کی صفت میں غیر کو شریک کرتے ہیں جبکہ دیوبندی پروفیسر صبغت اللہ نقشبندی ایسے لوگوں پر گستاخی اور کفر کا فتوی لگاتے ہوئے لکھتا ہے۔

جس طرح کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا شرک ہے اسی طرح کسی کو معاذ اللہ نبی کریم کا شریک ٹھہرانا بھی بدترین گستاخی وکفر ہے۔

(سوط الحق ،ص،۲۳،ادارہ تحفظ ناموس اکابر)

معلوم ہوا کہ یہ سارے دیوبندی اکابر بدترین گستاخ اور کافر تھے۔

گستاخی کے فتوے لگانے والے ادھر بھی دیکھیں:

دیوبندی اپنے ہی اصولوں سے سرکار علیہ السلام کے بھی منہ بولے گستاخ ہوئے، صحابہ کے بھی منہ بولے گستاخ ہیں، سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کے منہ بولے گستاخ ہونے کا ثبوت ماقبل سطور میں آپ نے پڑھ لیا اب آیئے صحابہ کے گستاخ ہونے کے حوالے بھی دیکھ لیجئے۔

چنانچہ دیوبندی مفتی عزیز الرحمٰن صاحب، مولوی الیاس تبلیغی جماعت کے بانی کے بارے میں لکھتے ہیں:

آپ کا بچپن اسی مقدس گھرانے میں گزرا ہے جس کا ہم گزشتہ صفحات میں ذکر کر چکے ہیں امی بی حضرت کی نانی کو آپ سے بہت محبت تھی فرمایا کرتی تھیں اختر مجھے تجھ سے صحابہ کی خوشبو آتی ہے۔

(تذکرہ مشائخ دیوبند، ص،۳۸۵،مکتبہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

ابوالحسن علی ندوی خارجی صاحب لکھتے ہیں:

امی بی مولانا پر بہت شفیق تھیں فرمایا کرتی تھیں کہ اختر مجھے تجھ سے صحابہ کی خوشبو آتی ہے۔

(مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت ،ص،۵۲،مجلس نشریات اسلام کراچی)

دیوبندی مولوی مفتی محمد حبیب صاحب لکھتے ہیں:

امی بی مولانا پر بہت شفیق تھیں، فرمایا کرتی تھیں کہ مجھے تجھ سے صحابہ کی خوشبو آتی ہے۔

(عشقِ رسول اور علمائے حق ،ص،۲۱۹،مکتبہ بیت الاسلام کراچی)

یہ دیوبندیوں کا اجماعی عقیدہ ہے کئی دیوبندیوں نے لکھا ہے کہ مولوی الیاس تبلیغی سے ان کی امی بی کو صحابہ کی خوشبو آتی تھی اب دیوبندی شرم وحیاء سے عاری قوم اپنے اصولوں کو سامنے

لائیں جوانہوں نے ہم اہلسنت و جماعت کے لیے بنائے ہیں اوران اصولوں کے مطابق اپنا مکروہ چہرہ دیکھ لیں اور بتائیں کہ صحابہ کی خوشبو کسی سے آنا صحابہ کی توہین نہیں، صحابہ کی گستاخی نہیں، صحابہ کی بے ادبی نہیں، تمہارے اصولوں کے مطابق تو یہ صحابہ کی گستاخی، بے ادبی وتوہین ہے اب یہ بتاؤ کہ صحابہ کی توہین، گستاخی، بے ادبی کرنے والے کا حکم کیا ہے بتاؤ اور جلد بتاؤ اپنے بڑوں کی کتابیں اور اپنے چھوٹوں کی کتابیں دیکھ کر جواب دیجئے گا تا کہ آپ ذلت مآب بیوقوفوں کے تاج اور کذاب نہ بن جائیں۔

نبوت کی کوشش میں ناکامی لیکن صحابی ہونے میں کامیابی:

دیوبندیوں نے بہت کوشش کی مولوی الیاس کو نبی بنانے کی، بعض مکمل نبی تو نہ بنا سکے مگر الہامی نبی ماننے پر اکتفاء کیا اور بعض نے نبی تو مانا لیکن ڈر کی وجہ سے کہا نہیں لیکن صحابی کا درجہ ہی نہیں بلکہ دیوبندی کو صحابی بنا دیا

انظر شاہ کشمیری صاحب، عطاء اللہ شاہ بخاری کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جہاں حضرت شاہ صاحب کے اوصاف اور فضائل کے بارے میں مجھ سے کیا سننا چاہتے ہو مختصرا اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ صحابہ کا معصوم کاروان چلا جا رہا تھا یہ حضرت ان سے پیچھے رہ گئے تھے۔

مزید لکھتے ہیں:

ڈھلی ڈھلائی معصومیت جس طرح آپ کے جود میں منتقل ہوگئی تھی اس کے پیش نظر بخاری کا یہ تبصرہ بڑا جاندار اور دقیق ہے۔

(حیات محدث کشمیری، ص،۱۳۲، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

قارئین! مولوی عطاء اللہ کو نہ تو امام غزالی نظر آئے، نہ امام رازی، نہ غوث پاک نظر آئے، نہ خواجہ صاحب، اس کو صرف اور صرف ایک دیوبندی مولوی ہی ملا صحابہ کے قافلے سے پیچھے رہ جانے والا، کیا صحابہ کرام کے قافلے سے پیچھے رہنے والا صحابی نہیں ہوگا، اگر وہ صحابی ہوگا تو اس کو دیکھنے والے تابعی نہیں ہوں گے، دیوبندیو! اپنے اصولوں کو سامنے رکھ کر بولو اگر اپنے اصولوں کو دیکھ کر جواب نہیں دو گے تو ذلت ورسوائی تمہارا مقدر رہی رہے گی اور اگر اپنے اصولوں کو دیکھو گے تو لٹکتی ہوئی تلوار تمہاری گردنوں پر ہوگی اور جواب لکھنے کی طاقت وقوت نہ ہوگی لیکن مشہور حدیث اذالم تستح فاصنع ماشئت کے بمصداق دیوبندی اپنے آباء کی گستاخیوں کو چھپانے کے لیے لایعنی تاویلات فاسدہ ضرور کریں گے ان شاء اللہ اس کے جوابات بھی ہم سے ضرور سنیں گے۔

☆☆☆☆☆..................☆☆☆☆☆

''مولانا برکات احمد علیہ الرحمہ کا جنازہ پڑھانے پر اعتراض کا جواب''

واضح ہو کہ اسی مقام پر مولوی برکات احمد صاحب کے جنازہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ فلاں آدمی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا، اور آپ نے فرمایا کہ میں برکات احمد کے جنازہ کی نماز پڑھنے آیا ہوں اس کے بعد یہ نقلی مجدد کہتا ہے کہ الحمد للہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔ دیکھو اپنی امامت جس میں حضور علیہ السلام اس کے خیال میں مقتدی بنے ہیں، اس پر کتنا فخر کر رہا ہے کیا یہ بھی فخر کا مقام ہے بلکہ افسوس ظاہر کرتا کہ مجھے معلوم ہوتا تو میں ہرگز امامت نہ کرتا۔ (چہل مسئلہ، ص، ۲۸، مکتبہ صفدریہ گجرانوالہ)

''الجواب بعون الملک الوھاب''

مقامِ افسوس ہے کہ ان جہلاء دیوبند کو ایک سیدھی اور آسان عبارت بھی سمجھ میں نہیں آتی او

راعتراض کرتے ہیں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر۔اس دیوبندی صوفی ومحقق نے جتنی باتیں اپنی طرف سے کہیں ہیں وہ سب کی سب دھوکہ،فساد،مکاری،بددیانتی،تخریب کاری ہیں جس جاہل کو عالم برزخ اور عالم دنیا کے معاملات میں فرق کا ہی علم نہیں ہے ایسا جاہل مصنف،محقق،صوفی، خوفِ خداوالا،اورنہ جانے کیا کیا ہے۔

دیوبندی اقراری گستاخ:

اگر عالمِ برزخ اور عالم دنیا میں کوئی فرق نہیں ہے تو دیوبندی بتائیں کیا تمہارا عقیدہ یہ نہیں ہے کہ سرکار علیہ الصلوۃ والسلام زندہ ہیں اگر جواب انکار میں ہو تو تم سب سے بڑے گستاخ ہو اور اگر جواب ہاں میں ہو تو بتائیں کہ کیا سرکار علیہ السلام اپنے روضہ انور میں تشریف فرما ہیں یا نہیں ،اگر ہیں اور یقیناً ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں تو مسجد نبوی شریف میں کسی امام کا نماز پڑھانا کیسے درست ہے کیوں کہ تمہارا اصول ہے کہ سرکار علیہ السلام کے ہوتے ہوئے امامت فضیلت نہیں بلکہ بے ادبی، گستاخی،اہانت اور نہ جانے کیا کیا ہے اور جب سرکار علیہ السلام زندہ ہیں موجود ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں تو امام بن کر یا مقتدی بن کر اگر آپ کہیں کہ امام بن کر تو اس امام کی اقتداء کیوں کرتے ہو جو مسجدِ نبوی شریف میں ہوتا ہے سرکار علیہ السلام کی اقتداء کیوں نہیں کرتے اور اگر سرکار علیہ الصلوۃ والسلام مقتدی بن کر نماز پڑھتے ہیں تو تمہارے نزدیک یہ گستاخی ہے جب وہاں کا امام تمہارے اصولوں کے مطابق سرکار علیہ السلام کو مقتدی مان کر گستاخ ہو گیا تو تمہارا اس کو مسلمان سمجھنا کیسے درست ہوگا،اپنی کتابوں کا مطالعہ کرکے جواب دیجئے گا ورنہ......

مشرق سے مغرب تک کے تمام دیوبندیوں کو چیلنج:

میں مشرق سے مغرب تک کے تمام دیوبندیوں کو چیلنج کرتا ہوں کہ بتائیں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کا وہ نماز جنازہ پڑھانا قرآن کے خلاف ہے یا حدیث کے خلاف یا فقہاء وصلحائے امت کے اقوال کے خلاف۔اگر دیوبندی کہیں کہ قرآن کے خلاف ہے تو بتائیں قرآن میں وہ آیت مبارکہ کون سے پارے میں کون سی سورۃ میں ہے اور اگر کہیں کہ حدیث کے خلاف ہے تو بیان کریں کہ وہ حدیث کون سی کتاب میں ہے اگر کہیں کہ فقہاء وصلحائے امت کے اقوال کے خلاف ہے تو بتائیں وہ اقوال کہاں ہیں کون سی کتابوں میں ہیں۔

میں پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ کسی دیوبندی میں یہ جراءت نہیں کہ وہ ہمارے ان مطالبات کا جواب دے دیوبندی کوئے کی بریانی کھا کر مر تو سکتا ہے مگر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے اس قول کو قرآن وحدیث وفقہاء وصلحائے امت کے اقوال کے خلاف ثابت نہیں کرسکتا۔کر بھی کیسے سکتا ہے جب کہ خود اکابرین دیوبند نے لکھا ہے کہ سرکار علیہ السلام کا کسی کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز ہے اسی طرح یہ بھی دیوبندی علماء نے لکھا ہے کہ سرکار علیہ السلام نماز جنازہ میں شرکت کرتے ہیں۔اس سے پہلے کہ میں وہ حوالے بیان کروں چند دیوبندی اقوال کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن میں دیوبندی اکابرین نے یہ لکھا ہے کہ سرکار علیہ السلام کی موجودگی میں امامت فضیلت نہیں اہانت ہے،ادب نہیں بے ادبی ہے۔

سرکار علیہ السلام کی موجودگی میں امامت کروانے والا سرکار کی اہانت کرنے والا دیوبندی فتویٰ:

چنانچہ دیوبندیوں کے دس سے زائد اکابرین کی مصدقہ کتاب رضاخانی مذہب میں لکھا ہے:

امام الانبیاء پیغمبر دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موجودگی میں امامت فضیلت نہیں اہانت

ہے، ادب نہیں بے ادبی ہے، یہی وجہ ہے کہ معراج کی رات ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام میں سے کسی ایک نبی کو بھی اس کی جرات نہ ہوئی اور نہ ہی حضرت ابوبکر صدیق آپ کے حکم کے باوجود آپ کی موجودگی میں مصلائے امامت پر ٹھہر سکے مگر تف ہے ایسے بدعتی ملعون پر کہ جس نے حضور کی موجودگی میں امامت کرانے کو فخر سمجھا یہ یقیناً بہت بڑی بدبختی اور سنگین گستاخی ہے، مگر جوازلی بدبخت ہو اس کا کیا علاج ہے۔

(رضا خانی مذہب، حصہ اول، ص ۹۹، راشدیہ اکیڈمی کراچی)

میں اس حوالے پر کوئی تبصرہ نہیں کرتا بلکہ فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہوں، بہرحال آپ خط کشیدہ الفاظ ذہن میں رکھیں تا کہ دیوبندیوں کی بدبختی و بے حیائی آپ کے سامنے آسکے کہ ان لوگوں نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی آڑ میں کن کن مقدس ہستیوں پر ہاتھ صاف کیے اور کن کن مقدس بزرگوں پر فتوے لگائے ہیں یہ آنے والی سطور میں آپ دیکھ لیں گے۔

سرکار علیہ السلام کی امامت کا دعویٰ کرنے والا بے ادبی واہانت کرنے والا:

چنانچہ دیوبندیوں کے مولوی ابوعکاشہ صاحب لکھتے ہیں:

امام الانبیاء پیغمبر دو عالم کی موجودگی میں امامت فضیلت نہیں اہانت ہے ادب نہیں بے ادبی ہے...... یقیناً بہت بڑی بدبختی اور سنگین گستاخی ہے مگر جوازلی بدبخت ہو اس کا کیا علاج ہے۔

(اپنے عقائد کا جائزہ لیجئے، ص ۱۵۷، مجلس تحفظ ناموس صحابہ واہل بیت پاکستان)

دیوبندی ابوعکاشہ نے یہ سارا حوالہ بعینہ رضا خانی مذہب سے لیا ہے، اس پر بھی ہم فی الحال کوئی تبصرہ نہیں کرتے بلکہ یہ حوالہ لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کتاب پر دیوبندیوں کے نام نہاد متکلم اسلام الیاس گھمن اور نام نہاد مناظر اسلام مفتی حماد نقشبندی اور ابوایوب دیوبندی کی تقاریظ ہیں

رضا خانی مذہب کی تصدیق کرنے والے تقریباً تمام دیوبندی مر کر مٹی میں مل گئے ہیں، لیکن یہ حضرات زندہ ہیں ہوسکتا ہے کہ ان میں سے کوئی غیرت کی گولی کھا کر ہمارا جواب لکھے، اس حوالہ پر بھی تبصرہ کا حق محفوظ ہے اب آیئے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ دیوبندی اقرار کے مطابق سرکار علیہ السلام نے کن کن کی اقتداء میں نماز ادا کی اور دیوبندیوں کے ان فتوؤں کے اولیں مصداق کون سے اشخاص ہیں۔

(۱) سرکار ﷺ کا جبرائیل علیہ السلام کی اقتداء کرنا دیوبندی اقرار:

مصنف چہل مسئلہ کی تصدیق کرنے والے دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں:

بیت اللہ کے پاس دو مرتبہ آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اقتداء میں نماز پڑھی۔

(احسن الکلام، جلد اول، ص ۲۰۲، مکتبہ صفدریہ)

دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب تو مر کر مٹی میں مل گئے لیکن ان کے شاگرد دیوبندیوں کے نام نہاد متکلم اسلام الیاس گھمن صاحب تو موجود ہیں وہ بتانا پسند کریں گے کہ آپ کے استاذ سرفراز گکھڑوی صاحب نے سرکار علیہ السلام کو حضرت جبرائیل کا مقتدی ثابت کر کے کون سا ادب بجالایا ہے ہمارے ماقبل کے حوالے ذہن میں رکھ کر جواب دیں پھر یہ بھی بتائیں کہ خود سرکار علیہ السلام نے یہ فرما کر کہ میں نے جبرائیل علیہ السلام کی اقتداء کی ان تمام دیوبندیوں کے نزدیک اچھا کام کیا یا معاذ اللہ...... کام کیا۔

(۲) سرکار ﷺ کا حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرنا دیوبندی اقرار:

دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں:

سفر تبوک سے واپسی پر آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی اقتداء کی ہے۔

(احسن الکلام، جلد اول، ص، ۲۰۲، مکتبہ صفدریہ)

جی جناب گھمن صاحب آپ کی تقریظ والی کتاب تو یہ کہتی ہے کہ سرکار علیہ السلام کی موجودگی میں امامت فضیلت نہیں اہانت ہے، ادب نہیں بے ادبی ہے، ایسا شخص ازلی بدبخت ہے، بڑی بدبختی ہے، سنگین گستاخی ہے جب کہ آپ کے استاذ گکھڑوی صاحب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ سرکار علیہ السلام نے انکی اقتداء کی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ امام بنے اور سرکار علیہ السلام ۔۔تھے۔ یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لیے اعزاز تھا یا معاذ اللہ بدبختی، یہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی عزت تھی یا بے عزتی، کچھ تو لب کشائی کریں کوئی تو جواب دیں جو بھی جواب دیں اس سے پہلے اپنی تقریظ شدہ کتاب کا ص ۱۵۷ ضرور مطالعہ کرلیں اور اگر مزید کچھ فرصت ملے تو اپنے دس سے زائد بزرگوں کی مصدقہ کتاب رضا خانی مذہب حصہ اول کا صفحہ نمبر ۹۹ بھی پڑھ لیجیے گا اور پھر تسلی سے جواب دیجیے گا۔

(۳) سرکار ﷺ کا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرنا دیوبندی اقرار:

دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں:

اہل قباء کے درمیان مصالحت کرانے کے بعد واپسی پر آپ نے عصر کی نماز میں حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی اقتداء کی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ آگے جا کر لکھتے ہیں:

جس سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اقتداء میں آپ کا نماز پڑھنا ثابت ہے اور آخری

نماز میں آپ نے حضرت ابوبکر کی اقتداء کی جس کی تفصیل آگے آئے گی آپ کی نفس اقتداء کے ثبوت کے لیے یہ دلائل کافی ہیں۔

(احسن اکلام، جلد اول، ص، ۲۰۲، مکتبہ صفدریہ)

قارئین! للہ انصاف اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علیہ الرحمہ کے ملفوظات میں یہ کہیں نہیں کہ میں نے سرکار علیہ السلام کی امامت کی یا سرکار علیہ السلام میرے مقتدی تھے یا سرکار علیہ السلام نے میری اقتداء کی لیکن یہ بدبخت، خائن، بددیانت، کذاب، مفتریوں کے استاذ، اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر بلاوجہ کا الزام لگا کر طرح طرح کے فتوے لگاتے ہیں ہم نے خود دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت کے قلم سے ثابت کر دیا ہے اس نے سرکار علیہ السلام کے لیے اقتداء کے الفاظ صراحۃ لکھے ہیں کہ سرکار علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتداء کی اور یہ سب کچھ اس دیوبندی مولوی نے احادیث کے حوالوں سے ثابت کیا ہے کیا سرکار علیہ السلام کے دور مبارک سے لے کر دیوبندیوں کے وجود سے پہلے تک کسی کو بھی سرکار علیہ السلام کی عزت، ناموس آپ علیہ السلام کے اکرام کا خیال نہ آیا اور کسی ایک نے بھی ان صحابہ کے بارے میں کچھ نہ کہا اور نہ ہی حضرت جبرائیل کے بارے میں کچھ لکھا لیکن جیسے ہی دیوبندیوں کا ناپاک وجود موجود ہوا اور اعلی حضرت امام اہلسنت کا یہ ملفوظ ہاتھ لگا کہیں تو کھلم کھلا سرکار علیہ السلام کی گستاخیاں کرتے ہیں اور کہیں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی آڑ میں آپ کے صحابہ کے خلاف بھونکتے ہیں دیوبندیو! تمہارے امام اہلسنت کے اقرار کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں سرکار علیہ السلام نے نماز پڑھی لیکن تمہارے اصول کے مطابق تو سرکار ﷺ کی امامت

فضیلت نہیں بلکہ۔۔۔۔۔۔۔۔اور سرکار ﷺ نے جان بوجھ کر معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اقتداء کر کے اپنی۔۔۔۔کروائی ؟ ہے کوئی دیوبندی جو اپنے اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے اور بیگانے کا فرق ختم کرتے ہوئے جواب دے۔

(۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جان بوجھ کر حسین احمد کانگریسی کا مقتدی بنانا:

ابوالحسن بارہ بنکوی اپنے ایک بزرگ کے بارے میں لکھتے ہیں:

انہوں نے کہا ، الحمدللہ والشکر للہ، آج شب یکشنبہ بوقت دوساعت ۲۳ شعبان المعظم ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۷ اپریل ۱۹۵۵ء میں روسیاہ سراپا عصیاں کو عالم رویا میں حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد معلوم لہ کی زیارت منامی نصیب ہوئی، حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام گویا کسی شہر میں جامع مسجد کے قریب ایک حجرہ میں تشریف فرما ہیں اور متصل ہی ایک دوسرے کمرے میں کتب خانہ ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کتب خانہ سے ایک مجلد کتاب اٹھائی جس میں دو کتابیں تھیں ایک کتاب کے ساتھ دوسری کتاب تھی وہ خطباتِ جمعہ کا مجموعہ تھا، اس مجموعہ خطبہ میں وہ خطبہ نظرِ انور سے گزرا جو خطبہ جمعہ میں مولانا حسین احمد مدنی مدظلہ پڑھا کرتے ہیں، جامع مسجد میں بوجہ جمعہ مصلیوں کا بڑا مجمع ہے، مصلیوں نے فقیر سے فرمائش کی کہ تم حضرت خلیل اللہ سے سفارش کرو کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام مولانا مدنی کو خطبہ جمعہ پڑھانے کے لیے ارشاد فرمائیں، فقیر نے جرأت کر کے عرض کیا تو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے مولانا مدنی کو جمعہ پڑھانے کا حکم فرمایا، مولانا مدنی نے خطبہ پڑھا اور نماز جمعہ پڑھائی۔ **حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مولانا کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا فرمائی فقیر بھی مقتدیوں میں شامل تھا۔ فالحمدلله علیٰ ذالك ، حمدا كثيرا كثيرا حضرت سیدنا ابراہیم عیہ السلام ضعیف العمر تھے ریش مبارک سفید تھی۔**

(حسین احمد کے حیرت انگیز واقعات، ص، ۴۵، مکتبہ رشیدیہ کراچی)

کانگریسی کو نبی علیہ السلام کا امام بنا کر اس پر الحمدللہ حمداً کثیرا کا وظیفہ کرنا:

قارئین! دیوبندی جاہل بلکہ اجہل، اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر بلا وجہ الزام دھرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے سرکار علیہ السلام کی امامت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ ان دیوبندیوں کا دجل وفریب وافتراء ہے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کا ملفوظ آپ بار بار پڑھیں ہزار بار پڑھیں لیکن اس میں کہیں پر بھی آپ کو یہ نہیں ملے گا مگر یہاں صراحۃً حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقتدی ہونا بیان کیا جا رہا ہے پھر بھی کسی دیوبندی کے عشق انبیاء میں فرق نہیں آیا یہاں تو مرتضی حسن دربھنگی سے لے کر منہ پھٹ بے لگام الیاس گھمن تک خاموش ہیں کسی کو بھی حیاء کی پڑیا نہ ملی بلکہ بے حیائی کی چادر لے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے صرف اس لئے سو گئے کہ انہیں اپنوں کا گلا گھوٹنا پڑے گا اپنے ہی ہاتھوں اپنے اکابر کو گستاخ کہنا پڑے گا ارے دیوبندیو! تم کہو نہ کہو علماء عرب وعجم تمہارے اکابر کو گستاخ کہہ چکے بہر حال دیوبندی مولوی کی عبارت ایک بار پھر پڑھ لیں اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حسین احمد ٹانڈوی کا مقتدی بنایا پھر اپنے ہی اصولوں سے اتنی بڑی گستاخی پر الحمد لله حمدا كثيرا كثيـرا وغیرہ بھی پڑھا لیکن کسی میراثی اور بھانڈ کو حیاء کی گولی نہ ملی اور بے حیائی، بے شرمی اور بے غیرتی کی چادر لے کر اسی بازار میں گھومتے رہے جس میں گنگوہی و نانوتوی۔۔۔اور آج تک گھوم رہے ہیں، اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر صرف یہ فرمانے ''الحمدللہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا'' کی وجہ سے بکواس کرنے والے سارے کے سارے گنگوہی کی طرح اندھے ہو گئے ارے دیوبندیو! ابھی تک تو تمہیں سب کچھ نظر آ رہا تھا یہ ابھی ابھی گنگوہی کی طرح کیوں بن گئے ارے یہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جو سرکار علیہ السلام کے بعد انبیاء میں سب سے افضل ہیں

ان کو حسین احمد ٹانڈوی المعروف گالیوں والی سرکار کا مقتدی بنا کر اس پر فالحمدلله علی ذالك حمداً کثیرا کثیرا بول کر بڑی تاکید کے ساتھ حمد کی جا رہی ہے لیکن اس پر کسی کو حیاء نہ آئی کسی کو شرم کی پڑیا نہ ملی، دیوبندیو! وہ بے غیرتی والا فتویٰ جس کو غیرت کے نام پر دے رہے تھے کہ سرکار علیہ السلام کی موجودگی میں امامت فضیلت نہیں بلکہ اہانت ہے ...... کیا جد الانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی موجودگی میں امامت اہانت نہیں ہوگی یہاں امامت بے ادبی نہیں ہوگی حضرت ابراہیم کو مقتدی کہنے والا ازلی بدبخت نہیں ہوگا کیا یہ سنگین گستاخی نہیں ہوگی کیا یہ بڑی بدبختی نہیں ہوگی کیوں اور آخر کیوں؟ وجہ فرق کیا یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مقتدی بنا کر اس پر تاکید در تاکید اللہ کی حمد کر کے دیوبندی عاشق انبیاء ہیں یہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو مقتدی بنا کر اس پر فالحمدلله علی ذالك حمداً کثیرا کثیرا بول کر پھر بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے محبت کرنے والے لیکن ادھر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے صرف اتنا فرمایا ''الحمد اللہ وہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا'' تو دیوبند کے سارے بے حیاء بے غیرت بے شرم آپے سے باہر ہو گئے اور انکی غیرت جاگ اٹھی ارے بے غیرتو! اب غیرت کہاں گئی اب حیاء کہاں گئی اب شرم کہاں گئی اعلیٰ حضرت نے تو صرف الحمد اللہ کہا تھا لیکن حضرت ابراھیم علیہ السلام کو صراحۃً مقتدی بنا کر اس پر فالحمدلله علی ذالك حمداً کثیرا کثیرا کہا جا رہا ہے، ارے دیوبندیو! آؤ اور غیرت کے تقاضے پورے کرو لیکن بے شرموں کو شرم نہیں آئے گی بے حیاؤں کو حیاء نہیں آئے گی بے غیرتوں کو غیرت نہیں آئے گی کیونکہ یہ اپنا ہے اور ''وہ'' اپنے نہیں یہ دیوبندی ہے اور ''وہ'' دیوبندی نہیں یہ ان کا قصور نہیں ہے بلکہ ان کے گھر کی تربیت ہی ایسی ہے اپنا کرے تو بے شرم، بے حیا، بے غیرت بن جاؤ اور اگر کوئی سنی بریلوی کرے تو سارے فتوے نکال پھینکو، دیوبندیو! تمہاری اعلیٰ حضرت

امام اہلسنت سے دشمنی، بغض، اور عناد صرف اس لیے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت عاشق صادق تھے اور عاشق بنانے والے تھے۔

(۵) سرکار علیہ السلام کا جنازے میں شرکت کرنا دیوبندی اقرار:

دیوبندیوں کے امام الحرفین نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں:

ابراہیم بن منذر کا بیان ہے کہ ایک شخص نے خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو مجتمع دیکھا اس شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ حضرت آپ کیسے تشریف لائے آپ نے ارشاد فرمایا کہ۔ **جئت لهذا الرجل اصلی علیه فانه کان یذب الکذب عن حدیثی** (تہذیب التہذیب ۱۱۲، صفحہ ۲۸۷ و اللفظ لہ والاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ ص ۵۳) میں اس شخص کا جنازہ پڑھنے آیا ہوں کیوں کہ وہ میری احادیث سے جھوٹ کی نفی کرتا ہے۔ یعنی وہ احادیث و آثار کو احتیاط کی چھانی میں چھان کر صحیح حدیث کو جعلی اور جھوٹی احادیث سے بالکل الگ کر دیتے ہیں۔ (طائفہ منصورہ، ص ۸۰، مکتبہ صفدریہ)

بتایا جائے یہ جنازہ کس نے پڑھایا سرکار علیہ السلام نے یا کسی اور نے سرکار علیہ السلام کا یہ جنازہ پڑھانا ثابت نہیں تو لامحالہ کسی اور نے پڑھایا ہوگا تو سرکار علیہ السلام کی موجودگی میں امامت کرنے والے کا حکم آپ کے نزدیک کیا ہے اور پھر ایسے واقعات کو اپنی کتابوں کی زینت بنانا جن میں سرکار علیہ السلام کی اہانت یا بے ادبی ہو یا سنگین گستاخی ہو کتنی بڑی گستاخی ہے، اب یہ سارا وبال دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی کے سر آئے گا، یہ واقعہ دیوبندیوں کے گلے میں وہ ہڈی بن گیا جس کو نہ تو وہ اگل سکتے ہیں اور نہ ہی نگل سکتے ہیں۔۔

(۶) سرکار علیہ السلام کا جنازہ میں شرکت کرنا دیوبندی اقرار:

ایک اور واقعہ بھی نقل کر دیتا ہوں جس میں دیوبندیوں کے اصول کے مطابق سرکار علیہ السلام کی موجودگی میں کسی اور نے امامت کر کے سرکار علیہ السلام کی اہانت و بے ادبی کی ہے۔

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی خلیفہ خلیل احمد انبیٹھوی صاحب لکھتے ہیں:

شیخ سعید نکرونی مدنی کہتے ہیں......جس زمانہ میں مولانا مدینہ منورہ تشریف لائے تو قبل اس کے کہ مولانا سے میری شناسائی ہو میں نے خواب دیکھا کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور مجھ سے کسی نے کہا کہ یہ رسول اللہ ہیں اور ایک عالم ہندی خلیل احمد نام کا انتقال ہو گیا ہے ان کے جنازے کی شرکت کے لیے تشریف لائے ہیں۔

(تذکرۃ الخلیل، ص، ۴۲۷، مکتبۃ الشیخ کراچی)

(۷) سرکار علیہ السلام کا جنازے میں شرکت کرنا دیوبندی اقرار:

دیوبندی خبیب صاحب لکھتے ہیں:

جب حضرت سہارنپوری (خلیل احمد از ناقل) کا انتقال ہوا اور جنازہ لا کر مسجد میں رکھا گیا تو دو مولوی صاحبان کہیں سے آئے انہوں نے کہا ذرا ٹھہریئے ہم نے ایک بات کہنی ہے اس کے بعد جنازہ پڑھنا ایک صاحب نے دوسرے کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ان مولوی صاحب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا بہت شوق تھا درود شریف بکثرت پڑھتے تھے، ایک دن زیارت سے مشرف ہوئے اور عرض کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہاں تشریف آوری کیسے ہوئی، فرمایا مولوی خلیل احمد ہندی کے جنازے کے لیے آیا ہوں۔

(عشقِ رسول اور علماء حق، ص، ۱۶۵، مکتبہ بیت السلام کراچی)

ان دونوں واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلیل احمد

انبیٹھوی کے جنازے میں شرکت کے لیے تشریف لے آئے اب جنازے کی امامت سرکار علیہ السلام نے کروائی یا کسی اور نے سرکار علیہ السلام تو امام نہ بنے بلکہ شیخ محمد طیب صاحب مدرس مدرسہ علوم شرعیہ مدینہ منورہ امام بنے اور سرکار علیہ السلام کیا بنے یہ دیوبندی بہت اچھی طرح جانتے ہیں ہمیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے بہرحال جب سرکار علیہ السلام موجود تھے اس کے باوجود دیوبندیوں کا شیخ طیب صاحب کو امام بنانا دیوبندی مذہب میں سرکار علیہ السلام کی اہانت بے ادبی بڑی بے ادبی سنگین گستاخی اور سرکار علیہ السلام کی موجودگی میں امام بننے والا ازلی بدبخت ہے یہ تمام فتوے ہمارے نہیں بلکہ دیوبندیوں کی دس سے زائد اکابرین کی مصدقہ کتاب رضا خانی مذہب کے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ الیاس گھمن مفتی حماد اور ابوایوب کی مصدقہ کتاب کے ہیں اب دیوبندی ہی بتائیں کہ سرکار علیہ السلام کا گستاخ امامت کے لائق ہے؟ کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے؟ اور جو گستاخ کو مسلمان ہی نہیں بلکہ اپنا بزرگ سمجھے اس کے بارے میں دیوبندی شریعت کیا کہتی ہے۔

جلدی جواب دینے والے کو ہماری کتاب بالکل فری

ناظرین! اس دیوبندی ٹولے میں تو بالکل حیاء نہیں ہے لیکن انصاف پسند کے لیے اتنا ہی کافی ہوتا ہے اگر ان میں سے جن کا نام ہم نے لیا ہے کسی نے جواب دینے کی کوشش کی تو ان شاء اللہ یہ رضوی ایسا جواب دے گا کہ دیوبندی رہتی دنیا تک یاد رکھیں گے۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے الحمد للہ کہنے پر اعتراض کا جواب:

یہ اجہل دیوبندی کہاں کی بات کہاں چسپاں کرتے ہیں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے اس مقام پر یہ ارشاد فرمایا الحمد للہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا اس پر دیوبندی یہ کہتے ہیں کہ یہاں

الحمدللہ کے بجائے افسوس کرنا چاہیے تھا وغیرہ دراصل اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے الحمدللہ اپنی حقانیت کی وجہ سے ارشاد فرمایا کہ جن کے جنازے میں سرکار علیہ السلام روحانی طور پر تشریف لے آئیں تو یہ اس کے نیک، صالح، ولی، عنداللہ مقبول ہونے کی دلیل ہے اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فرماتے ہیں الحمدللہ اس نیک، صالح، ولی کا جنازہ میں نے پڑھایا اس میں کوئی اس طرح کی بات نہیں جس طرح کی دیوبندی ہانکتے ہیں، اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے کبھی بھی اس کا دعویٰ نہیں کیا، ہاں دیوبندیوں میں بڑے بڑے موجود ہیں وقت آنے پر بتائیں گے بھی اور سمجھائیں گے بھی، اب عبارت کا معنی بالکل واضح ہوگیا اگر پھر بھی کوئی احمق دیوبندی یہ کہے کہ نہیں جی افسوس کا مقام تھا وغیرہ تو اس کو اپنے گھر کی خبر لینی چاہیے کہ جہاں مقام افسوس پر الحمدللہ کہا ہے، دیوبندیوں کو جتنی بھی لن ترانیاں کرنی ہوں اور جتنی بھی طبع آزمائی کرنی ہو، اپنے ہی بزرگوں پر کریں۔ ہماری طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا تو......

چنانچہ دیوبندیوں کے معتبر عالم تنویر الحق تھانوی احتشام الحق تھانوی کے بیٹے لکھتے ہیں:

ایک بزرگ کا واقعہ اپنے والد بزرگوار کی تقریر میں سنا تھا کہ ایک اللہ کے ولی اور بزرگ کو اطلاع ملی کہ آپ کے فلاں دوست (جو خود بھی ولی کامل تھے) کا انتقال ہوگیا تو سن کر بے ساختہ زبان سے نکلا، الحمدللہ، قریب بیٹھے ہوئے مریدوں نے تعجب سے عرض کیا کہ اس سے تو پتا چلتا ہے کہ دوست کی موت کا سن کر آپ کو رنج کے بجائے خوشی ہوئی، ایسا تو عام مسلمان سے بھی ممکن نہیں ہے، پھر آپ نے ایسا کیوں فرمایا؟ حضرت نے حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ بھائی! یہ میرے دوست جو مرحوم ہوگئے، ان کی جدائی کا تو مجھے اتنا قلق اور ملال ہے کہ جو بیان سے باہر ہے کیونکہ یہ میرے بہت ہی دیرینہ اور پچاس سال پرانے دوست تھے، اور دوستی کے یہ پچاس سال میں نے کس طرح انگاروں پر لوٹ کر گزارے ہیں ایک ایک لمحہ انتہائی کٹھن اور صبر

آزما گزرا ہے، کیونکہ اس پچاس سال کے عرصے میں میری ہر دم یہی کوشش رہی کہ موصوف مجھ سے ناراض نہ ہوجائیں، کہیں میری ذات سے انہیں تکلیف نہ پہنچ جائے، ان کے دل میں میری طرف سے کوئی بدگمانی نہ آجائے اور اسی نوعیت کے بیشتر خدشات درپیش رہتے تھے میں نے بہت سی خلاف طبع باتیں اپنے اوپر جھیل لیں، ان سے کوئی گلہ شکوہ نہ کیا، گویا کہ پچاس سال کی اس قدیم رفاقت کا زمانہ انتہائی کرب والم میں اس انداز پر گزارا کہ بس میرے دوست کے دل میں کوئی رائی کے دانے کے برابر بھی میل نہ آجائے، آج ان کے انتقال کی خبر سن کر میں نے شکر کے الفاظ اسی لیے ادا کیے کہ اب باقی ماندہ زندگی میں وہ امکان ہی ختم ہوگیا کہ وہ میری طرف سے کبیدہ خاطر ہوں۔ (سیاسی مراقبہ و دینی محاسبہ، ص، ۹۷، مکتبہ احتشامیہ کراچی)

میں اس پر مزید کوئی تبصرہ نہیں کرتا سوائے اس کے کہ اعلی حضرت امام اہلسنت کا الحمدللہ فرمانا ہماری حقانیت کی دلیل اور اس پر الحمدللہ ہی کہا جائے گا نہ کہ اظہار افسوس کیا جائے گا۔

☆☆☆☆☆.................☆☆☆☆☆

......اعتراض نمبر 16......

”تعیین قیامت کے بارے میں اعتراض کا جواب“

امام مہدی کے بارے میں احادیث بکثرت اور متواتر ہیں، مگر ان میں سے کسی کا وقت کا تعین نہیں، اور بعض علوم کے ذریعہ سے مجھے ایسا خیال گزرتا ہے کہ شاید ۱۸۳۷ھ میں کوئی اسلامی سلطنت باقی نہ رہے، اور ۱۹۰۰ھ میں حضرت امام مہدی ظہور فرمائیں۔ (ملفوظات ص ۱۰۰، جلد ۱) فائدہ: دیکھو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باوجود کثرت وتواتر احادیث کے تعین نہ فرمائیں اور معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد فرمادیں اور یہ فرضی مجدد تاریخ مقرر کردے، اور یہ بھی کہہ دے کہ فلاں وقت کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے گی، ایسی فرضی پیشگوئیاں تو ہر ایک جاہل سے جاہل بھی کرسکتا ہے، یہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کس قدر مقابلہ ہے اور علم غیبِ الٰہی میں کس قدر ہاتھ ڈالنا ہے، نیز اس کے ”بعض علوم“ کا کیا اعتبار ہے، یہ تو جفر، رمل اور تکسیر وغیرہ میں ماہر تھا جس کا

یہ اکثر فخریہ ذکر کرتا ہے۔(چہل مسئلہ،ص،۲۹،مکتبہ صفدریہ)

"الجواب بعون الملک الوہاب"

اس دیوبندی جاہل نے شروع سے لے کر آخر تک سوائے دھوکہ، فریب، تحریف، کذب بیانی، جھوٹ، دغا بازی کے کیا کیا ہے، اگر یہ اپنے امام المحرفین کی طرح فریب نہ دیتا تو بات کوئی قابلِ اعتراض نہ تھی لیکن جس کے ذہن میں دیوبندی ناسور گھسا ہو وہ اس کو سوائے دھوکہ وفریب کے کیا سکھا سکتا ہے، اور جس کے ذہن میں دیوبندیت چھائی ہو وہ اس کے علاوہ کر ہی کیا سکتا ہے کیونکہ یہ جاہل دیوبندی قطع وبرید میں ماہر ہے، مفہوم بگاڑنے میں اس کا کوئی ثانی نہیں ہے، اور بزرگوں پر بہتان بازی، الزام تراشی ایسی کرتا ہے کہ دنیا شرم سے پانی پانی ہو جائے، ایسے ہوتے ہیں دیوبندیوں کے صوفی، ایسے ہوتے ہیں دیوبندیوں کے محقق

شرمِ نبی خوفِ خدا　　یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

کا مصداق یہ دیوبندی بلاوجہ اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت پر بکواس کرتا ہے اس کو اعلیٰ حضرت کی عبارت پر اعتراضات کرنے کے بجائے سابق علماء وصلحاء امت کی کتب ملاحظہ کرنا چاہئے کہ ان میں بھی اسی طرح کا مفہوم موجود ہے جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی اور دیگر علماء کی کتب میں پہلے سے ہی پیشن گوئی موجود ہے چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ سے بھی پہلے بعض علماء نے پیشن گوئی کی کہ یہ امت سن ہزار ہجری سے آگے نہ بڑھے گی، علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اس کا انکار فرمایا اور اس پر ایک رسالہ تحریر فرمایا اور اس کا نام "الکشف عن تجاوز ھذہ الامۃ الالف" رکھا اور اس میں ثابت کیا کہ یہ امت ہزار ہجری سے آگے بڑھے گی اور علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کے مطابق ۱۳۰۰ ہجری میں یہ امت ختم ہو جائے گی لیکن یہ بھی نہ ہوا، اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ کے کلام سے اخذ کیا کہ ۱۸۳۷ھ میں کوئی سلطنت باقی نہ رہے گی اور ۱۹۰۰ ہجری میں امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ یہ تھی اصل

حقیقت جو کہ ملفوظات کے اندر وضاحت کے ساتھ موجود ہے، مزید یہ کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے ملفوظات میں اس عبارت سے پہلے جس کو اس مفتری نے نقل کیا ہے واضح ارشاد فرمایا۔

قیامت کب ہوگی اسے اللہ جانتا ہے اور اس کے بتائے سے اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔(ملفوظات اعلیٰ حضرت،ص،۱۶۰،مکتبۃ المدینہ کراچی)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی اس قدر وضاحت کے باوجود یہ جاہل، مفتری، کذاب اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر افتراء باندھتا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے اپنے ایک خیال کا اظہار کیا ہے جو آپ نے بزرگوں کے کلام سے سمجھا، یہ جاہل اپنے بزرگوں کے خیالات پڑھ لیتا تو کبھی بھی یہ اعتراض نہ کرتا لیکن کیونکہ اس جناب ذلت مآب کو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سے دشمنی ہے اسی لیے سارا بخار ادھر ہی نکالتا ہے اسی وجہ سے اس خیال پر اعتراض کرتا ہے، اگر یہ جاہل اعلیٰ حضرت پر اس وجہ سے اعتراض کرتا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے قیامت کے حوالے سے ایک خیال کا اظہار فرمایا تو ان بزرگوں کے بارے میں کیا کہے گا جنہوں نے ہزار ہجری کا ارشاد فرمایا اور پھر علامہ جلال الدین سیوطی کے بارے میں کیا کہے گا جنہوں نے ایک پورا رسالہ اس پر لکھا اور ۱۳۰۰ ہجری کے خیال کا اظہار فرمایا اور پھر شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ کے بارے میں کیا کہے گا

قارئین! کی معلومات کے لیے ہم اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے ملفوظات کا ہی اقتباس پیش کر دیتے ہیں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سے سوال ہوا

عرض: قیامت کب ہوگی اور ظہورِ امام مہدی کب؟۔

ارشاد: قیامت کب ہوگی اسے اللہ عزوجل جانتا ہے اور اس کے بتائے سے اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ قیامت ہی کا ذکر کر کے ارشاد فرماتا ہے:

عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول اللہ

(عزوجل) غیب کا جاننے والا ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔(پ۲۹،الجن ۲۷۔۲۶)امام قسطلانی وغیرہ نے تصریح فرمائی کہ اس غیب سے مراد قیامت ہے جس کا اوپر متصل آیت میں ذکر ہے۔(ارشاد الساری شرح صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالی علم الغیب، الخ، ج ۱۵، ص ۳۹۲)امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پہلے بعض علمائے کرام نے بملاحظہ احادیث حساب لگایا کہ یہ امت سن ہزار ہجری سے آگے نہ بڑھے گی، امام سیوطی (علیہ رحمۃ اللہ القوی) نے اس کے انکار میں رسالہ لکھا ''**الکشف عن تجاوز هذه الامة الا لف**'' اس میں ثابت کیا کہ یہ امت ۱۰۰۰ھ سے ضرور آگے بڑھے گی۔امام جلال الدین (سیوطی علیہ رحمۃ اللہ القوی) کی وفات شریف ۹۱۱ھ میں ہے اور اپنے حساب سے یہ خیال فرمایا کہ ۱۴۰۰ھ میں خاتمہ ہوگا۔ بحمد اللہ تعالیٰ اسے بھی چھبیس برس گزر گئے اور ہنوز (یعنی ابھی تک) قیامت تو قیامت، اشراط کبریٰ (یعنی بڑی نشانیوں) میں سے کچھ نہ آیا امام مہدی کے بارے میں احادیث بکثرت اور متواتر ہیں مگر ان میں کسی وقت کا تعین نہیں **اور بعض علوم کے ذریعے سے مجھے ایسا خیال گزرتا ہے کہ شاید ۱۸۳۷ھ میں کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے۔اور ۱۹۰۰ھ میں حضرت امام مہدی ظہور فرمائیں**

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص ۱۶۰، مکتبۃ المدینہ کراچی)

خط کشیدہ الفاظ کو پڑھیے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت صرف اپنے ایک خیال کا اظہار فرمارہے ہیں۔مزید وضاحت کے لیے ایک اور ملفوظ بھی نقل کر دیتا ہوں تاکہ بات بالکل واضح ہو جائے اور ان جہلاء کی جہالت کا علم ہو جائے چنانچہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے جب یہ ارشاد فرمایا بعض علوم کے ذریعے سے مجھے ایسا خیال گزرتا ہے تو اس پر کسی نے سوال کیا، عرض: حضور نے جفر سے معلوم فرمایا؟

ارشاد: ہاں (اور پھر کسی قدر زبان دبا کر فرمایا) آم کھائیے پیڑ نہ گنئے (پھر خود ہی ارشاد

فرمایا) کہ میں نے یہ دونوں وقت (۱۸۳۷ھ) میں سلطنت اسلامی کا ختم ہونا اور ۱۹۰۰ھ میں امام مہدی کا ظہور فرمانا) سید المکاشفین (یعنی اصحابِ کشف کے سردار) حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے اخذ کیے ہیں، اللہ اکبر کیسا زبردست واضح کشف تھا کہ سلطنت ترکی کا بانی اول عثمان پاشا حضرت کے مدتوں بعد پیدا ہوا مگر حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتنے زمانے پہلے عثمان پاشا سے لے کر قریب زمانہ آخر تک جتنے بادشاہ اسلامی اور ان کے وزراء ہوں گے رموز (یعنی اشاروں کنایوں) میں سب کا مختصر ذکر فرمایا ان کے زمانے میں عظیم وقائع (یعنی غیر معمولی واقعات) کی طرف بھی اشارے سے فرمادیئے، کسی بادشاہ سے اپنی اس تحریر میں بہ نرمی خطاب فرماتے ہیں اور کسی پر حالتِ غضب کا اظہار ہوتا ہے، اس میں ختمِ سلطنت اسلامی کی نسبت لفظ ''ایقظ'' فرمایا اور صاف تصریح فرمائی کہ لا اقول ایقظ الهجرية بل ابقظ الجفرية (یعنی میں ایقظ ہجریہ کے بارے میں نہیں کہتا بلکہ میری مراد ایقظ جفریہ ہے، ت) میں نے اس ایقظ جفری کا جو حساب کیا تو ۱۸۳۷ھ آتے ہیں اور انہیں کے دوسرے کلام سے ۱۹۰۰ھ ظہور امام مہدی کے اخذ کیے ہیں، وہ فرماتے ہیں رباعی۔

اذا دار الزمان علی حروف بسم الله فالمهدی قاما

و یخرج فی الحطیم عقیب صوم الا فاقراه من عندی سلاما

(یعنی جب زمانہ بسم اللہ کے حروف پر گھومے گا تو امام مہدی ظہور فرمائیں گے اور حطیم کعبہ میں شام کے وقت تشریف لائیں گے، سنو انہیں میرا اسلام کرنا۔)

خود اپنی قبر شریف کی نسبت بھی فرمادیا کہ اتنی مدت تک میری قبر لوگوں کی نظروں سے غائب رہے گی مگر ''**اذا دخل السین فی الشین ظهر قبر محی الدین**'' جب شین میں سین داخل ہوگا تو محی الدین کی قبر ظاہر ہوگی۔سلطان سلیم جب شام میں داخل ہوئے تو ان کو بشارت دی کہ فلاں مقام پر ہماری قبر ہے، سلطان نے وہاں ایک قبہ بنوادیا جو زیارت گاہ عام ہے۔(پھر فرمایا)

چند جداول ۲۸،۲۹ خانوں کی آپ نے تحریر فرمادی ہیں جن میں ایک ایک خانہ لکھا اور باقی خالی چھوڑ دیئے اب اس کا حساب لگاتے رہیے کہ اس سے کیا مطلب ہے؟

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص،۱۶۳، مکتبۃ المدینہ کراچی)

ہوسکتا ہے کہ کوئی دیوبندی یہ دھوکہ دے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے شیخ محی الدین ابن عربی کی عبارت کا یہ مطلب کیسے نکال لیا تو اس دیوبندی کی عقل کی خرابی دور کرنے کے لیے ہمارے پاس ان ہی کے حکیم الامۃ اشرفعلی تھانوی کا حوالہ موجود ہے جو کہ اس نے ابن عربی علیہ الرحمہ کے ایک شعر (جس کو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے بھی بیان فرمایا ہے) کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی صاحب کہتے ہیں:

پھر ایک زمانہ وہ بھی آیا کہ شیخ ابن عربی امام اور شیخ اور صدیق کہلانے لگے اور ان کی قبر زیارت گاہ بن گئی حضرت شیخ نے اس کی نسبت پیشن گوئی بھی فرمائی تھی۔

اذا دخل السین فی الشین ظهر المیم

سین سے مراد سلطان سلیم ہیں اور شین سے مراد ملک شام اور میم سے مراد خود حضرت شیخ ہیں، مطلب یہ ہوا کہ جب سلطان سلیم ملک شام میں داخل ہوں گے اس وقت محی الدین ابن عربی کا ظہور ہوگا چنانچہ جب سلطان سلیم کا شام پر تسلط ہوا ہے اور شیخ کی قبر کا حال معلوم ہوا تو اس کو گندگیوں سے صاف کرایا اور اس پر قبہ تعمیر کیا اس دن سے شیخ کی قبر زیارت گاہ خاص وعام بن گئی۔

(مواعظ اشرفیہ جلد ۷، ص،۱۴۹، مکتبہ تھانوی کراچی)

اگر تھانوی صاحب شیخ ابن عربی کے کلام کا یہ مطلب بیان فرمائیں اور دیوبندی اس کو درست کہیں تو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے اگر ابن عربی علیہ الرحمہ کے کلام کا وہ مطلب لیا ہے تو

درست کیوں نہیں۔۔

شیخ ابن عربی نے قیامت تک کے علوم ترتیب سے لکھ دیئے دیوبندی اقرار:

دیوبندی نہ ماننے پر آئیں تو سرکار علیہ السلام کے دیوار کے پیچھے کے علم کی بھی نفی کر دیں اور اگر ماننے پر آئیں تو بزرگوں کے لیے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے علوم کا اقرار کرلیں، واقعی دیوبندی حکیم الامت نے دیوبندیوں کے عقیدے کے بارے میں جو بیان کیا تھا وہ دیوبندیوں کے عقیدے کے بارے میں بالکل حق و سچ ہے دیوبندی حکیم الامت اشرفعلی تھانوی نے دیوبندیوں کے عقیدے کے بارے میں یوں لب کشائی کی۔

عوام کے عقیدہ کی بالکل حالت ایسی ہے جیسے گدھے کا عضو مخصوص بڑھے تو بڑھتا چلا جائے اور جب غائب ہو تو بالکل پتہ ہی نہیں۔

(ملفوظات حکیم الامت، جلد ۳، ص،۲۶۲، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

نوٹ ! اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے ملفوظ پر اعتراض کرنے والے بد بخت دیوبندی ملاں اپنے حکیم الامۃ کے بارے بیان کریں کہ اشرفعلی تھانوی ہر وقت گدھے کے عضو مخصوص کے نظارے کرتا رہتا تھا ۔۔۔۔۔۔ اس پر مزید تبصرہ کا حق محفوظ ہے۔

دیوبندی حکیم الامت اشرفعلی تھانوی صاحب نے جو دیوبندی عوام کا عقیدہ بیان کیا ہے وہ صرف عوام کا ہی نہیں بلکہ دیوبندی علماء کا بھی یہی حال ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا کہ نہ ماننے پر آئیں تو اس ہستی سے دیوار کے پیچھے کا انکار کر دیں جس نے فرش پر بیٹھ کر عرش کی خبریں دیں اور ماننے پر آئیں تو بزرگوں کے لیے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے علوم مان لیں، جی ہاں میں کوئی ہوائی باتیں نہیں کر رہا بلکہ دیوبندیوں کی کتابوں کی باتیں کر رہا ہوں پہلی بات تو مشہور ہے دوسری بات کا حوالہ میں عرض کر دیتا ہوں۔

دیوبندیوں کے مفتی اور مولوی زکریا تبلیغی کے خلیفہ افتخار الحسن صاحب فرماتے ہیں:

علامہ ابن عربی فرماتے ہیں کہ ابتداء میں میں یہی دعا کرتا تھا کہ ساعت اجابت سے چند لمحے پہلے میری آنکھ کھل جائے اس وقت دعا کیا کرتا تھا اللہ پاک نے ان کو ایسا نوازا تھا کہ انہوں نے دو تفسیر لکھی ایک شجر نعمانیہ ہے جو سورہ روم کی ابتدائی تین آیتوں کی تفسیر ہے ان آیات سے حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک کے حالات ترتیب وار لکھ دیئے ہیں لیکن یہ علوم کب حاصل ہوتے ہیں آدمی جب اپنے آپ کو بالکل علم کے حوالے کر دے اور تقویٰ اختیار کرے۔

(ارشادات افتخار الاولیاء، ص،۱۴۰، مکتبہ حبیبیہ رشیدیہ لاہور)

حوالہ ہم نے دے دیا ہے اب فیصلہ قارئین پر ہے بہر حال ابن عربی علیہ الرحمہ جن کے لیے اس دیوبندی نے حضرت آدم سے لے کر قیامت تک کے علوم مانے ہیں تو جب حضرت شیخ ابن عربی کو قیامت تک کا علم دیوبندی اقرار کے مطابق ہے تو ان کے کلام سے سمجھ کر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے کچھ خیال کا اظہار کر دیا ہے تو دیوبندیوں کو تکلیف کیوں ہوتی ہے، اگر تکلیف ہوتی ہے تو علاج کروائیں۔

دیوبندیوں کے نزدیک ابن عربی علیہ الرحمۃ کا کشف سرکار ﷺ سے زیادہ:

دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کا کشف جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کشف سے بڑھا ہوا ہے۔

(تقریر ترمذی، ص،۴۸۸، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

اشرفعلی تھانوی نے پہلے بظاہر کی قید لگائی کہ بظاہر ایسا لگتا ہے کہ شیخ ابن عربی کا کشف سرکار علیہ السلام سے بڑھا ہوا ہے لیکن آگے جا کر یہ قید ختم کر دی اور حقیقتاً ابن عربی کے کشف کو سرکار علیہ السلام کے کشف سے بڑھا ہوا مان لیا، اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

لیکن یہ سمجھنا (یعنی بظاہر ابن عربی کا کشف بڑھا ہوا ہے از ناقل) غلط ہے

(تقریر ترمذی، ص،۴۸۸، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

حقیقت میں ایسا ہی ہے یعنی بظاہر کی نفی کر کے اس کو غلط کہہ کر حقیقتاً اقرار کر لیا کیونکہ آگے دلیل بھی دی ہے، بہر حال دیوبندیوں پر ہے کہ وہ اپنے حکیم کو کفر کے فتوؤں کا ہار پہناتے ہیں یا نہیں۔

☆☆☆☆☆..................☆☆☆☆

﴿......اعتراض نمبر17......﴾

''وظیفوں کے اعتبار سے صبح وشام کی تعریف اور تہجد کے وقت پر دیوبندی اعتراض کا جواب''

آدھی رات ڈھلے سے سورج کی کرن چمکنے تک صبح ہے۔ (وظیفہ کریمہ ص۳) **فائدہ:** یہی بات اس نے اور دو کتابوں میں لکھی ہے ''احکامِ شریعت'' ص ۱۳۹، حصہ دوم میں ہے۔ ''صبح سے مراد یہ ہے کہ آدھی رات ڈھلنے سے سورج نکلنے تک۔'' ملفوظات ص ۱۵ حصہ سوم میں بھی بعینہ ایسی ہی عبارت ہے۔ اب نا معلوم اس مجدد نے لوگوں کو کیوں دھوکا دیا، اور ایسی بدیہی وفطری بات کا انکار کیا ہے جو پاگل سے پاگل آدمی کے ہر وقت مشاہدہ میں ہے، اور پھر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ دوسری عبادات کے لیے کوئی اور صبح ہے اور وظیفوں کے لیے کوئی اور صبح اور بھلا عام طور پر آدمی رات ڈھلے کون سے وظیفے شروع کرتا ہے۔ واضح ہو کہ اسی بناء پر فاسد کی وجہ سے ایک موقع پر نماز تہجد کے وقت کے متعلق ذیل کی عبارت لکھتا ہے۔ ''جب پونے سات بجے عشاء پڑھ کر سو رہے، اور سات سوا سات بجے آنکھ کھلے، وہی وقت تہجد کا ہے۔'' (وظیفہ کریمہ ص ۲۱) اب ہر ایک جانتا ہے کہ سخت سے سخت سردیوں کے موسم میں بمشکل نماز عشاء کا وقت سات بجے ہوتا ہوگا، چہ جائیکہ ہمیشہ کے لیے یہ وقت مقرر رہے، اور پھر تہجد کے لیے تعین کرنا کس قدر مضحکہ خیز ہے۔ (چہل مسئلہ، ص،۲۹، ۳۰، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوهاب''

ان ذلت مآبوں دشنام طرازوں کا بندہ کیا کرے جن کی عقل دماغ میں ہونے کے بجائے ٹخنوں میں ہو وہ کیا کام کی بات کریں گے، جب بھی اعتراض کریں گے جہالت سے سرشار ہو کر کریں گے قطع نظر اس کے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے کیا ارشاد فرمایا، میں دیوبندیوں سے

پوچھتا ہوں، دیوبندیو! بتاؤ اگر کوئی پیر صاحب اپنے مریدوں کے لیے اوراد کا ایک وقت وہ کوئی سا
بھی ہو مقرر کر دے تو اس کے بارے میں کیا کہو گے اس نے غلط کیا یا صحیح اگر غلط کیا تو اپنے بزرگوں
کی کتابوں سے دلیل بیان کرو اور اگر صحیح کیا تو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر بکواس کرنے کا کیا
مطلب، **یہ جاہل دیوبندی یوں لکھتا ہے کہ:**

''لوگوں کو دھوکہ دیا''

میں یہ پوچھتا ہوں جناب جہالت مآب بتانا پسند کریں گے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت
نے کیا دھوکہ دیا ہے، **پھر لکھتا ہے:**

''ایسی بدیہی وفطری بات کا انکار کیا ہے جو پاگل سے پاگل......''

میں ان ذلت مآبوں سے پوچھتا ہوں بتائیں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے کون سی بدیہی
چیز کا انکار کیا ہے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے اس پورے کلام میں کہیں بھی لفظ ''انکار'' یا ''نہیں
'' یا ''نہ'' نہیں ہے لیکن یہ جاہل بلکہ اجہل بلکہ احمق بلکہ گنگوہی کی طرح اعمیٰ کہتا ہے کہ بدیہی چیز کا
انکار کیا ارے بے وقوفوں کے سردار دارالعلوم دیوبند کے بیمار، اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے کون
سی بدیہی چیز کا انکار کیا ہے جو پاگل پاگل کی گردان یاد کر کے تمام دیوبندیوں کو سناتا ہے، کیا دیوبند
میں کوئی بھی عاقل نہیں، جو اس دیوبندی محقق وصوفی صاحب کو سمجھائے۔

پھر لکھتا ہے:

''بھلا آدھی رات ڈھلے کون سے وظیفے شروع کرتا ہے''

اس دیوبندی نام نہاد محقق وصوفی صاحب کو ایک اردو عبارت سمجھنے کی بھی لیاقت نہیں ساتھ
ہی ساتھ ۵۵ سال سے مختلف موضوعات پر تحقیق کرنے والے دیوبند کے بڑے محقق صاحب بھی
اس جہالت میں اس کا ساتھ دے کر اپنی علمی تحقیقات کو کسی گندے سڑے ہوئے نالے میں بہا
رہے ہیں کیا دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب نے ۵۵ سال میں یہی

تحقیق کی ہے کہ ان جیسے جاہلوں کا ساتھ دینا ہے جو سرتا پا کذاب، مفتری دھوکہ باز، خائن، محرف
وغیرہ وغیرہ القابات کے صحیح مصداق ہیں جو گکھڑوی نے محقق وصوفی صاحب کی تصدیق کر کے ان
القابات کا خود کو بھی حق دار بنا دیا، سرفراز صاحب آپ نے کونسی تحقیق کی ہے؟ کیا یہی تحقیق ہے
کہ اگر کوئی پیر صاحب اوراد کے لیے وقت مقرر کر دیں تو اس کا مذاق اڑایا جائے اس جاہل صوفی
اور محقق صاحب سے پوچھا جائے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے کب فرمایا ہے کہ صرف آدھی
رات کو ہی پڑھیں بلکہ میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی پوری عبارت ہی نقل کر دیتا ہوں تا کہ ان
جہلاء کو معلوم ہو جائے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے ایک مدت بیان کی ہے کہ اس وقت سے
اس وقت تک اگر اوراد پڑھو گے تو صبح میں پڑھنا کہلائے گا، اور اس وقت سے اس وقت تک شام

چنانچہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فرماتے ہیں:

آدھی رات ڈھلے سے سورج کی کرن چمکنے تک صبح ہے اس بیچ میں جس وقت ان دعاؤں کو
پڑھ لے گا صبح میں پڑھنا ہوگا، یوں ہی دوپہر ڈھلنے سے غروب آفتاب تک شام ہے۔

(الوظیفۃ الکریمۃ، ص۱۲، مکتبۃ المدینہ کراچی)

ان ذلت مآبوں بے حیاؤں اور شرم کے عوض دجل وفریب کے خریداروں سے بندہ پوچھے
بتاؤ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے کہاں فرمایا ہے کہ آدھی رات ڈھلے ہی پڑھنا ضروری ہے بلکہ
عموم ہے جب بھی اس طرح کی دعائیں بیان کی جاتیں ہیں تو اکثر مریدین پوچھتے ہیں کس وقت
میں پڑھیں پھر اگر صبح کا بیان کیا جائے تو سوال ہوتا ہے صبح میں کونسا وقت طلوع آفتاب سے پہلے یا
بعد میں یا سحری کے وقت یا فجر کی نماز سے پہلے یا بعد میں وغیرہ وغیرہ تو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت
نے خود ہی بیان فرما دیا کہ اس وقت میں پڑھو گے تو صبح میں پڑھنا کہلائے گا اور اس وقت میں پڑھو
گے تو شام میں پڑھنا کہلائے گا اتنی آسان اور سیدھی سی بات تھی اور یہ جاہل علم سے کورے صوفی و
محقق صاحب اپنی تحقیق پیش کرنے آ گئے اور تحقیق کی وہ ندیاں بہائیں کہ حیاء سے گردن جھک

جائے شرم سے آدمی پانی پانی ہوجائے۔

پھر لکھتا ہے:

''یہ معلوم نہیں ہوتا کہ دوسری عبادات کے لیے کوئی اور صبح اور وظیفوں کے لیے کوئی اور صبح''

جی ہاں جناب محقق وصوفی صاحب عبادات کا وقت شریعت نے مقرر کر دیا ہے وہ اسی وقت میں ہونگی جبکہ وظیفوں کا وقت مقرر نہیں ہے۔

اس عبارت ''اب ہر ایک جانتا ہے کہ سخت سے سخت سردیوں کے موسم میں بمشکل نماز عشاء کا وقت سات بجے ہوتا ہوگا، چہ جائیکہ ہمیشہ کے لیے یہ وقت مقرر ہے'' میں اس جاہل صوفی ومحقق نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر بہتان باندھا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے ہمیشہ کے لیے نماز عشاء کا وقت پونے سات بجے بتایا ہے، جب کہ یہ ذلت مآب دیوبندیوں کے سرخراب ملا کے محقق کی اپنی اختراعی بات ہے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے کہیں بھی یہ نہیں لکھا کہ نمازِ عشاء کا وقت ہمیشہ پونے سات بجے ہوتا ہے اگر یہ دیوبندی اپنے قول میں سچے ہیں تو لائیں دلیل ان شاء اللہ جواب یہ رضوی دے گا۔ لیکن ایسی عبارت کہاں سے لائیں گے؟ یہ مطلب تو اس جاہل ،کذاب، ذلت مآب مصنف چہل مسئلہ کی ذہنی اختراع ہے باقی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے کیا فرمایا ہے وہ آپ دیکھ لیں، چنانچہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فرماتے ہیں۔

فرضِ عشاء پڑھنے کے بعد کچھ دیر سو رہے پھر شب میں طلوع فجر سے پہلے جس وقت آنکھ کھلے اگرچہ رات نو بجے یا جاڑوں میں پونے سات بجے عشاء پڑھ کر سو رہے اور سات سوا سات بجے آنکھ کھلے وہی وقت تہجد کا ہے۔

(الوظیفۃ الکریمۃ، ص ۳۴، مکتبۃ المدینہ کراچی)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے گرمیوں کا وقت الگ لکھا اور سردیوں کا وقت الگ، لیکن یہ جاہل دیوبندی صوفی ومحقق گرمیوں کے وقت کو کوئے کی بریانی سمجھ کر ہضم کر گیا اور سردیوں کے

وقت میں بھی اپنی جاہلانہ تحقیق پیش کر کے دیوبندیوں کے امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب کا محقق بن گیا۔

قارئین! اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے ارشاد فرمایا کہ سردیوں میں پونے سات بجے بالمثال نماز پڑھ کر سو جائے پھر سات سوا سات بجے آنکھ کھلے تو تہجد پڑھ لے اس میں کون سا غلط مسئلہ ہے جو یہ صوفی محقق اعتراض کرتا ہے، اگر اس کو پونے سات بجے عشاء کے وقت نماز ہونے پر اعتراض ہے تو یہ بھی اس کی جہالت ہے، اور اس کا یہ کہنا کہ سردیوں میں بھی نماز عشاء کا وقت بمشکل سات بجے ہوتا ہے جہالت در جہالت ہے یہ جاہل صوفی ومحقق لاہور کا رہنے والا تھا اگر ہم سردیوں میں نمازِ عشاء کا ابتدائی وقت دیکھتے ہیں تو عشاء کا وقت سردیوں میں ''۶:۳۲'' منٹ سے شروع ہوجاتا ہے، جس جاہل کو کیلنڈر دیکھنے کی توفیق نہ ہو وہ دیوبندی محقق ہے اور جس کا کذب بیانی، الزام تراشی میں ثانی نہ ہو وہ دیوبند کا صوفی ہے اور جس کے اندر قیامت میں جوابدہی کی فکر نہ ہو وہ دیوبند میں خوفِ خدا والا ہے اور جو خیانت کا ماہر ہو وہ دیوبند میں امانت دار ہے واہ رے دیوبند تیری وسعت کیسے کیسے فنکاروں کو تو نے اپنے اندر جگہ دی ہوئی ہے۔

جب لاہور میں ''۶:۳۲'' منٹ پر عشاء کا وقت ہوجاتا ہے تو اس کا بمشکل سات بجے کہنا کذب بیانی دھوکہ دہی نہیں تو اور کیا ہے اس جاہل دیوبندی کی تصدیق کرنے والے دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت بھی ان معاملات میں اس صوفی ومحقق کی تحقیق سے دو چار ہاتھ آگے تھے تبھی تو تصدیق کی اگر ہم سرفراز گکھڑوی کے شہر گجرانوالہ کی بات کریں تو وہاں سردیوں میں عشاء کا وقت ۶:۲۵ پر شروع ہوجاتا ہے، بہر حال اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے جو بات سمجھانے کے لیے بطور مثال بیان فرمائی وہ بالکل درست ہے، یہ دیوبندی صوفی اور اس کی تصدیق کرنے والا جاہل بلکہ اجہل ہیں۔

☆☆☆☆☆..............☆☆☆☆☆

''مدینہ منورہ کی فضیلت پر جاہلانہ اعتراض''

عرض: حضور مدینہ طیبہ میں ایک نماز پچاس ہزار کا ثواب رکھتی ہے اور مکہ معظمہ میں ایک لاکھ کا، اس سے مکہ معظمہ کا افضل ہونا سمجھا جاتا ہے۔

ارشاد: جمہور حنفیہ کا یہی مسلک ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مدینہ طیبہ افضل ہے۔ پھر آگے لکھا ہے۔ اور یہی میرا مسلک ہے۔ ملفوظات، ص 51، حصہ دوم

فائدہ: دیکھو جمہور حنفیہ کے مسلک کو چھوڑ کر اپنا نیا طریقہ قائم کیا ہے اور اس پر اپنی حنفیت کا پرزور دعویٰ ہے اور پھر یہ اسی مدینہ طیبہ کی فضیلت کے بارے میں ہے جہاں کی رہائش مکروہ (تحریمی) کہہ کر رد کیا جاتا ہے تاکہ یہاں کے حلوے مانڈے سے محرومی نہ ہو اور علمائے دیوبند جن میں سے کئی ایک بزرگ وہاں جا کر رہے اور اس پاک زمین میں پیوند ہوئے۔ ان سے مشابہت نہ لازم آئے۔ واضح ہو کہ اس مسئلہ میں نہ صرف اپنے امام مجتہد رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر جمیع ائمہ حنفیہ کا خلاف کیا گیا ہے بلکہ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے مجموعی مسلک سے بھی انحراف کیا ہے۔ (چہل مسئلہ، ص ۳۰، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوھاب''

دیوبندیوں کے صوفی محقق صاحب نے حنفیت سے خروج کی ہیڈنگ ڈال کر ملفوظات کی ایک عبارت کا کچھ حصہ نقل کیا ہے اور درمیان والی عبارت (جس کا ماقبل و مابعد کے ساتھ تعلق تھا) کو ''کوا بریانی'' سمجھ کر بغیر ڈکار لیے چٹ کر گئے اور آخر سے ایک جملہ نقل کر کے یہ تاثر دیا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے علمائے احناف کو چھوڑ کر اپنا مسلک اختیار کیا ہے، ہم ملفوظات کی پوری عبارت نقل کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ اعلیٰ حضرت نے کن کا موقف اختیار کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سے سوال ہوا:

حضور! مدینہ طیبہ میں ایک نماز پچاس ہزار کا ثواب رکھتی ہے اور مکہ میں ایک لاکھ کا، اس سے مکہ معظمہ کا افضل ہونا سمجھا جاتا ہے؟

آپ جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

جمہور حنفیہ کا یہ ہی مسلک ہے اور امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک مدینہ افضل اور یہی مذہب امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ہے۔

ایک صحابی نے کہا: مکہ معظمہ افضل ہے۔ فرمایا: کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے! انہوں نے کہا واللہ! بیت اللہ وحرم اللہ۔ فرمایا: میں بیت اللہ اور حرم اللہ میں کچھ نہیں کہتا، کیا تم کہتے ہو مکہ مدینہ سے افضل ہے! انہوں نے کہا: بخدا خانہ خدا وحرم خدا۔ فرمایا میں خانہ خدا وحرم خدا میں کچھ نہیں کہتا، کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے! وہ وہی کہتے رہے اور امیر المؤمنین یہی فرماتے رہے اور یہی میرا مسلک ہے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص ۲۳۷، مکتبۃ المدینہ کراچی)

قارئین!! اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی عبارت سے واضح ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے اپنا کوئی مذہب اختیار نہیں فرمایا بلکہ فرماتے ہیں یہی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مسلک ہے اور یہی میرا مسلک، کیا صحابی کے مسلک کو اختیار کرنے والا حنفیت سے نکل جاتا ہے۔

ہاں! کوئی دیوبندی یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ ہم مقلد ہیں اور مقلد کو اپنے امام کی تقلید کرنی چاہیے نہ کہ ڈائریکٹ صحابی یا حدیث سے مسئلہ نکالنا چاہیے۔ تو جواب حاضر ہے یہ بات درست ہے کہ مقلد کو اپنے امام کی پیروی وتقلید کرنی چاہیے لیکن کن چیزوں میں فروعات میں نہ کہ عقائد میں جن جہلائے دیوبند کو یہ ہی علم نہ ہو کہ یہ مسئلہ فروعات میں سے ہے یا عقائد میں سے اور جن کا مبلغ علمی صرف اردو کی دو چار کتابیں ہوں، وہ جاہل اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے منہ کو آتے ہیں اور آپ کو حنفیہ سے خارج کرتے ہیں دیوبندیوں کی حنفیت کیسی ہے یہ تو آنے والی سطور میں آپ کو معلوم ہو جائے گا لیکن پہلے اس مسئلے کی وضاحت کر دوں کہ یہ مسئلہ عقائد کے باب سے ہے نہ کہ فروعات کے باب سے جن میں تقلید لازم وضروری ہو۔ خود دیوبندی حضرات بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ ہم صرف فروعات میں امام اعظم کی تقلید کرتے ہیں نہ کہ عقائد میں

دیوبندیوں کی معتبر کتاب تلبیسات المعروف المهند میں لکھا ہے

ہم اور ہمارے مشائخ اور ہماری ساری جماعت بحمد اللہ فروعات میں مقلد ہیں مقتدائے خلق امام ہمام امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کے اور اصول و اعتقادیات میں پیرو ہیں امام ابوالحسن اشعری اور امام ابو منصور ماتریدی رضی اللہ عنہما کے۔

(عقائد علمائے (دیوبند) اہلسنت، ص ۳۶، مکتبہ محمودیہ صفدریہ کراچی)

دیکھا آپ نے کہ یہ دیوبندی خود کہتے ہیں کہ ہم فروعات میں امام اعظم کی تقلید کرتے ہیں ان کے مقلد ہیں جبکہ عقائد میں تقلید نہیں بلکہ پیروی کرتے ہیں یہاں کوئی دیوبندی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ مسئلہ عقائد میں سے نہیں بلکہ یہ مسئلہ تو تقلیدی ہے تو جواب ان کے گھر کی کتابوں میں موجود ہے ہم کچھ حوالے اسی مسئلے سے ملتے جلتے دے دیتے ہیں

دیوبندیوں کی معتبر کتاب تلبیسات المعروف المهند میں لکھا ہے

زمین جو جناب رسول اللہ ﷺ کے اعضائے مبارکہ کو مس کئے ہوئے ہے علی الاطلاق افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔

(عقائد علمائے (دیوبند) اہلسنت، ص ۴۲، مکتبہ محمودیہ صفدریہ کراچی)

محمود عالم صفدر نے اس پر یہ حاشیہ لکھا ہے:

اہل سنت والجماعت کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ زمین کا وہ حصہ جو نبی اقدس ﷺ کے جسد اطہر کو مس کئے ہوئے ہے وہ بیت اللہ بلکہ عرش اعظم سے بھی افضل ہے۔

(عقائد علمائے (دیوبند) اہلسنت، ص ۴۲، مکتبہ محمودیہ صفدریہ کراچی)

قارئین!! دیکھا آپ نے خود دیوبندی حضرات اپنی اس کتاب میں جس میں ان کے عقائد بیان کیے گئے ہیں اس میں اسی سے ملتا ہوا مسئلہ لکھ کر کہہ رہے ہیں کہ یہ عقیدہ کا مسئلہ ہے تقلید کا مسئلہ نہیں لیکن اس جاہل کو نہ علم نہ کچھ حیاء، بس اعلیٰ حضرت کے خلاف لکھنا ہے، لیکن تعجب ہے دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب پر کہ وہ خود عبدالشکور ترمذی کی کتاب

خلاصہ عقائد علمائے دیوبند پر تقریظ لکھ چکے ہیں اور اس میں تیسرے نمبر پر عقیدے کی سرخی لگا کر یہی مسئلہ عقیدے میں لکھا ہے لیکن جناب سرفراز صاحب بھی بغض اعلیٰ حضرت میں میں چور چور ہیں اور اس مسئلہ کی وجہ سے اعلیٰ حضرت کو حنفیت سے خارج کرتے ہیں یہ بات سرفراز صاحب اور اس کے محقق پر صادق آئی کہ ''جب تیری حیاء نہ رہے تو جو تیرا جی کرے کر'' جب یہ مسئلہ ہے ہی عقائد کا تو اگر اعلیٰ حضرت نے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے موافق اپنے عقیدے کو بتایا تو یہ جہلاء دیوبند اعلیٰ حضرت پر طعن کرتے اور نیا طریقہ بنانا بتاتے ہیں، تو پھر یہ جہلاء اپنی پوری دیوبندیت کیلئے کیا حکم بیان کریں گے، کیا دیوبندیت نے بھی تقلید کو چھوڑ کر نیا طریقہ اختیار کیا ہے

دیوبندی اقراری مجرم:

کیونکہ اس مسئلہ کا تعلق عقائد سے ہے اور عقائد میں تقلید نہیں ہوتی لہذا اعلیٰ حضرت کو حنفیت سے خارج کرنے کا الزام غلط ہے اور اگر اس مسئلہ کے بارے میں دیوبندی کہیں کہ یہ مسئلہ تقلید کا ہے تو پھر خود دیوبندی اپنے اقرار سے حنفیت سے خارج ہو جائیں گے وجہ اس کی یہ ہے کہ امام اعظم سے جو یہ مسئلہ منقول ہے وہ مطلقا ہے یعنی امام اعظم علیہ الرحمہ مطلقا بغیر کسی تخصیص کے، مکہ مکرمہ کو مدینہ منورہ پر فضیلت دیتے ہیں اور اس میں قبر انور کا استثناء نہیں کرتے تو جب امام اعظم مطلقا فضیلت کے قائل ہیں تو یہ دیوبندی قبر انوار کا استثناء کرنے کی وجہ سے ضرور حنفیت سے خارج ہوں گے، اب دیوبندی اپنے ہی اصول سے حنفیت سے خارج ہو گئے۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اگر کوئی دیوبندی یہ کہے کہ امام اعظم علیہ الرحمہ بھی استثناء کے قائل ہیں تو وہ کتاب کا نام، صفحہ اور اس کے مصنف کی توثیق بیان کرے ورنہ اپنے آپ کو حنفیت سے خارج سمجھے۔

دیوبندی اپنے اقرار کے مطابق حنفیت سے خارج:

اب میں چند حوالے ایسے بیان کر دیتا ہوں جس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ دیوبندی اپنے آباء کے اصولوں کی وجہ سے حنفیت سے خارج ہیں چنانچہ دیوبندیوں کی نجات جن کی اتباع پر موقوف ہے میری مراد گنگوہی صاحب نے کئی مسائل میں امام اعظم کو چھوڑ کر اپنا نیا مسلک اختیار کیا ، ہندوستان میں جو بھی احناف ہیں وہ سب عصر کا وقت مثلین بتاتے ہیں کہ ظہر کا آخری وقت مثلین ہے اور عصر کا وقت مثلین کے بعد شروع ہوتا ہے لیکن گنگوہی صاحب یہ بات ماننے کو تیار نہیں ہے بلکہ غیر مقلدین کی کمر مضبوط کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں

گنگوہی صاحب لکھتے ہیں :

بندہ کے نزدیک ایک مثل کو زیادہ قوت ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ، ص،۲۹۱، مکتبہ صدائے دیوبند)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

ایک مثل کا مذہب قوی ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص،۲۹۲، ادارہ صدائے دیوبند)

اب کوئی دیوبندی ہمیں بتائے گا کہ ملا رشید احمد گنگوہی اس فتوے کے اعتبار سے حنفیت سے خارج ہوئے یا نہیں ۔ یہ بات یاد رہے کہ یہاں صاحبین کا قول مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ دیوبندیوں کے نزدیک بھی راجح مذہب امام اعظم کا ہے اور فتویٰ بھی امام اعظم کے قول پر ہے اور اس بات کی تصریح علمائے دیوبند کی کتابوں میں موجود ہے، اور تو اور زرولی خان دیوبندی کے نزدیک تو امام اعظم کے قول کے ہوتے ہوئے کسی اور کے قول پر عمل و فتویٰ جائز نہیں بلکہ امام اعظم کے قول پر فتویٰ واجب ہے، اور وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نہ یوسفی ہیں نہ محمدی، ان تمام حوالوں کے ہوتے ہوئے صاحبین کا قول کیسے مراد ہو سکتا ہے، مجھے علم ہے کہ کوئی دیوبندی ملا رشید احمد گنگوہی کے خلاف نہیں لکھے گا کیونکہ جو ٹکڑے ملتے ہیں بند ہو جائیں گے اور چونکہ اعلیٰ حضرت سے بغض و دشمنی ہے اس

وجہ سے آپ کو مورد طعن ٹھہراتے ہیں۔

اسماعیل قتیل بالاکوٹی کا انتشار پھیلانے کے لیے رفع یدین کرنا:

اس بات پر تمام دیوبندی تقریباً متفق ہیں کہ رفع یدین منسوخ ہو چکا اور جو چیز منسوخ ہو جائے اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔لیکن اسماعیل دہلوی جان بوجھ کر اور انتشار پھیلانے کیلئے رفع یدین کرتے تھے لاکھ سمجھانے کے باوجود بھی دہلوی صاحب نہ ماننے اور ضد پر اڑے رہے، چنانچہ ملا اشرف علی تھانوی صاحب اس کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں

خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی عبدالقیوم صاحب فرماتے تھے کہ اسحاق صاحب بیان فرماتے تھے کہ جب مولوی اسماعیل صاحب نے رفع یدین شروع کیا تو مولوی محمد علی صاحب اور مولوی احمد علی صاحب نے جو شاہ عبدالعزیز کے شاگرد تھے اور ان کے کاتب تھے شاہ صاحب سے عرض کیا کہ حضرت مولوی اسماعیل صاحب نے رفع یدین شروع کیا ہے اور اس سے مفسدہ پیدا ہوگا آپ ان کو روک دیجئے۔شاہ صاحب نے فرمایا میں تو ضعیف ہو گیا ہوں مجھ سے تو مناظرہ نہیں ہو سکتا میں اسماعیل کو بلائے لیتا ہوں تم میرے سامنے اس سے مناظرہ کر لو اگر تم غالب آ گئے تمہارے ساتھ ہو جاوں گا اور وہ غالب آ جائے اس کے ساتھ ہو جاوں گا۔مگر وہ مناظرہ پر آمادہ نہ ہوئے اور کہا کہ حضرت ہم تو مناظرہ نہ کریں گے، اس پر شاہ صاحب نے فرمایا کہ جب تم مناظرہ نہیں کر سکتے تو جانے دو۔شاہ صاحب نے یہ جواب دیا تو میں سمجھا شاہ صاحب نے اس وقت دفع الوقتی فرما دی ہے مگر یہ مولوی اسماعیل سے کہیں گے ضرور چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جب شاہ عبدالقادر صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا میاں عبدالقادر تم اسماعیل کو سمجھا دینا کہ وہ رفع یدین نہ کیا کریں کیا فائدہ ہے خواہ مخواہ عوام میں شورش ہوگی۔شاہ عبدالقادر صاحب نے فرمایا کہ حضرت میں کہہ تو دوں مگر وہ مانے گا نہیں اور حدیثیں پیش کرے گا۔اس وقت بھی میرے دل میں خیال آیا کہ گوانہوں نے اس وقت یہ جواب دیدیا ہے مگر یہ بھی کہیں گے ضرور چنانچہ یہاں

بھی میرا خیال صحیح ہوا اور شاہ عبد القادر صاحب نے مولوی محمد یعقوب صاحب کی معرفت مولوی اسماعیل صاحب سے کہلایا کہ تم رفع یدین چھوڑ دو اس سے خواہ مخواہ فتنہ ہوگا۔ جب مولوی یعقوب صاحب نے مولوی اسماعیل صاحب سے کہا تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر عوام کے فتنہ کا خیال کیا جاوے تو پھر اس حدیث کے کیا معنیٰ ہوں گے **من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهید** کیونکہ جو کوئی سنت متروکہ کو اختیار کریگا عوام میں ضرور شورش ہوگی۔ مولوی یعقوب صاحب نے شاہ عبد القادر صاحب سے ان کا جواب بیان کیا اس کو سن کر شاہ عبد القادر صاحب نے فرمایا بابا ہم تو سمجھے تھے کہ اسماعیل عالم ہوگیا مگر وہ تو ایک حدیث کے معنی بھی نہیں سمجھا یہ حکم اس وقت ہے جبکہ سنت کے مقابل خلاف سنت ہو اور مانحن فیہ میں سنت کا مقابل خلاف سنت نہیں بلکہ دوسری سنت ہے کیونکہ جس طرح رفع یدین سنت ہے یونہی ارسال بھی سنت ہے۔ جب مولوی یعقوب صاحب نے یہ جواب مولوی اسماعیل صاحب سے بیان کیا تو وہ خاموش ہوگئے اور کوئی جواب نہ دیا۔

(حکایات اولیاء، ص ۴۷، دار الاشاعت)

جمع بین الصلوٰتین اور دیوبندیوں کا حنفیت سے خروج:

جمع بین الصلوٰتین کا مسئلہ بہت مشہور ہے امام اعظم کے نزدیک جمع بین الصلوٰتین جائز نہیں ہے لیکن گنگوہی صاحب امام اعظم کی مخالفت کرتے ہوئے اور اس کی اجازت دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہ مسئلہ مقلد کے دوسرے امام کے مذہب پر عمل کرنے کا ہے تو وقت ضرورت کے جائز ہے عامی کو کہ اس کو سب کو حق جاننا چاہیئے اگر اپنے امام کے مذہب پر عمل کرنے میں دشواری ہو تو دوسرے امام کے قول پر عمل کر لیوے اس قدر تنگی نہ اٹھاوے کہ یہ موجب ضرر اور حرج دین کا ہوتا ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۹۲، صدائے دیوبند)

واہ رے دیوبندی تیری حنفیت! امام اعظم کی صریح مخالفت کے باوجود بھی تو حنفی ہے اور مسئلہ بھی تقلید کا ہے عقیدے کا نہیں اگر کوئی عقیدے کے مسئلے میں صحابہ کی پیروی کرتے ہوئے کچھ بیان کر دے تو یہ دیوبندی اس کو حنفیت سے خارج ہونے کا فتوی سنائیں لیکن خود تقلید کے مسئلے میں امام اعظم کی مخالفت کریں پھر بھی حنفی کہلائیں، تف ہے ایسی بے حیائی پر، حیف ہے ایسی بے شرمی پر، اور حیرانگی ہے ایسی ہٹ دھرمی پر۔

دیوبندیو! بتاؤ!! کیا امام اعظم و احناف کے نزدیک مفتی بہ قول میں جمع بین الصلوٰتین جائز ہے اور کیا اس مسئلہ میں دوسرے مذہب پر عمل جائز، یہ جاہل دیوبندی اعلیٰ حضرت پر ایک فتوے میں یہ کہنے پر ''کہ امام شافعی کے نزدیک ہو جاتا ہے'' طعن کرتا ہے لیکن اس دیوبندی کو اپنے امام گنگوہی کا یہ فتویٰ بالکل نظر نہیں آتا کہ گنگوہی صاحب ضرورت کے وقت امام شافعی کے مذہب پر عمل کو جائز بتاتے ہیں کیا یہ وہ ضرورت ہے جس کی بناء پر دوسرے مذہب پر فتوی دینا جائز ہو دیوبندی کتب کے حوالے سے بیان کیا جائے کیونکہ ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی، نیز ان علماء احناف کا نام مع کتب ضرور بتائے جائیں جنہوں نے یہ فتویٰ دیا ہو کہ اس مسئلہ میں اتنی دشواری ہے کہ دوسرے مسلک کو اختیار کر سکتے ہیں۔ ان جہلاء دیوبند میں نام کی بھی حنفیت نہیں لیکن حنفیت کی ٹھیکیداری لے کر دوسروں کو حنفیت سے نکال رہے ہیں۔

دیوبندیو!! تمہارے گنگوہی نے تو کھلی چھٹی دے دی ہے کہ عامی سب مذاہب کو حق جانے اور حنفی مذہب پر عمل دشوار جانے تو دوسرے امام کے مذہب پر عمل کر لے۔ جاہلو! عوام تو اکثر مسائل میں دشواری سمجھتی ہے تو کیا ان کو دوسرے امام کے مذہب پر عمل جائز ہوگا غیر مقلدین کے خلاف بولنے والے اپنے گھر کی حنفیت ضرور دیکھ لیں اور اپنے گنگوہی جی کی تجویز پر عمل کر کے اپنے عقائد میں متفق بھائیوں کو خوش کریں۔

حنفیت کی خدمت کرنے سے عمر ضائع ہوگئی دیوبندی منافقت:

ایک اور مضبوط حوالہ بھی دیکھ لیجئے! جناب دیوبندی صاحب آپ کے علماء تو کہتے ہیں حنفی ہو کر ساری زندگی ضائع کردی لیکن آپ ہیں کہ حنفیت سے دوسروں کو نکال رہے ہیں جناب پہلے اپنے گھر والوں کو تو سمجھالو کہ حنفیت کی خدمت سے زندگی ضائع نہیں ہوتی بلکہ زندگی سنور جاتی ہے لیکن آپ بغض اعلیٰ حضرت میں اعلیٰ حضرت پر تو طعن کرتے ہیں، اس مسئلہ میں جس کا تقلید سے نہیں بلکہ عقائد سے تعلق ہے۔ اور اپنے بزرگوں کے خلاف لکھتے ہوئے موت نظر آتی ہے اور ان ٹکڑوں کے ختم ہونے کا خوف نظر آتا ہے جو ہمارے خلاف بھونکنے پر ملتے ہیں، اب بھی بولو اور حق پسندی کا ثبوت دو۔

دیوبندیوں کے مفتی اعظم پاکستان محمد شفیع دیوبندی صاحب انور شاہ کشمیری کے بارے میں لکھتے ہیں:

ایک صبح نماز فجر کے وقت اندھیرے میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضرت سر پکڑے ہوئے بہت مغموم بیٹھے ہیں میں نے پوچھا حضرت کیسا مزاج ہے کہاں ہاں ٹھیک ہی ہے میاں! مزاج کیا پوچھتے ہو عمر ضائع کردی میں نے عرض کیا حضرت آپ کی ساری عمر علم کی خدمت میں دین کی اشاعت میں گزری، آپ کی عمر اگر ضائع ہوئی تو پھر کس کی عمر کام لگی؟، فرمایا تمہیں صحیح کہتا ہوں عمر ضائع کردی میں نے عرض کی کیا حضرت کیا بات ہے؟، فرمایا ہماری عمر کا ہماری تقریروں کا، ہماری ساری کدوکاش کا خلاصہ یہ رہا کہ دوسرے مسلکوں پر حنفیت کی ترجیح قائم کردیں۔ امام ابوحنیفہ کے مسائل کے دلائل تلاش کریں او دوسرے ائمہ کے مسائل پر آپ کے مسلک کی ترجیح ثابت کریں۔ یہ رہا ہے محور ہماری کوششوں کا تقریروں کا اور علمی زندگی کا اب غور کرتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ کس چیز میں عمر برباد کی۔

(وحدت امت، ص، ۱۸، مکتبۃ المنبر)

یہ عبارت اگر کسی اور کی ہوتی تو دیوبندی اس پر وہ کیچڑ اچھالتے کہ الامان والحفیظ لیکن چونکہ یہ

عبارت، یہ قول اپنوں کا ہے سب زبانیں بند، سب قلموں پر سکتہ طاری ایسا لگتا ہے کہ پوری دنیائے دیوبندیت میں ہو کا عالم ہے، میں اس جاہل دیوبندی سے پوچھتا ہوں حنفیت کے ٹھیکیدارو!! آپ کے انور شاہ کشمیری کا کلام صحیح ہے، کیا حنفیت کی خدمت کرنا زندگی برباد کرنا ہے تو پھر کونسا مذہب ہے جس کی خدمت کرنا درست ہوگا جناب دیوبندی صاحب چاروں مذہب حق چاروں امام حق ان میں سے کسی کی بھی خدمت کرنا حق اور زندگی بجائے برباد ہونے کے سنورتی ہے، غیر مقلدین سے عقائد میں متفق صاحبو تمہارے وہ بھائی بھی تو یہی کہتے ہیں لیکن تم ان پر نہ جانے کیسے کیسے فتوے لگاتے ہو اور یہاں چونکہ گھر کا بندہ ہے لہذا نہ وہ حنفیت سے خارج نہ کچھ اور ،بس اعلیٰ حضرت سے دشمنی و بغض ہے اور حیلے بہانے کر کے ان کو حنفیت سے نکالنے کی ناکام کوشش کرنی ہے جناب حنفی مذہب آپ کے گھر کی ایجاد نہیں ہے کہ آپ جس کو چاہیں داخل کریں اور جس کو چاہیں خارج کریں جو یہ کہیں کہ مذہب حنفیت میں زندگی گزارنا زندگی برباد کرنا ہے اس کے بارے میں فتویٰ صادر کریں کہ وہ حنفیت سے خارج ہے کہ نہیں؟؟؟

دیوبندیو! اپنے امام اول اسمعیل قتیل بالاکوٹی پر فتوی لگاؤ:

یہ جاہل بلکہ اجہل مصنف چہل مسئلہ اپنے گھر کی شریعت سے بالکل ناواقف ہے اس کو اپنے امام اول اسمعیل قتیل بالاکوٹی کی کتابوں کا بھی علم نہیں جناب ذلت مآب ہر جگہ ذلیل و خوار چمار آپ کے اسمعیل قتیل بالاکوٹی صاحب آپ کو اور تمام ذریت دیوبندیہ کو بدعتی بناتے ہوئے لکھتے ہیں

:

اور آئمہ مجتہدین میں سے کسی ایک مخصوص امام کی تقلید کو واجب قرار دینا۔۔۔۔ تو یہ سب امور بدعات حقیقیہ کی قسم سے ہیں۔

(بدعت کی حقیقت اور اس کی اقسام، ص، ۸۱، قدیمی کتب خانہ)

دوسروں کو حنفیت سے نکالنے والے اور حنفیت کے ٹھیکیدارا اپنے امام اول کے قول پر عمل کر کے تقلید

سے آزاد ہو کر کھل کر غیر مقلد ہو جائیں اگر ایسا نہیں کرتے تو اپنے امام اول کے فتوے سے بدعتی تو ثابت ہو جاتے ہیں اب دیوبندیوں کی مشہور کتاب تلبیسات المعروف المہند جس کا حوالہ ہم پیچھے دے چکے اس میں ۲۴ اور پھر جدید تصدیقات میں ۴۰ دیوبندی علماء کہتے ہیں کہ ہم ایک امام کی تقلید کرتے ہیں اور دیوبندی ایک امام کی تقلید کو واجب کہتے ہیں تو اپنے امام اول قتیل بالاکوٹی کے فتوے سے ۲۴+۴۰ اور سارے دیوبندی گئے بدعت کی گمراہی میں دوسرں کو بدعتی کہنے والوں کی اپنی حالت یہ ہے بہرحال ایک اور حوالہ بھی دیکھ لیجئے۔

دیوبندی گنگوہی وتھانوی کا لوگوں کو تقلید سے آزاد کرنا:

دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

بلکہ اس بات میں میری رائے تو یہ ہے کہ اگر معاملات میں کسی وقت اپنے مذہب میں تنگی ہو اور دوسرے آئمہ کے اقوال میں گنجائش ہو تو عوام کو تنگی میں نہ ڈالا جائے بلکہ دوسرے آئمہ کے قول پر فتوی دے دیا جائے میں حضرت مولانا گنگوہی سے اس رائے کی صریح تائید حاصل کر چکا ہوں

(ماہنامہ الحسن اشاعۃ خاص حکیم الامۃ، جلد اول ۱۹۸۷، ص ۶۰۶)

لوگوں کو تھوڑی سی تنگی کی وجہ سے دوسرے مذاہب پر عمل کی ترغیب دینے والے گنگوہی وتھانوی کے بارے میں یہ حنفیت کے ٹھیکیدار کیا کہیں گے کیا یہ بھی حنفیت سے خارج ہوئے یا نہیں، ہوئے اور ضرور ہوئے۔

دیوبندیو! جس جگہ چاہو ڈوب مرو:

(۱) اپنی ہی بیٹیوں پر بری نظر رکھنے والا دیوبندی مولوی الیاس گھمن لکھتا ہے کہ

اسی قسم کی احادیث کے پیش نظر بعض علماء مکہ کو افضل کہتے ہیں اور بعض علماء مدینہ کو۔

(المہند اور اعتراضات کا علمی جائزہ، ص ۵۶، مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ)

دیوبندیوں کو چاہئے کہ پہلے ان بعض علماء کا نام بتا کر انہیں حنفیت سے خارج کریں پھر اعلی حضرت

امام اہلسنت کے بارے میں بکواس کریں

(۲) دیوبندی مولوی عبیداللہ انور کی مصدقہ کتاب میں عبدالمعبود لکھتا ہے کہ

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرام کی ایک جماعت اور مالک بن انس اور اکثر علمائے مدینہ مکہ مکرمہ پر مدینہ منورہ کو فضیلت دیتے ہیں اسی طرح بعض دیگر علمائے کرام بھی مدینہ طیبہ کی فضیلت کے قائل ہیں

کچھ آگے جا کر لکھتا ہے کہ:

مدینہ طیبہ کی مکہ مکرمہ پر فضیلت۔۔۔۔۔

کچھ اور آگے جا کر لکھتا ہے کہ:

مدینہ طیبہ مکہ مکرمہ سے افضل ہے۔

(تاریخ المدینۃ المنورۃ، ۵۱، ۵۴، ۵۵، المکتبۃ الحبیب راولپنڈی)

اب دیوبندی صوفی صافی اور اس کی تصدیق کرنے والے جاہل مطلق سرفراز گکھڑوی صاحب کو چاہئے کہ پہلے ان علماء کے نام بتا کر ان کو حنفیت سے خارج کریں پھر دوسروں کے بارے میں لب کشائی کریں۔

(۳) دیوبندیوں کے بہت بڑے علامہ عبدالشکور صاحب دیوبندیوں کی ناک خاک آلود کرتے ہوئے اور اعلی حضرت امام اہلسنت کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

تمام علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ مدینہ منورہ کا وہ مقدس حصہ جو جسم اطہر نبوی ﷺ سے متصل ہے تمام مقامات سے افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ بلکہ عرش عظیم سے بھی۔ اب اس کے بعد اختلاف ہے کہ آیا مکہ افضل ہے یا مدینہ۔ صحیح یہ ہے کہ کعبہ کو چھوڑ کے باقی حصہ پر مدینہ کا باقی حصہ افضل ہے امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بطور زجر وانکار کے عبداللہ بن عباس مخزومی سے کہا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے انہوں نے کہا کہ مکہ خدا کا حرم ہے اور وہاں اس کا گھر ہے

(اس وجہ سے اس کو افضل کہتا ہوں) حضرت عمر نے فرمایا کہ میں خدا کے حرم اور اس کے گھر کی نسبت کچھ نہیں کہتا۔ پھر فرمایا کہ کیا یہ تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے۔ انہوں نے پھر وہی کہا کہ مکہ خدا کا حرم ہے اور وہاں اس کا گھر ہے (اس وجہ سے اس کو افضل کہتا ہوں) حضرت عمر نے فرمایا کہ میں خدا کے حرم اور اس کے گھر کی نسبت نہیں کہتا۔ پھر فرمایا کہ کیا تم یہ کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے کئی بار حضرت عمر نے اس کلام کی تکرار فرمائی اور چلے گئے۔ **معلوم ہوا کہ حضرت عمر خانہ کعبہ کو مستثنیٰ کر کے مدینہ کو مکہ سے افضل کہتے تھے اور یہی حق ہے**

(چراغ مصطفوی اور طوفان قادیان، ص ۱۹۱، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)

اب تو ساری دیوبندیت بے حیائی کے پانی میں غوطہ زن ہو کر ڈوب مری ہو گی جس وجہ سے دیوبندیوں کا یہ صوفی و محقق اور اس کی تصدیق کرنے والے دیوبندیوں کے سرفراز گکھڑوی صاحب نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو حنفیت سے خارج کیا تھا دیوبندیوں کے عبدالشکور نے بھی اسی مسلک کو حق کہا ہے اور اسی مسلک کو اپنایا ہے اگر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت اس مسئلے کی وجہ سے حنفیت سے خارج ہیں تو دیوبندی اپنے اس مولوی کا جہاں دل کرے ٹھکانا بنالیں

☆☆☆☆☆.................☆☆☆☆☆

"دیہات میں جمعہ پر اعتراض کا جواب"

نیز احکام شریعت ص 146 حصہ دوم میں یوں کہا ہے: "مذہب حنفی میں جمعہ وعیدین (دیہات میں) جائز نہیں لیکن جہاں قائم ہے وہاں منع نہ کیا جائے اور جہاں نہیں ہے وہاں قائم نہ کیا جائے آخر شافعی مذہب پر تو ہو ہی جائے گا۔" دیکھو ادھر تو ناجائز کہا، پھر کہا منع نہ کرو اور دلیل یہ دی کہ شافعی مذہب میں جائز ہے۔ پس بغیر ضرورت کے تقلید حنفیت سے نکلنے کی ترغیب دی پہلے مالکی بنے تھے اب شافعی بنے۔

(چہل مسئلہ، ص ۳۱، مکتبہ صفدریہ)

"الجواب بعون الملک الوھاب"

قارئین! جہالت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے لیکن امام المحرفین کے محقق وصوفی نے تو تمام حدیں پار کرنے میں پی ایچ ڈی کی ہے نہ علم کا پتہ نہ علماء سے تعلق، یہ دیوبندی بس آنکھیں بند کئے اعتراض کرنا جانتا ہے، بھلے اپنے علماء نے بھی وہی لکھا ہو جس پر یہ نام نہاد محقق وصوفی اعتراض کرتا ہے۔ جی ہاں علماء دیوبند بھی دیگر مسائل کی طرح اس مسئلہ میں بھی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت والا مؤقف اختیار کیے ہوئے ہیں یہ بات تو بالکل بدیہی ہے کہ دیہات میں جمعہ اعلیٰ حضرت کے نزدیک جائز نہیں تھا لیکن جہاں ہورہا تھا وہاں ختم کروانے میں چونکہ فتنہ تھا، لہٰذا اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ وہاں منع نہ کیا جائے تاکہ لوگوں میں فتنہ نہ ہو اور آخر میں یہ فرمایا کہ امام شافعی کے مسلک پر ہو جاتا ہے۔ اس مسئلہ کو لے کر اس دیوبندی نے بے جا اعتراضات کیے ہیں لیکن اس کو اپنے گھر کی شریعت و فتاویٰ کا علم نہ تھا مگر ہم بالخصوص اس صوفی و محقق کو اور بالعموم دیگر دیوبندیوں کو دکھاتے ہیں کہ یہی مسئلہ تمہارے گھر کی شریعت میں بھی لکھا ہے۔

دیوبندی گھر سے اعلیٰ حضرت کی تائیدات:

(۱) اعلیٰ حضرت نے فرمایا مذہب حنفی میں دیہات میں جمعہ درست نہیں، دیوبندی گھر کی شہادت:

دیوبندیوں کے مفتی اعظم کفایت اللہ دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

"حنفی مذہب کے موافق قریٰ یعنی دیہات میں جمعہ صحیح نہیں ہوتا۔

(کفایت المفتی، جلد ۳، ص ۲۳۹، دار الاشاعت)

یہ دیوبندیوں کے گھر کا حوالہ ہے جو اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ دیہات میں جمعہ جائز نہیں کفایت اللہ دیوبندی نے بھی یہی کہا ہے کہ دیہات میں جمعہ جائز نہیں ہے۔

(۲) اعلیٰ حضرت نے فرمایا جہاں قائم ہو وہاں منع نہ کیا جائے، دیوبندی گھر کی شہادت:

یہی دیوبندیوں کے مفتی اعظم کفایت اللہ صاحب دیوبندیوں کی ناک خاک آلود کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اگر وہاں جمعہ قدیم الایام سے قائم ہے۔۔۔لیکن چونکہ عرصہ دراز سے قائم شدہ جمعہ کو بند کر دینے میں جو فتنے اور مفاسد پیدا ہوتے ہیں ان کے لحاظ سے اس مسئلے میں حنفیہ کو شوافع کے مذہب پر عمل کر لینا جائز ہے"

(کفایت المفتی، جلد۳،ص،۲۳۹،دارالاشاعت)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

"اس مقام پر پہلے سے جمعہ قائم تھا تو اب اس کو بند کرنا نہیں چاہیئے، جمعہ کی نماز بدستور پڑھتے رہیں

(کفایت المفتی، جلد۳،ص،۲۳۴،دارالاشاعت)

یہ اعلی حضرت کی دوسری بات تھی اعلی حضرت نے بھی یہی فرمایا کہ جہاں ہوتا ہے وہاں منع نہ کیا جائے اور کفایت اللہ دیوبندی بھی یہی کہہ رہا ہے کہ جہاں جمعہ قائم ہے وہاں بند نہ کیا جائے، جمعہ پڑھتے رہیں۔

(۳)اعلی حضرت نے فرمایا جہاں جمعہ قائم نہ ہو وہاں قائم نہ کیا جائے ،دیوبندی گھر سے شہادت:

دیوبندیوں کے مفتی اعظم کفایت اللہ دہلوی صاحب اس جاہل کی جہالت کو دور کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اگر کسی گاؤں میں پہلے سے جمعہ قائم نہیں تو وہاں جمعہ قائم نہ کرنا چاہیے۔

(کفایت المفتی، جلد۳،ص،۲۳۹،دارالاشاعت)

یہ اعلی حضرت کی تیسری بات تھی جو اعلی حضرت نے لکھا وہی کفایت اللہ دیوبندی نے لکھا لیکن افسوس ہے ان حنفیت کے ٹھیکیداروں پر کہ اعلی حضرت پر تو اعتراض کرتے ہیں لیکن کفایت اللہ کے بارے میں کوئی لفظ نہیں کہتے، وجہ یہ ہے کہ اعلی حضرت سے دشمنی اور یہ یعنی کفایت اللہ اپنے۔

(۴)اعلی حضرت فرماتے ہیں امام شافعی کے مذہب پر تو جمعہ ہو جاتا ہے،دیوبندی گھر سے شہادت:

یہی کفایت اللہ دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

اس مسئلہ میں حنفیہ کو شوافع کے مذہب پر عمل کر لینا جائز ہے۔"

(کفایت المفتی، جلد۳،ص،۲۳۹،دارالاشاعت)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

اس مسئلہ میں امام شافعی کے قول یا امام مالک کے قول کے موافق عمل کر لینا چاہیئے۔

(کفایت المفتی، جلد۳،ص،۲۴۸،دارالاشاعت)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

دیگر ائمہ کے قول کے موافق پڑھ لیں۔

(کفایت المفتی، جلد۳،ص،۲۵۳،دارالاشاعت)

گنگوہی صاحب کے قلم سے اعلی حضرت کی تائید:

دیوبندیوں کی نجات جن کی اطاعت واتباع پر موقوف ہے وہ یعنی گنگوہی صاحب فرماتے ہیں:

البتہ حسب مذہب شوافع وبعض محدثین کے جمعہ ادا ہو گیا اور ظہر ساقط ہو گئی۔

(فتاوی رشیدیہ،ص،۴۰۷،ادارہ صدائے دیوبند)

حنفیت کے ٹھیکیداروں سے سوال:

قارئین! اس جاہل نے اپنی جہالت کے سبب اعلی حضرت پر جو طعن کیا تھا اور اعلی حضرت کو حنفیت سے نکالنے کی ناکام کوشش کی تھی ہم نے الحمدللہ دیوبندیوں کے گھر کے حوالوں سے ثابت کر دیا ہے کہ اعلی حضرت نے جو کچھ لکھا حق و سچ صحیح و عمل کے لائق۔اب میں دیوبندیوں سے

سوال کرتا ہوں جناب دیوبندیو! کیا گنگوہی صاحب و کفایت اللہ آپ کے نزدیک حنفیت سے خارج ہوں گے یا نہیں اگر حنفیت سے خارج ہوئے تو صحیح اگر نہیں تو کیوں؟؟؟؟۔

شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب اور دیوبندی حوالہ:

ایک دیوبندی نے کفایت اللہ دیوبندی سے سوال کیا مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی حنفی تھے یا غیر مقلد مصفیٰ شرح موطا میں شہر و قریہ دونوں میں جمعہ واجب کہتے ہیں؟ یہ تھا سوال کہ شاہ ولی اللہ کے نزدیک گاؤں میں جمعہ واجب ہے؟......جواب تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ احناف کے نزدیک گاؤں میں نماز جمعہ نہیں ہوتا اور جو یہ کہے کہ دیہات میں جمعہ واجب ہے یا ہو جاتا ہے وہ حنفیت سے خارج ہے جیسا کہ اس جاہل دیوبندی نے کہا لیکن اب چونکہ حنفیت اپنے ہاتھ کا کھیل ہے جس کو چاہیں داخل کریں جس کو چاہیں خارج کریں تو دیوبندیوں کے مفتی کفایت اللہ صاحب نے جواب دیا:

ان دونوں بزرگوں نے اس میں (گاؤں میں جمعہ ہونے میں۔از ناقل) اگر حنفیت سے عدول کیا تو یہ حنفی ہونے سے نہ نکلیں گے۔

(کفایت المفتی، جلد۳، ص،۲۲۸، دارالاشاعت)

قارئین! دیکھا آپ نے جب نام کی تصریح آ گئی تو اب فتویٰ تبدیل ہو گیا، شاہ ولی اللہ بھلے گاؤں میں جمعہ واجب ارشاد فرمائیں وہ حنفی ہی ہیں اعلیٰ حضرت نے وقت کے تقاضے کے مطابق رہنمائی فرمائی پھر بھی حنفیت سے خارج یہ دوہری پالیسی کیوں؟

ہے کوئی دیوبندی جو اپنے بزرگوں کی جہالت کو دور کرے اور ہمارا جواب لکھنے کی ہمت کرے، ہمارے پاس اور بہت حوالے ہیں فی الحال اتنا کافی ہے۔

☆☆☆☆☆..............☆☆☆☆☆

......اعتراض نمبر19......

''نیاز کا کھانا کھانے پر اعتراض کا جواب''

گائے کا گوشت کھانے سے مجھے معاً ضرر ہوتا ہے ایک صاحب نے میرے یہاں نیاز کا کھانا بھیجا (ملفوظات ص ۵، حصہ چہارم) فائدہ: یہاں سے ثابت ہوا کہ یہ مجدد نیاز کے کھانے کھایا کرتا تھا، حالانکہ یہ کھانا صرف فقیر محتاج ہی کو جائز ہے کہ اس کا ثواب میت کو ضرور پہنچتا ہے مگر اس غنی مجدد کے لیے کیسے جائز تھا، اور خود بھی ''وصایا شریف'' میں لکھ چکا ہے کہ فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو تو کچھ نہ دیا جائے، صرف فقراء کو دیں، اس سے پہلے ایک ایک ولی کا ہزاروں جگہ بیک وقت دعوت میں شامل ہونے کا ذکر آ چکا ہے اب آگے مذکور ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد بھی ان کو لذیذ کھانوں کا فکر تھا۔ (چہل مسئلہ، ص ۳۲، مکتبہ صفدریہ گجرانوالہ)

''الجواب بعون الملک الوہاب''

حضرات محترم! ان نام نہاد علماء و صلحاء کی حرکتیں دیکھیں کہ آسان سے آسان عبارت اور آسان سے آسان مسئلہ سمجھنے کے لیے تیار نہیں ہیں اور پھر اتنے بڑے بڑے دعوے کہ فلاں محقق ہے خوفِ خدا والا ہے یہ اور وہ اور فلاں شیخ الحدیث ہے ۵۵ سال سے کتب پڑھا رہا ہے وغیرہ ذالک جن جہلاء کی سمجھ میں اتنا آسان مسئلہ بھی نہیں آیا تو مشکل مسئلوں میں تو ان کی مثال اندھوں میں کانا راجہ کی ہوتی ہوگی کہ جس نے جو بک دیا وہ ہی درست ہے۔

''مصنف چہل مسئلہ کی بناء الفاسد علی الفاسد''

مصنف چہل مسئلہ کی کمال بے حیائی کہ اپنے ایک مفروضے پر مسئلے کی بنیاد رکھتا ہے اس جاہل نے اپنے ذہن میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو غنی مانا اور پھر یہ اعتراض جڑ دیا، میں تمام دیوبندیوں سے کہتا ہوں کہ اپنے اس صوفی، محقق اور خوف خدا والے کو کذاب ہونے سے بچائیں اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو غنی ثابت کریں ورنہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا وظیفہ پڑھ کر پوری دیوبندیت پر دم کریں بزرگوں کی نیاز کھانے نہ کھانے کا مسئلہ الگ ہے ان شاء اللہ اس کو ہم آگے ثابت کریں گے لیکن اس جاہل نے اس اعتراض کی بنیاد ہی غنی ہونے پر رکھی ہے اور جب اعلیٰ

حضرت امام اہلسنت غنی تھے ہی نہیں تو یہ اعتراض کیسے درست ہوگا۔

بہر حال میں مسئلہ کی وضاحت کر کے پھر دیو بندیوں کے نزدیک جو بزرگ مسلم ہیں اور بقول دیو بندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز صاحب کہ ہم ان بزرگوں کی عبارات سے آگے پیچھے نہیں ہونے والے (مفہوما) ان کے حوالے بھی عرض کروں گا تا کہ معلوم ہو جائے کہ دیو بندیوں کو صرف اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سے ہی دشمنی ہے ورنہ یہ مسئلہ تو بڑے بڑے بزرگوں نے بھی بیان کیا ہے آیئے مسئلہ کی وضاحت دیکھئے۔

مسئلہ کی وضاحت:

ہمارے نزدیک عام فاتحہ اور بزرگوں کی نیاز میں فرق ہے عام فاتحہ کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے خود فرمایا ہے کہ غنی لے ہی نہیں اور اگر لے لے تو فقیر کو دے دے اور بزرگوں کی نیاز یہ تبرک ہے غنی وفقیر سب کھا سکتے ہیں۔ آیئے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت ہی سے دیکھ لیجئے۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت سے سوال ہوا اہم سوال و جواب ہدیہ ناظرین کرتے ہیں:

راہبران دین ومفتیان شرع متین کا کیا حکم ہے کہ نیاز اور فاتحہ میں کیا فرق ہے۔۔۔۔۔۔

الجواب: مسلمان کو دنیا سے جانے کے بعد جو ثواب قرآن مجید کا تنہا یا کھانے وغیرہ کے ساتھ پہنچاتے ہیں عرف میں اسے فاتحہ کہتے ہیں کہ اس میں فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ اولیائے کرام کو جو ایصال ثواب کرتے ہیں اسے تعظیما نذر و نیاز کہتے ہیں۔

(احکام شریعت، ص،۱۳۹، مکتبہ شبیر برادز لاہور)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

یہ چیزیں غنی نہ لے فقیر لے۔۔۔۔۔۔۔ فقیر لے کر خود کھائے اور غنی لے ہی نہیں اور لے لیے ہوں تو مسلمان فقیر کو دیدے۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ حکم عام فاتحہ کا ہے نیاز اولیائے کرام

طعام موت نہیں، وہ تبرک ہے فقیر و غنی سب لیں۔۔۔۔۔

(احکام شریعت، ص،۱۴۹، مکتبہ شبیر برادز لاہور)

اب تو اس جاہل، صوفی اور دیو بندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز صاحب کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ ہمارے نزدیک بزرگوں کی نیاز تبرک ہوتی ہے اور اس کو غنی وفقیر سب کھا سکتے ہیں اگر (بقول اس کے کہ اعلی حضرت غنی تھے) اعلی حضرت نے نیاز میں سے لے لیا تو کیا ہوا۔

بزرگوں سے نیاز کا ثبوت:

دیو بندیوں کے نزدیک جو بزرگ مسلم ہیں وہ بھی نیاز کو جائز فرماتے اور اس میں سے کھاتے بھی تھے جیسا کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نذر قبول کرتے اور اس میں سے تناول بھی فرماتے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فتاویٰ افریقہ میں اس پر دلائل دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

امام اجل سیدی ابوالحسن نورالملۃ والدین علی سیف بن جریر لخمی شطنوفی قدس سرہ العریز جن کو امام فن رجال شمس الدین ذہبی نے طبقات القراء اور امام جلیل جلال الدین سیوطی نے حسن المحاضرہ میں الامام الاوحد کہا یعنی بے نظیر امام اپنی کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف میں محدثانہ اسانید صحیحہ معتبرہ سے روایت فرماتے ہیں۔

(۱) اخبرنا ابو العقاب موسیٰ بن عثمان البقاء بالقاهرة سنة ٦٦٢ قال اخبرنا ابی بدمشق سنه ٦١٤ قال اخبرنا الشیخان ابوعمر و عثمان الصریفینی وابو محمد عبدالحق الحریمی ببغداد سنة ٥٥٩ قالوا کنا بین یدی الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی الله تعالیٰ عنه بمدرستة یوم الاحد ثالث صفر ٥٥٥...

میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے دربار میں حاضر تھا حضور نے وضو کر کے کھڑاویں پہنیں اور دو رکعتیں پڑھیں بعد سلام ایک عظیم نعرہ فرمایا اور ایک کھڑاؤں ہوا میں پھینکی

پھر دوسرا نعرہ فرمایا اور دوسری کھڑاؤں پھینکی وہ دونوں ہماری نگاہوں سے غائب ہوگئیں، پھر تشریف رکھی ہیبت کے سبب کسی کو پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی، ۲۳ دن کے بعد عجم سے ایک قافلہ حاضرِ بارگاہ ہوا اور کہا'' ان معنا للشیخ نذرا'' ہمارے پاس حضور کی ایک نذر ہے ''فاستاذناہ فقال خذوہ منھم'' ہم نے حضور سے ان نذر کے لینے میں اذن طلب کیا حضور نے فرمایا لے لو انہوں نے ایک من ریشم اور خز کے تھان اور سونا اور حضور کی وہ کھڑاویں جو اس روز ہوا میں پھینکی تھیں، پیش کیں ہم نے ان سے کہا یہ کھڑاویں تمہارے پاس کہاں سے آئیں، کہا ۲ صفر روز یکشنبہ ہم سفر میں تھے کہ کچھ راہزن جن کے دو سردار تھے ہم پر آپڑے ہمارے مال لوٹے اور کچھ آدمی قتل کئے اور نالے میں تقسیم کو اترے، نالے کے کنارے ہم تھے'' فقلنا لو ذکرنا الشیخ عبدالقادر فی ھذا الوقت ونذرنا لہ شیئا من اموالنا ان سلمنا'' ہم نے کہا بہتر ہو کہ اس وقت ہم حضور غوث اعظم کو یاد کریں اور نجات پانے پر حضور کے لیے کچھ مال نذر مانیں،

ہم نے حضور کو یاد کیا ہی تھا کہ دو عظیم نعرے سنے جن سے جنگل گونج اٹھا اور ہم نے راہزنوں کو دیکھا کہ ان پر خوف چھا گیا ہم سمجھے ان پر کوئی اور ڈاکو آپڑے یہ آکر ہم سے بولے آؤ اپنا مال لے لو اور دیکھو ہم پر کیا مصیبت پڑی ہیں اپنے دونوں سرداروں کے پاس لے گئے ہم نے دیکھا وہ مرے پڑے ہیں اور ہر ایک کے پاس ایک کھڑاؤں پانی سے بھیگی رکھی ہے، ڈاکوؤں نے ہمارے سب مال ہمیں پھیر دیئے اور کہا اس واقعہ کی کوئی عظیم الشان خبر ہے

(۲) نیز فرماتے ہیں قدس سرہ

حدثنا ابو الفتوح نصر اللہ بن یوسف الا زجی قال اخبرنا الشیخ ابو العباس احمد بن اسمعیل قال اخبرنا الشیخ ابو محمد عبداللہ بن حسین بن ابی الفضل قال کان شیخنا الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی ا للہ تعالیٰ عنہ یقبل النذورو یا کل منھا

ہمیں حدیث بیان کی ابو الفتوح نصر اللہ بن یوسف از جی نے کہا ہمیں شیخ ابو العباس احمد بن اسمعیل نے خبر دی کہ ہم کو شیخ ابو محمد عبداللہ بن حسین بن ابی الفضل نے خبر دی کہ ہمارے شیخ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نذریں قبول فرماتے اور ان میں سے بذاتِ اقدس بھی تناول فرماتے اگر یہ نذر فقہی ہوتی تو حضور کا جو کہ اجلہ سادات عظام سے ہیں اس سے تناول فرمانا کیونکر ممکن تھا۔

(۳) نیز فرماتے ہیں۔

حدثنا الشریف ابو عبداللہ محمد بن الخضر الحسینی قال اخبرنا ابی قال کنت مع سیدی الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورای فقیرامکسور القلب فقال لہ ماشا نک قال مررت الیوم بالشط وسالت ملا حا ان یحملنی الی الجانب الآخر فابی وانکسر قلبی لفقری فلم یتم کلام الفقیر حتی دخل رجل معہ صرۃ فیھا ثلاثون دینارا نذرا للشیخ فقال الشیخ لذلک الفقیر خذھذہ الصرۃ واذھب بھا الی الملاح وقل لہ لا ترد فقیرا ابداوخلع الشیخ قمیصہ واعطاہ للفقیر فاشتری منہ بعشرین دینارا،

ہم سے شریف ابو عبداللہ محمد بن الخضر الحسینی نے حدیث بیان کی کہا ہم سے والد ماجد نے فرمایا میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ تھا حضور نے ایک فقیر شکستہ دل دیکھا فرمایا تیرا کیا حال ہے عرض کی کل میں کنارہ دجلہ پر گیا ملاح سے کہا مجھے اس پار لے جا اس نے نہ مانا محتاجی کے سبب میرا دل ٹوٹ گیا فقیر کی بات ابھی پوری نہ ہوئی تھی کہ ایک صاحب ایک تھیلی میں تیس اشرفیاں حضور کی نذر کی لائے حضور نے فقیر سے فرمایا یہ لو اور جا کر ملاح کو دو اور اس سے کہنا کبھی کسی فقیر کو نہ پھیرے اور حضور نے اپنا قمیض مبارک اس فقیر کو عطا فرمایا کہ وہ اس سے بیس اشرفیوں کو خرید ا گیا۔

(۴) نیز فرماتے ہیں

الشیخ بقابن بطوکان الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یثنی علیہ کثیرا وتجلۃ المشایخ والعلماء وقصد بالزیارات والنذور من کل مصر

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شیخ بقابن بطور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت تعریف فرمایا کرتے اور اولیاء وعلماء سب ان کی تعظیم کرتے ہر شہر سے لوگ ان کی زیارت کو آتے اوران کی نذر لاتے۔

(۵) نیز فرماتے ہیں

الشیخ منصور البطائحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ من اکابر مشائخ العراق اجمع المشائخ والعلماء علی تجیلہ وقصد بالزیارات والنذور من کل جھۃ

حضرت منصور بطائحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکابر اولیائے عراق سے ہیں اور اولیاء وعلمانے ان کی تعظیم پر اجماع کیا اور ہر طرف سے مسلمان ان کی زیارت کو آئے اوران کی نذر لائے۔

(۶) نیز فرماتے ہیں

لم یکن لا حد من مشائخ العراق فی عصر الشیخ علی بن الھیتی فتوح اکثر من فتوحہ کان ینذر لہ من کل بلد

حضرت علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں اولیائے عراق سے کسی کی فتوح ان کے مثل نہ تھی ہر شہر سے ان کی نذر آتی۔

(۷) نیز فرماتے ہیں

الشیخ ابو سعید القیلوی احدعیان المشائخ بالعراق حضر مجلسہ المشائخ والعلماء و قصد بالزیارات والنذور

حضرت ابوسعید قیلوی رضی اللہ عنہ اکابر اولیائے عراق میں سے ہیں مسلمان انکی زیارت کوآئے اوران کی نذر کی جائے۔

(۸) نیز فرماتے ہیں:

اخبرنا ابو الحسن علی بن الحسن السامری قال اخبر نا ابی قال سمعت والدی رحمۃ اللہ تعالیٰ، یقول کانت لنفقۃ شیخنا الشیخ جاگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ من الغیب وکان نافذالتصریف خارق الفعل متواتر الکشف ینذر لہ کثیرا وکنت عندہ یوما فمرت مع راعیھا فاشار الیٰ احد ھن وقال ھذہ حامل بعجل احمر اغر صفۃ کذا وکذا ویولد وقت کذا یوم کذا وھو نذر لی وتذبحہ الفقراء یوم کذ اویا کلہ فلان و فلان ثم اشار الی اخری وقال ھذہ حامل بانثی ومن وصفھا کذا وکذا تولد وقت کذا وھی نذر لی یذبحھا فلان رجل من الفقراء یوم کذا ویاکلھا فلان و فلان ولکب احمر فیھا نصیب قال فواللہ لقد جرت الحال علی ما وصف الشیخ

ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن حسن سامری نے کہ ہمیں ہمارے والد نے خبر دی کہا میں نے اپنے والد سے سنا فرماتے تھے، ہمارے شیخ حضرت جاگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خرچ غیب سے چلتا تھا اوران کا تصرف نافذ تھا ان کے کام کرامات تھے علی الاتصال انہیں کشف ہوتا تھا مسلمان کثرت سے ان کی نذر کرتے ایک دن میں ان کے پاس حاضر تھا کچھ گائیں اپنے گوالے کے ساتھ گزریں حضرت نے ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس گائے کے پیٹ میں سرخ بچھڑا ہے ،جس کے ماتھے پر سپیدی ہے اوراس کا سب حلیہ بیان فرمایا فلاں دن فلاں وقت پیدا ہوگا اور وہ ہماری نذر ہوگا فقراء اسے فلاں دن ذبح کریں گے اور فلاں فلاں اسے کھائیں گے، پھر دوسری گائے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اس کے پیٹ میں بچھیا ہے اوراس کا حلیہ بیان فرمایا، فلاں وقت

پیدا ہوگی اور وہ میری نذر ہوگی، فلاں فقیر اسے فلاں دن ذبح کرے گا اور فلاں فلاں اسے کھائیں گے اور ایک سرخ کتے کا بھی اس کے گوشت میں حصہ ہے ہمارے والد نے فرمایا خدا کی قسم جیسا شیخ نے ارشاد کیا تھا سب اسی طرح واقع ہوا۔

(۹) نیز فرماتے ہیں:

اخبرنا الفقیه الصالح ابو محمد الحسن بن موسیٰ الخالد ی قال سمعت الشیخ الا مام شهاب الدین السهروردی رضی الله تعالیٰ عنه بقول مالا حظ عمی شیر الشیخ ضیاء الدین عبدالقاهر رضی الله تعالیٰ عنه مریدابعین الرعایة الا نتج وبرع وکنت عنده مرة فاتاه سوادی بعجل وقال له یا سید هذانذرناه لک وانصرف الرجل فجاء العجل حتی وقف بین یدی الشیخ فقال الشیخ لنا ان هذا العجل یقول لی انی لست العجل الذی نذرلک بل نذرت الشیخ علی بن الهیتی وانما نذرلک اخی فلم یلبث ان جاء السوادی وبیده عجل یشبه الاول فقال السوادی یا سیدی انی نذرت لک هذا العجل ونذرت الشیخ علی بن الهیتی العجل الذی اتیتک به اولا وکان اشتبه علی واخذالاول وانصرف

ہمیں خبر دی فقیہ صالح ابومحمد حسن بن موسیٰ خالدی نے کہ میں نے شیخ امام شہاب الدین سہروری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفرماتے سنا کہ ہمارے شیخ حضرت عبدالقاہر نجیب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی مرید پرنظرعنایت فرماتے وہ پھولتا پھلتا اور بلندرتبہ کو پہنچتا اور ایک دن میں حضور کی خدمت میں حاضر تھا ایک دہقانی ایک بچھڑا لایا اور عرض کی یہ ہماری طرف سے حضرت کی نذر ہے اور چلا گیا بچھڑا آ کر حضرت کے سامنے کھڑا ہوا حضرت نے فرمایا یہ بچھڑا مجھ سے کہتا ہے میں آپ کی نذر نہیں ہوں میں حضرت شیخ علی بن ہیتی کی نذر ہوں آپ کی نذر میرا بھائی ہے کچھ دیر

نہ ہوئی تھی کہ وہ دہقانی ایک اور بچھڑا لایا جو صورت میں اس کے مشابہ تھا اور عرض کی اے میرے سردار میں نے حضور کی نذر یہ بچھڑا مانا تھا اور وہ بچھڑا جو پہلے میں نے حاضر کیا وہ میں نے حضرت شیخ علی بن ہیتی کی نذر مانا ہے مجھے دھوکا ہوگیا تھا یہ کہہ کر پہلے بچھڑے کو لے لیا اور واپس گیا۔

(۱۰) نیز فرماتے ہیں:

اخبرنا ابو زید عبدالرحمن بن سالم بن احمد القرشی قال سمعت الشیخ العارف ابا الفتح بن ابی الغنائم بالا سکندریة

ہمیں ابوزید عبدالرحمٰن بن سالم بن احمد قرشی نے خبر دی کہ میں نے حضرت عارف باللہ ابوالفتح بن ابی الغنائم سے اسکندریہ میں سنا کہ اہل بصائح سے ایک شخص ایک دبلا بیل کھینچتا ہوا ہمارے شیخ حضرت سید احمد رفاعی رضی اللہ عنہ کے حضور لایا اور عرض کی اے میرے آقا میرا اور میرے بال بچوں کا قوت اسی بیل کے ذریعہ سے ہے اب یہ ضعیف ہوگیا اس کے لیے قوت و برکت کی دعا فرمایئے حضرت نے فرمایا شیخ عثمان بن مرزوق (بطائحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس جا اور انہیں میرا سلام کہہ اور ان سے میرے لیے دعا چاہ، وہ بیل کو لے کر یہاں حاضر ہوا دیکھا کہ حضرت سیدی عثمان تشریف فرما ہیں اور ان کے گرد شیر حلقہ باندھے ہیں یہ پاس حاضر ہوتے ڈرا فرمایا آ گے آ، قریب گیا، قبل اس کے کہ یہ حضرت رفاعی کا پیغام پہنچائے سیدی عثمان نے خود فرمایا کہ میرے بھائی شیخ احمد پر سلام، اللہ میرا اور ان کا خاتمہ بالخیر فرمائے، پھر ایک شیر کو اشارہ فرمایا کہ اٹھ اس بیل کو پھاڑ شیر اٹھا اور بیل کو مار کر اس میں سے کھایا حضرت نے فرمایا اب اٹھ آ، وہ اٹھ آیا پھر دوسرے شیر سے فرمایا اٹھ اس میں سے کھا وہ اٹھا اور کھایا پھر اسے بلا لیا، تیسرا شیر بھیجا یوں ہیں ایک ایک شیر بھیجتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے سارا بیل کھا لیا، اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ بطیحہ کی طرف سے ایک بہت فربہ بیل آیا اور حضرت کے سامنے کھڑا ہوا حضرت نے اس شخص سے فرمایا اپنے بیل کے بدلے یہ بیل لے لو اس نے اسے پکڑ تو لیا مگر دل میں کہتا تھا میرا بیل تو مارا گیا اور

مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی اس بیل کو میرے پاس پہچان کر مجھے ستائے ناگاہ ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور حضرت کے دست مبارک کو بوسہ دے کر عرض کی، **یا سیدی نذرت لک ثور او اتیت به الیٰ البطیحة فاستلب منی ولا ادری این ذهب** اے میرے مولیٰ میں نے ایک بیل حضور کی نذر کا رکھا تھا اسے بطیحہ تک لایا وہاں سے میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا معلوم نہیں کہاں گیا، فرمایا **قد وصل الینا ها هو تراہ** وہ ہمیں پہنچ گیا یہ دیکھو یہ تمہارے سامنے ہے وہ شخص قدموں پر گر پڑا اور حضرت کے پائے مبارک چوم کر کہا اے میرے مولیٰ خدا کی قسم اللہ نے حضرت کو ہر چیز کی معرفت بخشی اور ہر چیز یہاں تک کہ جانوروں کو حضرت کی پہچان کرادی حضرت نے فرمایا **هذا ان الحبیب لا یخفی من حبیبه شیاً ومن عرف الله عزوجل عرفه کل شیء** اے شخص بیشک محبوب اپنے محبوبوں سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رکھتا جسے اللہ کی معرفت ملتی ہے اللہ اسے ہر چیز کا علم عطا کرتا ہے، پھر بیل والے سے فرمایا تو اپنے دل میں میرا شکی تھا اور کہہ رہا تھا کہ میرا بیل تو مارا گیا اور خدا جانے یہ بیل کہاں کا ہے مبادا کوئی اسے میرے پاس پہچان کر مجھے ایذا دے یہ سن کر بیل والا رونے لگا فرمایا کیا تو نے نہ جانا کہ میں تیرے دل کی جانتا ہوں جا اللہ اس بیل کو تجھ پر مبارک کرے وہ بیل کو لے کر چند قدم چلا اب اسے یہ خطرہ گزرا کہ مبادا مجھے یا میرے بیل کو کوئی شیر آڑے آئے فرمایا، شیر کا خوف ہے عرض کی ہاں حضرت نے جو شیر سامنے حاضر تھے ان میں سے ایک کو حکم دیا کہ اسے اور اس کے بیل کو بحفاظت پہنچادے شیر اٹھا اور ساتھ ہولیا اس کے پاس سے شیر وغیرہ کو دور کرتا کبھی اس کے دہنے کبھی بائیں کبھی پیچھے چلتا یہاں تک کہ وہ امن کی جگہ پہنچ گیا اور اپنا قصہ حضرت احمد رفاعی سے عرض کیا، حضرت روئے اور فرمایا ابن مرزوق کے بعد ان جیسا پیدا ہونا دشوار ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس بیل میں برکت رکھی کہ وہ شخص بڑا مالدار ہوگیا۔

(۱۱) امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب مستطاب طبقات کبریٰ احوال حضرت سیدی ابوالمواہب محمد شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں،

وکان رضی الله تعالیٰ عنه یقول رایت النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال اذا کان لک حاجة واردت قضاء ها فانذر نفیسة الطاهرة ولو فلسا فان حاجتک تقضے

یعنی حضرت ممدوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا حضور نے فرمایا جب تمہیں کوئی حاجت ہو اور اس کا پورا ہونا چاہو تو سیدہ طاہرہ حضرت نفیسہ کے لیے کچھ نذر مان لیا کرو اگرچہ ایک ہی پیسہ، تمہاری حاجت پوری ہوگی یہ ہیں اولیاء کی نذریں اور یہی سے ظاہر ہوگیا کہ نذر اولیاء کو ما اہل بہ لغیر اللہ میں داخل کرنا باطل ہے ایسا ہوتا تو یہ ائمہ دین کیونکر اسے قبول فرماتے اور کھاتے کھلاتے

(فتاوی افریقہ، ص، ۷۱ تا ۷۸ مکتبہ شبیر برادز لاہور)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد نے نذر کا کھانا کھایا:

خود شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب انفاس العارفین میں اپنے والد صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں:

اس فقیر (شاہ ولی اللہ) نے ان احباب سے جو خود اس واقعے میں عینی شاہد تھے، سنا ہے کہ ایک بار حضرت والد ماجد، مخدوم شیخ اللہ دتہ صاحب کے مزار کی زیارت کے لئے قصبہ ڈاسہ میں گئے ہوئے تھے یہ رات کا وقت تھا۔ اسی دوران آپ نے فرمایا کہ مخدوم صاحب نے ہماری دعوت کی ہے اور فرمایا ہے کہ کچھ تناول کر کے جائیں۔ آپ نے دعوت کا انتظار فرمایا، یہاں تک کہ رات گزر جانے کی وجہ سے لوگوں کی آمد ورفت بھی ختم ہوگئی۔ احباب ملول ہوئے، اچانک ایک عورت میٹھے طعام کا تھال لئے نمودار ہوئی اور اس نے کہا: میں نے منت مانی تھی کہ میرا شوہر گھر واپس آئے، میں اسی وقت طعام پکا کر مخدوم اللہ دتہ رحمہ اللہ کی درگاہ میں قیام پذیر فقراء میں تقسیم کروں گی۔ اسی وقت میرا شوہر گھر واپس پہنچا ہے، میں نے اپنی منت پوری کی ہے۔ میری خواہش تھی کہ خدا کرے

اس وقت رات گئے درگاہ میں کوئی موجود ہوتا کہ طعام تناول کرے۔

(انفاس العارفین مترجم، ص،۱۲۵، فرید بک سٹال لاہور)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

فرمایا کہ حضرت رسالت مآب ﷺ کے عرس مبارک کے دنوں میں ایک مرتبہ اتفاقاً خزانۂ غیب سے کچھ میسر نہ آسکا کہ میں کچھ طعام پکا کر آنحضرت ﷺ کی روح پر فتوح کی نیاز دیوا سکتا۔ لہذا تھوڑے سے بھنے ہوئے چنے اور قند پر اکتفاء کرتے ہوئے میں نے آپ کی نیاز دلوا دی اسی رات بچشم حقیقت دیکھا کہ انواع واقسام کے طعام آنحضرت ﷺ کی بارگاہ میں پیش کئے جارہے ہیں۔ اسی دوران وہ قند اور چنے بھی پیش کئے گئے۔ انتہائی خوشی ومسرت سے آپ ﷺ نے وہ قبول فرمائے اور اپنی طرف لانے کا اشارہ فرمایا اور تھوڑا سا اس میں سے تناول فرما کر باقی اصحاب میں تقسیم فرمادیا۔

(انفاس العارفین مترجم، ص،۱۱۸، فرید بک سٹال لاہور)

ان عبارات کے پڑھنے سے معلوم ہوگیا کہ بزرگوں کی نیاز متبرک ہوتی ہے جس کو ہر شخص کھا سکتا ہے

دیوبندیت میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا مقام:

دیوبندیوں کے نزدیک شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا مقام بہت بڑا ہے کہ خود دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز صاحب بھی دوسروں کو کہتے ہیں کہ ان کی بات ماننی پڑے گی، چنانچہ لکھتے ہیں

مفتی صاحب کیا آپ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کو مسلمان اور عالم دین اور اپنا بزرگ تسلیم کرتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو آپ کو حضرتِ شاہ صاحب کی بات تسلیم کرنا پڑے گی۔

(باب جنت، ص،۴۹، مکتبہ صفدریہ)

جب ان کی بات ماننا لازم ہے تو اب دیوبندیوں کو بالعموم اور اس نام نہاد محقق اور اس کی تصدیق کرنے والے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز کو بالخصوص شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی بات ماننی لازم ہے اور ان کے نزدیک نیاز بزرگانِ دین جائز ہے اور کھانا درست ہے اور یہی بات اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمائی تو یہ دیوبندی چیخنے لگے میں دیوبندیوں سے پوچھتا ہوں کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بارے میں کیا کہو گے، کیا یہی کہو گے، اگر نہیں، تو پھر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے ساتھ بغض وعناد کیوں، اعلیٰ حضرت کی دشمنی میں اس قدر کیوں بڑھ گئے کہ صحیح مسئلہ بھی آپ کو غلط نظر آتا ہے، مجھے ایسا لگتا ہے کہ آپ بھی گنگوہی کی طرح اندھے ہوگئے ہیں کہ آپ کو بزرگوں کی کتابیں نظر نہیں آتیں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نزدیک نیاز کا کھانا اغنیاء کو کھانا جائز ہے:

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں:

اگر کوئی چیز کسی بزرگ کے نام پر فاتحہ کی جائے تو اس کا کھانا مالدار کے لیے جائز ہے۔

(فتاویٰ عزیزی، اردو، ص،۱۷۹، مکتبہ ایچ ایم سعید کمپنی، فارسی ص ۳۹ جلد ۱)

اب مسئلہ بالکل واضح ہوگیا کہ بزرگوں کی نیاز کا کھانا اغنیاء کو جائز ہے

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا دیوبندیت میں مقام:

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے فیصلے کی دیوبندیت میں کیا حیثیت ہے اس کو بھی ملاحظہ فرمالیں تاکہ اور بھی وضاحت ہوجائے۔

دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں۔

بلا شبہ مسلک دیوبند سے وابستہ جملہ حضرات حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو اپنا روحانی پدر تسلیم کرتے ہیں۔

مزید لکھتے ہیں:

بلاشک دیوبندی حضرات کے لیے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کا فیصلہ حکم آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔

(اتمام البرھان،ص،۱۳۹،مکتبہ صفدریہ)

قارئین! ان جہلاء دیوبند کو دیکھیئے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے بھی تو یہی فرمایا تھا اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے بھی وہی بیان کیا ہے کہ نیاز کی چیز تبرک ہے اور اس کا اغنیاء کو کھانا جائز ہے لیکن شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے نام کی روٹیاں کھانے والے اور لوگوں کو دکھانے کے لیے شاہ صاحب کو روحانی باپ بھی کہنے والے اور ان کے فیصلے کو آخری فیصلہ بھی تسلیم کرنے کا دعوی کرنے والے اس فیصلے کو بھی مانتے ہیں یا نہیں مجھے یقین ہے یہ دیوبندی جہلاء کبھی بھی شاہ صاحب کا فیصلہ نہیں مانیں گے کیونکہ اگر شاہ صاحب کا فیصلہ مان لیں تو اعلیٰ حضرت پر اعتراض کیسے کریں گے۔

تھانوی صاحب اور نیاز کا کھانا:

دیوبندیوں کے حکیم الامۃ اشرفعلی تھانوی صاحب اپنے فتاویٰ اشرفیہ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہیں، ہم سوال و جواب یہاں لکھتے ہیں:

سوال: رواج اس ملک کا یہ ہے کہ ثواب رسانی مردہ کے لیے وارث اپنی ہمت کے موافق طعام پختہ کھلاتے ہیں ...... اب اس طعام پختہ اور روپیہ وغیرہ کے مستحق کون کون ہیں فقیر مسکین، یتیم طالب علم وغیرہ، غریب غرباء تونگر سودخوار بے نمازی کو دعوت کر کے کھلانا کیسا ہے۔

الجواب: یہ صدقہ نافلہ ہے ہر ایک کے لیے جائز ہے لیکن زیادہ بہتر مساکین کے لیے ہے اور اگر شہرت کے قصد سے ہو تو سب کو بچنا واجب ہے۔

(فتاویٰ اشرفیہ، ص، ۱۵۸، بحوالہ ضرب مجاہد ص ۹۴)

اشرفعلی تھانوی کے اس فتوے سے معلوم ہو گیا کہ فاتحہ کا کھانا اغنیاء کو جائز ہے اعلی حضرت

امام اہلسنت تو فرق کریں عام فاتحہ کا اور بزرگوں کی نیاز کا پھر بھی دیوبندی اعتراض کریں لیکن اشرفعلی تھانوی صاحب مطلقا اجازت دیں لیکن کسی دیوبندی کو غیرت نہ آئے کیوں؟۔

دیوبندیوں کا نیاز کا شربت و دودھ پینا:

دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

جب مثنوی شریف ختم ہوگئی بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جاوے گی گیارہ گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا آپ نے فرمایا کہ نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسرے کے واسطے نہیں بلکہ ناجائز و شرک ہے اور دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا یہ جائز ہے لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کون سی خرابی ہے۔

(امدادالمشتاق،ص،۹۱،مکتبہ اسلامی کتب خانہ)

اس حوالہ پر تبصرہ کیے بغیر ہم ایک اور حوالہ پیش کرتے ہیں **چنانچہ دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی صاحب مزید لکھتے ہیں:**

فرمایا کہ حنبلی کے نزدیک جمعرات کے دن کتاب تبرکا ہوتی تھی جب ختم ہوئی تبرکا دودھ لایا گیا اور بعد دعا کے کچھ حالات مصنف کے بیان کیے گئے۔ طریق نذر و نیاز قدیم سے جاری ہے اس زمانہ میں لوگ انکار کرتے ہیں۔

(امدادالمشتاق،ص،۹۶)

ناظرین کو مسئلہ سمجھ میں آ گیا ہوگا کہ کسی چیز کو حرام کرنا دیوبندیوں کے الٹے ہاتھ کا کھیل ہے جس چیز کو جب چاہا حرام کہہ دیا جب چاہا حلال کر دیا۔

واہ رے دیوبند تیرے کمال

دیوبندیوں کے امام ربانی گنگوہی کو اکھانی کا فیصلہ:

دیوبندیوں کی نجات جن کی اتباع پر موقوف ہے اور جن کی مخالفت ان کے نزدیک اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت ہے میری مراد رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

غنی کو ایسا طعام صدقہ نفل کا مکروہ تنزیہی ہے اور ثواب پہنچتا ہے:

(فتاوی رشیدیہ، بحوالہ جواہر الفتاوی، جلد۴، ص،۳۳۱، اسلامی کتب خانہ)

اسی طرح دیوبندی مولوی عبدالسلام صاحب لکھتے ہیں:

ایصال ثواب کے لئے جو کھانا پکایا جاتا ہے اس کے مستحق فقراء اور مساکین ہیں ان کو کھلانے میں ثواب زیادہ ہے اغنیاء کو ایسا کھانا کھانا مکروہ تنزیہی ہے۔

(جواہر الفتاوی، جلد۴، ص،۳۳۱، اسلامی کتب خانہ)

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے امام ربانی نانوتوی کے دلبر جانی خواب میں ان کی کرنے والے مہمانی جناب گنگوہی صاحب اور عبدالسلام دیوبندی کے نزدیک فاتحہ کا کھانا اغنیاء کو فقط مکروہ تنزیہی ہے دیوبندی اپنے اصولوں کو پیش نظر رکھ کر بتائیں کہ اگر کسی نے مکروہ تنزیہی کام کر لیا یا اس کے کرنے کی اجازت دے دی تو تمہارے نزدیک کیا حکم ہے اپنے علماء کی کتب دیکھ کر جواب دیجئے گا تاکہ آپ جناب ذلت مآب بننے سے بچ جائیں۔

دیوبندی اماموں کے لیے مالِ مفتیٰ کی ایک راہ:

دیوبندی کیونکہ اپنے لیے حرام کو بھی حلال کر لیتے ہیں اس وجہ سے ایک دیوبندی مفتی نے دیوبندی اماموں کے لیے ایک راہ نکالی ہے کہ وہ بھی وفات شدہ لوگوں کی فاتحہ کا کھانا کھا سکتے ہیں چنانچہ دیوبند کے مفتی سلمان منصور پوری صاحب سے سوال ہوا:

کیا فرماتے ہیں علماء......ایک مسجد میں امام اور موذن رہتے ہیں اور ان دونوں کا کھانا مسجد کے محلّہ سے ہر روز آتا ہے لیکن خاص جمعرات کی شام میں بعض عورتیں اپنے مردوں کے نام سے مسجد میں کھانا بھیجتی ہیں مثلاً دادا کے نام سے یا اپنی نانی، نانا کے نام سے وغیرہ تو معلوم یہ کرنا ہے

کہ وہ کھانا امام اور موذن کے لیے جائز ہے یا نہیں۔

دیوبندی مفتی اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہ کھانا صدقہ نافلہ کے طور پر ہوتا ہے اس لیے مستحق امام و موذن کو فی نفسہ اس کا کھانا جائز ہے۔

(کتاب النوازل جلد۔۔ص،۶۳۳)

میں اس پر اس کے سوائے کوئی تبصرہ نہیں کرتا کہ دیوبندیو! اپنے اصولوں کے تحت بتاؤ کیا صدقہ نافلہ غنی کو کھانا ناجائز ہے، جو بھی جواب آئے گا ہم اس پر تبصرہ ضرور کریں گے۔

☆☆☆☆☆..................☆☆☆☆☆

......اعتراض نمبر20......

''فقراء کے لیے مختلف کھانوں کی وصیت پر اعتراض کا جواب''

اعزہ سے اگر بطیّب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء میں سے کچھ بھیج دیا کریں، دودھ کا برف خانہ ساز، اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو، مرغ کی بریانی، مرغ پلاؤ خواہ بکری کا، شامی کباب، پراٹھے، بالائی، ارد کی پھریری دال مع ادرس لوازم گوشت بھری کچوریاں، سیب کا پانی، انار کا پانی سوڈے کی بوتل دودھ کا برف اگر روزانہ ایک چیز ہو سکے تو یوں کرو۔ (وصایا شریف صفحہ۱۳) فائدہ! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس فرضی مجدد کے خیال میں یہ بات مرکوز تھی کہ قبر میں بعینہ کھانا پہنچ جاتے ہیں، اس لیے یہ اعلیٰ سے اعلیٰ وقیمتی سے قیمتی کھانے اپنے لیے تجویز کیے، اور خود ایک رسالہ بھی بنام ''ایتان الارواح'' مصنفہ ۱۳۲۱ھ لکھا تھا جس میں ثابت کیا تھا کہ روحیں واپس گھروں میں آتی ہیں، نیز کھانے پینے کا اس قدر فکر ہے کہ فرشتگانِ معصومین کے لیے بھی فاتحہ وایصال ثواب کا جواز لکھا ہے (احکامِ شریعت ص ۸۸، حصہ دوم) اور لوگوں کے لیے ''زندگی'' ہی میں اپنے لیے ایصالِ ثواب کی ترغیب دی ہے۔ (ملفوظات ص ۹۷ حصہ اول) (چہل مسئلہ، ص،۳۲، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوهاب''

ہم ان جہلاء دیوبند کا کیا کریں کہ جن کی قسمت میں بہتان بازی، الزام تراشی کرنا لکھا ہے

اور جن کی سمجھ میں ایک سیدھا اور صاف مسئلہ بھی نہیں آتا، میں تو یہی کہتا ہوں کہ جو بہتان بازی، الزام تراشی میں ماہر ہو وہ دیوبند کا محقق ہوتا ہے جس کے دل میں خوفِ خدا بالکل نہ ہو وہ دیوبند کا صوفی ہوتا ہے جس کی سمجھ میں سیدھی اور صاف عبارت نہ آئے وہ دیوبند کا امام اہلسنت ہوتا ہے واہ رے دیوبند تیرا کمال کہ ایسے ایسے لوگ تیرے اندر بستے ہیں واقعی دیوبند! یہ تیرا ہی کمال ہے کہ اتنی بڑی بڑی ہستیوں کو تو نے اپنے اندر لیا ہوا ہے۔

پوری دیوبندیت کو کھلا چیلنج:

میں پوری دنیائے دیوبندیت کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ بتائیں یہ وصیت قرآن کے خلاف ہے یا حدیث کے یا پھر فقہاء امت کے، جو اس پر اعتراض کرتے ہو اگر قرآن کے خلاف ہے تو دلیل لاؤ اگر حدیث کے خلاف ہے تو حدیث بیان کرو اگر کسی فقیہ کے خلاف ہے تو انکا قول بیان کرو مجھے یقین ہے کہ کوئی دیوبندی بھی اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ ہاں ایک بات ضرور ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی وصیت علماء دیوبند کے مزاج کے خلاف ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے وصیت فرمائی تو فقراء کے لیے اگر آخری وقت خیال آیا تو فقراء کا اور انکی عزت و خاطر داری کا۔ جیسا کہ

خود اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے وصیت میں ہی بیان فرمایا:

فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیا جائے صرف فقراء کو دیں اور وہ بھی اعزاز اور طرف داری کے ساتھ نہ کہ جھڑک کر غرض کوئی بات خلاف سنت نہ ہو۔

(وصایا شریف، ص،۱۸، مکتبہ پروگریسو بکس)

قارئین کرام! للہ انصاف!! اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی اس وصیت کو دیکھیں بالکل سنت کے مطابق اور اس نام نہاد محقق و خوف خدا سے عاری صوفی نے جس عبارت پر اعتراض کیا ہے وہ اس عبارت کے بعد ہے۔

اعلیٰ حضرت تو فقراء کی عزت، خاطر داری اور سنت کے مطابق عمل کرنے کی وصیت فرما رہے ہیں خلافِ سنت کام سے بچنے کا ارشاد فرما رہے ہیں، اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی وصیت تو سنت کے موافق ہے، چونکہ علماء دیوبند کے مزاج کے خلاف ہے اسوجہ سے یہ دیوبندی آج تک اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے منہ کو آتے اور اعتراض کرتے ہیں۔

علماء دیوبند کا مزاج یہ ہے کہ مرتے وقت اپنے گھر والوں کی فکر کریں اور اس بات کی فکر میں رہیں کہ گھر والوں کا کیا بنے گا اور ان کی فکر میں اپنے دوستوں، مریدوں کو وصیت ہو رہی ہو کہ ان کا خیال کرنا ان کو فقراء کا خیال نہ آیا اپنے ہی گھر کی فکر رہی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے فقراء کا خیال کیا فقراء کے لیے وصیت کی اور یہ دیوبندی جہلاء اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر اعتراض کرتے ہیں۔ آیئے اور دیکھئے اشرفعلی تھانوی صاحب مرتے وقت کس فکر میں ہیں اور کس کے بارے میں وصیت فرما رہے ہیں

دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

میں عام طور پر مگر خاص ان دوستوں کو جن پر میرے بعد بھی میرے تعلق کا لحاظ غالب ہو وصیت کرتا ہوں کہ بیس آدمی مل کر اگر ایک ایک روپیہ ماہوار ان (بیوی صاحبہ از ناقل) کے لیے اپنے ذمہ رکھ لیں تو امید ہے کہ ان کو تکلیف نہ ہوگی۔۔۔۔۔ چونکہ احقر نے رمضان ۱۳۳۴ھ میں ایک اور نکاح کیا ہے لہذا اس منکوحہ کے متعلق بھی مثل منکوحہ اولی کے دوستوں کو وصیت کرتا ہوں کہ جب میں نہ رہوں۔۔۔۔۔ تو خواہ دوسری کے لیے بھی بیس روپیہ کا انتظام کر لیں یا دس روپیہ (زائد) کا انتظام کر کے دونوں کو پندرہ پندرہ پیش کر دیں

(اشرف السوانح، جلد سوم، ص،۱۷۹، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

قارئین! غور کریں کتنا فرق ہے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی وصیت میں اور تھانوی صاحب کی وصیت میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو خیال ہے تو غرباء کا، مساکین کا، فقراء کا اور تھانوی

صاحب کو تو اپنی بیویوں کے پیٹ کی فکر ہے مرتے مرتے اپنی بیویوں کے لیے مریدین سے ماہواری جاری کرنے کے لیے کہہ رہے ہیں، یہی غصہ ہے علماء دیوبند کو یہی تکلیف ہے کہ ہمارے علماء تو اپنی بیویوں کی فکر میں رہیں اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو فقراء کی فکر، فقراء کی عزت کی فکر، فقراء کی خاطر داری کی فکر ہے دیوبندیو! اپنے اس غصے کا علاج کسی اور طرح کر و یا اپنی تکلیف کا علاج مر کر مٹی میں ملنے والے حکیم الامت سے کرواؤ، اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر اعتراض کا کوئی فائدہ نہیں، دنیا تمہارے علماء کی حقیقت جان چکی اور ان کو آخری لمحات میں کس کی فکر ہوتی تھی مان چکی، اب آیئے اس جاہل صوفی کے اعتراضات کا نمبر وار جواب بھی دیکھئے۔

پہلا اعتراض! کھانے پینے کی چیزیں بعینہ پہنچتی ہیں۔

الجواب بعون الوہاب

یہ صوفی صاحب کے اپنے ذہن کی اختراع ہے کہ اس وصیت سے اس نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ کھانے پینے کی چیزیں بعینہ پہنچتی ہیں حالانکہ وصیت میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فقراء کو کھانا کھلانے کا فرمارہے ہیں، لیکن اس جاہل صوفی کی الٹی کھوپڑی میں الٹی ہی بات آتی ہے، اگر دیوبندی ناراض نہ ہوں تو میں بتادوں کہ بعینہ چیزیں قبر میں کن کے نزدیک جاتی ہیں وہ ہیں دیوبندی، جی ہاں، وہ دیوبندی ہیں، کہ جن کے نزدیک چیزیں بعینہ قبر میں جاتی ہیں۔اس بات کو سمجھنے سے پہلے اس کو بھی دیکھ لیں کہ دیوبندیوں کے کذابِ زمانہ بہت بڑے علامہ خالد محمود صاحب نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے ملفوظات کے ایک واقعہ سے یہی نتیجہ نکالا ہے کہ قبر میں بعینہ چیزیں پہنچتی ہیں

چنانچہ کذاب زمانہ خالد محمود صاحب لکھتے ہیں:

بریلوی مذہب کے اعلیٰ حضرت ایصالِ ثواب سے آگے بڑھ کر اصل چیزوں کا پہنچنا پہنچانا یوں بیان کرتے ہیں۔ایک بی بی نے مرنے کے بعد خواب میں اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرا کفن

ایسا خراب ہے کہ مجھے اپنے ساتھیوں میں جاتے شرم آتی ہے پرسوں فلاں شخص آنے والا ہے اس کے کفن میں اچھے کپڑے کا کفن رکھ دینا صبح کو صاحبزادے نے اٹھ کر اس شخص کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ بالکل تندرست ہے اور کوئی مرض نہیں تیسرے روز خبر ملی کہ اس کا انتقال ہو گیا ہے لڑکے نے فوراً نیا عمدہ کفن سلوا کر اس کے کفن میں رکھ دیا اور کہا کہ یہ میری ماں کو پہنچا دینا رات کو وہ صالحہ خواب میں تشریف لائیں اور بیٹے سے کہا خدا تمہیں جزائے خیر دے تم نے بہت اچھا کفن بھیجا۔(ملفوظات مولانا احمد رضا خان حصہ اول ص ۱۰۷) یہ ہنسنے کی بات نہیں سوچنے کی بات ہے، بریلویوں کے اس عقیدے سے اموات واجداد کو فائدہ پہنچے یا نہ کفن چوروں کو فائدہ ضرور پہنچے گا کہ ایک قبر کھولنے سے اسے کئی کئی کفن ملنے لگیں ایصالِ ثواب حق مگر اصل چیزوں کو ہی بھیجنا یہ عجیب حرکت ہے۔(دھماکہ، ص، ۱۸، ۱۹)

قارئین! اگر اس واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قبر میں چیزیں بعینہ پہنچتی ہیں تو میں ان جہلاء دیوبند کو ان کے گھر کی سیر کرواتا ہوں اور دکھاتا ہوں کہ اکابرین دیوبند کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ قبر میں بعینہ چیزیں پہنچتی ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ دیوبندی تو اس عقیدے کا ثبوت حدیث سے دیتے ہیں

دیوبندیوں کی بہت ہی معتبر کتاب ''تحقیق المقال'' میں دیوبندی لطیف الرحمٰن صاحب یہ ''مرنے والوں کا اپنی قبروں میں زیارت کرنا اور ان کا دوسرے قبر والوں سے ملنا اور اپنے اقارب سے اس کے لیے نیا لباس مانگنا'' ہیڈنگ دے کر لکھتے ہیں:

شیخ الامام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ اپنی ''مولفات (۴۱/۲) میں روایت کرتے ہیں، ابن ابی دنیا نے راشد بن سعد سے ایسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے جس میں کوئی حرج نہیں کہ ایک شخص کی بیوی کا انتقال ہو گیا، اس شخص نے خواب میں چند عورتیں دیکھیں جن کے ساتھ اس کی بیوی نہیں تھی، اس نے ان عورتوں سے اپنی بیوی کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے کہا، تم لوگوں

نے اس کو تھوڑا کفن دیا ہے (جس میں اس کا بدن پوری طرح ڈھک نہیں سکا) اور ہمارے ساتھ آنے سے حیاء کررہی تھی، چنانچہ وہ شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوااور یہ قصہ سنایا تو آپ نے فرمایا ''دیکھو کوئی بھروسے والا آدمی ہو (تو اس کے ہاتھوں اس کو کفن کا کپڑا بھیج دو) چنانچہ وہ شخص ایک قریب الوفات انصاری کے پاس آیا اور اس کو سارا ماجرہ کہہ سنایا، اس انصاری نے کہا۔ اگر مردوں تک (یوں) کوئی (کسی کی کوئی شی) پہنچا سکتا ہے تو میں (ضرور) پہنچادوں گا، پھر اس انصاری کا انتقال ہوگیا، یہ شخص دو زعفرانی رنگ میں رنگے کپڑے لایا اوران کو اس انصاری کے کفن میں رکھ دیا، پھر جب رات ہوئی تو اس شخص نے خواب میں (جنت کی) عورتوں کو دیکھا ان کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی جس نے وہ دو زعفرانی رنگ میں رنگی چادریں پہنی ہوئیں تھیں۔''

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ محمد بن یوسف فریابی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک عورت کا قصہ نقل کرتے ہیں، اس کی والدہ اس کو خواب میں اپنے کفن کے بارے میں شکایت کررہی تھیں، ان لوگوں نے محمد فریابی کو آکر قصہ سنایا اور اس بارے میں پوچھا، اس قصہ میں ان کی والدہ نے انہیں کہا۔'' میرے لیے کفن خریدو اور اس کو فلانی ''جو قریب الوفات ہے اس کے ہاتھوں بھیج دو۔'' فریابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، پس مجھے حدیث یاد آگئی کہ مرنے والے اپنے کفنوں میں ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں۔'' چنانچہ میں نے کہا۔ تم لوگ اس کے لیے کفن خریدو (اور اس مرنے والی کے ہاتھوں بھیج دو) وہ عورت اس دن مرگئی جس دن کا اس کو خواب میں بتایا گیا تھا۔ ان لوگوں نے اس کفن کو اس عورت کے ساتھ رکھ دیا۔''

(اردو ترجمہ تحقیق المقال فی تخریج احادیث فضائل الاعمال، ص ۹۸، مکتبہ عمر پبلیکشنز لاہور)

قارئین! دیوبندیوں کے عالم لطیف الرحمٰن کی عبارت ایک مرتبہ نہیں بلکہ بار بار پڑھیں اور خود ہی اندازہ لگائیں یہ جہلاء دیوبند اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر اعتراض کرنے میں اس قدر آگے

نکل جاتے ہیں کہ احادیث پر بھی اعتراض کرنے سے باز نہیں آتے۔ ہم اہلسنت و جماعت کا یہ عقیدہ نہ کل تھا اور نہ ہی آج ہے کہ قبروں میں چیزیں بعینہ پہنچتی ہیں، ہاں دیوبندیوں کے علامہ کذاب زمانہ خالد محمود نے جس واقعہ سے استدلال کیا وہ واقعہ تو خود دیوبندیوں ہی کی کتب میں موجود ہے اور پھر اس پر طرہ یہ کہ واقعہ حدیث سے ثابت مانا ہے، اب دیوبندی اس کذاب زمانہ خالد محمود کے بارے میں کیا کہیں گے جس نے معاذ اللہ اتنی بکواس اس واقعہ پر کی ہے۔

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

دوسرا اعتراض! روحوں کا گھر آنا

الجواب: بعون الملک الوہاب

اس دیوبندی صوفی و محقق کی جہالت دیکھئے کہ نہ کچھ دیکھتا ہے نہ سمجھتا ہے اور ایسے ہی اعتراض جڑ دیتا ہے کوئی بتائے گا کہ روحوں کے گھر آنے کا اس اعتراض کے ساتھ کیا تعلق ہے یہ نہ تو اس جاہل کو معلوم ہے اور نہ اس کی تصدیق کرنے والے امام الحرفین کو معلوم ہے اور نہ ہی کوئی اور دیوبندی بتا سکتا ہے کیونکہ جب سب چیزیں بعینہ قبر میں پہنچ جاتی ہیں تو پھر گھر میں آنے کا بقول جہلاء دیوبند کیا فائدہ ہوگا، بہرحال اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے روحوں کے گھر آنے کے بارے میں جوبات ارشاد فرمائی وہ آپ کے اسی رسالہ (جس کا اس دیوبندی نے نام لکھا ہے) میں موجود ہے جس کا دل کرے وہاں سے پڑھ لے میں یہاں ایک حوالہ دیوبندی گھر سے قارئین!! کی تسلی کے لیے لکھ دیتا ہوں۔

لطیف الرحمٰن دیوبندی صاحب یہ ''روحیں آتی جاتی ہیں اور زندوں کے اعمال مردوں پر پیش کیے جاتے ہیں'' ہیڈنگ دے کر لکھتے ہیں:

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ ''الروح، ص ۸'' پر آل عاصم مجدری کے ایک شخص سے نقل فرماتے ہیں، وہ کہتا ہے، میں نے عصم حجدری کو اس کی وفات کے دوسال بعد اپنے خواب میں دیکھا، میں

نے پوچھا۔''کیا آپ کا انتقال نہیں ہوگیا تھا؟''اس نے کہا، کیوں نہیں، میں نے پوچھا۔تو پھر تم کہاں ہو؟''اس نے کہا''خدا کی قسم میں جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں ہوں، ہر جمعہ کی رات اور اس کی صبح میں اور میرے چند اصحاب بکر بن عبداللہ مزنی کے پاس جمع ہوتے ہیں وہاں ہم تمہاری خبریں سنتے ہیں، میں نے پوچھا''تم لوگوں کے بدن یا تمہاری روحیں (بکر بن عبداللہ مزنی کے پاس جمع ہوتیں ہیں؟)اس نے کہا۔یہ کیسے ممکن ہے (کہ ہمارے جسم وہاں جمع ہوں) وہ تو گل سڑ گئے، وہاں تو روحیں (ایک دوسرے سے) ملتی ہیں۔میں نے پوچھا۔ہم جو (قبرستان میں)تم لوگوں کی (قبروں کی) زیارت کو آتے ہیں تمہیں اس کی خبر لگتی ہے۔''اس نے کہا، ہاں ہم جان جانتے ہیں جمعہ کی ساری رات اور ہفتہ کے دن طلوعِ آفتاب تک میں نے پوچھا ایسا باقی سب ایام میں کیوں نہیں ہوتا؟ اس نے کہا ایسا جمعہ کے دن کی فضیلت اور اس کی عظمت کی وجہ سے ہوتا ہے۔''

(تحقیق المقال فی تخریج احادیث فضائل الاعمال،ص،٦٧)

تیسرا اعتراض! فرشتوں کو ایصالِ ثواب کرنا

الجواب: بعون العزیز الوہاب

جہلاء کی جہالت دیکھئے کہ ایک درست اور صحیح مسئلہ پر بھی اعتراض کرتے ہیں عقل نام کی کوئی چیز ہے نہیں، علم سے ان کو کوئی کام نہیں، بس کسی نے اعتراضات کر کے مصنف بننا ہے تو کسی نے تصدیق کر کے امام اہلسنت بننا ہے

قارئین! یہ جاہل بھی دیوبندیوں کے امام المحرفین سرفراز گکھڑوی کی طرح ہے اور کیوں نہ ہو جب کہ دونوں نے ایک ہی گھاٹ کا پانی پیا ہے کچھ نہ کچھ اثرات تو ہوتے ہی ہیں اگر یہ بعد والی عبارت نقل کر دیتا تو ہمیں جواب لکھنے کی ضرورت نہ ہوتی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے مسئلہ کو مع

دلیل بیان کیا اور اس جاہل صوفی نے کچھ حصہ نقل کیا اور باقی چھوڑ دیا کیونکہ اگر یہ باقی حصہ بھی لکھ دیتا تو اس کی ساری محنت بے کار ہو جاتی، بہرحال ہم اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی عبارت مع سوال و جواب نقل کر دیتے ہیں تا کہ اس کی جہالت واضح ہو جائے چنانچہ سوال ہوا کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ فرشتہ پر فاتحہ، درود پڑھنا چاہیے یا نہیں۔

الجواب: درود جیسے علیہ الصلوۃ والسلام یہ تو ملائکہ کے لیے ہے یہی ایصالِ ثواب بھی کر سکتے ہیں۔**لان الملائکۃ اھل الثواب کما ذکرہ الامام الرازی وفی ردالمختار للملئکۃ فضائل علینا فی الثواب واللہ تعالیٰ اعلم**

(احکام شریعت،٢،١٧٢،ضیاء القرآن)

یہ تھا مسئلہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے مع دلیل بیان فرمایا لیکن یہ جاہل صوفی، باقی سب کوے کی بریانی سمجھ کر ہضم کر گیا اب بھی کسی دیوبندی کو تکلیف ہو تو بتائے ان شاءاللہ دیوبندیوں کے گھر سے اس کی ضیافت کروں گا۔

چوتھا اعتراض! زندہ کو ایصالِ ثواب کرنا

الجواب: بعون العلام الوہاب

کسی نے سچ کہا ہے جہالت آتی ہے تو حماقت بھی آ ہی جاتی ہے دیوبندیوں کے ساتھ بھی یہی ہوا ہے اب آپ خود ہی فیصلہ کریں جہالت کی انتہاء ہے شاید اس سے بڑا جاہل کہیں نہ ہوگا کہ مسلمہ چیزوں پر اعتراض کرتا ہے اور تعجب خیز بات سرفراز گکھڑوی کا تصدیق کرنا ہے جو ٥٥ سال سے تدریس کرنے اور بڑی بڑی کتابیں پڑھانے کا دعویٰ کرنے والے ہیں اور ایک آسان اور سیدھے مسئلے کو بھی نہیں جانتے، ایسے مسئلے کو بھی نہیں جانتے جو ان کے کئی بزرگوں نے بیان کیا ہے، ہوسکتا ہے کوئی دیوبندی یہ کہے کہ سرفراز گکھڑوی صاحب تو یہ مسئلہ جانتے تھے شاید صوفی و محقق صاحب بھی جانتے ہوں تو میں ان سے سوال کرتا ہوں کہ جب اس مسئلے کو جانتے تھے تو اعتراض

کیوں کیا اس وجہ سے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سے بغض وعناد ہے۔

قارئین! ہم دیوبندیوں ہی کی کتابوں سے یہ مسئلہ بیان کر دیتے ہیں کہ زندہ کو ایصال ثواب کرنا جائز ہے،

دیوبندیوں کے مفتی اعظم پاکستان شفیع دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

ایصالِ ثواب احیاء (زندوں از ناقل) واموات دونوں کو کیا جاسکتا ہے۔

(امداد المفتین جلد۲،ص،۱۷۳،دارالاشاعت کراچی)

ایک اور دیوبندی مفتی نجم الحسن صاحب لکھتے ہیں:

''مردوں کی طرح زندوں کو بھی ایصالِ ثواب کیا جاسکتا ہے۔''

(نجم الفتاویٰ،جلد اول،ص،۴۳۰)

ایک اور دیوبندی قاری جمیل الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں:

حضرت تھانوی صاحب فرماتے ہیں اس حدیث سے دو امر ثابت ہوئے،۔۔۔دوسرا یہ کہ جس طرح میت کو ثواب پہنچتا ہے اسی طرح زندہ کو بھی ثواب پہنچتا ہے،

(تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب،ص،۲۴،مکتبہ انجمن خدام الاسلام لاہور)

نوٹ! یہ کتاب سرفراز،منظور نعمانی،اور امین صفدر اوکاڑوی کے ملفوظات ہیں میرے پاس اور بھی حوالے ہیں لیکن حیاء والے کے لیے اتنا کافی ہے۔

''رنڈی کو مکان کرائے پر دینے پر اعتراض کا جواب''

(ج) ایسا ہی ''ملفوظات،۳۲ حصہ سوم میں اس سوال کے جواب میں کہ ''رنڈی'' کو مکان کرائے پر دینا جائز ہے یا نہیں،کہا ہے اس کا اس مکان میں رہنا کوئی گناہ نہیں،رہنے کے واسطے مکان کرائے پر دینا کوئی گناہ نہیں،باقی رہا،اس کا زنا کرنا،یہ اس کا فعل ہے اس کے واسطے مکان کرایہ پر نہیں دیا گیا۔

(چہل مسئلہ،ص،۳۴،مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوھاب''

قارئین!! یہ ہے ان کی علمیت کہ اجارے کے مسائل سے بھی کورے ہیں اگر اجارے کے مسائل پڑھ لیے ہوتے تو اس طرح کی جہالت کا مظاہرہ نہ کرتے لیکن کیونکہ یہ علمی اعتبار سے یتیم ہیں اور ان کو علم سے دور کا تعلق بھی نہیں اس لیے اس طرح کے اعتراض کر کے اپنی جہالت دیکھاتے ہیں۔اس مسئلہ کا جواب دینے سے پہلے میں امام اعظم رحمہ اللہ کے حوالے سے بیان کردوں کہ امام اعظم کا بھی یہی موقف ہے کہ شراب بیچنے والے کو دوکان کرائے پر دینا یا خنزیر کا گوشت رکھنے والے کو دکان کرائے پر دینا جائز ہے یا صلیب کی پوجا کرنے والے کو دوکان کرائے پر دینا بالکل جائز ہے۔جب امام اعظم کا قول موجود ہے تو دیوبندیوں کے اعتراف کے مطابق کسی اور کے قول پر فتویٰ جائز نہیں ہے۔

سرفراز گکھڑوی کی دعاؤں والی کتاب کا فیصلہ:

خود سرفراز صاحب کی نیک دعائیں جس کتاب اور اس کے مصنف کے لیے ہیں اس کتاب میں دیوبندیوں کے شیخ الحدیث والتفسیر زرولی خان شوال کے بعد چھ روزوں کو مکروہ ثابت کرتے ہوئے امام اعظم کا قول پیش کرتے ہیں،اور امام اعظم کے قول کے مقابل امام ابو یوسف اور مشائخ متاخرین اور علامہ حلوانی کے قول کو رد کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''مذہب قول امام ہوتا ہے''

(احسن الرسائل جلد اول،ص،۱۳۱،احسن کتاب خانہ کراچی)

پھر اس کے بعد لکھتے ہیں:

یہ بات بھی ضروری ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلے میں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے اقوال مذہب نہیں بن سکتے......تو آخر صاحبین سے مشائخ یا متاخرین کسی درجہ میں بھی قابل قبول نہیں ہوسکتے۔

(مجموعہ احسن الرسائل،جلد اول،ص،۱۳۷،احسنی کتاب خانہ کراچی)

احسن الرسائل یہ وہ کتاب ہے جس کے لیے اور اس کے مصنف کے لیے امام المحر فین سرفراز صاحب دعا فرما رہے ہیں اسی میں لکھا ہے کہ:

مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے نہ کہ کسی اور کا

اور آگے لکھا ہے کہ:

امام اعظم کے قول کے ہوتے ہوئے کسی کا قول مذہب نہیں بن سکتا۔

قارئین! ان تمام باتوں کو اچھی طرح ذہن میں رکھئے گا تاکہ آگے آنے والی باتیں آسانی سے سمجھ میں آجائیں۔ ان دیوبندیوں کے اعتراف کے مطابق اگر امام اعظم کا فتویٰ موجود ہو تو کسی اور کے قول پر فتویٰ دینا جائز نہیں ہے۔

دیوبندیوں کے ہی مفتی زرولی صاحب لکھتے ہیں:

(۱) امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کی موجودگی میں دیگر اقوال ساقط ہوں گے اور امام کے قول کو ترجیح ہوگی کیونکہ وہی مذہب ہے اور وہی اصل ہے۔

(۲) فتویٰ اور عمل، صرف امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر ہوگا۔

(۳) امام اعظم کا قول چھوڑ کر صاحبین یا کسی اور کے قول پر فتویٰ اور عمل جائز نہیں۔

(۴) اگرچہ مشائخ حنفیہ صاحبین کے قول پر فتویٰ بھی دے چکے ہوں تب بھی مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول اجتہاد کا نام ہے۔

(۵) جب امام کے قول کے سامنے صاحبین کے اقوال مرجوح ہیں اور ان پر فتویٰ اور عمل منع ہے تو مشائخ حنفیہ کے قول پر امام صاحب کا مذہب چھوڑنا جائز نہیں ہے۔

(۶) فتویٰ امام کے قول پر دینا، جائز ہے بلکہ واجب ہے۔

(۷) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول ہی کا اعتبار رہوگا کیونکہ ہم حنفی ہیں نہ کہ یوسفی......اس سے محقق ابن ھمام نے بعض ان مشائخ کا رد کیا ہے جنہوں نے امام اعظم رحمہ اللہ علیہ کے مقابلے

میں صاحبین کے قول پر فتویٰ دیا ہے۔

(احسن الرسائل، جلد اول، ص، ۱۴۸، احسن کتاب خانہ کراچی)

قارئین! اس ساری بحث سے سمجھ گئے ہوں گے کہ اگر امام اعظم رحمہ اللہ علیہ کا قول موجود ہو تو دیوبندیوں کے مفتی و شیخ الحدیث کے اعتراف کے مطابق کسی اور کے قول پر فتویٰ جائز نہیں ہوگا بلکہ امام اعظم کے مذہب پر فتویٰ دینا واجب ہوگا، وغیرہ وغیرہ، میں شروع میں لکھ چکا ہوں کہ امام اعظم کے مذہب و فتویٰ کے اعتبار سے شراب کے لیے دوکان کرائے پر دینا یا صلیب کی عبادت کے لیے دوکان یا مکان کرائے پر دینا یا خنزیر کا گوشت رکھنے کے لیے دوکان کرائے پر دینا جائز ہے کوئی گناہ نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت کے فتوے کی تائید پانچ سو علماء سے:

چنانچہ فتاویٰ عالمگیری جو کہ بقول دیوبندیوں کے پانچ سو علماء کا مصدقہ ہے اس میں لکھا ہے:

اذا استاجر الذمی من المسلم دارا یسکنها فلا باس بذالک وان شرب فیها الخمر او عبد فیها الصلیب او ادخل فیها الخنازیر ولم یلحق المسلم فی ذالک باس لان المسلم لم یواجر ها لذالک انما آجر ها الکسنی کذا فی المحیط.

ترجمہ: غیر مسلم ذمی نے رہنے کے لیے مسلمان سے کرائے پر گھر لیا تو اس میں کوئی حرج نہیں اگرچہ وہ کافر اْس میں شراب پیئے یا صلیب کی پوجا کرے یا خنزیر رکھے، اور اس اجارہ کے باعث مسلمان پر کوئی گناہ نہ ہوگا کیونکہ اس نے اپنا مکان ان معصیت کاریوں کے لیے کرائے پر نہیں دیا بلکہ محض رہنے کے لیے دیا ہے محیط میں ایسا ہی ہے۔

(فتاوی عالمگیری، جلد ۴، ص، ۴۵۰ مکتبہ رشیدیہ)

فتاویٰ عالمگیری کی اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مکان کرائے پر دینا گناہ نہیں ہے کیونکہ اجارہ رہنے کا کیا ہے نہ کہ کسی اور چیز کا، اب اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کا قول بھی ملاحظہ کریں۔

عرض: رنڈی کو مکان کرائے پر دینا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: اس کا اسی مکان میں رہنا کوئی گناہ نہیں رہنے کے واسطے مکان کرائے پر دینا کوئی گناہ نہیں باقی رہا اس کا زنا کرنا یہ اس کا فعل ہے اس واسطے مکان کرائے پر نہیں دیا۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص ۳۶۵، مکتبۃ المدینہ کراچی)

قارئین! اس جواب کے اندر بالکل واضح ہے کہ مکان رہنے کے لیے دینا گناہ نہیں اور مکان رہنے کے لیے دیا گیا ہے نہ کہ زنا کے لیے، لیکن ان علم سے کوروں کو اتنا واضح مسئلہ بھی سمجھ میں نہیں آتا اور محض اعلیٰ حضرت کی دشمنی، بغض وعناد کی وجہ سے درست مسئلہ کو غلط بتاتے ہیں، اعلیٰ حضرت کا فتویٰ عین حنفیہ کے مطابق ہے پہلے آپ پڑھ چکے کہ امام اعظم بھی مکان کرائے پر دینا جائز فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں اس میں کچھ گناہ نہیں اگرچہ اس میں گناہ کا کام کیا جائے لیکن عقل کے اندھے، اعلیٰ حضرت پر نہیں بلکہ امام اعظم پر اعتراض کرتے ہیں اگر نہیں تو بتائیں کہ اعلیٰ حضرت اور امام اعظم کے فتویٰ میں کیا فرق ہے امام اعظم کا فتویٰ جائز کیوں اور اعلیٰ حضرت کا ناجائز کیوں اور جو تبرا بازی اعلیٰ حضرت پر کی جاتی ہے وہ امام اعظم پر کیونکر نہ ہوگی؟ ہاں کوئی دیوبندی یہ کہہ سکتا ہے کہ امام اعظم کا فتویٰ تو غیر مسلم کے لیے ہے جب کہ اعلیٰ حضرت کا فتویٰ تو مسلمان کے لیے ہے تو مسلمان کو یہ مکان کرائے پر دینا جائز نہیں، ہاں غیر مسلم کو مکان کرائے پر دینا جائز ہے اگرچہ وہ گناہ کرے۔

جاہل دیوبندی کے سوال کا جواب:

دیوبندیوں کی نجات جن کی پیروی پر موقوف ہے گنگوہ کے گنگوہی صاحب سے کسی نے

سوال کر کے اس بات کی تصدیق لے لی کہ امام اعظم کے قول میں مسلمان و کافر کا کوئی فرق نہیں ہے، سوال و جواب ہدیۂ قارئین ہے۔

سوال: مکان وغیرہ ایسے لوگوں کو کرائے پر دینا کہ جو شراب و دیگر محرمات اس میں فروخت کرتے ہوں یا خود افعال خلاف شرع ممنوعات اس میں کریں (یہاں سے مراد مسلمان ہیں از ناقل) یا کفار کہ وہ اس میں بت پرستی کریں منع اور داخل اعانت علی المعصیت ہوگا یا نہیں۔

جواب...... امام صاحب کے قول سے جواز معلوم ہوتا ہے کہ مکان کرائے پر دینا گناہ نہیں بفعل اختیار مستاجر کے لیے

(فتاویٰ رشیدیہ، ص ۵۰۳، ادارہ صدائے دیوبند)

گنگوہی صاحب کے اس جواب سے اظہر من الشمس ہو گیا کہ امام اعظم کا یہ فتویٰ مسلم و غیر مسلم دونوں کے لیے ہے اس میں کسی کا فرق نہیں، ہاں مسلمان صلیب کی پوجا کے لیے مکان کرائے پر نہیں لے گا۔ اب دیوبندیوں کے نزدیک اعلیٰ حضرت اور امام اعظم کے فتویٰ میں کیا فرق ہوگا؟ کچھ بھی نہیں، ان جہلاء کو معلوم ہی نہیں کہ ہم جانے انجانے امام اعظم کے مذہب پر طعن کر رہے ہیں کیونکہ دیوبندی اپنے امام المحرفین کو اتنا جاہل تو کہیں گے نہیں کہ ان کو امام اعظم کے مذہب کا علم نہ تھا بلکہ وہ کہیں گے کہ وہ جانتے تھے لیکن جانتے ہوئے بھی کہ یہ امام اعظم کا مذہب ہے امام اعظم پر طعن کرنے والے محقق و صوفی کی تصدیق کرتے ہیں۔

امام اعظم کے نزدیک میوزک سینٹر کے لیے دوکان کرائے پر دینا جائز ہے، دیوبندی فتویٰ:

دیوبندیوں کے مفتیان دار العلوم حقانیہ و عبد الحق دیوبندی کا مجموعہ فتاویٰ، فتاویٰ حقانیہ میں کسی نے میوزک سینٹر کے لیے دوکان کرائے پر دینے کا سوال کیا ہم سوال جواب ہدیۂ قارئین کرتے ہیں۔ سوال: آج کل اکثر مارکیٹوں میں میوزک کی مخصوص دوکانیں بنائی جاتی ہیں اور پھر

کرائے پر دی جاتی ہیں کیا یہ کرایہ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: معاصی کے امور کے لیے مکان یا دوکان کرایہ پر دیتے ہیں چونکہ گناہ میں اجیر بالذات شریک نہیں اس لیے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک مکان یا دوکان کے اجارہ لینے میں کوئی قباحت نہیں۔ (آگے دلیل وہی دی ہے جو ہم پیچھے فتاویٰ عالمگیری کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں)

(فتاویٰ حقانیہ، جلد ۶ ص، ۲۶۵)

ہے کوئی دیوبندی جو بتائے کہ اگر کسی نے امام اعظم کے فتویٰ پر عمل کرتے ہوئے میوزک سینٹر کے لیے دوکان کرائے پر دیدے تو یہ کام حرام ہوگا یا کچھ اور۔۔اور امام اعظم پر کیا تبرا ہوگا کہ دیکھو حرام کام کے لیے دوکان کرایہ پر دینے کا فتویٰ دے دیا۔اور ان مفتیوں پر کیا حکم لگے گا جنہوں نے بھلے کراہت کا کہا ہے لیکن دلیل امام اعظم کے مذہب کی دی ہے اور زرولی دیوبندی ان علماء دیوبند پر کیا حکم لگائے گا جنہوں نے امام اعظم کا فتویٰ جائز کا ہوتے ہوئے بھی کراہت کا قول کیا ہے۔ ہے کوئی دیوبندی جو جواب دے

طوائف کو مکان کرایہ پر دینا مباح دیوبندی فتویٰ:

چنانچہ دیوبندیوں کے مفتی اعظم کفایت اللہ صاحب سے سوال ہوا:

طوائف کو جائیداد کرائے پر رہنے کے لیے دینا جائز ہے یا ناجائز

جواب میں دیوبندی مفتی صاحب لکھتے ہیں

طوائف کو جائیداد کرائے پر دینا مباح ہے

(کفایت المفتی جلد ۷، ص ۳۱۸، دارالاشاعت)

لیجئے! اعلی حضرت امام اہلسنت پر طعن کرنے والوں کے اپنے مفتیوں کے کرتوت یہ ہیں کہ ان کے نزدیک تو طوائف کو مکان کرایہ پر دینا مباح ہے، اور مباح دیوبندیوں کے نزدیک اچھی

نیت سے کار ثواب بن جاتا ہے دیوبندیو! اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ رنڈیوں کو مکان کرائے پر دو اور ثواب کماؤ، اگرچہ کفایت اللہ نے آخر میں لکھا ہے کہ حرام کاری کرے تو نہ دینا چاہیے لیکن ان الفاظ کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ انہوں نے خود ایک اور مقام پر لکھا ہے کہ اگر وہ زنا بھی کرے تو بھی صاحب مکان گناہ گار نہیں۔

چنانچہ لکھتے ہیں:

تاہم صاحب مکان اثم زنا میں حصہ دار نہیں ہے۔

(کفایت المفتی، جلد ۷، ص، ۳۳۳، دارالاشاعت)

دیکھا آپ نے! یہاں واضح طور پر لکھا ہے کہ ”صاحب مکان گناہ گار نہیں ہوگا“ اگر رنڈی کو مکان کرائے پر دینا ناجائز ہے تو پھر صاحب مکان گناہ گار کیوں نہیں ہے، معلوم ہوا کفایت اللہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ اگر مکان کرائے پر دے دیا تو صاحب مکان گناہ گار نہ ہوگا، اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کا بھی مذہب یہی ہے کہ اگر دے دیا تو گناہ گار نہیں ہے اور یہی امام اعظم کا مذہب بھی ہے۔

امام اعظم کے نزدیک رنڈی کو مکان کرائے پر دینا جائز ہے دیوبندی فتویٰ:

آیئے ایک اور بھاری بھر کم حوالہ بھی لیجئے جس میں صراحۃ لکھا ہے کہ امام اعظم کے نزدیک رنڈی کو مکان کرایہ پر دینا جائز ہے۔اور مزے کی بات یہ ہے کہ اس فتاویٰ پر امام المحرفین کی تقریظ بھی موجود ہے سرفراز صاحب اتنے باؤلے ہوگئے ہیں کہ ایک طرف اپنے محقق کی تصدیق کرتے ہیں جس نے اس مسئلے کو غلط ثابت کیا ہے اور دوسری طرف اپنے ایک مفتی کی بھی تصدیق کرتے ہیں جو اس مسئلے کو درست کہہ رہا ہے۔

چنانچہ دیوبندیوں کے مفتی محمود صاحب سے سوال ہوا:

ایک شخص نے اپنی بلڈنگ طوائفوں کو کرائے پر دی، اس سے وصول شدہ رقم کرایہ کی

حیثیت کیا ہے اور کیا جسم فروشی کا کاروبار کرنے والوں کو بلڈنگ کرائے پر دی جاسکتی ہے:۔

دیوبندیوں کے یہ مفتی جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک یہ اجارہ جائز ہے۔

(فتاویٰ مفتی محمود، جلد ۹،ص ۳۳۷، جمعیت پبلیشرز)

کیوں دیوبندیو! آپ کے مفتی صاحب جسم فروشی کرنے والی عورتوں کو بلڈنگ کرائے پر دینا امام اعظم کے نزدیک جائز لکھ رہے ہیں اور میں زرولی کی بات دوبارہ یاد دلاتا ہوں کہ اصل مذہب امام اعظم کا ہے، اور اس پر فتویٰ دینا جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہے۔ امام اعظم کے فتویٰ کے ہوتے ہوئے صاحبین کے قول پر عمل جائز نہیں ہے۔

کیوں دیوبندیو! مزہ آیا اور کرو بکواس امام اہلسنت پر جن کا قلم حنفیت کی شان ہے، جاہلو! اپنی جہالت سے باز آؤ ورنہ صراحۃً امام اعظم کے بارے میں بولو، لکھو اور ضرور لکھو، اور اپنے عقائد میں بالعموم متفق بھائیوں کو خوش کرو۔

آیئے ایک اور فتویٰ بھی ملاحظہ فرمایئے۔ چنانچہ دیوبندیوں کے مخالف پاکستان مفتی محمود صاحب سے حرام کام کرنے والوں کو زمین کرایہ پر دینے کے متعلق ایک سوال ہوا انہوں نے کیا جواب دیا ہم سوال جواب دونوں لکھے دیتے ہیں۔

سوال: بینک کچھ اراضی (زمین) کرایہ پر مانگتا ہے اور وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ وہ اس زمین پر فلم (سینما) یا ٹھیٹر وغیرہ لگائے گا یا بالعموم ایسے لغو مخرب الاخلاق کھیل تماشوں کا اخلاق عامہ پر بہت برا اثر پڑھتا ہے کیا مالک زمین کو دیدہ و دانستہ ایسے غیر شرعی امور میں مسلہ اراضی کا کرایہ لینا جائز ہے۔

الجواب: امام اعظم رحمہ اللہ کا مذہب ان امور میں جواز کا ہے اور اجرت حلال ہے۔

(فتاویٰ مفتی محمود، جلد ۸،ص ۴۵۶، جمعیت پبلیشرز)

دیوبندیو بتاؤ! امام اعظم کے بارے میں کیا خیال ہے جن کے بارے میں آپ کے مفتی صاحب کہتے ہیں کہ فلم و سینما کے لیے زمین کرایہ پر دینا جائز اور اجرت حلال، کیا فتویٰ ہے امام اعظم کے بارے میں بتاؤ اور جہنم کا ٹکٹ حاصل کرو۔

دیوبندیوں کے لیے ڈوب مرنے کا مقام:

اب میں جو حوالہ دینے لگا ہوں اس سے پوری بے شرم دیوبندیت کی بنیاد بکھر کر ریزہ ریزہ ہو جائے گی یہ دیوبندی جاہل اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو جس وجہ سے مورد الزام ٹھہراتے ہیں اس سے بڑھ کر فتوی دیوبندیوں کے گھر میں موجود ہے

چنانچہ دیوبندیوں کے فقیہ الامت محمود الحسن صاحب سے سوال ہوا:

ایک حاجی صاحب نے اپنی زمین ایک عورت جو فاحشہ ہے کو فعل بد کے لیے کرائے پر دی ہے اس کا کرایہ لینا جائز ہے یا نہیں

اس کے جواب میں دیوبندیوں کے فقیہ الامت محمود الحسن صاحب لکھتے ہیں:

فعل بد کے لیے زمین کرائے پر دینا جائز نہیں اگر رہنے کے لیے زمین کرائے پر دی اور وہ اس میں فعل بد ہی کرے گی تو اس کا حکم دوسرا ہے اس پر نا جائز ہونے کا حکم نہیں ہے

(فتاوی محمودیہ جلد ۲۳،ص ۴۰۹، دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی)

اب سارے چھوٹے بڑے دیوبندی مل کر بلکہ اپنے بڑے گرو کو بھی بلا کر اس دیوبندی مفتی کے بارے میں فیصلہ سنائیں کہ اس دیوبندی نے یہ فتوی دے کر دیوبندیت کا بیڑا غرق کیوں کیا جس مسئلے پر تمام دیوبندی بکواس کرتے رہتے ہیں اس کے جواز کا فتوی دے کر یہ مفتی کتنا بڑا رنڈیوں کا دلدادہ بنا یہ دیوبندی خوب جانتے ہیں، دیوبندی بدبختوں کو جتنے بھی فتوے لگانے ہیں اپنے اس مفتی پر لگائیں ہمارے بارے میں بھونکنے سے پہلے اپنے گھر کی کتابیں پڑھ لیا کریں ورنہ۔۔۔

☆☆☆☆☆.................☆☆☆☆☆

''مال حرام سے اشیاء خریدنے پر اعتراض کا جواب''

(الف) اسی کے متعلق یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ ''احکام شریعت ص ۵۹ حصہ اول'' میں سوال موجود ہے کہ ناجائز روپیہ یعنی سود وشراب ورشوت وغیرہ اگر نیک کام مسجد، مدرسہ، چاہ، نیاز، فاتحہ، عرس وغیرہ میں لگایا تو جائز ہے یا نہیں۔اس کا جواب یہ دیا ہے:

مسجد مدرسہ وغیرہ میں بعینہ روپیہ نہیں لگایا جاتا، بلکہ اس سے اشیاء خریدتے ہیں خریداری میں اگر یہ نہ ہو کہ حرام مال دکھا کر کہا اس کے بدلے فلاں چیز دے اس نے دی اس نے قیمت میں زر حرام دیا۔تو جو چیز خریدی وہ خبیث نہیں ہوتی، اس صورت میں فاتحہ وعرس کا کھانا جائز ہے۔

(ب) اسی طرح اسی کتاب احکام شریعت ص ۸۳ حصہ دوم میں ایک سوال ہے کہ طوائف جس کی آمدنی حرام ہے اس کے یہاں میلاد شریف پڑھنا اور اس کی اسی حرام آمدنی کی منگائی ہوئی شیرینی پر فاتحہ کرنا جائز ہے یا نہیں اس کا جواب یہ دیا ہے۔

اس مال کی شیرینی پر فاتحہ حرام ہے مگر جبکہ اس نے مال بدل کر مجلس کی ہو اور یہ لوگ جب کوئی کار خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں اور اس کے لئے کوئی شہادت کی حاجت نہیں اگر وہ کہے کہ میں نے قرض لے کر مجلس کی ہے اور وہ قرض مال حرام سے ادا کیا جائے گا تو اس کا قول قبول ہوگا

(چہل مسئلہ ص ۳۳، ۳۴، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوھاب''

یہ جاہل دیوبندی اور اس کی تصدیق کرنے والا دیوبندیوں کا نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی بھی جاہل بلکہ اجہل ہے بلکہ پوری جماعت دیوبندیہ ہی ایسی ہے کہ ان کو ائمہ احناف کے اقوال کا ہی علم نہیں ہے یہ جماعت دیوبندیہ بغض اعلی حضرت امام اہلسنت میں اس قدر بڑھ گئی ہے کہ تمام ائمہ احناف پر بالعموم اور امام اعظم پر بالخصوص تبرا کر کے اپنے عقائد میں متفق بھائیوں کو خوش کرنا ان کی عادت ثانیہ ہے یہ بے حیاء قوم جب دلائل سے عاجز آجاتی ہے تو فقہ حنفی اور ائمہ احناف پر ہم اہلسنت کی آڑ میں بکواس کرنا شروع کر دیتی ہے جن جہلاء دیوبند کی یہ حالت ہو، وہ

حنفیت کی آن، بان، شان (میری مراد اعلی حضرت امام اہلسنت کی ذات گرامی ہے) کے منہ آتے ہیں، یہ جہلاء اعلی حضرت امام اہلسنت کو بدنام کر کے نام کمانا چاہتے ہیں لیکن جن کی قسمت میں ذلت ورسوائی لکھی ہو وہ کیسے ٹل سکتی ہے بہر حال اس مسئلے کی وجہ سے بھی جماعت دیوبندیہ کی ذلت ورسوائی ہی ہوئی، میں اصل مسئلہ بیان کرنے سے پہلے احکام شریعت کا مکمل حوالہ بیان کر دیتا ہوں تاکہ دیوبندیوں کی مکاری واضح ہو جائے اور پھر اعلی حضرت امام اہلسنت نے جو باتیں ارشاد فرمائی ہیں دیوبندیوں کے اپنے بزرگ بھی وہی کہتے ہیں آیئے پہلے احکام شریعت کا حوالہ دیکھئے

چنانچہ احکام شریعت میں لکھا ہے:

سوال: طوائف جس کی آمدنی صرف حرام پر ہے اس کے یہاں میلاد شریف پڑھنا اور اس کی اسی حرام آمدنی کی منگائی ہوئی شیرینی پر فاتحہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

اس کا جواب لف ونشر غیر مرتب کے طور پر یہ لکھا ہے:

جواب: اس مال کی شیرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے مگر جبکہ اس نے مال بدل کر مجلس کی ہو اور یہ لوگ جب کوئی کار خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں اور اس کے لئے کوئی شہادت کی حاجت نہیں اگر وہ کہے کہ میں نے قرض لے کر یہ مجلس کی ہے اور وہ قرض اپنے مال حرام سے ادا کیا ہے تو اس کا قول قبول ہوگا **کما نص علیه فی الهندیه و غیرها** بلکہ اگر شیرینی اپنے مال حرام ہی سے خریدی اور خریدنے میں اس پر عقد ونقد جمع نہ ہوئے یعنی حرام روپیہ دکھا کر اس کے بدلے خرید کر وہی حرام روپیہ دیا، اگر ایسا نہ ہو تو مذہب مفتی بہ پر وہ شیرینی بھی حرام نہ ہوگی۔جو شیرینی اسے خالص اجرت زنا یا غنا میں ملی یا اس کے کسی آشنا نے تحفہ میں بھیجی یا اس کی خریداری میں عقد ونقد مال حرام پر جمع ہوئے وہ شیرینی حرام اور اس پر فاتحہ بھی حرام ہے

یہ تو حکم شیرینی وفاتحہ کا ہوا۔

مگر اس (طوائف از ناقل) کے یہاں جانا اگرچہ مجلس شریف پڑھنے کے لیے ہو معصیت یا

مظنۂ معصیت یا تہمت یا مظنۂ تہمت سے خالی نہیں اور ان سب سے بچنے کا حکم حدیث میں ہے۔**من کان یؤ من باللہ والیوم الاخر فلا یقم مواقع التہم** جواللہ عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ ہرگز تہمت کی جگہ نہ کھڑا ہو،اول تو ان کی چوکی اور فرش اور ہر استعمالی چیز انہیں احتمالات خباثت ہی ہے، جو اہل تقویٰ نہیں اسے ان کے ساتھ قرب آگ اور بارود کا قرب ہے اور جو اہل تقویٰ ہے اس کے لیے وہ لوہار کی بھٹی ہے کہ کپڑے جلے نہیں تو کالے ضرور ہوں گے پھر اپنے نفس پر اعتماد کرنا اور شیطان کو دور سمجھنا احمق کا کام ہے **ومن وقع حول الحمی اوشک ان یقع فیہ** اس کے گرد چرائے گا کبھی اس میں پڑ بھی جائے گا۔

(احکام شریعت،ص،۱۶۴،مکتبہ ضیاء القرآن)

یہ تو اعلی حضرت امام اہلسنت کی اپنی وضاحت تھی اور اس میں کسی اور وضاحت کی قطعا کوئی ضرورت نہیں ہے،اعلی حضرت امام اہلسنت کا فتوی بالکل ائمہ احناف کے اقوال کے مطابق ہے لیکن یہ فتوی گنگوہی و نانوتوی کے قائم کردہ دین کے مطابق نہیں ہے لہذا اس وجہ سے دیوبندی اس پر اعتراض کرتے ہیں اور اپنے عقائد میں متفق بھائیوں کو خوش کرتے ہیں عوام کو سمجھانے کے لیے ہم اس کی وضاحت مزید کر دیتے ہیں تا کہ ان نام نہاد محققوں کی جہالت دور ہو اور ہماری بھولی بھالی عوام کے قلوب کو سکون ملے۔ہم اس مسئلے کو سمجھانے کے لیے اس کی چار صورتیں کرتے ہیں تا کہ مسئلہ صحیح طرح سمجھ میں آجائے

(۱) طوائف کے یہاں میلاد:

طوائف کے یہاں میلاد کے لیے جانے پر اعلی حضرت امام اہلسنت کا فتوی:

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فرماتے ہیں:

مگر اس (طوائف از ناقل) کے یہاں جانا اگر چہ مجلس شریف پڑھنے کے لیے ہو معصیت یا مظنۂ معصیت یا تہمت یا مظنۂ تہمت سے خالی نہیں اور ان سب سے بچنے کا حکم حدیث میں

ہے۔**من کان یؤ من باللہ والیوم الاخر فلا یقم مواقع التہم** جواللہ عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے ہو وہ ہرگز تہمت کی جگہ نہ کھڑا ہو،اول تو ان کی چوکی اور فرش اور ہر استعمالی چیز انہیں احتمالات خباثت ہی ہے، جو اہل تقویٰ نہیں اسے ان کے ساتھ قرب آگ اور بارود کا قرب ہے اور جو اہل تقویٰ ہے اس کے لیے وہ لوہار کی بھٹی ہے کہ کپڑے جلے نہیں تو کالے ضرور ہوں گے پھر اپنے نفس پر اعتماد کرنا اور شیطان کو دور سمجھنا احمق کا کام ہے **ومن وقع حول الحمی اوشک ان یقع فیہ** جو اس کے گرد چرائے گا کبھی اس میں پڑ بھی جائے گا۔

(احکام شریعت،ص،۱۶۵،ضیاء القرآن)

ناظرین! آپ نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی عبارت کو دیکھ لیا آپ کی عبارت بالکل واضح ہے کہ طوائف وغیرہ کے گھر جا کر میلاد پڑھنا درست نہیں ہے کیونکہ یہ موضع تہمت ہے اور حدیث میں اس سے بچنے کا حکم آیا ہے،لیکن دیوبندی جہلاء اپنی حماقت کی وجہ سے اعلیٰ حضرت پر طعن کرتے ہیں۔

(۲) مال حرام پر فاتحہ:

مال حرام پر فاتحہ کے بارے میں اعلی حضرت کا فتوی:

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فرماتے ہیں:

اس مال (یعنی حرام از ناقل) پر فاتحہ حرام ہے۔

(احکام شریعت،ص،۱۶۵،مکتبہ ضیاء القرآن)

اس عبارت سے بالکل واضح ہوگیا کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے نزدیک مالِ حرام پر فاتحہ دینا حرام ہے۔

(۳) مال حرام کا نیک کام میں خرچ کرنا:

مال حرام کو نیک کام میں خرچ کرنے پر اعلی حضرت کا فتوی:

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فرماتے ہیں:

حرام روپیہ کسی کام میں لگانا جائز نہیں ہے نیک کام ہو یا اور اس کے کہ جس سے لیا واپس دے یا فقیروں پر تصدیق کردے۔

(احکامِ شریعت، ص،۱۳۱، مکتبہ ضیاء القرآن)

قارئین! اعلیٰ حضرت کے اس فتویٰ سے ظاہر ہوگیا کہ حرام مال کہیں لگانا جائز نہیں ہے بلکہ جس کا ہے اس کو واپس کرے یا پھر فقیروں پر تصدق کرے۔

دیوبندی گھر سے تائید:

علماء دیوبند بھی یہی کہتے ہیں کہ حرام مال کارِ خیر میں خرچ نہیں ہوسکتا، جس کا ہے اس کو واپس کرے یا پھر صدقہ کرے چنانچہ دیوبندیوں کے مفتی اعظم پاکستان محمد شفیع دیوبندی صاحب لکھتے ہیں۔

جو مال یقیناً خالص حرام ہو اس کا لینا کسی کو جائز نہیں۔

(امداد المفتین جلد۲، ص،۶۶۵، دار الاشاعت)

(۴) مال حرام سے خریدی گئی اشیاء کے بارے میں احکام:

مال حرام سے جو چیز خریدی جاتی ہے اس کی فقہاء احناف کے نزدیک مختلف صورتیں بنتی ہیں اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے بھی یہی ارشاد فرمایا ہے کہ:

حرام روپیہ نیک کام میں صرف نہیں کیا جاتا بلکہ اس سے اشیاء خریدی جاتی ہیں۔

(احکامِ شریعت، ص،۱۶۵، مکتبہ ضیاء القرآن)

دیوبندی گھر سے تائید:

دیوبندی بھی یہی کہتے ہیں چنانچہ دیوبندیوں کے حکیم الامت کے مصدقہ فتاوی میں لکھا ہے:

مال حرام سے بنائی ہوئی مسجد وہ ہے جس میں گارا اور اینٹ ولکڑی وغیرہ مغصوب ہوں یا زمین مغصوب ہو اور اگر رقم حرام کی ہو تو وہ رقم تو مسجد میں نہیں لگتی (یہ الفاظ دیوبندیوں کے منہ پر طمانچہ ہیں از ناقل) بلکہ اس سے خریدا ہوا سامان مسجد میں لگا ہے۔

(امداد الاحکام، جلد۳، ص،۲۴۳، مکتبہ دار العلوم کراچی)

حرام مال سے خریدی جانے والی اشیاء کی پانچ صورتیں:

حرام مال سے خریدی جانے والی اشیاء کی پانچ صورتیں ہیں جن کو حکم کے ساتھ بیان کرتا ہوں

۱۔ حرام مال بائع کے سامنے پھینک دیا اور کہا کہ فلاں چیز دے دو۔

۲۔ حرام مال دکھا کر کہا کہ اس کے عوض فلاں چیز دے دو۔

دو صورتوں کا حکم:

ان دونوں صورتوں میں جو چیز خریدی وہ مال کی طرح حرام ہی ہے۔

۳۔ حرام مال نہ پہلے دیا نہ دکھایا بلکہ یونہی کہا کہ ایک روپیہ کی فلاں چیز دے دو، اس نے دے دی اب قیمت میں حرام مال دیا۔

۴۔ مال حلال دکھا کر طلب کی لیکن حرام روپیہ دیا۔

۵۔ حرام روپیہ دکھا کر چیز مانگی، پھر مال حلال دیا۔

ان تینوں صورتوں کا حکم:

ان تینوں صورتوں میں جو چیز خریدی گئی ہے وہ حرام نہیں ہے۔

یہ پانچ صورتیں ہیں مال حرام سے خریداری کی اور اس میں دو صورتیں ناجائز ہیں اور باقی تین صورتیں جائز اور یہ میں نہیں کہتا بلکہ آئمہ کے نزدیک فتویٰ اسی پر ہے اور دیوبندی حضرات نے بھی اسی پر فتویٰ دیا ہے، کیونکہ امام المحرفین اور اس کے محقق کو بڑی کتابیں تو دیکھنے کی توفیق ہے ہی

نہیں، ساتھ ساتھ یہ لوگ اپنے گھر کی کتابوں سے بھی جاہل ہیں، اب آیئے حوالے دیکھیں۔

دیوبندی مفتی عبدالرحیم لاجپوری سے اعلیٰ حضرت کی تائید:

دیوبندیوں کے مفتی عبدالرحیم لاجپوری صاحب ردالمختار کے حوالے سے یہی پانچ صورتیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" رجل اکتسب مالا من حرام ثم اشتریٰ منه علی خمسة اوجه " اگر کسی نے کوئی حرام مال کمایا پھر اس سے کوئی چیز خریدی تو اس کی پانچ صورتیں ہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ، جلد۹، ص۱۵۸، دارالاشاعت)

یہ تو ردالمختار کے حوالے سے بیان کیا لیکن اس دیوبندی مفتی نے جو کچھ لکھا ہے وہ یہ ہے۔

اس مسئلہ میں تفصیل بھی ہے اور اختلاف بھی عام طور پر معاملہ مطلقا کیا جاتا ہے مال حرام متعین کر کے نہیں ہوتا اور اس صورت میں امام کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کے مطابق (جس پر فتویٰ بھی ہے) مشتری کی ملک ثابت ہو جاتی۔

(فتاویٰ رحیمیہ، جلد۹، ص۱۵۸، دارالاشاعت)

کچھ آگے فتاوی محمودیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"نمبر۴ میں بیان کردہ اول صورت کے مطابق (اگر مالِ حرام پہلے سے پھینک دیا یا مال حرام دکھا کر کہا از ناقل) اگر زمین خریدی تو اس پر مشتری کی ملک ثابت نہیں ہوئی پھر وقف کیسے درست ہوگا اور اگر آخر تین صورتوں کے مطابق خریدی (وہی تین صورتیں جن کی ہم نے وضاحت کی، از ناقل) تو کرخی کے نزدیک ملک ثابت ہوگی اور اس کا وقف بھی درست ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ، جلد۹، ص۱۵۷، دارالاشاعت)

قارئین! فتاویٰ رحیمیہ کی عبارت کا خلاصہ وہی ہے جو ہم پانچ صورتوں میں بیان کر چکے ہیں، اب یہ جہلاء دیوبندی مفتی عبدالرحیم دیوبندی کے بارے میں کیا کہیں گے اور پھر مفتی محمود

الحسن کے بارے میں کیا لب کشائی کریں گے، ہمیں یقین ہے کہ یہ دیوبندی اپنے ان دیوبندی مفتیوں کو کچھ نہیں کہیں گے، کیوں کہ ان کے بارے میں لکھیں گے تو جو ٹکڑے ان سے ملتے ہیں وہ بند ہو جائیں گے اور اگر یہ خوف نہیں ہے اور غیرت کا کچھ قطرہ باقی ہے تو دیوبندی وہ تمام بکواس اور گندی زبان اپنے ان ملاؤں کے لیے بھی استعمال کریں جو ان بدبختوں اور بے غیرتوں نے ہم اہلسنت و جماعت کے خلاف بالعموم اور اعلی حضرت امام اہلسنت کے خلاف بالخصوص کی ہے۔

اشرفعلی تھانوی کا موقف اور اعلی حضرت امام اہلسنت کی کرامت:

تھانوی کے مصدقہ فتاوی امدادالاحکام میں لکھا ہے:

مال حرام سے بنائی ہوئی مسجد وہ ہے جس میں گارا اور اینٹ ولکڑی وغیرہ مغصوب ہوں یا زمین مغصوب ہو اور اگر رقم حرام کی ہو تو وہ رقم تو مسجد میں نہیں لگتی (یہ الفاظ دیوبندیوں کے منہ پر طماچہ ہیں از ناقل) بلکہ اس سے خریدا ہوا سامان مسجد میں لگا ہے اب اگر یہ صورت ہوئی کہ سامان اولا ادھار منگا لیا گیا پھر قیمت مال حرام سے ادا کی گئی تو مسجد میں مال حرام نہیں لگا اور اگر قیمت نقد دی گئی تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ مال حرام دکھلا کر معاملہ کیا گیا کہ ان روپیوں کی فلاں چیز دے دو دوسری یہ کہ مال حرام دکھلا کر معاملہ نہیں کیا گیا بلکہ یوں کہا کہ دس روپیہ کی چیز دیدو اور قیمت میں روپیہ مطلق تھا پھر اس قیمت کو مال حرام سے نقد ادا کر دیا، صورت اولی میں خریدی ہوئی شئی حرام ہوگی اور ان کا مسجد میں لگانا ہی حرام ہوا اور دوسری صورت میں خریدی ہوئی شئی حرام نہیں ہوئی اس کا لگانا مسجد میں درست ہے

(امدادالاحکام، جلد۳، ص۲۴۳، مکتبہ دارالعلوم کراچی)

یہ بعینہ وہ ہی بات ہے جو اعلی حضرت امام اہلسنت نے ارشاد فرمائی تو دیوبند کے بے حیاؤں نے اعلی حضرت پر طرح طرح کی چہ میگوئیاں کی اب دیکھتے ہیں یہ اشرفعلی کے بارے میں کیا کہتے ہیں، میرا دل کر رہا ہے کہ آگے آنے والی ایک عبارت کو یہاں بھی نقل کر دوں۔

مطیع الحق دیوبندی نے اپنی کتاب میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت پر اس بات کو لے کر بہت تبرا کیا ہے وہی ہم تصرف کے ساتھ تھانوی کو ایصال کرتے ہیں، چنانچہ دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

یہ تو انہوں (اشرفعلی از ناقل) نے کمال کر دیا کہ مسجد مدرسہ وغیرہ میں بعینہ روپیہ نہیں لگایا جاتا بلکہ ہمیشہ روپے سے چیزیں خریدی جاتی ہیں حرام اس چیز کو کہا جاتا ہے جو حرام روپے سے خریدی گئی، ان (اشرفعلی از ناقل) کے مذہب پر روپیہ حرام ہے روپیہ کوئی نہ کھائے اور روپیہ مسجد میں نہ لگائے، البتہ حرام روپے کی چیزیں پاک ہیں خوب کھا سکتے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون، یہ تو کھلم کھلا حرام خوری کی تعلیم دے رہے ہیں اور صاف کہہ رہے ہیں کہ سب کچھ ہڑپ کر جاؤ مال طیب ہے ان (اشرفعلی از ناقل) کے لیے کوئی چیز حرام ہی نہیں اس وجہ سے یہ مفتی ہر ایک سود خور رشوت خور، زنا کار کے گھر چلے جاتے ہیں اور خوب مزے سے ترنوالے اڑاتے ہیں۔

(اہلسنت اور اہل بدعت، ص ۳۴، مکتبہ ادارہ دعوت اسلام)

اس دیوبندی نے تو اشرفعلی تھانوی صاحب کی حقیقت کھل کر بیان کر دی میں اس پر مزید تبصرہ کرنے سے قاصر ہوں دیوبندی اپنی مکروہ شکل اسی میں دیکھ لیں کہ جس کو ان کے اپنے گھر کے ایک ذمہ دار شخص نے بیان کیا ہے۔

محمد شفیع دیوبندی کا موقف اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی کرامت:

دیوبندیوں کے مفتی اعظم پاکستان شفیع دیوبندی نے تو ان جہلاء دیوبند کی جہالت کو بالکل واضح کر دیا اور ان کے منہ پر وہ طمانچہ لگایا کہ یہ حضرات قبروں میں بھی یاد کرتے ہوں گے لیکن اب کا دیوبندی ٹولہ کہیں نہ کہیں (اگر شرم کی کوئی رمک باقی ہوئی تو) ضرور سر چھپائے گا اور یہ کہے گا کہ ہمارے آباء واجداد جس مسئلہ کو لے کر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر اپنی کم علمی کی وجہ سے اعتراض

کرتے رہے اس کو تو ہمارے مفتی اعظم پاکستان شفیع دیوبندی نے واضح اور کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔

چنانچہ شفیع دیوبندی لکھتے ہیں:

''پھر یہ سب کلام خاص اس روپیہ میں ہے جو فاحشہ نے کسب حرام سے حاصل کیا ہے، لیکن اس کے بعد جو زمین یا ملبہ خریدا یہ حرام ہے یا حلال اس کے متعلق قاضی خان اور انقرویہ کی عبارت مندرجہ نمبر ۴، سے یہ فیصلہ معلوم ہوا کہ فتویٰ اس پر ہے کہ اس نے یہ مال حرام بائع زمین وغیرہ کو پیشگی دے دیا اور یہ کہہ کر خریدی کہ اس مال کے بدلے زمین یا ملبہ خریدتی ہوں (یہ اول صورت ہے جو ہم نے خلاصۂ جواب میں بیان کی ہے، از ناقل)

(اب اس کا حکم بھی سنئے مفتی شفیع دیوبندی صاحب اس پر کیا حکم لگاتے ہوئے لکھتے ہیں، از ناقل) تب تو یہ زمین یا ملبہ بھی حرام کے حکم میں ہوگیا، (ناظرین وہی حکم ہے جس کو ہم نے بیان کیا اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت بھی یہی فرماتے ہیں)

مزید لکھتے ہیں:

لیکن اگر ایسا نہیں کیا بلکہ بغیر پیشگی دے ہوئے اور بغیر نسبت اور اشارہ کے مطلقا خرید لیا جیسا کہ عام طور پر یہی دستور ہے تو زمین اور ملبہ اس حرام کے حکم میں نہیں بلکہ پاک وحلال ہے، اسی لیے امام قاضی صاحب اور کرخی کے فتوی کے موافق یہ جگہ اور ملبہ کی تعمیر حرام نہ ہوئی۔

(امداد المفتین، جلد دوم، ص ٦٦٨، دار الاشاعت کراچی)

قارئین!! معاملہ بالکل واضح وصاف ہوگیا کہ پہلی دو صورتوں میں جو چیز خریدی وہ حرام ہی ہے اور اگر باقی تین صورتوں میں سے کوئی پائی گئی تو جو چیز خریدی گئی حرام نہیں بلکہ پاک وحلال ہے، اور یہی شفیع دیوبندی نے لکھا ہے۔

یہ دیوبندی جہلاء اپنی آنکھیں پھاڑ کر دیکھیں اگر نظر کمزور ہے تو کسی اندھے سے چشمہ لے

پس اور دیکھیں کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے جو فتویٰ دیا تھا وہی شفیع دیوبندی نے بھی دیا ہے

اب جو تبرا بازی ان جہلا دیوبند نے اعلیٰ حضرت پر کی وہ تمام کی تمام مفتیان دیوبند پر بھی ہوگی، ہم کچھ تبرا بازی اور زبان درازی ان جہلاء دیوبند کی نقل کرتے ہیں تا کہ اہل علم دیکھیں کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے بغض وعناد میں انہوں نے اپنے دیوبندی مفتیوں کو کیسے کیسے تحفے پیش کیے ہیں ہم صرف اعلیٰ حضرت کا نام اس عبارت میں ذکر کرنے کی بجائے دیوبندی مفتی لکھیں گے آپ دیکھئے گا کہ کیسے فتوے ان علمائے دیوبند کے لیے ان ہی کے گھر میں موجود ہیں، چنانچہ مطیع الحق دیوبندی صاحب لکھتے ہیں۔

(اعلیٰ حضرت کی احکام شریعت والی عبارت لکھنے کے بعد) بلکہ ہمیشہ روپے سے چیزیں خریدی جاتی ہیں حرام اس چیز کو کہا جاتا ہے جو حرام روپے سے خریدی گئی، ان (مفتیوں) کے مذہب پر روپیہ حرام ہے روپیہ کوئی نہ کھائے اور روپیہ مسجد میں نہ لگائے، البتہ حرام روپے کی چیزیں پاک ہیں خوب کھا سکتے ہیں، اناللہ وانا الیہ راجعون، یہ تو کھلم کھلا حرام خوری کی تعلیم دے رہے ہیں اور صاف کہہ رہے ہیں کہ سب کچھ ہڑپ کر جاؤ مال طیب ہے ان (مفتیوں) کے لیے کوئی چیز حرام ہی نہیں اس وجہ سے یہ مفتی ہر ایک سود خور رشوت خور، زنا کار کے گھر چلے جاتے ہیں اور خوب مزے سے تر نوالے اڑاتے ہیں۔

(اہلسنت اور اہل بدعت ص،۳۴،ملخصا،مکتبہ ادارہ دعوت اسلام)

ناظرین یہ دیوبندیوں کے مایہ ناز عالم مطیع الحق ہیں، جنہوں نے بڑے واضح الفاظ کے اندر ان دیوبندی مفتیوں پر فتوے لگائے۔

۱۔حرام روپے کی خریدی ہوئی چیز حرام ہی ہے۔ (جاہلوں اس کو حلال و پاک کیوں کہہ رہے ہو)

۲۔یہ دیوبندی مفتی کھلم کھلا حرام خوری کی تعلیم دے رہے ہیں۔

۳۔صاف کہہ رہے ہیں کہ حرام مال ہڑپ کر جاؤ وہ مال طیب ہے۔

۴۔سود خور، زنا کار، رشوت خور کے گھر کا خوب مال کھاؤ کہ تمہارے نزدیک حلال ہے۔

اس کے علاوہ بھی بہت سی عبارات ہمارے پاس موجود ہیں، جس میں ان دیوبندی جہلاء نے اعلیٰ حضرت کے بغض وعناد میں نہ جانے کس کس کو حرام کی تعلیم دینے والا کہا ہے، ایک اور حوالہ بھی سن لیجئے اور داد دیجئے ان دیوبندی جہلاء کو جو اس مسئلہ کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں جس کو بڑے بڑے علماء نے لکھا اور فرمایا ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے جاہلو! اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سے تو ذاتی دشمنی ہے لیکن علامہ شامی سے کیا دشمنی ہے، جنہوں نے اس مسئلہ کو واضح طور پر لکھا ہے اور فرمایا ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے، (جیسا کہ آگے آرہا ہے) جاہلو! ان کی بات تو مانو، اگر ان کی بھی نہیں مانتے تو کم از کم اپنے دیوبندی علماء کی تو بات مانو جیسا کہ شفیع دیوبندی اور عبدالرحیم نے لکھا ہے۔

دیوبندی مفتی سے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی تائید:

دیوبندیوں کے محدث کبیر فقیہ العصر مفتی اعظم عارف باللہ مفتی فرید دیوبندی کی بھی سن لیجئے، وہ حرام خوری کی تعلیم کس طرح پھیلا رہے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں:

وان كانت مشتراة بمال حرام فلايضر ايضا لان المعروف فی دیارنا الشراء بالمطلق ثم یدفع من الحرام وهو حلال عند الكرخی و علیه الفتوی ..

(فتاوی فریدیہ جلد۲،ص،۵۳۶)

اب تو دیوبندیوں کو کوئی ۔۔۔۔تلاش کرنا چاہیے اور اس میں ڈوب مرنا چاہیے ان بے حیاؤں کو ذرا بھی شرم وحیا نہیں، بغض اعلی حضرت امام اہلسنت میں اس قدر باؤلے ہوگئے ہیں کہ ایک درست اور صحیح مسئلے پر اعتراض کرنے سے باز نہیں آتے، ہم یہاں فتاوی شامی کی عبارت بھی نقل کر دیتے ہیں تا کہ ہمارے قارئین کو معلوم ہو جائے کہ دیوبندی ہم اہلسنت و جماعت کی آڑ میں کن کن بزرگوں پر ہاتھ صاف کرتے ہیں اور اپنے عقائد میں متفق بھائیوں کو خوش کرتے ہیں

چنانچہ علامہ شامی لکھتے ہیں

توضیح المسئلة ما فی التتارخانية حيث قال رجل اكتسب مالا من حرام ثم اشترى فهذا على خمسة اوجه اما ان دفع تلك الدراهم الى البائع اولا ثم اشترى منه بها او اشترى قبل الدفع بها ودفعها او اشترى قبل الدفع بها ودفع غيرها او اشترى مطلقا ودفع تلك الدراهم او اشترى بدراهم آخر ودفع تلك الدراهم ...قال الكرخی فی وجه الاول والثانی لا يطيب و فی الثلاث الاخيرة يطيب وقال ابو بكر لا يطيب فی الكل لكن الفتوى الآن على قول الكرخی دفعا للحرج عن الناس ....ودفعا للحرج لكثرة الحرام

(ردالمحتار، جلد۵، کتاب البیوع، مطلب اذا اکتسب حراما ثم اشتری، ص۲۲۵، مکتبہ رشیدیہ)

قارئین: یہ وہی صورتیں ہیں جن کو ہم ماقبل تفصیل سے بیان کر چکے میں یہاں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ ان جہلاء دیوبند کی زبان درازی، بے باکی اور اوپر موجود دیوبندی بے ہودہ فتوؤں کا اولا مصداق کون ہے ہمارے پاس اور بھی کئی حوالہ جات ہیں ابھی اسی پر اکتفاء کرتا ہوں اگر کسی بے حیاء کو حیاء آئی تو اس کی اتنی درگت بناؤں گا کہ اپنے دارالعلوم کا نام بھی بھول جائے گا۔

دیوبندی بکواس کا جواب:

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے ارشاد فرمایا کہ جب بھی یہ لوگ (حرام مال والے از ناقل) کوئی کارِ خیر کرتے ہیں تو مجلس بدل کر یا قرض لے کر کرتے ہیں اور اس کے لیے شہادت کی بھی ضرورت نہیں، اس پر دیوبندیوں نے وہ بے ہودہ گوئی کی کہ اگر وہ رنڈیاں جن کے کوٹھے پر دیوبندی بزرگ حافظ ضامن جایا کرتے تھے وہ سن لیتیں تو شرم سے سر جھکا لیتیں لیکن ان دیوبندیوں کو حیاء نہ آئی اور بے حیائی میں سرتاپا غرق ہو کر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی ذات گرامی پر وہ تبرا کیا کہ الامان والحفیظ، بہر حال ہم دیوبندی علماء ہی سے جواب دے دیتے ہیں شاید ان بے

حیاؤں کو کچھ حیاء آئے چنانچہ دیوبندیوں کے مفتی اعظم پاکستان شفیع دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

لیکن اگر ایسا نہیں کیا بلکہ بغیر پیشگی دیے ہوئے اور بغیر نسبت اور اشارہ کے مطلقاً خرید لیا **جیسا کہ عام طور پر یہی دستور ہے** تو زمین اور ملبہ اس حرام کے حکم میں نہیں بلکہ پاک وحلال ہے

(امداد المفتین، جلد دوم، ص۶۶۸، دارالاشاعت کراچی)

دیوبندی مفتی کی خط کشیدہ عبارت کو دیکھئے وہ کہہ رہا ہے کہ عام طور پر یہی دستور ہے۔۔۔ اگر کسی اور نے اس طرح کا لکھ دیا تو ان کو تکلیف کیوں ہوتی ہے سوال میں بھلے طوائف کا ذکر ہے لیکن جواب میں مطلق حرام مال والے لوگ مراد ہیں جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت خود ارشاد فرماتے ہیں یہ لوگ (یعنی مال حرام والے از ناقل) جب بھی۔۔۔ یہ عبارت بانگ دہل کہہ رہی ہے کہ یہاں کلام صرف رنڈی عورتوں کے مال کے بارے میں نہیں بلکہ مال حرام والوں کے بارے میں ہے اور یہی بات دیوبندی مفتی شفیع کہہ رہا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ہمارا اس عبارت سے یہ نتیجہ نکالنا کسی دیوبندی کو پسند نہ آئے تو میں اس کو مزید دیوبندیت کی سیر کروا دیتا ہوں چنانچہ دیوبندیوں کے مفتی محمود الحسن صاحب لکھتے ہیں

صورت مسئولہ میں ممکن ہے کہ داعی نے زید کے سامنے حلال پیش کیا ہو، مثلاً قرض لے کر یا اس کو وراثت میں ملا ہو، **عموماً مقتدا کی دعوت میں اس بات کا لحاظ رکھا جاتا ہے کہ حلال مال سے ان کی دعوت کی جاتی ہے اگرچہ داعی کے پاس حرام مال موجود ہو**

(فتاویٰ محمودیہ، جلد۲، ص۳۷۷، جامعہ فاروقیہ کراچی)

قارئین: خط کشیدہ عبارت کو ذرا انصاف کی نظر سے دیکھیں تو اس پر وہ سب کچھ ہوسکتا ہے جو دیوبندی احکام شریعت کی عبارت پر کرتے ہیں مثلاً یہ حرام مال والوں کی دعوتیں کھایا کرتا تھا تبھی تو اس کو معلوم ہے کہ جب وہ مولویان دیوبند کی دعوت کرتے ہیں تو حرام کو حلال کر لیتے ہیں بہر حال ہم نے اس پر تبصرہ نہیں کیا اب اگر کسی بھی دیوبندی نے اس مسئلے پر کچھ بیان کیا تو اس کو

اس ہی کے گھر کی ایسی ضیافت کرواؤں گا کہ پھر کبھی نہیں بولے گا، ایک اور حوالہ بھی دیکھ لیجیے۔

اشرفعلی تھانوی کے مصدقہ فتاوی میں دیوبندی ظفر عثمانی صاحب لکھتے ہیں

ہاں اگر اس طعام وہدیہ کی بابت (وہ مال حرام والا از ناقل) اطلاع کردے کہ یہ حلال ہے تو جائز ہے اس کی تکذیب یا تفتیش کی ضرورت نہیں

(امداد الاحکام، جلد۴، ص، ۳۹۹، مکتبہ دار العلوم کراچی)

دیوبندی مفتی محمود الحسن صاحب لکھتے ہیں:

اگر اس کے پاس حلال آمدنی کا ذریعہ بھی ہے یا وہ کہتا ہے کہ یہ روپیہ قرض لیا ہے تو اس کا قول صحیح تسلیم کیا جاسکتا ہے۔

(فتاوی محمودیہ، جلد، ۱۰، ص، ۳۱۸، جامعہ فاروقیہ کراچی)

ان حوالوں سے اظہر من الشّمس ہو گیا کہ اعلی حضرت امام اہلسنت نے جو ارشاد فرمایا تھا بالکل حق اور صرف حق تھا ورنہ دیوبندی بتائیں کہ ''اس کی تکذیب یا تفتیش کی ضرورت نہیں یا اس کا قول تسلیم کیا جاسکتا ہے''۔ ان عبارات کا مطلب کیا ہے، ہمارے پاس اور بھی حوالے ہیں حیاء والوں کے لیے اتنا کافی ہوتا ہے اگر کسی بے حیاء نے حیاء دکھانے کی کوشش کی تو اس کو دیوبند کے۔۔تک پہنچانا ہمارا کام ہے

☆☆☆☆☆..................☆☆☆☆☆

''احکام شریعت کی عبارت پر اعتراض کا جواب''

(د) پھر کتاب ''احکامِ شریعت ص ۱۱۰ میں ''بیمہ'' زندگی اور موت کو حلال قرار دیا ہے اور وجہ اس کی یہ بیان کی ہے کہ ''جب کہ یہ بیمہ صرف گورنمنٹ کرتی ہے اور اس میں اپنے نقصان کی کوئی صورت نہیں تو جائز ہے کوئی حرج نہیں۔'' حالانکہ یہ بیمہ بالکل جوا ہے اور تمام اہل حق کے نزدیک حرام ہے، بھلا ایک شخص نے آج کی ایک قسط ادا کرلی اور کل مرگیا تو اس کی اولاد سینکڑوں ہزاروں روپے لینے کی کس طرح مجاز ہوگی باقی اس کی مجاز ہوگی باقی اس کی مجاز کی علت کیسی بے ہودہ بیان کی ہے۔ (چہل مسئلہ، ص، ۳۴، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوھاب''

مصنف چہل مسئلہ کی پیدائش کے وقت ایک بار پھر جہالت نے جنم لیا اور مصنف چہل مسئلہ کے ساتھ کھیل کود کر بڑی ہوئی اور اس کے بعد مصنف چہل مسئلہ ہی کے گلے پڑی مصنف چہل مسئلہ تو پہلے سے ہی اس کے مشتاق تھے پھر کیا ہونا تھا کہ جب جہالت اور مصنف چہل مسئلہ گلے ملے تو کتاب ''چہل مسئلہ بریلویہ'' نے جنم لیا، سونے پہ سہاگا یہ ہوا کہ صرف یہی کتاب دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت کو تصدیق وتائید کرنے اور اپنی جہالتوں کی داستان سنانے کے لئے ملی، اس مسئلہ میں مصنف چہل مسئلہ نے جہالت کا وہ بیج بویا جس کو دیوبندی قیامت تک کاٹتے رہیں گے لیکن وہ ختم ہونے کے بجائے بڑھتا ہی رہے گا

مصنف چہل مسئلہ نے اس مسئلے پر اعتراض کر کے اپنے علمی یتیم ہونے اور اپنے بزرگوں کی کتابوں کا مطالعہ نہ کرنے کا ثبوت دیا ہے۔ اس مسئلے کی وضاحب بجائے یہ کہ میں اپنی طرف سے کروں، نہیں! بلکہ دیوبندی علماء ہی سے کردیتا ہوں تاکہ کسی بھی وہابی گلابی احمدی اسمعیلی دیوبندی میں جرأت نہ رہے بولنے کی اور ساتھ ہی ساتھ دیوبندی صوفی صافی و امام المحرفین مکار دیوبند کی جہالت بھی واضح ہو جائے کہ ان جہلاء دیوبند کو اپنے گھر کی کتابوں اور اپنے اکابرین کے فتاوی کا بھی علم نہیں اور یہ بھی ظاہر ہو جائے کہ مصنف چہل مسئلہ اپنے اس قول ''**حالانکہ یہ بیمہ بالکل جوا ہے اور تمام اہل حق کے نزدیک حرام ہے**'' میں کتنا سچا ہے۔ ویسے مصنف چہل مسئلہ جس صورت کو تمام اہل حق کے نزدیک حرام کہہ رہا ہے وہ تو اس کے اپنے اکابرین کے فتاوی سے جائز ہے۔

بیمہ پالیسی جائز ہے دیوبندیوں کے ابوحنیفہ ثانی کا فتوی:

دیوبندی مفتی کفایت اللہ دہلوی سے سوال ہوا:

زید ایک ہندوستانی مسلمان ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ اپنے اہل وعیال کی آئندہ بہبودی کے لئے

اپنی زندگی کا بیمہ کرائے۔جس کمپنی میں وہ بیمہ کروانا چاہتا ہے وہ انگلستان میں ہے کمپنی کے حصہ دار، اس کے ڈائریکٹر وغیرہ بھی انگریز ہیں۔ہندستان میں کاروبار کے لئے کمپنی کی ایک شاخ ہے۔شرعاً کیا حکم ہے؟

اس کا جواب دیتے ہوئے دیوبندی مولوی کفایت اللہ لکھتا ہے کہ:

ہندستان کے دارالحرب ہونے کی بناپر زید کو جائز ہے کہ وہ انگلستان کی کمپنی میں زندگی کا بیمہ کرالے۔

(کفایۃ المفتی، جلداول،ص،۳۵،دارالاشاعت کراچی)

ایک اور مقام پر لکھتا ہے:

دارالحرب میں معاملات ربویہ وقمار کے ذریعے سے مسلمانوں کو کفار سے فائدہ حاصل کر لینا جائز ہے بیمہ بھی ربوا اور قمار پر مشتمل ہوتا ہے اوراس میں کوئی جبر وعذر نہیں اس لئے مسلمان بیمہ کے ذریعے کفار سے فائدہ حاصل کرلیں تو اس میں مضائقہ نہیں اگر بیمہ کمپنی قائم کرنے میں مسلمانوں کو فائدہ ہو یعنی کفار سے کچھ رقم مسلمانوں کو حاصل ہوتی ہو تو جائز ہوگا۔۔۔۔

(کفایۃ المفتی، جلد۸،ص،۸۶،دارالاشاعت کراچی)

مزید لکھتا ہے:

جو علماء کہ ہندوستان کو دارالحرب قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک بیمہ کرانے کی گنجائش ہے۔

(کفایۃ المفتی، جلد۸،ص،۹۴،دارالاشاعت کراچی)

نوٹ!بقول دیابنہ کے ان کے بزرگوں کے نزدیک ہندوستان دارالحرب ہے۔

ایک اور مقام پر لکھتا ہے:

ہاں خالص حربی کافروں کی کمپنی ہو اور اس سے مسلمان فائدہ اٹھالیں تو دارالحرب ہونے کی بناپر

مباح ہوسکتا ہے۔

(کفایۃ المفتی، جلد۸،ص،۸۳،دارالاشاعت کراچی)

نوٹ: کسی دیوبندی کی عقل خراب ہوسکتی ہے اور وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ کفایت اللہ تو دارالحرب کا کہہ رہا ہے جبکہ ہندوستان تمہارے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے نزدیک تو دارالاسلام تھا۔

اس دیوبندی کے اس لایعنی اعتراض کا جواب خود **دیوبندی مفتی سہول بھاگلپوری نے دے دیا کہ:**

اس (غیر مسلم از ناقل) سے سود نیز دیگر باطل معاملات کے ذریعہ مال لینا جائز ہے **خواہ وہ غیر مسلم دارالاسلام میں ہو یا دارالحرب میں۔**

(فتاوی سہولیہ،ص۵۴۰،۵۴۱،دارالسہول کراچی)

اس حوالے سے ایسے دیوبندی کی عقل کا علاج ہوگیا ہوگا مزید حوالے آگے آرہے ہیں۔

دیوبندیوں کے نزدیک لائف انشورنس جائز:

دیوبندی مولوی سہول عثمانی بھاگلپوری صاحب سے سوال ہوا:

لائف انشورنس کا سود مسلم وغیر مسلم سے لینا جائز ہے یا نہیں:

اس کا جواب دیتے ہوئے دیوبندی مولوی صاحب لکھتے ہیں:

غیر مسلم حربی سے مسلمان اگر سود کے ذریعہ سے مال لے تو جائز ہے۔۔۔۔شرح سیر الکبیر اور مبسوط دونوں کتابوں کی عبارتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس غیر مسلم کو اہل اسلام کی طرف سے امان نہیں دیا گیا اس سے سود نیز دیگر باطل معاملات کے ذریعہ مال لینا جائز ہے خواہ وہ غیر مسلم دار الاسلام میں ہو یا دارالحرب میں ہو اور دارالحرب میں مسلم اور حربی کے درمیان سودی کاروبار جائز ہے۔

(فتاوی سہولیہ،ص۵۴۰،۵۴۱،دارالسہول کراچی)

دیوبندیوں کے نزدیک سودی لین دین جائز:

دیوبندی مفتی وشیخ الحدیث شیخ حبیب اللہ صاحب لکھتے ہیں

مولانا تقی صاحب اور جید علماء نے بھاری تنخواہ کی لالچ میں خالص سود اور حرام ذرائع کو اسلام کا لبادہ پہنا کر ان دینداروں کو بھی سود خوری میں مبتلا کر دیا ہے، جواب تک اپنی دین داری کی وجہ سے سود سے بچے ہوئے ہیں۔

(تکملۃ الرد الفقہی علی جسٹس مفتی تقی عثمانی، ص ۱۳۰، مکتبہ حبیبیہ)

نوٹ! یہ کتاب درج ذیل اکابرین دیوبند کی مصدقہ ہے:

(۱) دیوبندی مفتی زرولی (۲) ڈاکٹر محمد زیب (۳) مفتی ممتاز دیوبندی (۴) مفتی نعیم (۵) غلام حبیب ہزاروی (۶) دیوبندیوں کے بقیۃ السلف فاضل دار العلوم کراچی عبد الرحمٰن (۷) محمد صادق (۸) محمد موسیٰ کرمادی لندن۔

دیوبندی مولویوں کو پہلے اپنے ان اقراری سود خوری کرنے والوں پر فتوے دینا چاہئے پھر کسی اور کے بارے میں سوچنا چاہئے لیکن یہ دیوبندی ملاں اپنے مولویوں پر فتویٰ صادر نہیں کریں گے۔

دیوبندی مولوی سہول عثمانی بھاگلپوری صاحب دیوبندیوں کے لئے دیوبندی اصولوں سے سود، عقود باطلہ وفاسدہ کو درست قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

عقود مذکورہ بالا (ربو یعنی سود، بیوع فاسدہ وباطلہ از ناقل) آج کل ہندوستان میں نصاریٰ اور دیگر کفار کے ساتھ جائز ہیں۔ اگر ہندوستان کو دار الحرب قرار دیا جائے تو عقود مذکورہ جائز ہیں ہی۔ **اگر ہندوستان کو دار الاسلام قرار دیا جائے تب بھی عقود مذکورہ نصاریٰ اور دیگر کفار کے ساتھ جائز ہیں۔** اس لئے کہ نصاریٰ و دیگر کفار مسلمانوں سے امان لے کر ہندوستان نہیں رہتے ہیں کہ ان کا مال معصوم ہو اور جس وجہ سے دار الحرب میں ان کے ساتھ عقود مذکورہ جائز ہیں وہ وجہ یہاں پائی جاتی ہے، یعنی ان کا مال کا مباح ہونا۔

(فتاوی سہولیہ، ص ۵۷۱، دار السہول کراچی)

دیوبندی مولوی سہول عثمانی بھاگلپوری صاحب دیوبندیوں کے لئے دیوبندی اصولوں سے سود، قمار، عقود باطلہ وفاسدہ کو درست قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

الحاصل ہندوستان فی زماننا خواہ دار الحرب ہو خواہ دار الاسلام دونوں صورتوں میں دلائل مذکورہ بالا کے لحاظ سے مسلمانوں کو جو یہاں کے غیر مسلم اشخاص سے بذریعہ ربوا (یعنی سود از ناقل) و دیگر عقود غیر جائزہ فی الاسلام بشرط پابندی (اسلام) قول وقرار اور غدر وخلاف معاہدہ سے پرہیز کرتے ہوئے مال لینا جائز ہے۔

(فتاوی سہولیہ، ص ۵۳۵، دار السہول کراچی)

ایک اور مقام پر لکھتا ہے:

اور فقہاء حنفیہ تصریح کرتے ہیں کہ مسلمان دار الحرب میں حربی کافر سے ان کو راضی کر کے جس طریقہ سے ان سے مال لے لے جائز ہے یہاں تک کہ کل عقود فاسدہ اور ربا (سود از ناقل) قمار (جوا از ناقل) اور بیع میتہ کے ذریعے سے بھی ان سے مال لے لے تو مسلمانوں کے لئے طیب ہے۔

(فتاوی سہولیہ، ص ۵۲۲، دار السہول کراچی)

ہو سکتا ہے کوئی دیوبندی یہ کہہ کر جان چھوڑانے کی کوشش کرے کہ یہ تو دار الحرب کے بارے میں ہے تو ایسے دیوبندی کے منہ پر خود اسی دیوبندی نے ایسی چپیڑ ماری کہ اس کو دس دن تو ہوش ہی نہیں آئے گا۔ **چنانچہ لکھتا ہے:**

اور اگر ہندوستان کو دار الاسلام ہی قرار دیا جائے پھر بھی ہندوستان کے غیر مسلم اشخاص سے مال بذریعہ ربوا اور عقود باطلہ وفاسدہ کے مسلمان لے سکتے ہیں۔

(فتاوی سہولیہ، ص ۵۳۳، دار السہول کراچی)

مصنف چہل مسئلہ تو اپنے بزرگوں کے عقیدے کے مطابق مر کر مٹی میں مل گیا اور گکھڑوی صاحب بھی اسی کی مثل ہو گئے اب ان کی ذریت کو چاہئے کہ صوفی صافی کی حرام حرام کی گردان اپنے ان

ملاؤں کی قبر پر سنائے جو حرام کو حلال کر کے لوگوں کو کھلاتے اور خود کھاتے رہے تا کہ ان کی روح کو سکون حاصل ہو۔ مصنف چہل مسئلہ کی اوقات کے لئے اتنے ہی حوالے کافی ہیں ورنہ اس پر ہمارے پاس دلائل بہت ہیں۔

☆☆☆☆☆.................☆☆☆☆☆

......اعتراض نمبر21......

''حقہ کے پانی سے وضو کرنے پر اعتراض کا جواب''

دیوبندیوں کے نام نہاد محقق اور امام المحر فین کے چیلے نے خوف خدا سے بے نیاز ہو کر یہ ہیڈنگ (حقہ کے پانی سے وضو) لگائی اور اعلی حضرت امام اہلسنت پر بکواس کرنا شروع کر دی، لکھتا ہے:

''احکام شریعت صفحہ 157 حصہ سوم میں ہے: مسئلہ: حقہ کے پانی سے وضو جائز رکھا گیا ہے۔ وہ کون (سی) حالت اور کس وقت ہے۔ الجواب: جب آب مطلق نہ ملے تو یہ پانی بھی آب مطلق ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے تیمّم ہرگز صحیح نہیں اس تیمّم سے نماز باطل۔ **فائدہ:** دیکھا کیا بد بودار فتویٰ ہے۔ کیا کوئی شریف انسان اس کی تعلیم کو اختیار کرے گا، اس کتاب کے صفحہ 165 پر یہ بیان کیا ہے کہ ''حق یہ ہے کہ معمولی حقہ جس طرح تمام دنیا کے عامۂ بلاد کے عوام وخواص میں رائج ہے، شرعاً مباح و جائز ہے'' کہاں سے معلوم ہوا کہ حقہ خواہ معمولی ہو یعنی جسے عام لوگ جو مدتوں کے بعد اسے صاف کرتے ہیں، پینے والے ہوں تب بھی بلا کراہت وہ حلال ہے حالانکہ اس قسم کے حقہ کا پانی بالعموم اہل تجربہ کے نزدیک بول و براز سے بھی زیادہ بد بودار ثابت ہوا ہے

(چہل مسئلہ، ص، ۳۵، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوهاب''

دیکھئے!! حقہ کے پانی سے وضو کا مسئلہ ہے اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے اس کا جواب فقہ کے اعتبار سے جو بنتا تھا وہی دیا لیکن اس نام نہاد محقق اور امام المحر فین، مکار دیوبند کے مستند عالم نے جہالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کیا کیا بکواس کی (1) بد بودار فتویٰ (2) کیا کوئی شریف انسان اس کی تعلیم کو اختیار کرے گا۔ (3) پانی بول و براز سے بھی زیادہ بد بودار۔ یہ امام المحر فین کے محقق کی

جہالت ہے کہ اس نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے بغض وعناد میں ایک درست جواب کو اور ایک صحیح فتوے کو **بد بودار** کہا اور یہ صرف امام المحر فین کے محقق کا ہی کام نہیں بلکہ دار العلوم کراچی کے ایک محقق من الحقہ نے بھی (حقہ کے پانی سے وضو درست ہے) اس فتوے پر اپنی تحقیق لایعنی پیش کر کے اپنی بیوقوف عوام کو مزید بیوقوف بنایا ہے۔

فاضل دار العلوم کراچی کی لن ترانی:

چنانچہ دیوبندیوں کے فضول سے فاضل صاحب لکھتے ہیں:

''یہ فتویٰ اعلیٰ حضرت نے غالباً اس لئے دیا ہے کہ خود چونکہ حقہ نوش فرماتے تھے اور وہ بھی اپنے پرانے دوست ابلیس کے ساتھ اور پھر دونوں اس کے بد بودار پانی سے وضو کرتے ہوں گے، اعلیٰ حضرت نماز پڑھتے رہتے ہوں گے اور شیطان پاس کھڑے ہو کر تالیاں بجاتا ہوگا کہ دیکھو میں نے دوستی کے بھیس میں کیسے اچھے بھلے آدمی کو الو بنا کر، بد بودار پانی سے وضو کرا کر خدا کے حضور ایسی حالت میں کھڑا کرا دیا جو حالت خدا تعالیٰ و رسول کو ناپسند ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ کوئی بد بودار چیز کھا کر مسجد میں نہ آیا کرو اور اسی لئے آپ ﷺ پیاز اور لہسن نہ کھایا کرتے تھے، جن میں اتنی بو نہ ہوتی جو حقہ کے پانی میں ہے اور پھر حقہ کے پانی میں جو بد بو ہوتی ہے وہ ناپسند ہوتی ہے اور پیاز کی بو اتنی ناپسندیدہ نہیں ہوتی مگر نبی کریم ﷺ بد بو کے شبہ کی وجہ سے ان کو استعمال نہ کرتے تھے اور بریلویوں کے اعلیٰ حضرت جس پانی میں یقینی ناپسندیدہ بو ہوتی ہے اس سے وضو کرنے میں کوئی قباحت محسوس نہیں فرماتے، مجدد ہو تو ایسا ہو۔

(پاگلوں کی کہانی، ص، ۸۷، مکتبہ القاسم شالامار ٹاؤن لاہور)

اس فضول سے فاضل نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے خلاف جو بکواس کی ہے اس کا جواب تو ان شاء اللہ بعد میں لیکن اس فتوے کے اندر اس نے کیا کہا ہے اس پر کچھ نظر ہو جائے:

(1) حقے کے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھے تو شیطان تالیاں بجاتا ہے۔

(2) حقے کے پانی سے وضو کر کے خدا کے حضور کھڑے ہونا اللہ اور رسول کو ناپسند ہے۔

(3) حقے کے پانی کی بدبو پیاز اور لہسن کی بو سے زیادہ۔

(4) حقے کے پانی کی بدبو ناپسندیدہ۔ وغیرہ وغیرہ

یہ تو تھا فضول سے فاضل کا کلام، آیئے!!!! ایک اور محقق من الحقہ کی کہانی سنیئے۔

چنانچہ مطیع الحق دیوبندی لکھتے ہیں:

’’شریعت اسلامیہ میں حقہ کا بدبودار پانی نجس اور ناپاک ہے کپڑے پر لگ جائے تو کپڑا پاک کرنا ہوگا۔‘‘

(اہل سنت اور اہل بدعت، ص،۱۷۱)

مطیع الحق دیوبندی تو امام المحرفین کے محقق اور فضول سے فاضل سے بھی چار قدم آگے نکل گیا اور حقے کے پانی کو نجس و ناپاک بول دیا۔ مجھے یقین ہے کہ اب اگر کسی دیوبندی نے اس مسئلہ پر قلم اٹھایا تو وہ اس کو ضرور کفر و شرک لکھے گا۔ بہرحال اس طرح کے کام تو دیوبندیوں کے لئے الٹے ہاتھ کا کھیل ہے

قارئین!! دیکھا آپ نے کہ حقے کے پانی سے وضو کرنے کے فتوے پر ان دیوبندی جہلاء نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سے بغض وعناد کی وجہ سے کیسے کیسے فتوے لگائے، اب آیئے میں آپ کو دیوبندیوں کے گھر لے چلتا ہوں جہاں سے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے فتوے کی نا صرف تائید ہوگی بلکہ دیوبندیوں کیلئے وضو کے پانی کے ساتھ ساتھ غسل کے پانی کا بھی انتظام ہوگا۔

دیوبندی قلم سے اعلی حضرت کی تصدیق:

چنانچہ دیوبندیوں کے شیخ الحدیث نجم الحسن امروہی صاحب دیوبندیوں کے غسل اور وضو کے پانی کا انتظام کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

سوال: کیا حقے والے پانی سے وضو یا غسل کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: حقے کے پانی سے وضو و غسل جائز ہے کیونکہ حقے کا پانی ماء مطلق کی طبیعت پر برقرار رہتا ہے اگرچہ حقے کے پانی کے اوصاف دھویں کی وجہ سے تبدیل ہو جاتے ہیں کیونکہ دھواں پاک ہے اور پاک چیز کی آمیزش پانی کی طہارت پر اس وقت تک اثر انداز نہیں ہوتی جب تک پانی اپنی طبیعت (رقت اور سیلان) پر باقی ہو۔

(نجم الفتاوی، جلد دوم، ص،۵۰، ناشر جامعہ دار العلوم یاسین القرآن کراچی)

یہ جہلاء دیوبند جس مسئلہ کی وجہ سے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر طعن کرتے چلے آرہے ہیں، نجم الحسن دیوبندی نے اس میں مزید اضافہ کر کے دیوبندیوں کے لئے (بقول ان کے) بدبودار اور نجس پانی کے ساتھ وضو کے ساتھ ساتھ غسل کرنے کا بھی جواز فراہم کر دیا ہے۔ اب اگر دیوبندیوں کے اندر رتی برابر بھی شرم ہے تو اس دیوبندی کے خلاف بھی وہ سب کچھ لکھیں جو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے خلاف لکھا ہے چونکہ ان میں شرم وحیا کی کوئی رتی باقی نہیں ہے اور نہ ہی یہ اس دیوبندی کے خلاف لکھیں گے تو میں ان کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ اپنے غسل و وضو کے لئے حقے کا پانی ضرور رکھا کریں تاکہ بوقت ضرورت کام آسکے اور اس سے غسل و وضو کر کے نماز ادا کی جا سکے۔ صحیح کہا تھا مطیع الحق دیوبندی نے جیسی روح ویسی غذا، دیوبندیوں جیسی تمہاری روح گندی ہے ویسا ہی اس مفتی نے تمہارے لئے انتظام بھی کر دیا خوب مزے سے غسل کرو پھر اس سے وضو بھی کرو اور پھر اس نجس و بدبودار جسم کے ساتھ نماز کا فرض ادا کرو

دیوبندی سلمان سے اعلی حضرت کی تائید:

چنانچہ دیوبندیوں کے مفتی سلمان منصور پوری صاحب لکھتے ہیں:

حقہ کے پانی میں نجاست نہ ملی ہو اور اس کے علاوہ پانی موجود نہ ہو تو اس سے وضو جائز ہے اور اگر اس کے علاوہ صاف پانی موجود ہو تو بہتر یہ ہے کہ حقہ کے پانی سے وضو نہ کیا جائے۔

(کتاب النوازل، جلد۳، ص،۹۳، ناشر المرکز العلمی لال باغ مراد آباد)

دیوبندیو! اپنے اس مفتی کے بارے میں کیا کہو گے، اس نے جو فتوی دیا ہے غلط ہے یا صحیح اگر صحیح ہے اور یقیناً صحیح ہے تو ان جہلاء کی تمام لن ترانیاں تمہارے گھر کے افراد کے کام آ گئیں

دیوبندیوں کے مخالف پاکستان سے اعلی حضرت کی تائید:

چنانچہ دیوبندیوں کے مفتی محمود (المعروف مخالف پاکستان) صاحب لکھتے ہیں:

اگر حقہ پاک ہے تو اس کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے تمباکو کے دھویں کی وجہ سے اگر بو یا ذائقہ میں فرق آ جائے تو اس سے پانی نجس نہیں ہوتا دوسری بات یہ ہے کہ بدبودار چیز کے استعمال کرنے والے کو مسجد میں جانے سے منع کیا گیا ہے لیکن بہرحال اگر اور پانی موجود نہ ہو صرف حقہ کا پانی موجود ہو تو ایسی صورت میں تیمّم جائز نہیں۔

(فتاوی مفتی محمود، جلد اول، ص، ۴۳۱، جمعیۃ پبلیشر لاہور)

دیوبندیو! اپنے مفکر اسلام اور دشمن پاکستان کے بارے میں کیا کہو گے جس نے حقہ کے پانی سے وضو کو جائز کہا ہے اور اس پانی کے ہوتے ہوئے تیمّم ناجائز کہا ہے بہرحال میں نے دیوبندیوں کو آئینہ دے دیا ہے وہ اس میں اپنا مکروہ چہرہ دیکھ لیں، اعلی حضرت امام اہلسنت اور ہم پر جو تبرا کیا تھا وہ ہماری طرف سے اپنے بزرگوں کو بطور۔۔۔۔۔قبول فرمائیں۔

دیوبندی مفتی سے اعلی حضرت کی تائید:

دیوبندیوں کے مفتی اعظم عزیز الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں:

سوال! درصورت میسر نہ آنے پانی کے حقہ کے پانی سے وضوء کرنا جائز ہے۔

جواب! اگر حقہ پاک ہے تو درست ہے۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند، جلد اول، ص، ۱۷۸، میر محمد کتب خانہ کراچی)

دیوبندیوں کی یاددہانی:

دیوبندیوں کی یاددہانی کے لیے میں وہ تمام باتیں جو مصنف چہل مسئلہ اور دیگر دیوبندیوں

نے کی ہیں ذکر کر دیتا ہوں (۱) دیوبندی علماء کا بدبودار فتوی (۲) یہ سب دیوبندی مفتی شریف انسان بھی نہیں کیونکہ ایسا فتوی کوئی شریف انسان نہیں دے سکتا (۳) یہ پانی بول و براز سے بھی زیادہ بدبودار جس سے دیوبندی مفتی وضو کرنے کا حکم دے رہے ہیں (۴) حقہ کا پانی نجس ہے جس سے یہ دیوبندی علماء وضو کروا رہے ہیں۔ ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

☆☆☆☆☆..................☆☆☆☆☆

﴿......اعتراض نمبر22......﴾

''صلوٰۃ الاوبین پر اعتراض کا جواب''

نماز مغرب کے بعد فرض پڑھ کر چھ رکعتیں ایک ہی نیت سے، ہر دو رکعت پر التحیات و درود و دُعا، اور پہلی، تیسری، پانچویں سبحانک اللہم سے شروع۔ ان میں پہلی دو سنت موکدہ ہوں گی۔ باقی چار نفل، یہ صلوٰۃ الاوابین ہے۔ (وظیفہ کریمہ 61، ص)

فائدہ: دیکھا اس مجتہد و مجدد نے کیا عجیب و غریب مسئلہ نکالا کہ ایک ہی نماز سے دو سنتیں موکدہ نکال لیں اور چار نفل۔ کیا یہی اجتہادات ہیں جن کی بناء پر دوسرے اہل حق کو کافر و مرتد کہا ہے۔

(چہل مسئلہ، ص، ۳۶، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوھاب''

یہ جاہلِ مطلق اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر نماز اوابین کے مسئلہ پر طعن کرتا ہے اور امام المحرفین سرفراز صاحب بھی اس کی تائید و تصدیق کر کے اس مسئلہ کو غلط بتاتے ہیں ان علم کے کوروں کو کیا خبر کہ یہ مسئلہ فتاویٰ شامی و فتح القدیر میں بڑی آب و تاب کے ساتھ موجود ہے، ان جہلاء دیوبند کو کیا پڑی ہے کہ فتاویٰ شامی و فتح القدیر کی طرف رجوع کر کے دیکھ لیں اور ذلیل نہ ہوں لیکن جن کی قسمت میں ذلت لکھی ہو وہ کیسے بچ سکتے ہیں۔ بہرحال اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے جو مسئلہ لکھا، درست ہے، اگر کسی کو یقین نہ آئے تو ہم دیوبندیوں کے گھر کے حوالے نقل کر دیتے ہیں تاکہ ان جہلاء دیوبند کو علم ہو جائے کہ جس مسئلے کی وجہ سے اعلی حضرت امام اہلسنت پر الزام تراشی کرتے

ہیں وہ تو ان کے گھر کی کتابوں میں موجود ہے۔

دیوبندی شریعت سے اعلیٰ حضرت کی موافقت:

دیوبندیوں کے شیخ الحدیث نجم الحسن صاحب لکھتے ہیں:

سوال: صلوٰۃ الاوابین کی کل کتنی رکعت ہیں، فرض کے بعد دو رکعت سنت کو بھی صلوٰۃ الاوابین میں شمار کر سکتے ہیں یا نہیں مثلاً دو رکعت سنت کے ساتھ چار رکعت اور ملالیں تو چھ رکعت صلوٰۃ الاوابین بن گئیں یا دو رکعت سنت کے علاوہ چھ رکعت پڑھنا ضروری ہے؟

الجواب: البتہ مشاغل کی کثرت کی وجہ سے چار رکعت پر اکتفاء کر کے دو رکعت سنت موکدہ کو بھی ساتھ شمار کیا جا سکتا ہے۔

(نجم الفتاویٰ، جلد۲،ص،۴۲۳)

اس عبارت میں تصریح ہے کہ دو رکعت سنت کو بھی چار رکعت نفل میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ ہاں کوئی دیوبندی یہ کہہ سکتا ہے کہ ہمارے محقق کا اعتراض تو اس بات پر تھا کہ دو سنت موکدہ اور نفل ایک ساتھ کیسے ادا ہو سکتے ہیں۔ تو اس کا جواب بھی حاضر خدمت ہے کہ دو رکعت سنت کے ساتھ دو رکعت نفل ایک سلام کے ساتھ بھی ادا کیے جا سکتے ہیں۔

دیوبندیوں کے فقیہ العصر کی شہادت:

دیوبندیوں کے فقیہ العصر مفتی رشید احمد کے فتاویٰ میں ایک سوال و جواب لکھ کر یہ پوچھا گیا کہ یہ جواب درست ہے یا نہیں تو جواب میں جو رشید احمد نے کہا، وہ بھی اور سوال و جواب بھی ہدیہ قارئین ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل فتوے کے بارے میں اپنی تحقیق تحریر فرمائیں اگر کوئی شخص دو رکعت سنت بعد از ظہر یا بعد مغرب کو دو رکعت نفل سے جمع کر کے ایک ہی تحریمہ اور ایک ہی سلام سے پڑھے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: صحیح ہے چاہے نیت سنت کی کرے یا نفل کی کرے یا مطلق نماز کی، سنت بھی ادا ہو جائے گی اور نفل بھی۔ اس کی تحقیق تفصیل کے ساتھ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی میں ہے نیز ردالمحتار وغیرہ میں بھی ہے۔۔۔۔۔ تحقیق بالا سے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔

دیوبندیوں کے فقیہ العصر رشید احمد اس جواب کی موافقت کرتے ہوئے لکھتے ہیں

الجواب ومنہ الصدق والصواب

تحقیق بالا صحیح ہے۔

(احسن الفتاویٰ، جلد۳،ص،۴۵۲)

دیوبندی قلم سے ہی جواب مل گیا اگر کوئی دو رکعت سنت اور دو رکعت نفل ایک ہی تحریمہ وسلام کے ساتھ ادا کرے تو درست ہے لیکن یہ نام نہاد محقق وصوفی خوف خدا کو بالائے طاق رکھ کر امام عشق و محبت، امام اہلسنت پر طعن کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجدد نے کیسا مسئلہ نکالا۔

جناب! یہ آپ کی عقل کا قصور وفتور ہے اور آپ کی علم سے دوری کا نتیجہ ہے کہ بالکل واضح مسئلہ کو بھی نہ سمجھ سکے اور اس پر اعتراض کر دیا، اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت پر تو آپ نے اعتراض کر دیا، ان دیوبندی حضرات اور صاحب غنیۃ المستملی ورد المحتار کے بارے میں آپ کیا کہیں گے، جنہوں نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی طرح مسئلہ لکھا ہے

محمود الحسن دیوبندی کے قلم سے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی تائید:

چنانچہ محمود الحسن دیوبندی بھی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے جواب کی تائید کرتے ہوئے ایک مقام پر نوافل کا اثبات کرتے ہوئے لکھتے ہیں

درمختار میں ہے:

.......و ستة بعد المغرب ليكتب من الاوابين بتسليمة او ثنتين او ثلاث والاول ادوم و اشق و هل تحسب الموكدة من المستحب و يودى الكل

بتسليمة واحدة اختار الكمال: نعم ......

(فتاویٰ محمودیہ، جلد ۷، ص، ۲۰۵، ناشر ادارہ الفاروق کراچی)

نوٹ! اسی طرح کی عبارت خیر الفتاوی، احسن الفتاوی اور نجم الفتاوی میں بھی موجود ہے نیز ہمارا اس عبارت سے استدلال اسی طرح ہوگا جس طرح دیوبندیوں نے اوابین میں سنت موکدہ کو شامل کرنے کے لیے کیا ہے۔

دیوبندیوں کے محدث کبیر سے تائید:

دیوبندیوں کے محدث کبیر مفتی فرید صاحب اپنے فتاوی میں ''سنت مغرب کے ساتھ دو رکعت نفل ملانا'' کی ہیڈنگ دینے کے بعد لکھتے ہیں:

قواعد کی رو سے یہ جائز ہے۔

(فتاویٰ فریدیہ جلد ۲، ص، ۵۵۹)

دیوبندیوں کے حکیم اختر کا قول:

دیوبندیوں کے حکیم اختر صاحب لکھتے ہیں:

میں کہتا ہوں کہ مغرب کے تین فرض، دو سنت، دو نفل تو ساری دنیا پڑھتی ہے صرف دو رکعات اور پڑھ لیجیے اوابین کی فضیلت آپ کو حاصل ہو جائے گی۔ اوابین میں دو رکعات سنت موکدہ بھی شامل ہیں۔

(تجلیات جذب حصہ اول، ص، ٦، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ)

اس حوالے سے معلوم ہوا کہ سنت موکدہ بھی اوابین میں داخل ہیں اور ہم ماقبل میں دیوبندی علماء کے حوالوں سے ثابت کر چکے کہ ان کے نزدیک بھی سنت کے ساتھ نفل ایک ہی نیت کے ساتھ پڑھنا درست ہے جب یہ ساری باتیں دیوبندیوں کو تسلیم ہیں اور اعلی حضرت امام اہلسنت نے بھی یہی ارشاد فرمایا تو اس نام نہاد محقق وصوفی اور اس کی تصدیق کرنے والے کے پیٹ میں درد

کیوں ہوا اسی لیے کہ یہ لوگ علم سے جاہل اور اپنے علماء کی کتب سے ناواقف ہیں

دیوبندی تابوت میں آخری کیل:

دیوبندیوں کے معتبر و مستند عالم خالد سیف اللہ رحمانی صاحب لکھتے ہیں:

بہتر ہے کہ اگر چھ رکعت پڑھے تو دو دو رکعت پر سلام پھیرے یہ بھی درست ہے کہ ایک سلام چار رکعت پر اور دوسرا سلام اگلی دو رکعت پر پھیرا جائے ایک سلام سے چھ رکعت بھی پڑھی جا سکتی ہیں لیکن یہ خلاف اولی ہے

(کتاب الفتاوی، دوسرا حصہ، ص، ۳۷۲، زمزم پبلیشرز)

اس حوالے سے بالکل واضح ہو گیا کہ ایک سلام سے چھ رکعت پڑھی جا سکتی ہیں لیکن یہ جاہل بلکہ اجہل اسی پر اعتراض کر کے اپنی علمیت دکھاتا اور طرح طرح کی بکواس کرتا ہے۔

ہمارے پاس اور بھی حوالے ہیں لیکن ان دیوبندی جہلاء کی جہالت کے جواب میں اتنا ہی کافی ہے، اگر کسی نے جواب لکھنے کی ناکام کوشش کی تو ان شاء اللہ جواب الجواب میں وہ حوالے بھی ضرور لکھوں گا۔

☆☆☆☆☆..............☆☆☆☆☆

......اعتراض نمبر 23......

''مکروہ اوقات میں تلاوت قرآن پر اعتراض کا جواب''

کراہت تلاوت قرآن، جن تین وقتوں میں نماز ناجائز ہے تلاوت بھی مکروہ ہے۔ (وظیفہ کریمہ، ص ۱۲) فائدہ: یہ نیا اجتہاد ہے۔ تلاوت قرآن کی کراہت کے کیا معنیٰ۔ سجدہ تلاوت مکروہ ہے نا کہ نفس تلاوت۔

(چہل مسئلہ، ص، ۳٦، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوھاب''

کراہت تلاوت قرآن'' کی ہیڈنگ ڈال کر اس محقق نے وظیفہ کریمہ کی عبارت نقل کی ہے اور اس

میں یہ لکھا ہے کہ ''جن اوقات میں نماز ناجائز ہے تلاوت قرآن بھی مکروہ ہے'' اعلیٰ حضرت نے یہاں مکروہ کا لفظ استعمال کیا اور اسی پر اس نام نہاد محقق کو اعتراض ہے، جن جہلاء کا مبلغ علم صرف دو چار کتب ہوں ان کو علماء کی اصطلاحات و بیان مواقع اور طرق استعمال کا کیا علم؟؟؟

قارئین! اس جاہل نے مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی سمجھا ہے حالانکہ اعلیٰ حضرت کی مراد یہاں مکروہ سے مکروہ تحریمی نہیں بلکہ خلاف اولیٰ ہے اور خلاف اولیٰ کیلئے بھی علماء مکروہ کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور علمائے دیوبند نے بھی کئی مقامات پر خلاف اولیٰ کو مکروہ سے تعبیر کیا ہے لیکن ان علم سے کورے حضرات کو نہ اپنی کتابوں کا علم اور نہ بزرگوں کی کتابوں کو پڑھنے کی توفیق شاید اسی کو دیوبند میں تحقیق اور جو شخص اپنی اور بزرگوں کی کتابوں سے جاہل ہو اس کو دیوبند کا محقق کہتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کی مراد یہاں مکروہ تحریمی نہیں:

اعلیٰ حضرت کی مراد یہاں مکروہ تحریمی نہیں ہے کیونکہ خود اعلیٰ حضرت نے احکام شریعت میں ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا۔ سوال وجواب ہدیہ قارئین ہے

سوال: بوقت زوال قرآن پڑھنا چاہیے یا نہیں؟

جواب: وہ تین اوقات تلاوت کے لائق نہیں۔

(احکام شریعت، ص۱۸۳، ضیاء القرآن)

اس جواب سے بالکل واضح ہوگیا ہے کہ اعلیٰ حضرت کی مراد مکروہ سے مکروہ تحریمی نہیں ہے، ہاں! اعلیٰ حضرت نے اس کو خلاف اولیٰ کہا ہے تو یہ فتاویٰ عالمگیری سے ثابت ہوتا ہے اور غالباً اسی سے استدلال کر کے اعلیٰ حضرت نے اس کو خلاف اولیٰ یعنی مکروہ کہا ہے۔

چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے

فقال اما عند طلوع الشمس و فی الاوقات التی نهی عن الصلوٰة فيها فالصلوٰة علی النبی ﷺ و آله و اصحابه والدعاء و التسبيح اولىٰ من قراءة

القرآن و كان السلف يسبحون فی هذه الاوقات و لايقرؤون القرآن كذا فی الغرائب

(فتاوی عالمگیری، ج۵، ص۳۱۶، کتاب الکراہیۃ، الباب الرابع فی الصلوٰۃ والتسبیح)

اس عبارت سے واضح ہوا کہ ان اوقات میں تسبیح کرنا اولی اور اس کا مفہوم مخالف یہی ہوگا کہ تلاوت قرآن غیر اولیٰ اور سلف کے عمل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ ان اوقات میں تسبیح پڑھتے تھے اور تلاوت نہ کرتے تھے اس وجہ سے اعلیٰ حضرت نے ان اوقات میں تلاوت کرنے کو مکروہ یعنی خلاف اولیٰ تحریر فرمایا لیکن یہ دیوبندی اپنی جہالت کی وجہ سے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر اعتراض کرتا ہے۔ اب ایک دیوبندی کا حوالہ بھی دیکھ لیجئے۔ **دیوبندی مولوی سہول بھاگلپوری صاحب مکروہ وقت میں تلاوت قرآن کے حوالے سے لکھتے ہیں:**

وقت مذکورہ میں تلاوت قرآن مجید بہتر نہیں ہے۔۔

مزید اس پر حوالے دیتے ہوئے لکھتا ہے:

الصلوٰة فيها (اوقات مكروهة) علی النبی ﷺ افضل من قرأة القرآن و كأنه لانها من اركان الصلوٰة فالاولىٰ ترک ماكان ركنا لها. (الدر المختار، كتاب الصلوٰة ۱/۴۲۳)

(فتاوی سہولیہ، ص۴۱۲، مکتبہ دار السہول کراچی)

اس حوالے سے بھی معلوم ہوا کہ ان اوقات میں تلاوت بہتر نہیں، اولی نہیں۔ اگر اس پر کسی نے مکروہ کا اطلاق کر دیا ہے تو دیوبندی اپنی علمیت کیوں دکھاتے ہیں۔

وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھ:

اس جاہل محقق نے اعلیٰ حضرت پر اعتراض تو کر دیا لیکن اپنے گھر کی شریعت سے جاہل اور بڑی کتب دیکھنے سے عاجز، فتاویٰ شامی میں رفع یدین کے بارے میں لکھا ہے کہ یکرہ عندنا یعنی

احناف کے نزدیک رفع یدین مکروہ ہے (بحوالہ ادلہ کاملہ، میر محمد کتب خانہ کراچی) میں اس نام نہاد محقق وصوفی اور اس کی تصدیق کرنے والے سے پوچھتا ہوں، کیا یہاں مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے، حالانکہ رفع یدین دیوبندیوں کے نزدیک مکروہ تحریمی نہیں ہے، امام المحرفین کے محقق کو اگر علم نہ ہو بلکہ یقیناً علم نہیں ہوگا، تو میں ہی بتا دیتا ہوں کہ اس مکروہ سے کیا مراد ہے

محمود الحسن دیوبندی سے اعلیٰ حضرت کی تائید:

چنانچہ دیوبندیوں کے محمود الحسن صاحب لکھتے ہیں:

حنفیہ کے نزدیک رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین مکروہ یعنی خلاف اولیٰ ہے۔

(ادلہ کاملہ، ص، ۲۵، میر محمد کتب خانہ کراچی)

جناب فقہ حنفی کی معتبر کتاب میں مطلقا مکروہ لکھا ہے اور آپ کے نزدیک اس سے مراد مکروہ تحریمی ہوتا ہے تو یہاں آپ کے محمود حسن صاحب نے تاویل کیوں کی اگر یہاں خلاف اولیٰ ہوسکتا ہے تو اعلیٰ حضرت کی عبارت میں بدرجہ اولیٰ ہوسکتا ہے کیونکہ آپ کی دوسری عبارت سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ایک اور حوالہ بھی دیکھ لیجئے۔

دیوبندیوں کے شیخ ٹانڈہ سے تائید:

آپ کے شیخ ٹانڈہ حسین احمد ٹانڈوی صاحب لکھتے ہیں:

قضائے حاجت کے وقت سر کھلا رکھنا مکروہ ہے۔

(فتاویٰ شیخ الاسلام، فہرست، ص، ۵)

کیوں جناب یہاں بھی مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے یا خلاف اولیٰ۔ایک اور حوالہ بھی لیجئے۔

قاسم نانوتوی کے دلبر جانی سے اعلیٰ حضرت کی تائید:

آپ کے قاسم نانوتوی کے دلبر جانی گنگوہی صاحب سے سوال ہوا:

کیا فتاویٰ عالمگیری اور قاضی خان میں نماز بلاعمامہ کو مکروہ لکھا ہے؟

اس کے جواب میں گنگوہی صاحب فرماتے ہیں:

کسی نے بلاعمامہ نماز کو مکروہ نہیں کہا اگر کہا تو وہ قول موؤل ہے بترک ندب ورنہ مردود ہوگا۔

(فتاویٰ رشیدیہ، ص، ۳۳۰، ادارہ صدائے دیوبند)

کیوں جناب! اب تو خود گنگوہی صاحب جن کی اتباع پر آپ کی نجات موقوف ہے وہ فرما رہے ہیں کہ ایسا قول بترک ندب پر محمول ہوگا، تو معلوم ہوا کہ علماء ترک ندب پر بھی مکروہ کا استعمال کرتے ہیں۔ یہ آپ کی جہالت کہ جناب کو علماء کی اصطلاحات کا بھی علم نہیں ایک اور حوالہ بھی لیجئے۔فتاویٰ حقانیہ میں وضو کرنے کے دوران بلاضرورت باتیں کرنے کے متعلق لکھا ہے:

اس لئے فقہاء نے اس کو مکروہ کہا ہے۔

(فتاوی حقانیہ، جلد۲، ص، ۵۰۹)

جناب محقق صاحب! ان فقہاء کے بارے میں آپ کی گھر کی شریعت سے کیا فتوی صادر ہوگا جنہوں نے وضو کرنے کے دوران بلاضرورت باتیں کرنے کو مکروہ لکھا ہے کیا یہاں مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے جو قریب بحرام ہے۔ایک اور حوالہ بھی لیجئے

امام المحرفین کے بیٹے سے اعلیٰ حضرت کی تائید:

امام المحرفین کے بیٹے عبدالقدوس خان صاحب لکھتے ہیں:

احناف کے نزدیک حقہ اور سگریٹ پینا مکروہ ہے۔

(غیر مقلدین کے متضاد فتوے، ص، ۹۹، مکتبہ عمر اکادمی)

جناب دیوبندی صاحب بیان کریں گے کہ یہاں مکروہ سے مراد کون سا مکروہ ہے، اپنی کتاب کا ص، ۲۱ اور فتاویٰ رشیدیہ ص، ۵۲۲ دیکھ کر جواب دیجئے گا تاکہ آپ ذلیل ہونے سے بچ جائیں۔

جناب ان ساری عبارات کو نظر انداز کر کے صرف اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نظر آتے ہیں۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی

میرے پاس حوالے بہت ہیں مگر طوالت کی وجہ سے چھوڑ رہا ہوں کیونکہ حیاء والوں کے لئے اتنا کافی ہوتا ہے اگر کسی دیوبندی نے اس پر کچھ لکھا تو ان شاء اللہ تعالیٰ ایسے حوالے اس کے منہ پر ماروں گا کہ کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہیں رہے گا۔

☆☆☆☆☆.................☆☆☆☆☆

......اعتراض نمبر24......

''قبر کو بوسہ دینے پر اعتراض کا جواب''

بلا شبہ غیر کعبہ معظّمہ کا طواف تعظیمی نا جائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے اور بوسہ قبر میں علماء کا اختلاف ہے اور احوط منع ہے۔ آگے لکھا ہے۔ یہ وہ ہے جس کا فتویٰ عوام کو دیا جاتا ہے اور تحقیق کا مقام دوسرا ہے۔ الخ (احکام شریعت، حصہ سوم) فائدہ: دیکھا عوام کیلئے اور فتویٰ اور خواص کیلئے اور گویا ان کے لئے یہ سجدہ ،طواف، بوسہ وغیرہ جائز ہوئے۔ استغفر اللہ۔۔۔(چہل مسئلہ، ص، ۳۷، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوھاب''

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی عبارت کو امام المحرفین کے محقق نے اپنی جہالت کی وجہ سے گڈ مڈ کر دیا ،حالانکہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی عبارت بالکل واضح تھی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سے قبر کو بوسہ دینے ،قبر کا طواف کرنے اور سجدہ تعظیمی کرنے کے بارے میں سوال ہوا اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ طواف ناجائز اور سجدہ حرام لیکن قبر کو بوسہ دینے کے بارے میں فرمایا کہ اختلاف ہے احوط منع اور آخر میں صرف قبر کے بوسے کے متعلق فرمایا کہ یہ وہ ہے جس کا فتویٰ عوام کو دیا جاتا ہے اور تحقیق کا مقام دوسرا ہے، ہم اعلیٰ حضرت کی عبارت پیش کرتے ہیں ناظرین خود اندازہ لگائیں کہ چہل مسئلہ کا مصنف کتنا بڑا خائن ہے جس کو اتنی بھی سمجھ نہیں کہ ایک ہی فتوے میں متعدد احکام بیان کئے

جاتے ہیں ضروری نہیں کہ تمام کا حکم ایک ہو

اعلیٰ حضرت سے احکام شریعت میں سوال ہوا :

''کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بوسہ دینا قبر اولیائے کرام اور طواف کرنا گرد قبر کے اور سجدہ کرنا تعظیما از روئے شرع شریف موافق مذہب حنفی جائز ہے یا نہیں؟

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت جواب میں ارشاد فرماتے ہیں

بلا شبہ غیر کعبہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے اور بوسہ قبر میں علماء کا اختلاف ہے احوط منع ہے خصوصا مزارات طیبہ اولیائے کرام کہ ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ فاصلہ سے کھڑا ہو یہی ادب ہے پھر تقبیل کیونکر متصور ہے یہ وہ ہے جس کا فتویٰ عوام کو دیا جاتا ہے اور تحقیق کا مقام دوسرا ہے۔

(احکام شریعت، ص، ۲۵۰، ضیاء القرآن)

قارئین! یہ تھا جواب، اعلیٰ حضرت نے پہلے طواف کا حکم بیان کیا، پھر سجدہ تعظیمی کا، پھر بوسہ قبر کا جواب ارشاد فرمایا کہ علماء میں اختلاف ہے اور صرف اسی کے بارے میں بیان کیا کہ یہ عوام کیلئے ہے، خواص اگر دیگر شرائط کی پابندی کریں تو ان کیلئے رخصت ہو سکتی ہے لیکن اس دیوبندی نے ان تینوں باتوں کو ملا دیا اور سب کا حکم ایک ہی کر دیا یہ اس دیوبندی میں جہالت کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر اعتراض کرنے والے غور کریں۔

یہ جاہل اعلیٰ حضرت پر بے جا اعتراض کرتا ہے اس کو اپنے گھر کی شریعت اور کتابوں کا علم نہیں بس دو تین کتابیں پڑھ کر مصنف بن بیٹھا ہے اور امام المحرفین بھی اس جہالت میں اس کا پورا پورا ساتھ دیتا اور جاہل بنتا ہے، اعلیٰ حضرت پر اس وجہ سے اعتراض کرتا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے عوام کیلئے

فتویٰ کچھ اور دیا اور خواص کیلئے کچھ اور، لیکن اس کو اپنے گھر کی کتابیں پڑھنے کی توفیق نہیں ہے میں
بتاتا ہوں کہ یہ فرق ان کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔

اشرفعلی تھانوی سے اعلیٰ حضرت کی تائید

اشرفعلی تھانوی سے ایک سوال ہوا:

یارسول اللہ کہنا جائز ہے یانہیں؟

جواب میں اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

عوام کو منع کرنا چاہیے

(امدادالفتاویٰ، جلد۵ ص،۳۹۰، دارالعلوم کراچی)

کیوں جناب کیا یہ فتویٰ خواص کیلئے نہیں صرف عوام کو منع کریں گے خواص کو نہیں اشرفعلی تھانوی
تو خواص کیلئے جائز بتاتے ہیں لیکن افسوس کہ اشرفعلی تھانوی کی ان کے گنگوہی و خالد محمود نے نہ سنی
اور عوام وخواص سب کیلئے کہا کہ یہ کلمہ متشابہ بکفر ہے بتائیں تھانوی نے ایک مشابہ بکفر کلمہ کو خواص
کیلئے جائز کیوں کہا الحمدللہ میرے پاس دیوبندیوں کے حوالے موجود ہیں جن میں عوام کو منع کیا گیا
ہے اور خواص کو رخصت دی گئی ہے وقت آنے پر حوالے ضرور دوں گا ایک اور حوالہ بھی دیکھئے۔

اشرفعلی تھانوی کا ایک اور حوالے میں اعلیٰ حضرت کی تائید کرنا:

اشرفعلی تھانوی سے سوال ہوا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئا للہ کو بعض علماء جائز کہتے ہیں اور بعض منع
کرتے ہیں ملخصا

جواب میں اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

صحیح العقیدہ سلیم الفہم کیلئے جواز کی گنجائش ہوسکتی ہے تاویل مناسب کر کے اور سقیم الفہم کیلئے بوجہ
مفاسد اعتقادیہ وعملیہ کے اجازت نہیں دی جاتی

(امدادالفتاویٰ، جلد۵ ص،۳۶۷، دارالعلوم کراچی)

جی دیوبندی صاحب کیا فرماتے ہیں وہ وظیفہ جس کو پوری دیوبندیت شرک بتاتی ہے اشرفعلی خواص
کو تو اجازت دیتے ہیں لیکن عوام کو منع کرتے ہیں اگر اعلیٰ حضرت نے بوسہ قبر عوام کو منع اور خواص
کیلئے رخصت عنایت فرمادی تو پوری دیوبندیت میں زلزلہ آگیا اور دین کے ٹھیکیدار بنتے ہوئے
بے حواسی سے کہنے لگے یہ کیسے عوام کو منع اور خواص کو اجازت، تو ایسے دیوبندیوں کو اشرفعلی کی قبر پر
جا کر مراقبہ کرنا چاہیے اور اشرفعلی تھانوی سے پوچھنا چاہیے کہ یہ کیسے درست ہے عوام کو منع اور
خواص کو اجازت، دیوبندیوں کے عقیدے کے مطابق اشرفعلی تھانوی صاحب ان کی مشکل کشائی
ضرور کریں گے۔ ایک اور حوالہ بھی لیجئے۔

رشید احمد گنگوہی سے اعلیٰ حضرت کی تائید:

چنانچہ دیوبندیوں کی نجات جن کی اتباع پر موقوف ہے وہ یعنی گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

ایسے اشعار شرک تو نہیں مگر عوام کو موجب اضلال کا ہوجاتا ہے لہذا کسی کے روبرو نہ پڑھے۔

(فتاویٰ رشیدیہ، ص،۲۲۲، ادارہ صدائے دیوبند)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

ایسے الفاظ پڑھنے محبت میں اور خلوت ۔۔۔۔۔۔۔ میں جائز ہے ۔۔۔۔۔ اور مجامع میں منع کہ عوام
کے عقیدے کو فاسد کرتے ہیں لہذا مکروہ ہوویں گے۔

(فتاویٰ رشیدیہ، ص،۲۲۳، ادارہ صدائے دیوبند)

یہ دونوں سوال غیر اللہ سے مدد مانگنے کے بارے میں تھے سائل نے کچھ اشعار سوال میں لکھے تھے
جن میں غیر اللہ سے صراحتاً مدد مانگنا ثابت ہوتا تھا لیکن سائل نے پہلے سوال میں بغیر حاضر و ناظر کا
عقیدہ رکھ کر پڑھنے کے بارے میں سوال کیا اور دوسرے کے بارے مطلقاً سوال تھا لیکن گنگوہی
صاحب کو پتہ چل گیا کہ یہ اشعار تو ان لوگوں کے ہیں کہ جن پر شرک کا فتویٰ نہیں لگایا جاسکتا، تو فورا

خواص کیلئے جائز کر کے عوام کیلئے موجب اضلال ثابت کر دیا۔

جناب دیوبندی صاحب! آپ کے گنگوہی صاحب بھی عوام وخواص کا فرق کرتے ہیں اگر اعلیٰ حضرت نے کیا تو کیا قصور کیا۔

دیوبندی تابوت میں آخری کیل:

اس جاہل دیوبندی نے بلاوجہ ایک درست جواب پر اعتراض کیا ہے لیکن اس کو اپنے گھر کی شریعت کا علم نہیں تھا اور اپنے امام اول اسمعیل قتیل بالاکوٹی کی تعلیمات کا علم نہیں تھا ورنہ یہ کسی۔۔۔۔۔ میں ڈوب مرنا تو پسند کرتا لیکن اعتراض نہ کرتا بہرحال میں دیوبندی تابوت میں آخری کیل ٹھوکتے ہوئے، قبر کو بوسہ دینے کے حوالے سے اسمعیل قتیل بالاکوٹی کا عقیدہ بیان کر دیتا ہوں۔

اسمعیل قتیل بالاکوٹی کے نزدیک قبر کو چومنا جائز:

اسمعیل قتیل بالاکوٹی کے حوالے سے اخلاق حسین قاسمی صاحب لکھتے ہیں:

قبروں کو بوسہ دینا نہ کفر ہے نہ شرک ہے کیونکہ اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے بعض نے اس سے منع کیا ہے اور بعض نے جائز کہا ہے جس فعل کے جواز اور عدم جواز میں فقہاء کا اختلاف ہو اس میں شرک کے احتمال کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ جو شخص شرک میں اور امر شرع میں فرق نہ کر سکے کلام اس کے اسلام میں ہے۔ بھلا فقہاء تک بات کیا پہنچے۔

اب جب کہ بوسہ قبر دینا اختلافی مسائل میں سے ایک مسئلہ ہوا لہذا اگر کوئی متقی عالم وجہ جواز کو ترجیح دے تو اس کے لیے بوسہ قبر جائز ہے یہی حکم تمام ان روایات کا ہے جن میں اختلاف موجود ہے۔ جب حقیقت امر یہ ہو تو شرک اور کفر کا سوال ہی نہیں اٹھتا۔ اور جو شرک و کفر کا مدعی ہو وہ دلیل پیش کرے۔ (شاہ اسمعیل شہید اور ان کے ناقد، ص ۱۴۰، ذوالنورین اکادمی سرگودھا)

اللہ اللہ! یہ عبارت کسی سنی کی نہیں ہے بلکہ ابو الوہابیہ اسمعیل قتیل بالاکوٹی کی ہے جس میں وہ متقی عالم کے لیے بوسہ قبر کو جائز کہہ رہے ہیں لیکن جب یہی بات اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے بیان

فرمائی تو یہ نام نہاد دیوبندی محقق وصوفی طرح طرح کی بہتان بازی والزام تراشی کرتا ہے ہم اب دیکھتے ہیں دیوبندیوں میں کتنی حیاء، شرم اور غیرت ہے کہ وہ تمام بکواس جو آج تک ہم اہلسنت و جماعت کے خلاف کرتے آئے ہیں وہ اسمعیل قتیل بالاکوٹی کے خلاف بھی کرتے ہیں یا نہیں۔

دیوبندیوں کی دوہری پالیسی:

ہر دیوبندی اپنی جیب میں دو طرح کے فتوے رکھتا ہے ایک ناجائز یا کفر یا شرک کا اور دوسرا جائز یا عدم شرک وکفر کا، وجہ اس کی یہ ہے کہ بوقت ضرورت کام آسکیں، (یہ کوئی ہوائی بات نہیں ہے بلکہ اس کے حوالے ہمارے پاس موجود ہیں وقت آنے پر ضرور بیان کروں گا) جیسا کہ یہی مسئلہ (بوسہ قبر) دیکھ لیں کہ اس نام نہاد صوفی ومحقق نے اس پر اعتراض کیا ہے اور اسی حوالے سے استدلال کرتے ہوئے دیوبندی مفتی نے کہا کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے نزدیک بوسہ قبر احوط یہ ہے کہ ممنوع ہے۔

چنانچہ دیوبندیوں کے مفتی عبدالرحیم لاجپوری صاحب احکام شریعت سے وہی سوال جواب (جس پر اس جاہل محقق کو اعتراض ہے) نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

دیکھئے (اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے از ناقل) قبر کے طواف تعظیمی کو ناجائز کہا اور سجدہ غیر اللہ کو حرام بتلایا اور تقبیل قبر کے ممنوع ہونے کو احوط فرمایا

(فتاوی رحیمیہ، جلد دوم، ص ۱۰۴، ۲۱۱، دارالاشاعت کراچی)

قارئین! دیکھا آپ نے یہ جاہل دیوبندی احکام شریعت کی جس عبارت پر اعترض کر رہا ہے، دیوبندی مفتی عبدالرحیم صاحب اس عبارت کو درست قرار دے کر اس سے استدلال کر رہے ہیں

واہ رے دیوبند تیرے رنگ

میرے پاس اور بھی حوالے ہیں لیکن طوالت کی وجہ سے نہیں لکھ رہا

☆☆☆☆☆.................☆☆☆☆☆

﴾......اعتراض نمبر25......﴿

''سمت قبلہ پر دیوبندی اعتراض کا جواب''

اگر مصلیٰ کا میلان قبلہ سے ۴۵ درجہ کے اندر تھا تو نماز ہوگئی۔ ﴾ملفوظات، حصہ اول، ص23﴿

فائدہ: یہ کہاں کا مسئلہ ہے، شمال ومغرب کے درمیان تو ۹۰ درجے کا فاصلہ ہے، گویا عین نصف شمال ومغرب میں نمازی نماز پڑھنے لگے تو جائز ہے۔ کیا یہ مسئلہ بغداد شریف کی طرف (جو ما بین شمال ومغرب ہے) پڑھنے کیلئے تو نہیں نکالا، جس کی طرف غالی بدعتی اب نماز نفل پڑھنے لگے ہیں یا اس طرف منہ کر کے کچھ وظیفے ادا کرتے ہیں اوراس مجدد کا غلوّ، بغداد والے پیر صاحب کے متعلق معلوم ہو چکا ہے۔ (چہل مسئلہ، ص ۳۷، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوھاب''

مجھے افسوس ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے ناموں کے ساتھ اتنے بڑے بڑے القابات لگے ہوئے ہیں جن کو فقہ کا آسان، صاف اور بالکل واضح مسئلہ بھی نہیں آتا جو ایک مبتدی طالب علم بھی جانتا ہے لیکن یہ علم سے کورے اور جاہل اپنی جہالت کی وجہ سے اوراعلیٰ حضرت کی دشمنی میں سرتاپا غرق ہو کر بے جا اعتراضات کرتے اور اپنی علمی قابلیت بتاتے ہیں کہ ہمیں فقہ کا مشہور، واضح اور صاف مسئلہ بھی نہیں آتا، اس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ اگر علم ہوتا تو اس طرح کے جاہلانہ اعتراضات نہ کرتے۔

جناب!! یہ فقہ کا مسئلہ ہے اور آپ کی گھر کی شریعت کی کتابوں میں بھی لکھا ہے اگر آپ کو علم نہیں تو ہم بتانے کیلئے تیار ہیں، دیکھئے!

دیوبندی رفیع عثمانی کی شہادت:

دیوبندیوں کے مفتی اعظم پاکستان رفیع عثمانی صاحب ان جاہلوں کی جہالت کا پردہ فاش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سمت قبلہ کے مسئلہ میں اصول یہ ہے کہ جو شخص بیت اللہ کے سامنے موجود ہو، نماز میں اس پر تو

عین کعبہ کی طرف منہ کرنا فرض ہے اور کوئی شخص مکہ مکرمہ سے دور کسی اور شہر میں ہو اس پر عین کعبہ کا استقبال فرض نہیں ہے بلکہ اس کے حق میں قبلہ پوری جہت کعبہ ہے، جہت کعبہ سے مراد یہ ہے کہ عین بیت اللہ سے ۴۵ درجے دائیں جانب اور ۴۵ درجے بائیں جانب، کل ۹۰ درجے ہوئے یہ پورے ۹۰ درجے اس شخص کے حق میں قبلہ ہے۔ ان ۹۰ درجے کے اندر اندر جس طرف بھی منہ کر کے نماز پڑھے گا اس کی نماز بلا کراہت درست ہوگی۔''

(فتاویٰ دارالعلوم کراچی، جلد دوم، ص ۹۹، ادارۃ المعارف کراچی)

پتا چلا...... محقق صاحب! یہ کہاں کا مسئلہ ہے یہ آپ کے گھر کی کتابوں میں لکھا ہوا مسئلہ ہے جس کا آپ کو علم نہیں ہے اور علم سے جہالت اس قدر زیادہ کہ اعتراض کرنے سے پہلے بڑی یا چھوٹی کسی کتاب میں بھی نہیں دیکھا اور دیکھتا بھی کیسے کہ دیکھنے کے لیے علم کی ضرورت اور یہ علم سے جاہل اور آنکھوں سے گنگوہی کی طرح، یہ تو جواب تھا ''یہ مسئلہ کہاں کا ہے'' کا۔ اب آگے جو جہالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھا ہے ''شمال ومغرب کے درمیان تو ۹۰ درجے کا فاصلہ ہے گویا عین نصف شمال ومغرب کی طرف نمازی نماز پڑھنے لگے تو جائز ہے'' اس کا جواب چہل مسئلہ میں جو عبارت اس جاہل نے نقل کی ہے، اس کے اندر وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ ''۴۵ درجے کے اندر تھا تو نماز ہوگئی''، اس وضاحت کے باوجود یہ اعتراض کرنا اس کی مزید جہالت ہے کہ اپنی نقل کی ہوئی عبارت بھی اس کو یاد نہیں کہ کیا عبارت نقل کی اور اس پر کیا تبصرہ کیا۔ یہ تو اس کی جہالت اور اعلیٰ حضرت کی کرامت تھی کہ اس کی اپنی نقل کی ہوئی عبارت میں جواب موجود ہے۔ پھر بھی اس نے جو اعتراض کیا میں اس کا جواب بھی ان کے گھر کی کتابوں سے نقل کر دیتا ہوں کہ اگر کسی نے ۴۵ درجے میں نماز پڑھی تو بھی جائز ہے۔

دیوبندیوں کے مفتی اعظم پاکستان رفیع عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

''کیونکہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ صحیح سمت قبلہ سے ۴۵ ڈگری دائیں اور ۴۵ ڈگری بائیں

جانب تک بھی کسی نے نماز پڑھ لی تو نماز ادا ہو جائے گی"۔

(فتاویٰ دارالعلوم کراچی، جلد دوم، ص،۱۰۰، ادارۃ المعارف کراچی)

جناب!! علم ہوا کہ اگر کسی نے ۴۵ درجے تک بھی نماز پڑھ لی تو نماز ادا ہو جائے گی، لیکن آپ جیسے علم کے کوروں کو کیا خبر......؟ آیئے! ایک اور حوالہ بھی لیجئے۔

دیوبندیوں کے فقیہ العصر مفتی رشید احمد سے اعلی حضرت کی تائید:

دیوبندیوں کے فقیہ العصر مفتی رشید احمد صاحب لکھتے ہیں:

"بیت اللہ سے ۴۵ درجے کے اندر انحراف ہو تو بہر صورت نماز ہو جائے گی"

(احسن الفتاویٰ، جلد۲، ص،۳۲۰، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

مفتی رشید صاحب نے بھی وہی بات لکھی جو چہل مسئلہ میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سے نقل کی گئی ہے، اگر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت اس مسئلہ میں غلط ہیں تو یہ سارے دیوبندی درست کیوں......؟......

☆☆☆☆☆..................☆☆☆☆☆

﴿......اعتراض نمبر26......﴾

"وقت کی قلت کی وجہ سے تیمّم کر کے نماز ادا کرنے پر دیوبندی اعتراض کا جواب"

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کو غسل کی حاجت ہے۔ اگر وہ غسل کرتا ہے تو فجر کی نماز قضاء ہو جاتی ہے، تو ایسی حالت میں کیا کرے؟ بینوا و توجروا۔۔۔ الجواب: تیمّم کر کے نماز پڑھ لے اور غسل کر کے پھر اعادہ کرے۔﴿احکام شریعت، جلد دوم، ص102﴾ یہی مسئلہ "عرفان شریعت ص ۱۷" پر بھی لکھا ہے۔ یہ کہاں کا مسئلہ ہے کہ اگر غسل جنابت کی ضرورت ہو اور اچھا بھلا آدمی ہو تو وہ تیمّم کر کے نماز فجر ضرور پڑھ لے، پھر فجر کی کیوں تخصیص ہے اور اعادہ کی کیوں ضرورت، معذور آدمی کیلئے تو اس کی اجازت ہے دوسروں کیلئے کہاں لازم تھا کہ مرض وغیرہ کا عذر بیان ہوتا۔ (چہل مسئلہ، ص، ۳۷، مکتبہ صفدریہ)

"الجواب بعون الملک الوھاب"

قارئین!! امام المحرفین کا محقق ہر جگہ اپنی جہالت کا مظاہرہ کرتا ہے علم نام کی تو کوئی چیز ہے ہی نہیں کہ علمی بات کرے صرف بہتان بازی اور الزام تراشی کے سواء اس نام نہاد محقق و صوفی صاحب کو کیا آتا ہے، اس مسئلہ میں بھی اس نے اپنی جہالت کا ثبوت دیا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے بالکل درست مسئلہ بیان کیا لیکن یہ نام کا محقق اور خوف خدا سے کوسوں دور اس مسئلہ پر بھی اعتراض کرتا ہے اور اس کو غلط بتا کر لایعنی گفتگو کرتا ہے، امام المحرفین مکار دیوبند سرفراز صاحب کو بھی شرم و حیا نہ آئی کہ ایسے واضح مسائل کو جو شخص غلط لکھ رہا ہے اس کی تصدیق و توثیق کر دی......واقعی ان دیوبندیوں میں نہ تو کچھ عقل ہوتی ہے اور نہ ہی کچھ علم ہوتا ہے۔ آیئے! امام اہلسنت، امام عشق و محبت کی کرامت دیکھئے کہ جس مسئلہ کو لیکر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر اعتراض کیا گیا وہ تو دیوبندیوں کے گھر کی کتابوں میں بھی موجود ہے...... بھلے بڑی کتابوں میں بھی یہ مسئلہ موجود ہے لیکن ان علم سے کوروں کو کیا پتہ کہ بڑی کتابوں کو ہاتھ کیسے لگانا ہے ان سے استدلال کیسے کرنا ہے اور بڑی کتابوں سے مسئلہ کس طرح اخذ کرنا ہے، چلیں! یہ تو بڑی کتابوں کی بات تھی ان کو اپنے گھر کی کتابوں کی بھی خبر نہیں ہوتی کہ گھر میں کیا لکھا ہوا ہے، جیسا کہ ابھی آپ بھی پڑھ لیں گے۔

دیوبندیوں کے مفتی اعظم پاکستان رفیع عثمانی کے قلم سے اعلی حضرت کی تائید:

دیوبندیوں کے مفتی اعظم پاکستان رفیع عثمانی صاحب ان دیوبندیوں کی علمیت کا بھانڈا پھوڑتے ہوئے اس مسئلہ کا جواب کچھ اس طرح دیتے ہیں، سوال و جواب ہدیہ قارئین:

سوال: زید کو ایک رات احتلام ہو گیا اتفاق سے آنکھ بھی اتنی دیر سے کھلی کہ صرف پانچ منٹ فجر کی نماز میں ہیں اور پانی اتنی دور ہے پندرہ منٹ سے پہلے پانی نہیں لا سکتا ایسی حالت میں کیا تیمّم کر کے نماز پڑھ لے یا نہیں؟

جواب: اگر پانی لاکر غسل کرنے میں جماعت نکل جانے کا خوف ہے، طلوع آفتاب کا نہیں تب تو پانی لاکر غسل کرے تیمّم نہ کرے اگر اسی اثناء میں جماعت نکل گئی تو تنہا نماز پڑھ لے اور اگر یہ خوف ہو کہ طلوع آفتاب ہو جائے گا تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لے پھر غسل کر کے نماز کا اعادہ کرے یہ حکم اس وقت ہے جب یہ شخص آبادی میں ہو۔

(فتاویٰ دار العلوم کراچی، جلد اول ص، ۵۱۸، ادارۃ المعارف کراچی)

یہ ہے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی کرامت کہ یہ جہلاء جس مسئلہ کی بناء پر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر طعن کر رہے تھے وہی مسئلہ ان ہی کے گھر میں ویسا ہی لکھا ہے۔ امام المحرفین کے محقق نے جتنے بھی سوالات اپنی جہالت کی وجہ سے کئے ہیں، دیوبندیوں کو چاہیے کہ رفیع عثمانی صاحب کی طرف رجوع کریں اگر ان کے پاس جوابات نہ ہوں تو اس رضوی طالب العلم کے پاس آنا بتاؤں گا بھی اور سمجھاؤں گا بھی۔

قارئین! آپ نے ان جہلاء دیوبند کی مکاری دیکھی کہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت کے بغض میں بڑے بڑے علماء پر بھی طعن کرنے سے حیاء نہیں کرتے۔ کیونکہ یہ مسئلہ فتاویٰ شامی میں بھی موجود ہے لیکن ان علم سے کوروں کو کیا ضرورت پڑی کہ ان کتابوں میں دیکھیں......کیا یہ سب اعتراضات علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ پر بالواسطہ نہیں ہوں گے؟ لیکن ان جہلاء دیوبند کو کیا، جنہوں نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سے دشمنی کرنی ہے اس کی زد میں کوئی آجائے ان کو کیا پرواہ......؟

دیوبندیوں کے فقیہ العصر رشید احمد سے اعلیٰ حضرت کی تائید:

چنانچہ دیوبندیوں کے فقیہ العصر مفتی رشید احمد صاحب لکھتے ہیں:

’’البتہ بہتر یہ ہے کہ اس وقت تیمّم کر کے نماز پڑھ لے اور بعد میں گرم پانی کر کے قضاء بھی کرے‘‘

(احسن الفتاویٰ، جلد ۲، ص ۵۵، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

’’تیمّم سے نماز نہ ہوگی البتہ بہتر صورت یہ ہے کہ تیمّم کر کے نماز پڑھ لے‘‘

(احسن الفتاویٰ، جلد ۲، ص، ۵۴، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

دیوبندی یوسف بنوری سے اعلیٰ حضرت کی تائید:

دیوبندی مولوی یوسف بنوری صاحب لکھتے ہیں:

’’البتہ بہتر یہ ہے کہ اس وقت تیمّم کر کے نماز پڑھ لے اور بعد میں غسل کر کے قضاء بھی کرے‘‘

(آپ کے مسائل اور ان کا حل، جلد ۲، ص ۶۴، مکتبہ بینات کراچی)

دیوبندی مفتی عبدالحق عثمانی سے اعلیٰ حضرت کی تائید:

دیوبندی مفتی عبدالحق عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

لیکن بہتر طریقہ یہ ہے کہ اگر واقعی وقت بہت کم ہو اور پانی گرم کر کے نہانے کی صورت میں وقت نکلنا یقینی ہو تو پھر فوراً پہلے تیمّم کر کے نماز پڑھ لے، پھر جب پانی گرم ہو جائے تو غسل کر کے دوبارہ اس نماز کی قضاء کرے یہی احتیاط پر مبنی ہے

(فتاوی انوار العلوم، ص، ۴۳۵، دار الناشر)

دیوبندی رفیع عثمانی، مفتی رشید احمد اور دیگر علماء دیوبند بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ تیمّم کر کے نماز پڑھے، اگرچہ بعد میں قضاء کرے، اب تو امام المحرفین کے محقق کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ یہ کہاں کا مسئلہ ہے

اور اچھے بھلے آدمی کیلئے ہی ہے اور اعادہ کی بھی ضرورت ہے۔ حیاء والوں کے لیے اتنے حوالے کافی ہیں اگر کسی بے حیاء نے جواب لکھنے کی ناکام کوشش کی تو اتنے حوالے دوں گا کہ دیوبندیوں کا دیو بھی کانپ اٹھے گا۔

☆☆☆☆☆..................☆☆☆☆☆

......اعتراض نمبر27......

''دف بجانے پر اعتراض کا جواب''

سوال: شادی میں دف بجوانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: دف کی اجازت ہے جب کہ اس میں جھانج نہ ہوں اور مرد یا عزت دار عورتیں نہ بجائیں، الخ (عرفان شریعت ص۱۳) فائدہ: یہ عجیب فتویٰ ہے، جب دف جائز ہے تو مردوں کے لیے کیوں حرام ہے، کیا عزت دار عورتوں کی بجائے بے عزت اور فاسق عورتوں سے بجوایا جائے، حدیث (ترمذی) میں تو مردوں کو ارشاد نبوی ہے کہ **اعلنوا هذا النكاح واجعلوه فی المسجد واضربو اعليه بالديوف** یعنی نکاح کا اعلان کیا کرو اور مسجدوں میں اس کو کیا کرو اور اس پر دف بجایا کرو۔ (چہل مسئلہ، ص،۳۸، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوھاب''

یہ بات درست ہے کہ خدا جب عقل لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے اس دیوبندی کا حال بھی یہی ہے عقل نام کی کوئی چیز اس محقق کے اندر ہے ہی نہیں اور سرفراز صاحب کو دیکھئے وہ بھی جاہل بنتے ہوئے، جہالت کا ساتھ دے رہے ہیں یہ ایک علمی مسئلہ تھا اور اعلیٰ حضرت نے علمی جواب دیا لیکن یہ جاہل علم سے کورا اس کی عقل میں مسئلہ نہ آیا اور نہ اپنے بزرگوں کی کتابیں دیکھیں نہ بڑی کتابیں دیکھیں، ایسے ہی اعتراض کر دیا شاید دیوبندیوں کے نزدیک جاہل ہی کو محقق کہتے ہیں۔

بہر حال جواب کی طرف آتے ہیں، اعلیٰ حضرت نے فرمایا ''دف جائز ہے جب کہ اس میں جھانج نہ ہو'' یہ بات تو غالبا دیوبندی صاحب کو بھی تسلیم ہوگی اور پھر اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ ''مرد نہ بجائے اور باعزت عورتیں بھی نہ بجائیں''۔

دیوبندیوں کی عجیب لغت:

یہ جاہل اور اس کا ساتھ دینے والے امام المحرفین صاحب بتائیں کہ کیا آپ کی لغت میں ''نہ بجائیں'' کا معنی حرام ہے اس جاہل محقق وصوفی سے کیا گلا وہ تو ہے ہی جاہل امام المحرفین کو تو

کم از کم ان القابات کا لحاظ رکھنا چاہیے تھا جو دیوبندی حضرات اس کے نام کے ساتھ لگاتے ہیں لیکن ان کو بھی کسی قسم کی شرم نہ آئی اور تصدیق کر کے اس جاہل صوفی صاحب کے ساتھ اپنے جاہل ہونے کا بھی ثبوت دے دیا، جناب سرفراز صاحب آپ تو مر کر مٹی میں مل گئے لیکن آپ کی ذریت تو زندہ ہے کیا وہ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ ''نہ بجائیں'' کا معنی حرام ہے، قارئین! یہ تو ان کی جہالت تھی کہ ''نہ بجائیں'' کو حرام کے معنی میں لیا اور اعتراض جڑ دیا، اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے جو یہ ارشاد فرمایا ہے ''مرد یا عزت دار عورتیں نہ بجائیں'' اگر دیوبندوں کو اس پر اعتراض ہے تو الیاس گھمن صاحب اور ابوایوب صاحب اور مفتی حماد اور دیگر علماء دیوبند ایک ایک دف خریدیں اور بجانا شروع کر دیں اور اپنے ساتھ اپنی ......کو بھی لے لیں اور خوب مل کر بجائیں اور حدیث پاک پر عمل کریں میری معلومات میں بزرگوں نے اس حدیث پر عمل نہیں کیا (کیونکہ بزرگ اس حدیث کا محمل جانتے تھے) تو یہ سنت متروکہ ہوگی اور اس پر عمل کر کے دیوبندی علماء اسمعیل قتیل بالاکوٹی کی طرح سو شہیدوں کا ثواب حاصل کر سکتے ہیں، میں دیکھتا ہوں کہ کتنے دیوبندی اس پر عمل کرتے ہیں اور اگر نہ کریں اور یقیناً نہیں کریں گے تو پھر اعلیٰ حضرت پر اعتراض کیوں کہ انہوں نے مردوں اور باعزت عورتوں کو دف بجانے سے منع کیوں کیا

مرد دف نہ بجائیں فتاوی شامی سے تائید:

چنانچہ علامہ شامی فرماتے ہیں

قال وهو مكروه للرجال على كل حال لتشبه بالنساء

(فتاوی شامی، جلد۵، ص،۴۸۲، مکتبہ دار الفکر بیروت)

فرمایا دف مردوں کے لیے ہر حال میں مکروہ ہے عورتوں کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے، کیوں صوفی صاحب آپ تو کہہ رہے تھے کہ حدیث میں مردوں کو حکم ہے یہاں تو علماء مردوں کو منع کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ دف بجانا مردوں کے لیے ہر حال میں مکروہ ہے اور مکروہ سے

آپ کی مراد مکروہ تحریمی ہوتی ہے تو آپ کے نزدیک اس عبارت کا معنی یہ ہوگا کہ مردوں کے لیے دف بجانا ہر حال میں مکروہ تحریمی ہے عورتوں سے مشابہت کی وجہ سے۔

باقی رہا اعلیٰ حضرت کا باعزت عورتوں کو منع کرنا تو اس سے مراد شرف والی عورتیں ہیں جیسے سیدہ، عالمہ یا عالم کی بیوی وغیرہ وغیرہ کہ ان کو شرف حاصل ہوتا ہے لہذا یہ نہ بجائیں اور باعزت کے مقابل فاسقہ کو لے آنا بالکل درست نہیں ہے، بلکہ باعزت عورتوں کے مقابل یہاں لونڈیاں یا چھوٹی بچیاں ہیں۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت نے خود اس سے بہت سختی سے منع فرمایا ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں۔

ہاں شرع مطہرہ نے شادی میں بغرض اعلان نکاح صرف دف کی اجازت دی ہے جب کہ مقصود شرع سے تجاوز کر کے لہو، مکروہ وتحصیل لذت شیطانی کی حد تک نہ پہنچے ولہذا علماء شرط لگاتے ہیں کہ قواعدِ موسیقی پر نہ بجایا جائے، تال، سم کی رعایت نہ ہو نہ اس میں جھانج ہوں کہ وہ خواہی نخواہی مطرب وناجائز ہیں پھر اس کا بجانا بھی مردوں کو ہر طرح مکروہ ہے، نہ شرف والی بیبیوں کے مناسب، بلکہ نابالغہ چھوٹی چھوٹی بچیاں یا لونڈیاں، باندیاں بجائیں۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۳ ص، ۲۷۱، رضا فاونڈیشن لاہور)

جناب صوفی صاحب اب تو اعلیٰ حضرت ہی کی وضاحت آ گئی ہے کہ شرف والی بیبیوں کے مناسب نہیں اگر آپ کو یہ منظور نہیں ہے تو اپنی...... کے ہاتھ میں جہاں بھی نکاح ہو دف دے دو۔

لیکن اس سے پہلے اپنے حکیم الامت اشرف علی تھانوی کا آنے والا جواب پڑھ لو۔

نوٹ! اگر قارئین کو اس مسئلہ پر تفصیل دیکھنی ہو تو فتاوی رضویہ جلد ۲۳ سے اعلیٰ حضرت کا رسالہ **هادی الناس فی رسوم الاعراس** کا مطالعہ فرمائیں۔

دیوبندی محقق وصوفی صاحب اشرفعلی کے بارے میں کیا کہو گے:

اشرفعلی تھانوی صاحب امام الحرفین اور صوفی صاحب کی بات اور انکی نقل کی ہوئی حدیث

(جس سے اس نے دف کا جواز ثابت کیا ہے اس کی) مخالفت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مذہب حنفی میں کل باجے حرام۔

(امداد الفتاویٰ، جلد ۲، ص ۳۰۲، مکتبہ دار العلوم کراچی)

کچھ آگے لکھتے ہیں:

دف چونکہ باجہ ہے لہذا حنفیہ نے تصریح وتشریح کر دی کہ دف بھی حرام ہے۔

(امداد الفتاویٰ، جلد ۲، ص ۳۰۲، مکتبہ دار العلوم کراچی)

جناب صوفی صاحب کیا کہیں گے اپنے حکیم الامت کے بارے میں جنہوں نے ڈائریکٹ دف کے حرام ہونے کا فتویٰ جڑ دیا اعلیٰ حضرت نے تو علماء کے قواعد کی روشنی میں صرف مردوں کو منع کیا اور عزت دار عورتوں کے لئے فرمایا کہ ان کے لیے مناسب نہیں ہے لیکن آپ کو خارش ہوئی اور آپ نے اعلیٰ حضرت پر اعتراض کر دیا اور امام الحرفین نے بھی آپ کا ساتھ دیا۔ جناب کیا کہیں گے اشرفعلی تھانوی کے بارے میں جنہوں نے کسی کو بھی اجازت نہیں دی بلکہ آپ کے دف بجانے کے خواب کو بھی مٹی میں ملا دیا اور حرام ہونے کا فتویٰ دے دیا۔

تھانوی صاحب کچھ آگے لکھتے ہیں:

مذہب شافعی میں بموقعہ شادی وختنہ دف بجانا مباح ہے۔

کچھ آگے لکھتے ہیں:

مذہب شافعی میں......دف کا مباح ہونا لکھا ہے وہ مطلقا نہیں ہے بلکہ چند قیود وشرائط کے ساتھ مقید ومشروط ہے۔

(امداد الفتاویٰ، جلد ۲، ص ۳۰۳، مکتبہ دار العلوم کراچی)

کچھ آگے لکھتے ہیں:

آگے چل کر معلوم ہوگا کہ احناف کے لیے بھی یہ شرائط قابل لحاظ ہیں،

(امداد الفتاویٰ، جلد ۲، ص ۳۰۴، مکتبہ دار العلوم کراچی)

جناب صوفی صاحب آپ کی ساری کوشش پر پانی پھرنے والا ہے افسوس جو کارنامہ آپ نے اعلیٰ حضرت کے بغض وعناد میں کیا تھانوی صاحب بہت پیار سے اسے ذبح کر رہے ہیں یہ بات یہاں یاد رہے تھانوی صاحب یہاں شوافع کی شرائط لکھ رہے ہیں لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ احناف کے نزدیک بھی یہ شرائط قابل لحاظ ہیں،

تھانوی صاحب پہلی شرط لکھتے ہیں:

اول شرط یہ ہے کہ خاص عورتیں (یعنی لونڈیاں از ناقل) اور لڑکیاں دف کے بجانے والی ہوں اور حکم اباحت خاص انہیں کے بجانے میں ہے نہ مردوں کے لیے پس اگر تقریب نکاح یا ختنہ میں مرد بجائے گا تو جائز نہ ہوگا اور وہ مرد بوجہ تشبہ بالنساء کے ملعون ہوگا کیونکہ سلف میں کسی مرد کا بجانا ثابت نہیں ہوا دف بجانے میں جس قدر احادیث وآثار ثابت ہیں سب میں عورتوں یا لڑکیوں کا ذکر ہے۔

(امداد الفتاویٰ، جلد۲، ص۳۰۴، مکتبہ دار العلوم کراچی)

کیوں جناب صوفی صاحب و امام المحرفین صاحب اب تو تھانوی نے وہی قیود بیان فرما دیں ہیں، جو اعلیٰ حضرت نے بیان فرمائیں تھیں لیکن اعلیٰ حضرت پر اعتراض اور تھانوی جی کو شاباش کیوں، یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ تھانوی صاحب دف بجانے والے مردوں کو ملعون کہہ رہے ہیں اور صوفی صاحب مردوں کے لیے دف بجانا حدیث سے ثابت کر رہے ہیں کون جھوٹا ہے اور کون سچا دیوبندی گھمسن اینڈ کمپنی سے فیصلہ کروالو۔

تھانوی صوفی صاحب کے نزدیک جاہل یا منکر حدیث:

جناب آپ نے بڑے مزے سے حدیث بیان کی کہ حدیث میں تو مردوں کا ذکر ہے آپ کے تھانوی صاحب تو حدیث کا انکار کر رہے ہیں، کہ جس قدر احادیث وآثار ثابت ہیں ان میں عورتوں یا لڑکیوں کا ذکر ہے۔ بتانا پسند کریں گے کہ آپ کے تھانوی صاحب جاہل تھے کہ ان کو

حدیث کا علم نہیں تھا یا وہ جان بوجھ کر حدیث کے منکر ہوئے۔

صوفی صاحب بے وقوف اور ان کے اندر سفاہت تھانوی کا فتویٰ:

تھانوی صاحب مزید لکھتے ہیں:

علامہ ابن حجر نے ماوردی کا قول لکھا ہے کہ اب ہمارے زمانے میں استعمال دف مکروہ ہے کیونکہ اس میں بے وقوفی اور سفاہت پائی جاتی ہے۔

صوفی صاحب تھانوی صاحب کا خلاصہ بھی دیکھئے۔

چنانچہ تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

پس خلاصہ تحریر یہ ہے کہ اصل مذہب حنفی یہ ہے کہ دف وغیرہ کل باجے حرام شادی اور غیر شادی میں کسی وقت جائز نہیں

اسی میں صوفی صاحب کے لیے خیریت:

پھر آگے جاکر لکھتے ہیں:

پس مقلدین امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے لیے خیریت اسی میں ہے کہ ہرگز اس کو اختیار نہ کریں ورنہ سخت خطرہ میں مبتلا ہوں گے۔ (امداد الفتاویٰ، جلد۲، ص۳۰۴، مکتبہ دار العلوم کراچی)

اب جناب صوفی صاحب و سرفراز صاحب تھانوی صاحب کے بارے میں آپ کیا کہیں گے انہوں نے تو دف بجانے کو حرام ہی کہہ دیا اور حرام بھی تمام کے لیے خواہ عورت ہو یا مرد، لونڈی ہو یا بچی سب کے لیے حرام اور اب آپ کی خیریت بھی اسی میں ہے کہ بجائے حدیث سے جواز ثابت کرنے کے، حرام ہی کا فتویٰ دیں ورنہ آپ بہت خطرے میں مبتلا ہوں گے۔

نوٹ! اسی طرح کا فتویٰ خیر الفتاوی جلد۴، ص۵۹۶ پر بھی موجود ہے

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

☆☆☆☆☆..........☆☆☆☆☆

......اعتراض نمبر28......

’’شوہر وزوجہ کا ایک دوسرے کو چھونا موجب ثواب ہے اس پر اعتراض کا جواب‘‘

زن وشوہر کا باہم ایک دوسرے کو حیات میں چھونا مطلقا جائز ہے۔حتی کہ فرج وذکر کو بہ نیت صالحہ موجب ثواب واجر ہے۔كما نص عليه الامام الاعظم رضى الله عنه۔ (احکام شریعت ص ۱۵۳،حصہ سوم)

فائدہ یہ نہ بیان کیا کہ اپنی اپنی شرمگاہوں کو خود علیحدہ طور پر مس کرنا ہے یا ایک کا دوسرے کی شرمگاہ کو مس کرنا ہے بہر صورت کس کتاب میں موجب ثواب واجر لکھا ہے اور امام اعظم کی کس معتبر کتاب میں نص موجود ہے علماء کرام تو زن وشوہر کو ایک دوسرے کی شرم گاہ پر نگاہ ڈالنے کو خلاف اولی وخلاف تہذیب فرماتے ہیں کہ اس سے بے حیائی پیدا ہونے کا خوف ہے اور یہ مجدد اس کی ترغیب دے رہا ہے۔(چہل مسئلہ،ص،۳۸،مکتبہ صفدریہ)

’’الجواب بعون الملک الوھاب‘‘

جن علماء دیوبند کا مبلغ علم یہ ہو کہ ان کو ایک سیدھی اور صاف اردو کی عبارت بھی سمجھ میں نہ آتی ہو تو علمی فتاوی وعلمی باتیں کیسے ان کی سمجھ میں آسکتی ہیں۔

قارئین! یہ جاہل اور اس کی تصدیق کرنے والے امام الحر فین سرفراز صاحب عقل کو تین طلاقیں دے کر آنکھوں سے گنگوہی کی طرح ہو چکے ہیں،وجہ اس کی یہ ہے کہ اعلی حضرت امام اہلسنت نے بالکل واضح لکھا

کہ’’زن وشوہر کا باہم ایک دوسرے کو۔۔۔۔‘‘حتی کہ اس نام نہاد صوفی وخوف خدا سے عاری صاحب نے بھی یہی عبارت لکھی ہے جیسا کہ ہم چہل مسئلہ کی عبارت لکھ چکے اب اس جاہل کا یہ لکھنا کہ’’یہ نہ بیان کیا کہ اپنی اپنی شرمگاہوں کو خود علیحدہ طور پر مس کرنا ہے یا۔۔۔‘‘جب اعلی حضرت امام اہلسنت کی عبارت میں تصریح موجود ہے اور اس محقق من الحقہ نے بھی نقل کی ہے تو اب یہ سوال کرنا ان جہلاء دیوبند کی کوڑ مغزی نہیں تو اور کیا ہے؟اب آیئے اصل مسئلہ کی وضاحت دیکھئے۔

اعلی حضرت امام عشق ومحبت نے ارشاد فرمایا کہ زوج وزوجہ بہ نیت ثواب اگر ایک دوسرے کی

شرمگاہوں کو چھوئیں تو ثواب ملے گا اور امام اعظم نے اس کی تصریح فرمائی ہے،اعلی حضرت امام اہلسنت نے جو بات بیان فرمائی ہے بالکل درست ہے ان جہلاء دیوبند کی جہالت ہے جو اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں اور امام اعظم کے مذہب کو بھی نہیں جانتے،چلیں مان لیتے ہیں کہ صوفی صاحب جاہل تھے علم سے کورے تھے ان کے اندر اتنی صلاحیت نہ تھی کہ کتابوں سے تلاش کرتے لیکن سرفراز دیوبندی صاحب جو فخر یہ کہتے ہیں کہ اتنے سال تدریس وتحقیق کرتے ہوگئے ان کو بھی توفیق نہ ہوئی کہ اس جاہل صوفی کی تصدیق وتائید کرنے سے پہلے کم از کم کچھ کتابیں دیکھ لیتے لیکن دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز نے بھی یہ زحمت گوارہ نہ کی اور ایسے ہی اعتراض جڑنے میں اس نام نہاد محقق کا ساتھ دیا،آیئے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اعلی حضرت امام اہلسنت نے جو فرمایا ہے حق،حق اور حق ہے۔

اکابرین امت اور اعلی حضرت امام اہلسنت کی تائید:

1))علامہ ابن عابدین محمد امین الشامی الحنفی لکھتے ہیں:

عن ابى يوسف سالت ابا حنيفة عن الرجل يمس فرج امراته وهى تمس فرجه ليتحرك عليها هل ترى بذلك بأ سا ،قال لا وارجو ان يعظم الاجر ذخيره

(ردالمحتار علی الدرالمختار،جلد،۹ص ۶۰۵ دارالفکر بیروت)

حضرت امام ابو یوسف سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام اعظم سے دریافت کیا اس بارے میں کہ مرد اپنی عورت کی شرمگاہ کو چھوئے اور عورت اپنے مرد کی تاکہ تحریک پیدا ہو کیا آپ اس میں کوئی مضایقہ دیکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ میں بڑے اجر کی امید رکھتا ہوں۔

2))بقول دیابنہ ۵۰۰ علماء کا مصدقہ فتاوی’’فتاوی عالمگیری‘‘میں ہے کہ:

....قال لا وارجوان يعطى الاجر

(فتاوی عالمگیری،جلد۵،ص،۴۰۴،دارالکتب العلمیہ بیروت)

3)) أبوالمعالی برہان الدین محمود بن أحمد الحنفی لکھتے ہیں:

....قال لا وارجوان یعظم الاجر

(المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی، جلد۵،ص۳۳۲،دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

4)) علامۃ محمد بن محمد بن محمود لکھتے ہیں:

....قال لا وارجوان یعظم الاجر

(العنایۃ شرح الہدایۃ، جلد۱۰،ص۳۱،دارالفکر بیروت)

5)) علامۃ أبو محمد محمود بن أحمد بدرالدین العینی الحنفی لکھتے ہیں:

....قال:انی لارجوان یعظم الاجر

(البنایۃ شرح الہدایۃ، جلد۱۱،ص۱۷۰،دارالفکر بیروت)

(6) تکملہ البحر الرائق میں ہے کہ:

....قال لا وارجوان یعظم الاجر

(البحر الرائق، جلد8،ص354،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

(7) دررالحکام شرح غررالأحکام میں ہے کہ:

....قال لا وارجوان یعظم الاجر

(دررالحکام شرح غررالأحکام، جلد1،ص313،داراحیاء الکتب العربی)

(8) الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ میں لکھا ہے کہ:

....قال لا و ارجوان یعظم الاجر

(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، جلد۳۰،ص۱۲۴،مطابع دارالصفوۃ مصر)

(9) فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی الحنفی لکھتے ہیں:

....قال لا وارجوان یعظم الاجر

(تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، جلد6،ص19، المطبعۃ الکبری الأمیریۃ القاہرۃ)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر حنفیت کا لباس پہن کر بھونکنے والے کیا کہیں گے، اب تو علامہ شامی اور اتنے علماء نے بھی وہی فرمادیا ہے جو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے بیان کیا تھا کہ امام اعظم اس میں بڑے ثواب کی امید رکھتے تھے جاہلو! ہم سنیوں پر بلا وجہ اعتراض کرنے والو! حنفیت کے لباس میں اپنے عقائد میں متفق بھائیوں کو خوش کرنے والو! اپنے آپ کو حنفی کہنا چھوڑ دو اور کھل کر اپنے عقائد میں متفق بھائیوں کے ساتھ مسائل میں بھی شریک ہو جاؤ، ورنہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو آڑ بنا کر امام اعظم علیہ الرحمہ پر اعتراض کرنا چھوڑ دو۔

دیوبندیو! ڈوب مرو:

دارالعلوم دیوبند کی ویب سائٹ پر فتوی نمبر۳۴۹۱۰ پر کئی سوالوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ:

شوہر کا اپنی بیوی یا بیوی کا اپنے شوہر کو سوتا پا کر پیار سے اس کے کا جسم کا بوسہ لینا، ذکر، فرج یا پستان پر ہاتھ پھیرنا۔

اس کا جواب دیتے ہوئے دیوبندی مفتی لکھتا ہے کہ:

کوئی حرج نہیں قال أبو یوسف سألت أبا حنیفة عن رجل یمس فرج امرأته وهی تمس فرجه لتحرک آلته هل تری بذلک بأسا قال لا :وأرجو أن یعطی الأجر هندیة

دیوبندی مفتی نجم الحسن صاحب دیوبندیوں کی کشتی بیچ سمندر میں غرق کرتے ہوئے لکھتے ہیں

فقہ حنفی کی مایہ ناز کتاب ردالمحتار میں نقل ہے: وعن أبی یوسف سألت أبا حنیفة عن الرجل یمس فرج امرأته وهی تمس فرجه لیتحرک علیها هل تری بذلک بأسا قال لا وأرجو أن یعظم الأجر ذخیرة : امام ابو یوسف نے امام ابو حنیفہ سے دریافت فرمایا کہ ایک شخص اپنی بیوی کی شرمگاہ کو چھوتا ہے اور بیوی اس کی شرمگاہ کو تا کہ مرد میں حرکت بڑھ جائے تو کیا آپ اس میں کوئی حرج سمجھتے ہیں؟ امام صاحب نے جواب دیا : نہیں بلکہ مجھے امید

ہے کہ انہیں زیادہ ثواب ملے گا۔

(نجم الفتاوی، جلد ۵، ص ۴۸۱، شعبہ نشر اشاعت دار العلوم یاسین القرآن)

کچھ آگے جا کر مزید لکھتا ہے کہ:

نیز موسوعہ فقہیہ جس میں مذاہب اربعہ کی تفصیلات جمع کی گئی ہیں اور دورِ حاضر کے علماء کی ایک جماعت نے اسے تیار کیا ہے، اس میں مسئلہ زیر بحث سے متعلق یہ تفصیل تحریر ہے" :لمس فرج الزوجة: اتفق الفقهاء على أنه يجوز للزوج مس فرج زوجته .قال ابن عابدين : سأل أبو يوسف أبا حنيفة عن الرجل يمس فرج امرأته وهي تمس فرجه ليتحرك عليها هل ترى بذلك بأسا ؟ قال :لا ، وأرجو أن يعظم الأجر......... "(الموسوعۃ الفقہیۃ) ان عبارات سے معلوم ہوا کہ امام مالک کے نزدیک شرمگاہ کو چوسنے، امام شافعی کے نزدیک مص بظر کے الفاظ، امام احمد کے نزدیک شرمگاہ کا قبل از جماع بوسہ لینے کا جواز اور **امام صاحب سے امام ابو یوسف کی روایت کے مطابق شرمگاہ کو چھونے پر ثواب کی امید یہ سب کچھ یہ بتاتا ہے** کہ یہ عمل حرامِ قطعی یا ممنوع فعل نہیں بلکہ اس میں اباحت اور بوقت ضرورت جواز ہے۔

(نجم الفتاوی، جلد ۵، ص ۴۸۱، شعبہ نشر اشاعت دار العلوم یاسین القرآن)

دوسروں کے بارے میں طرح طرح کی لن ترانیاں کرنے والے دیوبندی بالعموم اور سرفراز گکھڑوی اور اس کا محقق اب بھی وہی بکواس کریں گے جو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر کی ہے، کیا کوئی دیوبندی یہ بتا سکتا ہے کہ آپ کے یہ آباء پکے جاہل تھے یا اپنے عقائد میں متفق بھائیوں کو خوش کرنے کے لئے امام اعظم علیہ الرحمۃ کی اس تصریح کے باوجود بھی امام اعظم پر اعتراض کرتے رہے۔

اعلیٰ حضرت پر بہتان:

یہ نام نہاد صوفی اور خوف خدا سے خالی ایسے ہی اعلیٰ حضرت پر بہتان باندھتے ہوئے یہاں لکھتا ہے کہ ''اعلیٰ حضرت نے مرد عورت کو ایک دوسرے کی شرم گاہ دیکھنے کی ترغیب دی ہے''۔ میں تمام انصاف پسند مسلمانوں کو عرض کرتا ہوں کہ وہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی عبارت بار بار پڑھیں اس میں یہ کہیں نہیں کہ مرد وعورت ایک دوسرے کی شرم گاہیں دیکھیں یہ نام کا محقق خوف خدا سے عاری جاہل، گنگوہی کی طرح اندھا نہ جانے کہاں سے اور کس لفظ سے یہ مطلب نکالتا ہے اور بہتان باندھتا ہے، ہم نے احکام شریعت میں موجود یہ مقام بار بار پڑھا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے اس مقام پر بالکل ہی یہ الفاظ نہیں لکھے نہ صراحتاً نہ مفہوماً من ادعی غیر ذالک فعلیه البیان۔

بدتہذیبی کی اجازت کس نے دی:

قارئین! کی اطلاع کے لئے عرض کردوں یہ جاہل دیوبندی اور اس کی تصدیق کرنے والے سرفراز صاحب کو اپنے گھر کی کتابوں کا ہی علم نہیں اس سے بھی زیادہ سرفراز صاحب کو تو اپنے استاذ حسین احمد ٹانڈوی کے فتاوی جات کا بھی علم نہیں اس مقام پر یہ دونوں جہلاء مل کر میاں بیوی کا ایک دوسرے کی شرم گاہ کے دیکھنے کو بدتہذیبی کہہ رہے ہیں اور دوسری طرف حسین احمد ٹانڈوی اس کی اجازت دے کر لوگوں کو بدتہذیب بنا رہے ہیں

حسین احمد ٹانڈوی سے سوال کیا گیا ہم سوال و جواب ہدیہ قارئین!! کرتے ہیں:

سوال: کیا شوہر اپنی بیوی کے اور بیوی شوہر کے تمام اعضاء دیکھ سکتی ہے؟

الجواب: عورت کے تمام اعضاء خاوند کے لئے دیکھنا جائز ہے کسی حصہ جسم کو اس سے چھپانا ضروری نہیں ہے۔ اور اسی طرح مرد کا تمام جسم بیوی کو دیکھنا جائز ہے۔

(فتاوی شیخ الاسلام، ص ۱۳۳، نفیس پبلشرز لاہور)

دیوبندی مولوی یوسف لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:

میاں بیوی کا ایک دوسرے کے بدن کو دیکھنا جائز ہے۔

(آپ کے مسائل اوران کا حل، جلد ۷، ص ۳۰۰، مکتبہ بینات کراچی)

ان حوالوں پر تبصرہ کا حق محفوظ ہے اگر کسی دیوبندی نے قلم آزمائی کی کوشش کی تو اس عبارت پر تبصرے کے ساتھ ساتھ اور بھی حوالہ جات پیش کروں گا۔

☆☆☆☆☆..........☆☆☆☆☆

﴿......اعتراض نمبر29......﴾

''بیت الخلاء میں ذکر قلبی پر دیوبندی اعتراض کا جواب''

پاس انفاس سانس کی آمد و رفت میں، کھڑے، بیٹھے، چلتے پھرتے، وضو بے وضو، بلکہ قضائے حاجت کے وقت بھی ملحوظ رکھے۔ یہاں تک کہ اس کی عادت پڑ جائے۔ ﴿وظیفہ کریمہ، ص25﴾ **فائدہ:** دیکھا کیسا نفیس وظیفہ ہے کہ بیت الخلاء میں یہ وظیفہ نہ چھوڑو، سانس کو اوپر نیچے لاتے وقت اس ذکر کی مشق کرو اور یہ وہ وظیفے ہیں کہ جن کے متعلق اسی کتاب کے اسی صفحہ پر لکھا ہے کہ ''یہ اس درجہ مفید ہے کہ انہیں اخفاء کرتے ہیں، رموز میں لکھتے ہیں، فقیر نے اپنے خاص برادرانِ طریقت کیلئے اسے عام کیا۔'' (چہل مسئلہ، ص ۳۹، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوھاب''

"بیت الخلاء میں وظیفہ ادا کرنا" کی ہیڈنگ ڈال کر امام المحر فین، مکار دیوبند کے اس محقق اور خوف خدا سے دور صوفی صاحب نے پاس انفاس سانس کا مسئلہ لکھ کر اس پر فائدہ میں یہ بے فائدہ بات جڑی ''دیکھا کیسا نفیس وظیفہ ہے کہ بیت الخلاء میں بھی وظیفہ نہ چھوڑو'' یہ اس جاہل و بے علم کی جہالت ہے جسکو یہ بھی علم نہیں کہ ان معاملات میں حکم شریعت نہیں لگتا اور مجھے تعجب ہے امام المحر فین سرفراز صاحب پر کہ جن کا علمی مقام دیوبند میں بہت بڑا ہے لیکن ان کو بھی حیا نہ آئی اور یہ نہ کہا کہ یہ اس مسئلہ پر اعتراض کرنا درست نہیں بلکہ تصدیق کر کے اپنی جہالت کا ثبوت دے دیا کہ ہمارا علم سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی ہمیں اپنے بزرگوں کی کتابوں سے کوئی واقفیت کہ ہمارے علماء

کیا کہتے ہیں بہر حال اس مسئلہ پر اعتراض کرنا ان جہلاء دیوبند کی جہالت اور کم علمی ہے کیونکہ یہی مسئلہ اور اسی طرح کی ترغیب خود دیوبندی علما دیتے آئے ہیں آیئے دیکھئے۔

دیوبندیوں کے شیخ الاسلام حسین احمد ٹانڈوی کی شہادت:

دیوبندیوں کے شیخ الاسلام حسین احمد ٹانڈوی صاحب ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں، سوال و جواب ہدیۂ قارئین:

سوال: کیا قضائے حاجت کے وقت مطلقا ذکر کرنا ممنوع ہے؟

جواب: پاخانہ و پیشاب کے وقت میں صرف ذکر لسانی ممنوع اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ بھی ممنوع نہیں لہذا سانس کا ذکر یا قلب یا روح یا سر یا خفی یا اخفی کا کس طرح نہ ممنوع ہے نہ مکروہ، یہ آپ کا توہم ہے شریعت سے اس کو تعلق نہیں۔

(فتاویٰ شیخ الاسلام ص ۷۱، نفیس پبلیشرز لاہور)

قارئین!! آپ نے دیکھا کہ حسین احمد ٹانڈوی نے کیسے نفیس مسئلے کو کیسا نفیس بنا دیا، اور ان جہلاء دیوبند کو بتا دیا کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے جو مسئلہ بیان کیا ہے حق و سچ ہے لیکن ان علم سے عاری لوگوں کو کیا پتہ کہ جس مسئلہ کو ہم اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سے بغض و عداوت کی وجہ سے غلط کہہ رہے ہیں وہ تو ہماری گھر کی شریعت میں بالکل درست ہے، ہے کوئی دیوبندی جو یہ بتائے کہ امام مالک پر کیا حکم لگے گا جنھوں نے بیت الخلاء میں ذکر لسانی کو جائز کہا ہے اور شیخ ٹانڈہ حسین احمد کانگریسی پر کیا حکم لگے گا جس نے وہی لکھا ہے جو اعلی حضرت امام اہلسنت نے ارشاد فرمایا۔

فتاوی شیخ الاسلام کے محشی کی شہادت:

مزید سنیے فتاویٰ شیخ الاسلام کے اسی صفحہ ۷۱ پر حاشیہ والے نے تو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے موافق سرکار ﷺ کے فعل سے دلیل لا کر اس پر مہر لگا دی کہ یہ ہمارے علماء دیوبند کی جہالت ہے کہ وہ ایسے مسئلوں پر اعتراض کرتے ہیں جو سرکار ﷺ سے ثابت ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:

''لانه کا ن دائم الذکر لا ینقطع ذکره القلبی فی یقظة ولا نوم ولا وقت ما''

(فتاویٰ شیخ الاسلام، ص،۷۱)

جناب!! امام المحر فین کے محقق صاحب: اب یہاں کیا کہو گے سرکار ﷺ کا ذکر قلبی تو ایک لمحے کیلئے بھی ختم نہ ہوتا تھا لیکن آپ ہیں کہ اس پر اعتراض کر کے اپنی جہالت کا مظاہرہ کرتے ہیں

دیوبندیوں کے شیخ الحدیث نجم الحسن کی شہادت:

دیوبندیوں کے شیخ الحدیث نجم الحسن صاحب لکھتے ہیں:

''بیت الخلاء میں جاتے وقت جو دعا (تعوذ) پڑھی جاتی ہے وہ بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے پڑھی جانی چاہیے اگر صحراء یا کھلے میدان میں آبادی سے باہر قضائے حاجت کر رہا ہے تو ستر (شرمگاہ) کھولنے سے پہلے دعا پڑھے اور **بھول جانے کی صورت میں صرف دل میں پڑھے زبان سے نہ کہے**

(نجم الفتاویٰ، جلد دوم، ص،۲۰۲)

کیوں جناب! نجم الحسن کے ان خط کشیدہ الفاظ کے بارے میں کیا کہو گے کہ بیت الخلاء میں دعا دل میں پڑھے، تو کیا دعا ذکر اللہ نہیں جس کی تعلیم دی جا رہی ہے کہ بیت الخلاء میں دل میں پڑھ لے اور صحراء میں شرمگاہ کھولنے کے بعد بھی دل میں پڑھ لے۔

دیوبندی مفتی عبدالحق عثمانی کی شہادت:

دیوبندی مفتی عبدالحق عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

بیت الخلاء میں زبان سے ذکر اللہ کرنا ناجائز ہے، دل ہی دل میں کرنے کی گنجائش ہے۔

(فتاویٰ انوار العلوم، ص،۲۹۰، دارالناشر)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

غسل خانہ اور بیت الخلاء میں وضو کرتے وقت مسنون دعاؤں کا زبان سے پڑھنا درست نہیں

، اٹیچ بیت الخلاء اور غسل خانے کا یہی حکم ہے اس لیے مذکورہ صورت میں دل میں ان دعاؤں کو پڑھا جائے۔

(فتاوی انوار العلوم، ص،۲۸۳، دارالناشر)

کیا مصنف چہل مسئلہ یا اس کا کوئی چاہنے والا ان دیوبندی علماء کے بارے میں کچھ کہے گا، مجھے معلوم ہے کہ یہاں سب قلم خاموش سب زبانوں پر سکوت وجہ یہ ہے کہ یہ اپنے ہیں اور اعلیٰ حضرت سے دشمنی ہے۔

☆☆☆☆☆..........☆☆☆☆☆

اعتراض نمبر30

''سونے، چاندی یا اور دھات کے کام والے جوتے پہننے پر اعتراض کا جواب''

سوال: چھوٹے کام کا جوتا مردوں کو پہننا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: ظاہر یہ ہے والعلم عنداللہ کہ جھوٹے کام کا جوتا مرد و زن کے لیے مکروہ ہونا چاہیے، آگے لکھا ہے۔
ہاں سچے کام کا جوتا عورتوں کے لیے مطلق جائز اور مردوں کے واسطے الخ۔ فائدہ: یہ عجیب مسئلہ ہے جھوٹا کام تو مکروہ اور سچا کام جائز۔ (چہل مسئلہ، ص،۳۹، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوہاب''

امام المحر فین کے محقق کی عقل بالکل خراب ہے، کچھ تو آپ کو پہلے معلوم ہو چکا، کچھ اب اور کچھ آگے معلوم ہو جائے گا۔

مسئلہ کی وضاحت:

ہند میں کامدار جوتے دو طرح کے استعمال ہوتے تھے ایک وہ جوتا جس پر خالص سونے اور چاندی کا کام ہوا ہو، دوسرا وہ جوتا جس پر کسی اور دھات یعنی لوہا یا پیتل وغیرہ کا کام ہوا ہوا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے خالص سونے و چاندی کے کام والے جوتے کے بارے میں فرمایا سچے

کام والا جوتا اور لوہے وپیتل وغیرہ کے کام والے جوتے کے بارے میں فرمایا جھوٹے کام والا جوتا، اب اس بات کو سمجھیں کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے لوہے اور پیتل کے جوتے کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ مرد وعورت کسی کو پہننا درست نہیں، یعنی مکروہ ہے کیونکہ مرد وعورت دونوں کے لیے پیتل ولوہے کی چیزوں کا استعمال اس وقت برابر تھا کہ دونوں نہیں پہن سکتے۔

دیوبندیوں کے نزدیک بھی عورت کے لیے پیتل اور دیگر دہاتوں کا استعمال جائز نہیں

دیوبندی عبدالحق صاحب ''فتاویٰ حقانیہ'' میں لکھتے ہیں:

اسلام میں خواتین کے لیے سونے، چاندی کے زیورات کا استعمال اگرچہ مشروع ہے لیکن اس کے علاوہ لوہے، پیتل وغیرہ دھاتوں کی انگوٹھی اور دیگر زیورات کا استعمال جائز نہیں۔

(فتاویٰ حقانیہ، جلد دوم، ص، ۴۱۷، ناشر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ)

ایک اور جگہ بیان کرتے ہیں:

اور سونا چاندی کے علاوہ دیگر دھاتوں کے زیورات کا استعمال مکروہ ہے

(فتاویٰ حقانیہ، جلد دوم، ص، ۴۱۹، ناشر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ)

(اس حوالے سے معلوم ہوا دیوبندیوں کے نزدیک بھی عورت کے لیے اسوقت سونے چاندی کے علاوہ دیگر دہاتوں کا استعمال منع تھا) اس وجہ سے اعلیٰ حضرت نے اس جوتے کا پہننا منع فرمایا جس میں لوہے یا پیتل وغیرہ کا کام ہوا ہو اور سونے اور چاندی کے کام کیے ہوئے جوتے کا استعمال عورت کو جائز فرمایا کیونکہ عورت کے لیے سونے چاندی کا استعمال جائز ہے اور مرد کو اس لیے منع فرمایا کہ مرد کو سونا، چاندی کا استعمال سوائے چاندی کے انگوٹھی کے جائز نہیں۔

قارئین! اتنا آسان اور سیدھا مسئلہ تھا جس کو امام المحرفین کے محقق نے بگاڑ کر پیش کیا نہ تو اس کو عقل تھی اور نہ ہی امام المحرفین کو، پس ایسے ہی اس کو جوش آیا اور غلط اعتراض کرنے والے کی

تصدیق کر کے اپنا نام بھی اسی کے ساتھ لکھوا دیا اور بتا دیا کہ دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل عقل سے بھی فارغ التحصیل ہوتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کا تفصیلی فتویٰ:

میں مزید وضاحت کے لیے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کا وہ تفصیلی فتویٰ جو فتاویٰ رضویہ شریف میں ہے یہاں بیان کر دیتا ہوں چنانچہ اعلیٰ حضرت نے امام اہلسنت سے سوال ہوا:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جھوٹے کام کا جوتا مرد وزن کو پہننا جائز ہے یا نہیں؟

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

یہ جزئیہ کتب متداولہ فقہ میں فقیر غفر اللہ تعالیٰ کی نظر سے نہ گزرا مگر ظاہر یہ ہے **و العلم عند اللـــه** (پورا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے) کہ جھوٹے کام کا جوتا مرد وزن سب کے لئے مکروہ ہونا چاہئے

فان المنسوج کغیرہ ولا شک ان النعال من انواع الملبوسات و النساء و الرجل سواء فی کراھة لبس النحاس

اس لئے کہ بُنی ہوئی چیز غیر بنی ہوئی کی طرح ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جوتا پہنی ہوئی چیزوں کی اقسام میں داخل ہے اور مرد وعورتیں تانبے کے استعمال کے مکروہ ہونے میں برابر ہیں یعنی دونوں کے لئے مکروہ

ہاں سچے کام کا جوتا عورتوں کے لئے مطلقاً جائز اور مردوں کے واسطے بشرطیکہ مغرق نہ ہو نہ اس کی کوئی بوٹی چار انگل سے زیادہ کی ہو یعنی متفرق کام کا ہے اور ہر بوٹی چار انگل سے کم کی تو کچھ مضائقہ نہیں اگرچہ جمع کرنے سے چار انگل سے زیادہ ہو جائے، خلاصہ یہ کہ جوتی اور ٹوپی کا ایک ہی حکم ہونا چاہئے

و فی الفتاوی الھندیة یکرہ ان یلبس الذکور قلنسوة من الحریر و الذھب و الفضة و الکرباس الذی خیط علیه ابریسم کثیراً و شیء من الذھب او الفضة اکثر من قدر اربع اصابع انتھی

قال العلامة الشامی و به یعلم حکم العرقیة المسماۃبالطافیة فاذا کانت منقشة بالحریر وکان احد نقوشھا اکثر من اربع اصابع لا تحل وان کان اقل تحل وان زاد مجموع نقوشھا علی اربع اصابع بناء علی ما مر من ان ظاھر المذھب عدم جمع المتفرق انتھی

قد قال العلامة الشامی ایضاً ان قد استوی کل من الذھب و الفضة و الحریر فی الحرمة فترخیص الحریر ترخیص غیرہ ایضاً بدلالة المساواۃ و یؤید عدم الفرق ما مر من اباحة الثوب المنسوج من ذھب اربعة اصابع ملخصاً فافھم و تثبت اذ به تحریر ما کان العلامة الطحطاوی متوقفاًفیه ،و اللہ تعالی اعلم و علمه جل مجدہ اتم و احکم

ترجمہ: فتاوی ہندیہ میں ہے مردوں کے لئے ریشم یا سونے یا چاندی کی ٹوپی پہننا مکروہ ہے اوراسی طرح وہ سوتی کہ جس پر زیادہ تر ریشم کی سلائی کی گئی ہو یا چار انگلیوں سے زیادہ سونا چاندی لگا ہو۔۔

علامہ شامی نے فرمایا کہ اس سے پگڑی اور ٹوپی کے نچلے کپڑے کا حکم معلوم کیا جا سکتا ہے کہ جس کو ''طافیہ'' کہتے ہیں جب اس میں ریشمی نقوش ہوں اور اس کا کوئی نقش چار انگشت سے زیادہ ہو تو اس کا استعمال جائز نہیں لیکن اگر اس سے کم ہو تو جائز ہے اگر چہ اس کے مجموعی نقوش چار انگلیوں سے زیادہ ہو جائیں، یہ اس بناء پر ہے جیسا کہ گزر چکا کہ ظاہر مذہب میں متفرق کو جمع کرنا نہیں۔۔۔

حالانکہ علامہ شامی نے یہ بھی فرمایا کہ سونا چاندی اور ریشم یہ سب حرمت میں برابر ہیں، لہذا ریشم میں رخصت دوسری چیزوں کی رخصت کی طرح ہے دلالت مساوی ہونے کی وجہ سے۔اور گزشتہ کلام سے عدم فرق کی تائید ہوتی ہے کہ سونے کے تاروں سے بنا ہوا کپڑا چار انگلی تک مباح ہے ایضاً ملخصاً

لہذا سمجھئے اور ثابت رہئے ،اس سے وہ بھی تحریر ہو گیا جس میں علامہ طحطاوی نے توقف کیا تھا، اور اللہ تعالی سب سے زیادہ جاننے والا ہے اور اس کا علم جس کی بزرگی بڑی ہے زیادہ کامل اور پختہ ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد۲۲،ص،۱۵۰، رضا فاونڈیشن لاہور)

قارئین! مسئلہ کی وضاحت کے بعد یہ بات معلوم ہوگئی کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے جو جواب ارشاد فرمایا بالکل درست ہے مجھے علم ہے دیوبندی سدھرنے والے نہیں ہیں بلکہ امام المحرفین کا کوئی متوالہ ہمارے جواب پر اعتراض کر سکتا ہے لہذا اس کا منہ پہلے ہی سے بند کرتے ہوئے اس مسئلہ کی کچھ وضاحت علماء دیوبند ہی سے کر دیتا ہوں تا کہ مزید کسی کو کلام کرنے کی حاجت نہ رہے۔

کامدار ٹوپی کا استعمال اور تھانوی:

دیوبندیوں کے حکم الامت اشرفعلی تھانوی سے کامدار ٹوپی کے بارے میں سوال ہوا اہم سوال وجواب ہدیہ ناظرین کرتے ہیں:

سوال میرٹھی ٹوپی پر سونے چاندی کا یا پیتل وریشم کلا بتوں کا کام کیا جاتا ہے اس طرح کہ کوئی بیل بوٹا چار انگل کا نہیں ہوتا ہے، مگر اس طرح متصل ہوتا ہے کہ بعض دو میں کوئی خرچہ دیکھا نہیں جاتا اور بعض ٹوپی میں کسی قدر فرق ہوتا ہے اس کا استعمال کیسا ہے۔

الجواب: اگر فرجہ متمیز بلا تکلف ہو تو جائز ہے ورنہ ناجائز۔

(امداد الفتاویٰ، جلد۴، ص، ۱۲۷، دار العلوم کراچی)

قارئین! تھانوی صاحب نے جو جواب دیا ہم اس پر کلام نہیں کر رہے بلکہ ہم آپ کو سوال کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ کامدار (چاہے ٹوپی ہو یا جوتا) اس میں سونے چاندی پیتل ولوہے کا استعمال ہوتا تھا تو جب یہ خود دیوبندیوں ہی کے گھر سے ثابت ہوگیا تو اب اعلیٰ حضرت کا اس جوتے کو استعمال کرنے سے منع فرمانا جس میں لوہے و پیتل کا کام ہوا ہو بالکل درست ہے اور عورت کو سونے وغیرہ کے جوتے کی اجازت دینا بالکل درست ہے لیکن عقل کو طلاق مغلظہ دینے والوں سے امید کہاں

دیوبندیو! کچھ تو عقل سے کام لو:

دیوبندیوں میں کچھ بھی عقل نہیں اور نہ ہی ان کو اپنے بزرگوں کی کتابوں کا علم اگر کچھ پڑھ لیتے تو اس طرح کی جہالتوں کے مرتکب نہ ہوتے لیکن کچھ بعید بھی نہیں (ہوئے جو دیوبندی) کہ علم ہونے کے باوجود بھی اعتراض کرتے ہوں بہرحال میں ایک اور حوالہ عرض کر دیتا ہوں

دیوبندی عبدالحق صاحب ''فتاوی حقانیہ'' میں لکھتے ہیں:

خالص تیلہ جو سونے چاندی کا بنا ہوا ہو اس سے بنی ہوئی اشیاء کا استعمال کرنا مردوں کے لیے ناجائز ہے، تاہم مروجہ تیلہ جو سونا چاندی پر مشتمل نہ ہو، کی بنی ہوئی اشیاء کا استعمال مردوں کے لیے درست ہے

(فتاوی حقانیہ، جلد دوم، ص، ۴۱۱، ناشر دار العلوم حقانیہ اکوڑہ)

اس حوالے سے جہاں ان علمی یتیموں کی علمیت واضح ہوتی ہے، وہیں اعلی حضرت امام اہلسنت کی حقانیت اور علوم میں مہارت ثابت ہوتی ہے، اعلی حضرت امام اہلسنت نے آج سے کئی سال پہلے جو مسئلہ استدلال کر کے ثابت کیا تھا اور اس جاہل دیوبندی نے اعتراض کیا تھا اعلی حضرت امام اہلسنت کی کرامت دیکھئے آج دیوبندی علماء بھی وہی بیان کر رہے ہیں، قارئین ذی احتشام،

ہمارے پاس اور بھی حوالہ جات موجود ہیں اگر ضرورت پڑی تو ضرور پیش کریں گے۔

☆☆☆☆☆..............☆☆☆☆☆

﴿......اعتراض نمبر31......﴾

''ہولی دیوالی کی مٹھائی اس دن نہ لینے اور دوسرے دن لینے پر اعتراض کا جواب''

عرض: کافر جو ہولی دیوالی میں مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں مسلمانوں کو لینا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: اس روز نہ لے ہاں اگر دوسرے روز دے تو لے لے، نہ یہ سمجھ کر کہ ان خبثاء کے تہوار کی مٹھائی ہے بلکہ مال موذی نصیب غازی سمجھے۔ (ملفوظات ص ۱۰۳، حصہ اول) فائدہ: یہ عجیب معاملہ ہے کہ پہلے دن تو حرام اور دوسرے دن حلال، اور پھر لے کر بھی ان سے یہ اخلاق برتتے کہ وہ خبیث اور موذی ہیں اور یہ مسلمان مفت میں غازی بن گیا، اور کتاب وسنت سے دلیل نہ بیان کی۔ (چہل مسئلہ، ص، ۴۰، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوھاب''

قارئین! علماء دیوبند کا مبلغ علم دیکھئے نہ جانے یہ لوگ کون سے باڑے سے فارغ التحصیل ہیں جن کی لغت میں نہ لے کا معنی حرام ہے میں تمام دیوبندیوں سے بالعموم اور امام المحرفین سرفراز گکھڑوی کے متوالوں سے بالخصوص پوچھتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت نے پہلے دن لینے کو حرام کہاں کہا ہے۔

اگر تم اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے کلام سے حرام کے الفاظ نہ دکھا پاؤ اور یقیناً نہیں دکھا پاؤ گے تو پھر امام المحرفین اور اس کے محقق وصوفی کو یہ وظیفہ ''لعنة الله علی الکاذبین'' پڑھ کر ایصال کر دو، ان جہلاء دیوبند کو اس مٹھائی لینے پر اعتراض ہے تو میں ان کو ان کے گھر کی زیارت کرواتاوں، جہاں مٹھائی کے ساتھ ساتھ اور بھی کئی چیزوں کا انتظام ہے

رشید احمد گنگوہی اور ہولی دیوالی کی مٹھائی

دیوبندیوں کی نجات جن کی اتباع پر موقوف ہے میری مراد رشید احمد گنگوہی صاحب، اپنے فتاویٰ رشیدیہ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہیں ہم سوال و جواب ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

سوال: ہندو تہواروں ہولی یا دیوالی میں اپنے حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا، استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں۔

الجواب! درست ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ، ص،۵۶۳، صدائے دیوبند)

کیوں جناب! دیوبندی صاحب! آپ کے گنگوہی صاحب تو فرماتے ہیں کہ ہولی، دیوالی کی پوریاں کھانا درست ہے اور آپ اور آپ کی تصدیق کرنے والے امام المحرفین سرفراز صاحب اس کی مخالفت کر کے نجات سے دور بلکہ اللہ اور اس کے رسول کے مخالف بنتے ہیں، تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ پہلے تو دیوبندی یہ کہتے تھے کہ ہماری نجات گنگوہی جی کی اتباع پر موقوف ہے مگر اب دیوبندی یہ کہتے ہیں کہ گنگوہی جی کا مخالف اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے۔

ایک دیوبندی (رشید احمد کا مخالف اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف ہے) کی ہیڈنگ دے کر لکھتا ہے:

اپنے ایک خط مورخہ ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ میں حاجی صاحب مکہ معظّمہ سے تحریر فرماتے ہیں، جو مولوی صاحب (گنگوہی جی از ناقل) کا امور دینیہ میں مخالف ہے وہ میرا مخالف ہے اور خدا اور رسول کا مخالف ہے۔

(عشق رسول اور علماء حق کے واقعات، ص،۹۶، اسلامی کتب خانہ کراچی)

اب ان دیوبندی حضرت کا ٹھکانا کہاں ہوتا ہے اس کی تعیین ہم دیوبندیوں پر ہی چھوڑتے ہیں، کہ وہ خود فیصلہ کر لیں کہ اللہ اور رسول کا مخالف جنت میں ہوتا ہے یا......

ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

قارئین! ان جہلاء دیوبند کی جہالت آپ کے سامنے واضح ہوگئی کہ ایک تو اعلیٰ حضرت پر بہتان باندھا اور دوسرا ایسے مسئلہ پر اعتراض کیا جس کا ثبوت خود دیوبندیوں کے ہاں مسلمہ ہے۔

دیوبندیوں کے مفتی اعظم عزیز الرحمٰن اور ہولی دیوالی کی مٹھائی:

دیوبندیوں کے مفتی اعظم عزیز الرحمٰن صاحب سے سوال ہوا:

دیوالی کو اہل ہنود اپنے ملنے والوں کو اپنی خوشی سے کچھ مٹھائی وغیرہ دیتے ہیں، شرعاً یہ مٹھائی وغیرہ ہنود سے مسلمانوں کو لینا کیسا؟

دیوبندی مفتی اعظم کا جواب دیکھیں لکھتے ہیں:

لینا اور کھانا اس کا درست ہے کما افتی بہ المحدث الفقیہ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی

(عزیز الفتاویٰ جلد اول، ص،۱۸۷، دارالاشاعت کراچی)

کیوں دیوبندیو! ان کے بارے میں کچھ کہو گے یا آنکھ، کان کو تالا لگا کر چابی سمندر کے درمیان پھینک دو گے، اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سے کتاب و سنت سے دلیل مانگنے والے دیوبندی اپنے ان آباء کے پیار بھرے اقوال پر کتاب و سنت سے دلیل بیان کریں۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی

اگر ان جہلاء کو اس دن لینے پر اعتراض نہیں ہے تو دوسرے دن لینے پر اعتراض کیوں، حالانکہ دوسرا دن ان کی عید کا نہیں ہے وہ تو عام دنوں کی طرح ایک دن ہے اور عام دنوں میں کافر سے ہدیہ لینا کیا علماء دیوبند کے نزدیک جائز نہیں اگر کہتے ہیں جائز ہے تو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر اعتراض کیوں اور اگر کہتے ہیں کہ جائز نہیں ہے تو اپنے بزرگوں کی کتابوں سے دلیل لائیں ورنہ ہم آپ کو بتائیں گے کہ تمہارے بزرگوں نے کیا لکھا ہے، پھر بھی اگر کوئی اعتراض ہو تو میں دیوبندیوں ہی کے مفتی سے اس کی تصدیق کروا دیتا ہوں، کہ کافر سے ان کی عید کے دن ہدیہ نہ لینا چاہیے۔

کافروں سے ان کی عید کے دن مٹھائی نہ لے دیوبندی اقرار:

چنانچہ دیوبندیوں کے مفتی سلمان منصور پوری صاحب لکھتے ہیں:

لا ینبغی للمومن یقبل هدیة کافر فی یوم عیدهم

(کتاب النوازل، جلد ۔۔، ص، ۳۴۸، المرکز العلمی مراد آباد)

یقیناً اب تو دیوبندیوں کی عقل میں بات آ گئی ہو گی اگر ابھی بھی نہ آئی ہو تو حیدر آباد کے پاگل خانے میں رجوع کریں تا کہ عقل ٹھکانے لگے۔

دیوبندی اور ہندو میں کوئی فرق نہیں دیوبندی اقرار

دیوبندی مولوی نذر محمد مظفر نگری لکھتا ہے:

جی ہاں بریلوی دین و مذہب میں ہولی دیوالی کی مٹھائی لینا اور کھانا جائز ہے جیسا کہ ملفوظات اعلیٰ حضرت میں لکھا ہوا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ ہے مولوی احمد رضا بریلوی کا دین و مذہب جس میں ہندو تیوہاروں کو منانے کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے تو کلیۃً مسلمانوں کو ہندوؤں کے دن منانے سے روکا لیکن بریلوی دین و مذہب کے بانی موموی احمد رضا بریلوی نے اپنے دور میں انہیں اگلے دن منانے کی رعایت پیدا کی اور اس سے ہی تأثر دیا کہ بریلویوں اور ہندوؤں میں بس اتنا فرق ہے کہ دیوالی کے دنوں میں پہلے دن صرف ہندو آپس میں تحفے دیں اور لیں اور بریلوی دین و مذہب پر عمل کرنے والے اتنا فرق رکھیں کہ وہ ہولی دیوالی کی مٹھائی کو دوسرے دن لیں اور کھائیں

(عقائد بریلویت ایک نظر میں، ص، ۴۶، مکتبہ نشر السنہ مظفر نگر یوپی)

اس دیوبندی کی بکواس تو اس کے اپنے ہی گھر کے افراد کے لئے ہے کیونکہ ان کے گنگوہی صاحب جن کی اتباع پر ان کی نجات موقوف ہے وہ تو پہلے دن ہی ہولی دیوالی کی مٹھائی لے کر

مزے اڑانے کے قائل ہیں تو اس دیوبندی کی اس بکواس سے دیوبندی اور ہندو میں کوئی فرق نہیں ، کیونکہ اس نے لکھا ہے کہ بریلویوں میں اور ہندوں میں ایک دن کا فرق ہے جبکہ ان کے گنگوہی نے وہ فرق بھی ختم کر کے ان کو اور ہندوؤں کو ایک ہی تھالی کا چٹا بٹا کر دیا واہ رے دیو تیرا کمال۔

☆☆☆☆☆.................☆☆☆☆☆

اعتراض نمبر32

''عورت کا بغیر زیور نماز پڑھنے پر اعتراض کا جواب''

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورت کا بے زیور نماز پڑھنا مکروہ جانتیں۔ (عرفان شریعت ص۱۹)

فائدہ: اس روایت کی تصریح وغیرہ کے بارے میں کچھ نہیں کہا، صرف مجمع البحار کا حوالہ دے دیا، کتاب مذکور کو دیکھا مگر وہاں بھی کتاب حدیث اور اس کی صحت وغیرہ کا ذکر ندارد، پس کتب فقہ سے اس کی کراہیت شرعی ثابت کرتے، بظاہر اصول شریعت ان کی نماز کو مکروہ نہیں کہیں گے۔ (چہل مسئلہ ص، ۴۰، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوھاب''

امام المحرفین اور اس کا محقق وصوفی عقل سے معافی مانگ کر بالکل بے عقل ہو چکے ہیں، مسئلے کو سمجھنے کا سلیقہ تو ان میں ہے نہیں بس اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے بغض وعناد میں صفحے کے صفحے سیاہ کر ڈالے، اس نام نہاد محقق وصوفی نے جس روایت کو لے کر اعتراض کیا ہے یہ ایک سوال کے جواب میں گویا کہ ضمناً آ گئی، وہ جواب کیا ہے ہم سوال و جواب دونوں ذکر کرتے ہیں تا کہ اس کی جہالت واضح ہو جائے اور ہم اس کی مزید وضاحت اس فتوے کے بعد کریں گے۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سے سوال ہوا:

مسئلہ۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عورتوں کو زیور پہننا جائز ہے یا ناجائز؟ برتقدیر اول کیا بجنے اور نہ بجنے والے ہر قسم کے زیورات سونے اور چاندی کے بلاتخصیص جائز ہیں، جائز وناجائز پر دوصورتوں میں کتب فقہ کی دو ایک عبارتیں اور کم سے کم دو تین

حدیثیں نقل فرمادیجئے۔ بینوا توا جروا

الجواب: عورتوں کو سونا چاندی کا زیور پہننا جائز ہے۔

قال اللہ تعالیٰ او من ینشوا فی الحلیۃ. اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، کیا وہ جو زیور میں پروان چڑھے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

الذھب والحریر حل لاناث امتی وحرام علی ذکورھا. رواہ ابوبکر بن ابی شیبہ عن زید بن ارقم والطبرانی فی الکبیر عنہ وعن واثلۃ رضی اللہ عنہما

ترجمہ: سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کو حلال اور مردوں پر حرام ہیں، (ابوبکر بن ابی شیبہ نے حضرت زید بن ارقم سے اور امام طبرانی نے الکبیر میں ان سے اور حضرت واثلہ رضی اللہ عنہما سے اس کو روایت کیا ہے)

بلکہ عورت کا اپنے شوہر کے لیے گہنا پہننا، بناؤ سنگھار کرنا باعث اجر عظیم اور اس کے حق میں نماز نفل سے افضل ہے، بعض صالحات کہ خود اور ان کے شوہر دونوں صاحب اولیاء کرام سے تھے ہر شب بعد نماز عشاء پورا سنگار کر کے دلہن بن کر اپنے شوہر کے پاس آتیں اگر انہیں اپنی طرف حاجت پاتیں حاضر رہتیں ورنہ زیور ولباس اتار کر مصلے بچھاتیں اور نماز میں مشغول ہو جاتیں اور دلہن کو سجانا تو سنتِ قدیمہ اور بہت احادیث سے ثابت ہے بلکہ کنواری لڑکیوں کو زیور ولباس سے آراستہ کرنا کہ ان کی منگنیاں آئیں، یہ بھی سنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

لو کان اسامۃ جاریۃ لکسوتہ وحلیتہ انفقہ. رواہ احمد وابن ماجۃ عن ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا بسند حسن

اگر حضرت اسامہ لڑکی ہوتے تو میں انہیں زنانہ کپڑے اور زیور پہناتا یہاں تک کہ وہ انہیں استعمال کرتے۔

بلکہ عورت کا باوصف قدرت بالکل بے زیور رہنا مکروہ ہے کہ مردوں سے تشبہ ہے، حدیث میں ہے

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یکرہ تعطر النساء و تشبھھن بالرجال

حضور علیہ السلام عورتوں کے تعطر (یعنی بے زیور رہنے) کو اور مردوں سے مشابہت بنانے والی عورتوں کو ناپسند فرماتے۔ حدیث پاک میں لفظ ''تعطر'' استعمال ہوا ہے جس کا معنی خوشبو لگانا ہے، مگر مجمع البحار میں ہے

قیل اراد تعطل النساء باللام وھی من لاحلی علیھا ولا خضاب واللام والراء بتعاقبان

کہا گیا ہے کہ لفظ مذکور سے ''تعطل النساء'' صرف لام کے ساتھ مراد ہے اور اس سے وہ عورتیں مراد ہیں جو نہ تو زیور پہنے ہوں، خضاب لگائے ہوں، پس یہاں لام اور راء ایک دوسرے کی جگہ آتے ہیں:

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا

یا علی مر نساء ک لا یصلین عطلا. رواہ ابن اثیر فی النھایۃ

اے علی اپنی عورتوں کو حکم دو کہ بے گہنے نماز نہ پڑھیں۔

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا عورت کا بے زیور نماز پڑھنا مکروہ جانتیں اور فرماتیں کچھ نہ پائے تو ایک ڈورا ہی گلے میں باندھ لے۔ مجمع البحار میں ہے۔

عائشۃ رضی اللہ عنھا کرھت ان تصلی المراۃ عطلا ولو ان تعلق فی عنقھا خیطا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عورتوں کے بغیر زیور نماز پڑھنے کو ناپسند فرماتیں۔ (اور فرمایا)

کرتیں، اگر اور کچھ نہ ہو تو ایک ڈورا ہی گلے میں ڈال لے۔

بجنے والا زیور عورت کے لیے اس حالت میں جائز ہے کہ نامحرموں مثلاً خالہ، ماموں، چچا، پھوپھی کے بیٹے، جیٹھ، دیور، بہنوئی کے سامنے نہ آتی ہو نہ اس کے زیور کی جھنکار نامحرم تک پہنچے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن الایۃ

عورتیں اپنا سنگار شوہر یا محرم کے سوا کسی پر ظاہر نہ کریں۔

اور فرماتا ہے:

ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن

عورتیں پاؤں دھمک کر نہ رکھیں کہ ان کا چھپا ہوا سنگھار ظاہر ہو۔

فائدہ: یہ آیۃ کریمہ جس طرح نامحرم کو گہنے کی آواز پہنچنا منع فرماتی ہے، یونہی جب آواز نہ پہنچے اس کا پہننا عورتوں کے لیے جائز بتاتی ہے کہ دھمک کر پاؤں رکھنے کو منع فرمایا نہ کہ پہننے کو، بخلاف جہل وہابیہ کہ بجتا گہنا پہننا ہی حرام کہتے ہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

(عرفان شریعت، ص، ۱۹ و فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲، ص، ۱۲۶، رضا فاونڈیشن لاہور)

قارئین! یہ تھا سوال و جواب اس نام کے محقق نے نہ آگے کا دیکھا نہ پیچھے کا درمیان سے ایک روایت لی اور اعتراض جڑ دیا حالانکہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے مجمع البحار کا حوالہ بھی دیا اس جاہل مطلق کو چاہیے تو یہ تھا کہ بزرگ کے کہنے کا اعتبار کرتا اور اعتراض نہ کرتا لیکن اعلیٰ حضرت کی دشمنی نے ایسا اندھا کر دیا ہے کہ بالکل اس کو پتا ہی نہیں کہ اعتراض کن کن بزرگوں پر ہوگا باقی اس کا یہ کہنا کہ کتبِ فقہ سے اس کی کراہت شرعی ثابت کرتے یہ اس کی جہالت کی واضح دلیل ہے کہ اس اندھے کو مکروہ سے صرف مکروہ تحریمی ہی دکھتا ہے، حالانکہ ہم نے مسئلہ نمبر ''۲۳'' میں یہ بات ثابت کر دی ہے کہ مکروہ سے مراد ہر جگہ دیوبندیوں کے نزدیک بھی مکروہ تحریمی نہیں ہوتا لیکن اس

علم سے کورے شخص کو کیا معلوم کہ ان کے اپنے علماء نے کیا بیان کیا ہے اگر کسی دیوبندی کو اس مسئلہ پر اعتراض ہو تو اس کو احسن الفتاویٰ کا مطالعہ مفید ہوگا اگر چہ زیور سے خالی رہنے کا مسئلہ تو اس میں نہیں، لیکن عورتوں کا بغیر مہندی کے ہاتھ رکھنے کا اسی طرح کا سوال جواب موجود ہے

☆☆☆☆.................☆☆☆☆☆

اعتراض نمبر 33

''صراط مستقیم کی دو قسموں پر جاہلانہ اعتراض کا جواب''

صراطِ مستقیم دو طرح کی ہوتی ہے، ایک تو سیدھی چلی گئی ہے جس میں پیچ و خم ہے نہیں مگر واسطہ کی ضرورت ہے کہ بغیر واسطہ پہنچ ہی نہیں سکتا اور دوسرا یہ کہ اٹھا اور سیدھا مقصود تک پہنچا، پہلی اور انبیاء کے لیے اور دوسری صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے۔ (ملفوظات ص ۶۳ حصہ دوم) فائدہ: دیکھو کس قدر غلو ہے اور دیگر انبیاء کی کتنی توہین ہے کیا ان کا راستہ پیچ و خم والا تھا جس کے لیے واسطہ کی ضرورت تھی توحید و معرفت کا طریق تو سب کا یکساں تھا ضروری تھا کہ مبہم بات کی پوری وضاحت ہوتی۔ (چہل مسئلہ، ص، ۴۱، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوھاب''

قارئین!! اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی عبارت بالکل واضح ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ ''پیچ و خم نہیں''، لیکن یہ دیوبندی جاہل مطلق اور علم سے کورا اس پر ''فائدہ'' میں بے فائدہ یہ لکھتا ہے کہ ''ان کا راستہ پیچ و خم والا تھا'' اس جاہل اور اس کی تصدیق کرنے والے امام المحرفین سرفراز صاحب اور پوری دیوبندیت سے میرا سوال ہے کیا آپ کی زبان میں ''نہیں'' ہاں کو بولتے ہیں، اگر جواب نہیں میں ہے تو اس جاہل مطلق کو سمجھاؤ اور اس کی تصدیق کرنے والے امام المحرفین کے بارے میں بھی کچھ بتاؤ، اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر کسی پاگل خانے جا کر اپنی عقل کا علاج کراؤ، ہاں! اگر اعتراض یہ ہے کہ انبیاء کے لیے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو واسطہ ماننا یہ انبیاء کی توہین ہے تو پھر اپنے گھر کے افراد کی بھی خبر لو، کیونکہ وہ بھی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو واسطہ

مانتے ہیں،

دیوبندیوں کے شیخ ٹانڈہ حسین احمد ٹانڈوی صاحب اپنی بدنام زمانہ کتاب ''الشہاب الثاقب''میں لکھتے ہیں:

''یہ جملہ حضرات ذات حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہمیشہ سے اور ہمیشہ تک واسطہ فیوضات الٰہیہ ومیزاب رحمت جو رحمتیں عالم پر ہوئی ہیں اور ہوں گی عام ہے کہ وہ نعمت وجود کی ہو یا اور کسی قسم کی، ان سب میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک، اسی طرح سے واقع ہوئی ہے کہ جیسے آفتاب سے نور چاند میں آیا ہو اور چاند سے نور ہزار آئینوں میں......اس احسان و انعام میں جملہ عالم شریک۔

(الشہاب الثاقب، ص،۱۹۰، ادارہ تحقیقات اہلسنت)

دیوبندیوں کے شیخ ٹانڈہ نے بھی اسی غلو اور توہین انبیاء والا کام کیا ہے جو اس جاہل مطلق نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے ذمہ لگایا ہے یہاں میں یہ سوال کرنے کا حق رکھتا ہوں کہ اگر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے انبیاء کے لیے سرکار ﷺ کو واسطہ مانا تو اس محقق کے نزدیک یہ غلو اور انبیاء کی توہین ہے تو جو کام حسین احمد ٹانڈوی نے کیا ہے کیا وہ بھی اسی غلو کا شکار ہوئے یا نہیں اسی طرح سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو واسطہ مان کر انبیاء کی توہین کرنے والے ہوئے یا نہیں؟؟؟ یہاں کوئی خراب عقل والا دیوبندی یہ اعتراض کرسکتا ہے کہ ہمارے شیخ ٹانڈہ نے تو انبیاء کے لیے واسطہ نہیں مانا بلکہ عام لوگوں کے لیے واسطہ بنایا ہے کیونکہ اس میں انبیاء کا نام تو نہیں تو اس خراب عقل والے دیوبندی کا جواب بھی انہی کے گھر سے مزید مل جائے گا۔

دیوبندیوں کے مناظر الاسلام امین صفدر اوکاڑوی کے شاگرد محمود عالم صفدر صاحب (جس کو الیاس گھمن نے لات مار کر اپنے مدرسے سے نکال دیا تھا) قاسم نانوتوی صاحب کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''تمام انبیاء کے جملہ کمالات اور علوم بلکہ نبوت و رسالت کو بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے سے حاصل ہونا نہایت مدلل اور مفصل طریقے پر ثابت فرماتے ہیں۔

(انوارات صفدر، جلد۲، ص،۳۰۴، اتحاد اہلسنت والجماعۃ)

یقیناً قاسم نانوتوی کے بیان کے خلاصہ سے اور محمود عالم صفدر کی عبارت سے اس خراب عقل والے دیوبندی کی عقل کا بھی علاج ہو گیا ہوگا اب میں اس نام کے محقق سے اور اس کی تصدیق کرنے والے امام المحر فین سرفراز صاحب سے پوچھتا ہوں، جناب آپ کے نانوتوی صاحب اور محمود عالم صفدر بھی غلو کا شکار ہوئے یا نہیں اور انہوں نے بھی انبیاء کی توہین کی یا نہیں؟؟

انبیاء کو سرکار علیہ السلام کے واسطے کی ضرورت مگر دیوبندیوں کو نہیں:

محقق صاحب! ایک اور حوالہ بھی لیجئے! آپ کو تو آپ کے گھر کی کتابوں کا بھی علم نہیں لیکن ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ آپ کے علماء اپنے لیے محبوب علیہ السلام کے واسطے کے قائل نہیں ہیں، انبیاء کے لیے تو جملہ کمالات میں سرکار ﷺ کا واسطہ ضروری جیسا کہ دیوبندیوں نے بھی لکھا ہے لیکن حضرات دیوبند سرکار ﷺ کے واسطے کے قائل نہیں بلکہ بلا واسطہ ڈائریکٹ تربیت حاصل کرتے ہیں۔

دیوبندیوں کے امام اول اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی صاحب اپنے پیرو مرشد سید احمد قتیل کے بارے میں لکھتے ہیں:

عنایات رحمانی اور تربیت ربانی بلا واسطہ آپ کے حال کی متکفل ہوئی اور پے در پے معاملات اور بے شمار واقعات وقوع میں آئے یہاں تک کہ ایک دن حضرت حق جلا وعلا نے آپ کا داہنا ہاتھ خاص اپنے دست قدرت میں پکڑ لیا اور کوئی چیز امور قدسیہ سے جو کہ نہایت رفیع و بدیع تھی آپ کے سامنے رکھ کے فرمایا کہ ہم نے تجھے ایسی چیز عنایت کی ہے اور چیزیں بھی عطا کریں گے۔

(صراط مستقیم اردو، ص، ۲۴۰، کلام کمپنی مسافر خانہ کراچی)

جناب محقق صاحب! آپ ہی کے امام اول اسماعیل صاحب فرما رہے ہیں کہ سید صاحب کو کسی بھی واسطے کی ضرورت نہیں تھی بلکہ وہ بلا واسطہ خدا سے ایسے بے تکلف تھے کہ خدا خود اپنے خاص دست قدرت سے سید احمد قتیل کا ہاتھ پکڑتا اور سید احمد قتیل سے فرماتا کہ یہ اشیاء دے دیں اور بھی دیں گے۔

جناب یہاں کیا لب کشائی کریں گے کیا اسمعیل کی بات آپ بھی مانتے ہیں اور بلا واسطہ سید احمد قتیل کا اللہ سے ہم کلام ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور یہ مانتے ہیں کہ سید احمد قتیل کی تربیت ڈائریکٹ خدا نے کی ہے جلدی جواب دو کیونکہ آپ کے گھر کے فتوے آپ کے لیے تیار ہیں بس صرف آپ کی لب کشائی کا انتظار ہے میرا یقین ہے کہ آپ اسمعیل قتیل کی ہاں میں ہاں ضرور ملائیں گے

شرم۔۔۔!۔۔۔۔شرم۔۔۔۔!۔۔۔۔شرم

......اعتراض نمبر 34......

''قضاء نمازوں میں رخصت دینے پر اعتراض کا جواب''

قضاء نماز کا طریقہ: احکامِ شریعت ص ۷۹ حصہ دوم میں قضاء نماز کی سہولت اس طرح بیان کی ہے کہ رکوع اور سجدہ میں صرف ایک بار تسبیح پڑھ لے، فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف کے بجائے صرف تین بار سبحان اللہ پڑھے اور التحیات کے بعد درود دعا کے بجائے صرف اللھم صل علی محمد والہ پڑھے۔ فائدہ! اس کی سند کیا ہے کیا اس سے نماز مکروہ نہ ہوگی؟ اسی اختصار نے تو لوگوں کو دلیر کر دیا ہے۔

(چہل مسئلہ، ص، ۴۱، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوھاب''

اس جاہل نے اور اس کی تصدیق کرنے والے امام المحرفین سرفراز گکھڑوی صاحب نے

قسم کھائی ہوئی ہے کہ بہتان بازی اور الزام تراشی کے ایسے پہاڑ توڑتے ہیں کہ شیطان بھی فخر سے بولے واہ میری ذریت ہونے کا حق ادا کر دیا واہ میری نیابت کرتے کرتے مجھ سے بھی دو ہاتھ آگے نکل گئے۔ یہ نام نہاد صوفی و محقق بھی امام المحرفین سرفراز گکھڑوی کی طرح ہے جس طرح سرفراز گکھڑوی کو عبارات میں تحریف کرنے کی لت پڑی تھی اسی طرح یہ نام کا محقق و صوفی بھی ہے اگر یہ نام کا صوفی و محقق احکام شریعت کی مکمل عبارت بیان کر دیتا تو کسی قسم کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے یہ رخصت ہر کسی کو نہیں دی بلکہ صرف اس کے لیے دی ہے جس پر بہت زیادہ نمازیں قضا ہوں۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت خود فرماتے ہیں:

جس پر قضا نمازیں کثرت سے ہیں وہ آسانی کے لیے اگر یوں ادا کرے تو جائز ہے۔

(احکامِ شریعت، ص، ۱۵۲، مکتبہ ضیاء القرآن)

اعلیٰ حضرت نے صرف اس کے لیے جس پر کثرت سے نمازیں قضا ہوں ارشاد فرمایا اور صرف یہ ارشاد فرمایا کہ آسانی کے لیے ایسا کرے تو جائز کوئی فرض و واجب نہیں جس پر عمل نہ کرنے سے بندہ گنہگار ہو صرف جائز ہے لیکن یہ نام کا صوفی و محقق اور اس کی تصدیق کرنے والا، ایسے جاہل مطلق ہیں کہ ایک آسان سی عبارت بھی سمجھ نہیں پاتے اور بے جا اعتراض کرتے ہیں کیا فقہاء نے مجبوری میں رخصت نہیں دی، کیا علماء دیوبند اس سے واقف نہیں، کیا ان کو معلوم نہیں کہ فقہاء بھی کئی معاملات میں رخصت دیتے ہیں لیکن جہلاء کو معلوم ہو بھی تو کیا۔ ان کو تو اعلیٰ حصرت امام اہلسنت سے دشمنی پوری کرنی ہے، اعلیٰ حضرت سے جو بغض و عناد ہے وہ نکالنا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کا ایک تفصیلی فتویٰ، فتاویٰ رضویہ شریف میں موجود ہے معلومات کے لیے عرض کر دیتا ہیں۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت سے سوال ہوا:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس پر قضاء نمازیں زیادہ ہوں وہ ان کی نیت

کیونکر کرے اور قضاء میں کیا کیا نمازیں پھیری جاتی ہیں **اور جس کے ذمہ قضائیں بہت کثیر ہیں جن کی ادا سخت دشوار ہے** تو آیا اس کے لیے کوئی تخفیف نکل سکتی ہے جس سے ادا میں آسانی ہوجائے کہ ادا میں جلدی منظور ہے کہ موت کا وقت معلوم نہیں، بینوا توجروا۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت جواب میں ارشاد فرماتے ہیں

قضاء ہر روز کی نماز کی فقط بیس رکعتوں کی ہوتی ہیں دو فرض فجر کے، چار ظہر کے، چار عصر، تین مغرب، چار عشاء کے، تین وتر، اور قضاء میں یوں نیت کرنا ضروری ہے کہ نیت کی میں نے پہلی فجر جو مجھ سے قضاء ہوئی یا پہلی ظہر جو مجھ سے قضا ہوئی، اسی طرح ہمیشہ ہر نماز میں کیا کرے **اور جس پر قضاء نمازیں بہت کثرت سے ہیں وہ آسانی کے لیے اگر یوں بھی ادا کرے تو جائز ہے** کہ ہر رکوع اور ہر سجدہ میں تین تین بار سبحان ربی العظیم، سبحان ربی الاعلی کی جگہ صرف ایک بار کہے، مگر یہ ہمیشہ ہر طرح کی نماز میں یاد رکھنا چاہیے کہ جب آدمی رکوع میں پورا پہنچ جائے تو اس وقت سبحان کا سین شروع کرے اور جب عظیم کا میم ختم کرے اس وقت رکوع سے سر اٹھائے اسی طرح جب سجدوں میں پورا پہنچ جائے اس وقت تسبیح شروع کرے اور جب پوری تسبیح ختم کرلے اس وقت سجدہ سے سر اٹھائے، بہت سے لوگ جو رکوع وسجدہ میں آتے جاتے یہ تسبیح پڑھتے ہیں بہت غلطی کرتے ہیں، ایک تخفیف کثرت قضاء والوں کی یہ ہوسکتی ہے دوسری تخفیف یہ کہ فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف کی جگہ فقط سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ تین بار کہہ کر رکوع میں چلے جائیں مگر وہی خیال یہاں بھی ضرور ہے کہ سیدھے کھڑے ہوکر سبحان اللہ شروع کریں، اور سبحان اللہ پورے کھڑے کھڑے کہہ کر رکوع کے لیے سر جھکائیں، یہ تخفیف فقط فرضوں کی تیسری، چوتھی رکعت میں ہے وتروں کی تینوں رکعتوں میں الحمد اور سورت دونوں ضرور پڑھی جائیں، تیسری تخفیف پچھلی التحیات کے بعد دونوں درودوں اور دعا کی جگہ صرف اللھم صل علی محمد والہ کہہ کر سلام پھیر دیں، چوتھی تخفیف وتروں کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت

کی جگہ اللہ اکبر کہہ کر فقط ایک یا تین بار رب اغفرلی کہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۸، ص ۱۵۸، رضا فاؤنڈیشن)

سوال وجواب میں خط کشیدہ عبارت سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ یہ فتویٰ اس شخص کے لیے ہے، جس پر بہت نمازیں قضا ہوں جن کی ادائیگی دشوار ہو اور وہ اس طرح کرے صرف جائز ہے، کوئی افضل کام نہیں، اعلیٰ حضرت نے صرف جواز کی حد تک ارشاد فرمایا، اور ایسے شخص کے لیے جواز کی گنجائش نکل سکتی ہے کہ وہ بالکل ہی نہ پڑھے اور اتنی ساری قضاء نمازیں لے کر اس دنیا سے چلا جائے۔

قارئین! یہ تھا اصل مسئلہ جس پر دیوبندی محقق اور اس کی تصدیق کرنے والے نے جاہلانہ اعتراض کردیا۔ لیکن ہوسکتا ہے کہ کوئی دیوبندی پھر احکام شریعت کی عبارت کو لے کر اعتراض کردے کہ جی یہ دیکھو قضاء نماز پڑھنے والے کو تخفیف دے دی یہ ہے وہ ہے وغیرہ وغیرہ، تو میں دیوبندیوں کے گھر سے ہی چند حوالہ جات نقل کردیتا ہوں جن سے معلوم ہوجائے گا کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے جتنی تخفیف دی ہے اتنی تخفیف سے نماز مکروہ (مکروہ تحریمی) (کیونکہ محقق کے نزدیک مکروہ سے مکروہ تحریمی مراد ہوتا ہے) نہیں ہوگی، اور خود دیوبندیوں نے اعتراف کیا ہے اور کہا ہے کہ اس اس طرح کرنے سے بھی نماز ہوجاتی ہے۔

دیوبندی مفتیوں کا رخصت دینا:

دیوبندیوں کے مفتی شبیر احمد قاسمی صاحب لکھتے ہیں:

ثناء درود شریف ودعا کے ترک کردینے سے نماز فاسد یا مکروہ تحریمی نہیں ہوتی ہاں البتہ قصداً ترک کردینا خلاف اولیٰ اور مکروہ تنزیہی ہے اور بے خیالی میں ترک کرنے میں خلاف اولی بھی نہیں۔

(فتاویٰ قاسمیہ جلد ۵، ص ۶۴۲)

جب عام حالت میں جان بوجھ کر ثنا، درود دعا ترک کرنا صرف خلاف اولیٰ ہے جس سے نماز میں کوئی اثر نہیں آتا تو اگر وہ شخص جس پر بکثرت نمازیں ہوں دیگر مصروفیات بھی ہوں اور وہ شخص ادا کرنا چاہتا ہو اور کوئی عالم اور ماہر مفتی اس کی آسانی کے لیے رخصت دے دے تو دیوبندیوں کو تکلیف کیوں ہے اگر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر اعتراض ہوتا ہے تو اس دیوبندی مفتی کے بارے میں کیا کہیں گے کیا وہ سارے اعتراضات اس دیوبندی مفتی پر نہیں ہوں گے جو دیوبندی آج تک اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر کرتے آئے ہیں، اگر نہیں تو کیوں نہیں، ایک اور حوالہ بھی دیکھ لیجئے

دیوبندیوں کے یہی مفتی شبیر احمد قاسمی لکھتے ہیں:

التحیات کے بعد کوئی بھی درود پڑھنا مسنون ہے، اور درود ابراہیمی پڑھنا افضل ہے اگر ایک حصہ بھی پڑھ لیا تب بھی سنت ادا ہو جائے گی اس لیے کہ درود ابراہیمی کا ایک حصہ بھی مکمل درود شریف ہے نیز درود ابراہیمی کے الفاظ مختلف انداز سے وارد ہوئے ہیں جن میں سے بعض مفصل اور بعض مختصر ہیں اور نماز میں مطلقا کوئی بھی درود پڑھنا کافی ہے۔

(فتاویٰ قاسمیہ جلد۴،ص،٦٦٩)

ایک اور دیوبندی مفتی صاحب لکھتے ہیں:

امام صاحب کا موقف درست ہے درود شریف کا پڑھنا فرض یا واجب نہیں ہے بلکہ سنت ہے اس کو پڑھنا چاہیے البتہ اگر اس کو پڑھے بغیر سلام پھیر دیا تب بھی نماز ہو جائے گی۔

(اشرف الفتاویٰ،ص،۹۷،ـ ـ)

ایک اور بھی حوالہ دیکھ لیجئے۔

دیوبندیوں کے مفتی شبیر احمد قاسمی صاحب لکھتے ہیں:

پہلی اور تیسری صورت میں التحیات کے بعد درود شریف اور دعائے ماثورہ پڑھے بغیر سلام

پھیر کر نماز ختم کرنا جائز ہے کیونکہ صلوۃ وسلام سنن و مستحبات صلاۃ میں سے ہیں جن کا ترک بلا عذر جائز نہیں لیکن عذر شرعی میں گنجائش ہے۔

(فتاویٰ قاسمیہ جلد۵،ص،۷۵۲)

ہے کوئی دیوبندی جو اپنے ان مفتیوں کے بارے میں کچھ لب کشائی کرے جو درود شریف دعائے ماثورہ نہ پڑھنے والے کو رخصت دے کر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی موافقت کر رہے ہیں کیا ان پر وہ الزامات عائد نہیں ہوں گے جو اس جاہل دیوبندی نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر کیے ہیں کیا ان دیوبندی مفتیوں نے رخصت دے کر عوام کو دلیر نہیں بنایا کوئی تو بولے، کوئی تو جواب دے، میں مزید آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں اگر یہ جہلاء اعلیٰ حضرت پر اس وجہ سے اعتراض کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے اس شخص کو جس پر بکثرت قضاء نمازیں ہیں اس کو کچھ رخصت دی ہے تو یہ اعتراض علماء دیوبند پر بھی ہوتا ہے کہ انہوں نے بھی رخصتیں دی ہیں۔

دیوبندیہ اور جماعت ترک کرنے کی رخصت:

دیوبندیوں کے مفتی اعظم اور فقیہ العصر رشید احمد صاحب سے ایک سوال ہوا:

اذان ہوگئی اور بیوی کہتی ہے کہ نماز سے پہلے میری خواہش پوری کرواگر اس کی خواہش پوری کی جائے تو جماعت ترک ہوتی ہے اس صورت میں کیا کرے؟

اس کے جواب میں دیوبندی مفتی صاحب لکھتے ہیں:

اگر مرد کو بھی اس حد تک میلان ہو گیا ہو کہ نماز میں پوری توجہ نہ رہے گی تو ترک جماعت جائز ہے۔

(احسن الفتاویٰ جلد۳،ص،۲۹۲، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

ہے کوئی دیوبندی جو اس مفتی سے سوال کرے کہ اس نے واجب ترک کرنے کی رخصت کیوں دی جماعت سے نماز پڑھنے میں دیر ہی کتنی لگتی ہے، بہرحال ہم اس پر مزید تبصرہ نہیں کرتے بلکہ یہ توجہ

دلا دیتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے سنتوں کے اندر رخصت دی اور وہ بھی مکمل نہیں بلکہ کچھ نہ کچھ پڑھنے کا بھی ارشاد فرمایا، جب کہ یہ دیوبندی مفتی واجب کے ترک کی رخصت دے رہا ہے لیکن کوئی بھی مصنف چہل مسئلہ جیسا دیوبندی جاہل بولنے کے لیے یا لکھنے کے لیے تیار نہیں، کیوں؟

دیوبندی تابوت میں آخری کیل

دیوبندی مفتی احمد خانپوری صاحب لکھتے ہیں:

سوال: قضائے عمری کے اشتہار میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف کی جگہ تین بار سبحان اللہ کہے، ہاں! وتر کی ہر رکعت میں الحمداور سورت پڑھنا ہے

اسی طرح قعدۂ اخیرہ میں دعائے ماثورہ کی جگہ فقط" اللھم صل علی محمد و الہ" پڑھے دریافت طلب یہ ہے کہ کیا اس طرح کرنے سے قضائے عمری ساقط ہوجائیگی؟

الجواب:حامدا و مصلیا و مسلما

جی ہاں! فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بجائے تین مرتبہ سبحان اللہ پڑھ لے تب بھی کافی ہے۔۔۔۔۔۔۔جس پر بہت ساری قضاء نمازیں باقی ہوں، وہ ان کی ادائیگی میں سہولت کے لئے قعدۂ اخیرہ میں درود ابراہیم کی جگہ مختصر درود پر اکتفا کرے جیسا کہ سوال میں ہے، اوراسی طرح قعدۂ اخیرہ میں درودشریف کے بعد پڑھی جانے والی دعائے ماثورہ چھوڑ دے تو اس کی بھی گنجائش ہے

(محمود الفتاوی، جلداول، ص، ۴۷۷، مکتبہ محمودیہ محمودنگر ڈابھیل)

اب تو سب دیوبندیوں کی غیرت دریا میں غرق ہوجائے گی اور یہاں وہ بکواس کرنے کے لئے کوئی بھی تیار نہ ہوگا جو بکواس مصنف چہل مسئلہ نے کی اور امام المحرفین مکار دیوبند سرفراز نے اس کی تصدیق کر کے کی، اگر دیوبندیوں میں واقعی کوئی غیرت ہے تو اپنے ان جہلاء کو بھی وہی کچھ

کہیں جو بغض اہلسنت میں صوفی صافی کی قلم سے نکلا۔

☆☆☆☆☆..................☆☆☆☆

اعتراض نمبر 35

"روٹی توڑنے کے طریقے پر اعتراض کا جواب"

عرض: کھانا کھانے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ ارشاد: داہنا پاؤں کھڑا ہو اور بایاں بچھا، اور روٹی ہاتھ میں لے کر داہنے ہاتھ سے توڑنا چاہیے ایک ہاتھ سے توڑ کر کھانا اور دوسرا ہاتھ نہ لگانا عادت متکبرین ہے۔(ملفوظات ص ۸۸ حصہ اول) فائدہ: اس طرح روٹی توڑنے کی سنت کہاں سے لی ہے جس کے ترک کو عادت متکبرین کہا ہے۔(چہل مسئلہ،۴۲، مکتبہ صفدریہ)

"الجواب بعون الملک الوھاب"

ناظرین! یہ جاہل محقق اوراس کی تصدیق کرنے والا سرفراز عقل سے پیدل اور بزرگوں کے کلام کو سمجھنے سے کوسوں دور ہیں ان کو نہ تو علماء کے کلام کا علم اور نہ طرق استعمال کا پتا پس کوئی لفظ نظر آجائے اس پر اعتراض کردینا ہے یہاں ان جہلاء دیوبند کو منسون کے لفظ پر اعتراض ہے کہ ایک ہاتھ میں روٹی لے کر دوسرے سے توڑنا سنت کیسے ہے۔

ان علم سے کوروں کو کون سمجھائے کہ سنت سے مراد ہمیشہ سنت اصطلاحی نہیں ہوتی بلکہ مستحب پر بھی سنت کا اطلاق ہوجاتا ہے۔ اور اعلی حضرت امام اہلسنت کے کلام میں سنت سے مراد مستحب ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی دیوبندی ہماری اس بات کو نہ مانے تو ہم ایسے دیوبندی کی عقل کا علاج ان ہی کے گھر سے کردیتے ہیں تاکہ ایسے دیوبندی کو بھی بولنے کا موقع نہ ملے۔ چنانچہ دیوبندیوں فقہیہ العصر اور مفتی اعظم رشید احمد دیوبندی صاحب لکھتے ہیں۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالٰی کی عبارت میں سنت سے مراد سنت شرعیہ نہیں سنتِ عادیہ ہے، جو مستحب کے درجہ میں ہے۔

(احسن الفتاوی جلد ۹، ص ۸۰، ایچ ایم سعید کمپنی)

رشید احمد دیوبندی کی اس عبارت سے بالکل واضح ہو گیا کہ ہر جگہ سنت سے مراد سنتِ شرعیہ نہیں ہوتی بلکہ سنتِ عادیہ بھی مراد ہو سکتی ہے جو کہ مستحب کے درجہ میں ہوتی ہے۔

اب یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے (ایک ہاتھ سے توڑنا اور دوسرا ہاتھ نہ لگانا، عادتِ متکبرین میں شمار کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ تکبر کا تعلق عرف سے بھی ہوتا ہے ہو سکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے دور میں لوگ ایک ہاتھ سے روٹی تکبر کی وجہ سے توڑتے ہوں جس کی وجہ سے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے یہ بات ارشاد فرمائی ہو۔

دیوبندیو! اپنے گھر کی خبر لو:

دیوبندی کیونکہ عقل کو تین طلاق دے کر آزاد کر چکے ہیں اس لیے اس طرح کے لایعنی ولغو اعتراضات کر کے اپنی عاقبت و آخرت برباد کر رہے ہیں ساتھ ساتھ یہ بات بھی بڑے مزے کی ہے کہ دیوبندیوں کو اپنے گھر کی کتابیں پڑھنے کی فرصت نہیں ہوتی اور ہو بھی کیسے سکتی ہے کیونکہ ان لوگوں کو تو ۲۴ گھنٹے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر تبرا و بکواس کرنی ہوتی ہے اس لیے ان کے پاس اپنی کتابیں پڑھنے کا وقت نہیں ہوتا۔

ناظرین: ان بے حیاؤں سے تو شرم و حیا کی امید نہیں لیکن آپ کی تسلی کے لیے حوالہ عرض کیے دیتا ہوں کہ اگر کوئی دیوبندی پھر سے اس طرح کی بکواس کرے تو اس کے منہ پر اس کے گھر سے تیار شدہ تھپڑ رسید کر دیں۔ چنانچہ دیوبندیوں کی شیخ الحدیث محمود حسن دیوبندی صاحب حسین احمد کانگریسی ٹانڈوی کی سنت (عادت) بیان کرتے ہوئے کہتا ہے،

حضرت مدنی کی عادت شریفہ یہ تھی کہ بائیں ہاتھ میں روٹی لے لیتے تھے اور دائیں ہاتھ سے اس میں سے توڑ توڑ کر کھاتے رہتے تھے۔

(ملفوظات محمود حسن گنگوہی، ص ۱۰۳، کتب خانہ مظہری کراچی)

دیوبندیوں کے حسین احمد ٹانڈوی کے بارے میں بہت اونچے اونچے خیالات ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حسین احمد ٹانڈوی نے کبھی بھی خلاف سنت کام نہیں کیا، وقت آنے پر اتنے حوالے پیش کروں گا کہ ان شاء اللہ دیوبندی دار العلوم دیوبند کا راستہ بھی بھول جائیں گے بہر حال جب ٹانڈوی نے خلافِ سنت کوئی کام نہیں کیا تو بقول دیوبندیوں کے یہ کام (الٹے ہاتھ میں روٹی لے کر سیدھے ہاتھ سے توڑنا) بھی سنت ہوگا جب یہ کام سنت ہے اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے اس کے تارک کے بارے میں متکبر فرما دیا تو کون سا برا کیا کہ دیوبندی آپے سے باہر ہو گیا۔

☆☆☆☆☆..........☆☆☆☆☆

اعتراض نمبر36

"داڑھی منڈانے والے پر قرآن میں لعنت اور حدیث میں۔ پر اعتراض کا جواب"

داڑھی منڈانے اور کتروانے والا فاسق معلن ہے اسے امام بنانا گناہ ہے فرض ہو یا تراویح، حدیث میں اس پر غضب اور ارادہ قتل کی وعیدیں وارد ہوتی ہیں اور قرآن کریم میں اس پر لعنت ہوتی ہے۔ (احکام شریعت، حصہ دوم) فائدہ: ارادہ قتل وغیرہ کی صحیح حدیثیں کس کتاب میں ہیں اور کون سے قرآن عظیم میں لعنت کا ذکر ہے داڑھی کا وجوب بھی ثابت کرنا مشکل ہے قرآن شریف میں صراحۃ ایک جگہ حضرت ہارون علیہ السلام کی ریش مبارک کا ذکر ہے، باقی قرآن میں تو کہیں اشارۃ یا صراحۃ اس کا ذکر تک نہیں لعنت کا فتویٰ کیسا اور واجب القتل کیونکر۔ یہ قرآن مجید کے متعلق صریح کذب بیانی ہے۔ واضح ہو کہ اسی فرضی مجدد نے دوسرے رسالہ عرفان شریعت ص13 میں لکھ دیا ہے کہ داڑھی کے متعلق قرآن پاک میں پانچ آیتیں ہیں۔ خدا معلوم وہ کہاں ہیں؟

(چہل مسئلہ، ص ۴۲، مکتبہ صفدریہ)

"الجواب بعون الملک الوھاب"

قارئین! یہ اعتراض صرف امام المحرفین کے محقق کا ہی نہیں بلکہ ہر چھوٹا بڑا دیوبندی اس اعتراض کو لئے پھرتا ہے اور اپنی اپنی کتابوں میں تقریبا سب اس اعتراض کو بیان کرتے ہیں انہیں دیوبندیوں میں سے ایک دیوبندی مولوی الیاس گھمن بھی ہے اس نے بھی اس مسئلہ پر لکھا ہے ہم

اس کی عبارت بھی نقل کر دیتے ہیں اور سب کا اکٹھا جواب دیں گے وجہ اس کی یہ ہے کہ نہ تو امام المحر فین زندہ اور نہ اس کا محقق بلکہ بقول دہلوی مٹی میں مل گئے یا بقول گنگوہی مٹی سے مل گئے بہر حال الیاس گھمن صاحب زندہ ہیں شاید وہ اس جواب کو پڑھ کر کچھ یہ وظیفہ ''**لعنة الله علی الکاذبین**'' اپنے اوپر کریں۔

چنانچہ لکھتے ہیں:

اعلیٰ حضرت بریلوی کی مذکورہ بالا عبارت میں دو باتیں بالکل جھوٹی ہیں (۱) حدیث شریف میں داڑھی منڈانے والے پر غضب وارادہ قتل کی وعید نہیں ہے اگر ہے تو بریلوی حضرات اسکا ثبوت پیش کریں۔ (۲) قرآن شریف میں داڑھی منڈانے والے پر لعنت نہیں ہے اگر ہو تو ثبوت پیش کر دیں۔

آگے جا کر لکھتے ہیں:

قرآن مجید میں پانچ آیتیں کون سی ہیں جس میں داڑھی رکھنے کا حکم ہو امید یہ کہ بریلوی حضرات اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کے علمی کمال کو ضائع نہیں کریں گے۔

(فرقہ بریلویت، ص،۱۹۰، مکتبہ اہل سنت والجماعت)

الیاس گھمن صاحب کی بھی باتیں آپ نے دیکھ لیں ان کو بھی اس بات پر اعتراض ہے کہ داڑھی منڈانے والے پر قرآن میں لعنت نہیں اور حدیث میں غضب وارادہ قتل نہیں اور قرآن میں پانچ آیات نہیں۔

''پہلا اعتراض''

قرآن شریف میں داڑھی منڈانے والے پر لعنت نہیں ہے اگر ہو تو ثبوت پیش کر دیں۔

''الجواب بعون الملک الوہاب''

میں الیاس گھمن اور پوری دیوبندیت سے یہ سوال کرتا ہوں کہ اگر کوئی یہ کہے کہ قرآن میں فلاں

شخص پر لعنت کی گئی ہے تو قرآن میں صراحۃً ہونا ضروری ہے یا نہیں اگر جواب یہ ہو کہ قرآن میں صراحۃ ہونا ضروری ہے تو پھر عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہو گے کہ آپ رضی اللہ عنہ مختلف عورتوں پر اللہ کی لعنت فرمایا کرتے تھے اور فرماتے: **مالی لاالعن من لعن رسول الله ﷺ و هو فی کتاب الله.** حالانکہ ان عورتوں پر لعنت کا ذکر قرآن میں نہیں ہے اور جب آپ سے ایک عورت نے سوال کیا تو آپ نے کیا جواب دیا دیوبندیوں کے گھر سے دیکھ لیں۔

دیوبندی مولوی اسحاق صاحب لکھتے ہیں:

عبداللہ بن مسعود سے ایک بڑھیا نے کہا کہ آپ گودنے والی عورت پر لعنت کرتے ہیں، حالانکہ قرآن میں گودنے کی ممانعت کہیں بھی نہیں ہے، عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کاش! تو پڑھی ہوئی ہوتی، کیا قرآن میں یہ آیت نہیں ہے؟

وما آتکم الرسول فخذوه و ما نهٰکم عنه فانتهوا

کہ جو رسول اللہ ﷺ لا کر دیں اسے لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ

بڑھیا نے کہا، ہاں یہ تو ہے۔ فرمایا بس اسی رو سے رسول اللہ ﷺ نے واشمہ یعنی گودنے والی پر لعنت کی ہے اور اس فعل قبیح سے روکا، تو یہ حکم رسول اللہ ﷺ اس آیت کا بیان ہو کر قرآنی حکم ہو گیا۔

(داڑھی ضرور رکھوں گا، ص،۱۰۱، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

نوٹ: جس طرح اس دیوبندی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول بیان کیا ہے اس پر ہم بھی کئی اعتراضات کر سکتے ہیں لیکن نہیں، میں آپ کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا وہ فرمان بیان کر دیتا ہوں کہ آپ کیا دعوی کیا کرتے تھے اور اس پر دلیل کیا دیا کرتے تھے، **چنانچہ اشرفعلی تھانوی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:**

عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه قال لعن الله الواشمات و المستوشمات

و المتنمصات والمتفلجات للحسن،المغيرات خلق الله فجاء ت امرأة فقالت انه بلغني انک لعنت کيت وکيت قال:مالي لاالعن من لعن رسول الله ﷺ وهو في کتاب الله فقالت لقد قرأت ما بين اللوحين فما وجدت فيه ماتقول قال لئن کنت قراتيه لقد وجد تيه اما قرء ت﴿ ماأتكم الرسول فخذوه ومانهى کم عنه فانتهوا﴾ قالت بلى قال :فانه نهى عنه.

(امدادالفتاوی،جلد،٦،ص،١٤٩،مکتبہ دارالعلوم کراچی)

ترجمہ اپنے انداز میں! حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا :لعن الله الواشمات والمشتوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله یعنی اللہ کی لعنت بدن گودنے والیوں اور گدوانے والیوں اور منہ کے بال نوچنے والیوں اور خوبصورتی کیلئے دانتوں میں کھڑکیاں بنانے والیوں اللہ کی بنائی چیز بگاڑنے والیوں پر، یہ سن کر ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی میں نے سنا ہے آپ نے ایسی ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے تو آپ نے فرمایا:مالي لاالعن من لعن رسول الله ﷺ وهو في کتاب الله یعنی مجھے کیا ہوا کہ میں اس پر لعنت نہ کروں جس پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی اور جس کا بیان قرآن عظیم میں ہے،اس عورت نے کہا میں نے قرآن اول سے آخر تک پڑھا اس میں کہیں اس کا ذکر نہ پایا،فرمایا:ان کنت قراتيه لقد وجد تيه اما قرات ماأتكم الرسول فخذوه ومانهى کم عنه فانتهوا۔یعنی اگر تم نے قرآن پڑھا ہوتا تو یہ بیان ضرور پاتی کیا تم نے یہ آیت نہ پڑھی کہ: جو رسول تمہیں دے وہ لو اور جس سے منع فرمائے باز رہو،انہوں نے عرض کی ہاں فرمایا:فانه نهى عنه یعنی تو بے شک نبی ﷺ نے ان حرکات سے منع فرمایا ہے۔

جناب گھمن صاحب! کیا کہیں گے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں، کیا انہوں نے

بھی قرآن پر بہتان باندھا، کیا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ بات بالکل غلط ہے اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر حضرت ابن مسعود پر بھی ایک دو فتوے صادر کرو اگر سچے ہو تو، اور جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فرمان سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اگر کوئی یہ کہے کہ ''یہ چیز قرآن میں ہے'' تو اس کا صراحتاً ہونا ضروری نہیں ہے، تو ہم سے صراحت کا مطالبہ کرنا سوائے جنون و پاگل پن کے اور کچھ نہیں۔

گھمن اور اس کی پوری ذریت کو چیلنج:

اگر گھمن صاحب پھر بھی اپنے اکابرین کی طرح ضدی بن جائیں تو ان کا علاج ان ہی کے اصولوں سے کر دیتا ہوں تا کہ آئندہ کسی دیوبندی میں کہنے کی جرأت نہ ہو کہ قرآن پر بہتان باندھا یا حدیث پر۔

(۱) چنانچہ دیوبندی مولوی قاضی شمس الدین صاحب لکھتے ہیں:

کتاب وسنت میں مختلف مقامات پر داڑھی منڈانے کو ''عمل خبیث''،''معصیت کبیرہ''،''فاحشہ''، ''منکر''،''حرام'' اور ''تغییر خلق اللہ'' وغیرہ الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(جمال مسلم رسالہ داڑھی کی اسلامی حیثیت،ص،٢٧،مکتبہ رشیدیہ عائشہ منزل کراچی)

اب ہم دیوبندی مولوی الیاس گھمن اور اس کی ذریت سے پوچھتے ہیں کہ بتاؤ! قرآن میں کہاں داڑھی منڈانے کو ''عمل خبیث'' کہا ہے یا کتاب اللہ میں کون سے مقام پر داڑھی منڈانے کو ''معصیت کبیرہ'' کہا ہے یا قرآن مجید کے کونسے پارے میں داڑھی منڈانے کو فاحشہ، حرام و تغییر خلق اللہ کہا ہے امید ہے کہ الیاس گھمن صاحب قرآن کا وہ پارہ، سورۃ اور آیات بیان کریں گے اور اسی طرح وہ احادیث بھی بیان کریں گے ورنہ اپنے اس مولوی پر وہ فتوی ضرور صادر کریں جو بغض اہل سنت میں دیوبندی قلم سے نکلے۔

(۲) دیوبندی اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

حلق لحیہ تغییر خلق اللہ ہے اور تغییر خلق اللہ کا حرام ہونا قرآن میں موجود۔ پس حلق لحیہ کا حرام ہونا قرآن سے ثابت ہوگیا۔ (امداد الفتاوی، جلد ۶، ص ۱۱۵، مکتبہ دار العلوم کراچی)

دیوبندی مولوی الیاس گھمن صاحب! بتانا پسند کریں گے کہ آپ کے تھانوی صاحب کا یہ قول ”حلق لحیہ کا حرام ہونا قرآن سے ثابت ہوگیا“ قرآن کے کون سے پارے سورۃ اور آیت میں ہے۔

(۳) دیوبندی مولوی محمد اسحاق صاحب لکھتے ہیں:

کم از کم ایک مشت داڑھی قرآن، حدیث اور فقہائے اربعہ سے ثابت ہے۔

(داڑھی ضرور رکھوں گا، ص ۱۰۲، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

گھمن صاحب! بتانا پسند کریں گے کہ ایک مشت داڑھی قرآن کی کون سی آیت سے ثابت ہوتی ہے۔ جبکہ آپ کے استاذ اور اس کے صوفی صافی کے نزدیک قرآن میں داڑھی کا ذکر ایک جگہ صراحۃً ہے جس میں ایک مشت کا ذکر نہیں اور باقی پورے قرآن میں داڑھی کا ذکر نہ صراحۃً ہے نہ اشارۃً۔

(۴) گھمن اور کئی اکابرین دیوبند کی مصدقہ کتاب میں دیوبندی صابر صاحب لکھتے ہیں:

یاد رکھو اس پر علماء کرام نے بھی اس قدر تاکید فرمائی ہے کہ اٹھارہ قرآنی آیات مقدسہ، بہتر ۷۲ احادیث مبارکہ اور ساٹھ سے زیادہ بزرگان دین کے اقوال شریفہ کی روشنی میں۔۔۔۔۔۔۔

(بے ادب بے نصیب، ص ۳۴۳، مکتبہ الحسن)

گھمن صاحب! آپ کے صوفی صافی اور استاذ سرفراز گکھڑوی کو تو قرآن کریم میں ایک مقام کے علاوہ اور کہیں بھی داڑھی کا ذکر نہ اشارۃً ملا ہے نہ صراحۃً لیکن آپ کی مصدقہ کتاب میں اٹھارہ قرآنی آیات کا کہا گیا ہے بتائیں گے کہ وہ اٹھارہ آیات کون سے قرآن میں ہیں، شاید ان کو دیکھ کر آپ کے استاذ گکھڑوی صاحب اور صوفی کی جہالت دور ہو۔

(۵) دیوبندی مولوی قاضی مظہر لکھتا ہے:

ابن جوزی نے قاضی ابویعلی سے روایت کی کہ انہوں نے اپنی کتاب معتمد الاصول میں اپنی اسناد سے صالح بن احمد بن حنبل سے روایت کی کہ صالح نے کہا: ابا جی ایک قوم ہمیں یزید کی دوستی کا الزام دیتی ہے امام احمد نے فرمایا اے بیٹے **جو خدا پر ایمان رکھتا ہے وہ یزید کے ساتھ دوستی نہیں کر سکتا اور جن پر خدا نے اپنی کتاب میں لعنت فرمائی اس پر لعنت کیوں نہ کی جائے۔**

(شہادت امام حسین وکردار یزید ص ۶، تحریک خدام اہل سنت والجماعت)

گھمن صاحب یہ آپ ہی کے علماء کا اصول ہے کہ ”جب کوئی کسی کا حوالہ نقل کرے اور اختلاف نہ کرے تو وہ اس کا موقف ہوتا ہے“ جناب کے قاضی صاحب نے امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کا حوالہ اپنی تائید میں نقل کیا ہے اور اختلاف نہیں کیا تو یہ تمہارے اصول سے ان کا موقف ہوگا اب یہ بتائیں کہ قرآن میں کسی مقام پر یزید پر لعنت ہے وہ آیت بیان کریں۔

بہر حال دیوبندی مولوی الیاس گھمن ان تمام حوالوں کا جواب قرآن کریم کی آیات اور احادیث بیان کر کے دے ورنہ اس کے یہ سارے مولوی دیوبندی اصولوں سے دجال، کذاب، مفتری کہلائیں گے، مجھے یقین ہے کہ کسی بھی دیوبندی میں یہ جرأت نہیں ہے، ہوسکتا ہے کہ دیوبندی مولوی اپنے آباء کو بچانے کے لئے یہ کہہ دے کہ قرآن میں صراحۃً ہونا ضروری نہیں، تو پھر بھی تمہارے گھر کے اصولوں سے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کا سچا ہونا ثابت ہوجاتا ہے۔

دیوبندی پہلا اصول اور داڑھی منڈانے والے پر قرآن میں لعنت:

دیوبندی مولوی محمد اسحاق صاحب لکھتے ہیں:

چنانچہ سلف صالحین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تمام وہ مستقل احکام جو حدیث سے ثابت ہوتے تھے، انہیں انہی آیات کی رو سے قرآنی احکام اور بیان قرآنی کہتے تھے۔

(داڑھی ضرور رکھوں گا، ص ۱۰۱، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

دیوبندی اصول سے یہ واضح ہوگیا کہ اگر کوئی حکم حدیث سے ثابت ہے تو اس کے بارے میں یہ

کہہ سکتے ہیں کہ یہ قرآن میں ہے۔

تھانوی ایک قدم اور آگے:

دیوبندی مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

اور حدیث ثالث میں بعینہ ایسا ہی قصہ مذکور ہے کہ عورت نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہی شبہہ کیا تھا انہوں نے نہایت لطافت سے احکام ثابتہ بالحدیث کا ثابت بالقرآن ہونا ثابت فرمادیا۔ بعینہ اسی طریق سے یہ حکم بھی داخل احکام قرآنی ہے غرض کلیاً قرآن میں اور جزئیاً حدیث میں یہ حکم موجود ہے بلکہ تتبع غائر سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ طریق مذکور سے بھی زیادہ اس کی تصریح قرآن میں موجود ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿فلیغیرن خلق اللہ﴾ آیت بعبارۃ النص تغییر خلق اللہ کے امر شیطان اور مذموم ہونے پر دال ہے اور اس فعل مسئول عنہ کا تغییر خلق اللہ ہونا مشاہدہ سے ثابت ہے اور نیز حدیث ثالث (حدیث حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ از ناقل) اس کی موید ہے۔ کیونکہ اس میں تنمص وغیرہ سے بدرجہا زیادہ تغییر ہے۔ **حلق لحیہ تغییر خلق اللہ ہے اور تغییر خلق اللہ کا حرام ہونا قرآن میں موجود۔ پس حلق لحیہ کا حرام ہونا قرآن سے ثابت ہوگیا۔**

(امداد الفتاوی، جلد ۶، ص ۱۵۰، مکتبہ دار العلوم کراچی)

دیوبندی مولوی اقبال قریشی صاحب اشرفعلی تھانوی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ داڑھی رکھنے کا حکم قرآن مجید میں موجود نہیں ورنہ ہم ضرور رکھتے، حضرت حکیم الامت کا اس سلسلہ میں جواب یہ ہے کہ دلائل چار ہیں (۱) قرآن (۲) حدیث (۳) اجماع (۴) فقہ ان میں سے کسی سے جواب دے دیا تو گویا چاروں سے جواب آ گیا۔۔۔۔۔۔ جب داڑھی رکھنے کا حکم حدیث سے ثابت ہوگیا تو گویا قرآن سے ثابت ہے:

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ

(اشرف الاحکام ص ۲۷۶، ادارہ اسلامیات)

دیوبندی مولوی محمد اسحاق ملتانی صاحب بھی تھانوی صاحب کے حوالے سے لکھتے ہیں:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ داڑھی رکھنے کا حکم قرآن مجید میں موجود نہیں ورنہ ہم ضرور رکھتے، حضرت حکیم الامت کا اس سلسلہ میں جواب یہ ہے کہ دلائل چار ہیں (۱) قرآن (۲) حدیث (۳) اجماع (۴) فقہ ان میں سے کسی سے جواب دے دیا تو گویا چاروں سے جواب آ گیا۔۔۔۔۔۔ جب ڈاڑھی رکھنے کا حکم حدیث سے ثابت ہوگیا تو گویا قرآن سے ثابت ہے:

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ

حضرت امام احمد بن حنبل سے کسی نے داڑھی کا ثبوت قرآن پاک سے پوچھا تو فرمایا:

مااتکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا

فرمایا اس میں داڑھی رکھنے کا حکم موجود ہے۔۔۔۔

(داڑھی ضرور رکھوں گا، ص ۱۰۲، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

پہلے حوالے میں تھانوی صاحب نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ثابت کیا کہ ثابت بالحدیث کو ثابت بالقرآن کہہ سکتے ہیں، ساتھ ساتھ تھانوی صاحب کا طریقہ استدلال دیکھ کر کسی بھی دیوبندی کو حیاء نہ آئی اور تھانوی پر کسی نے بھی کسی قسم کا فتوی نہ داغہ کیونکہ معلوم تھا کہ جو ٹکڑے ملتے ہیں بند ہو جائیں گے دیوبندیو! تھانوی صاحب کہہ رہے ہیں "داڑھی منڈانے کا حرام ہونا قرآن سے ثابت" کیا تھانوی پر بھی کوئی فتوی لگانے والا ہے کہ اس نے قرآن پر بہتان باندھا یہاں کسی دیوبندی کو غیرت نہیں آئے گی کیونکہ یہ اپنے ہیں اور اعلی حضرت امام اہلسنت سے بغض، اور دوسرے حوالے میں تو تھانوی صاحب ایک قدم اور آگے نکل گئے اس میں تو انہوں نے اجماع اور قیاس سے ثابت ہونے والے حکم کے بارے میں بھی کہہ دیا کہ اگر ان سے کوئی حکم ثابت ہے تو کہہ سکتے ہیں کہ قرآن سے ثابت ہے یا پھر حدیث سے ثابت ہے اب ہم یہ بھی ثابت کر دیتے ہیں کہ دیوبندی اپنی کتابوں میں داڑھی منڈانے والے پر لعنت احادیث سے ثابت کرتے ہیں اور

جب یہ بات احادیث سے ثابت ہوجائے گی تو دیوبندی اصولوں سے قرآن سے بھی ثابت ہوجائے گی۔

(۱) دیوبندیوں کے مفتی عبدالرحیم لاجپوری صاحب لکھتے ہیں:

نیز داڑھی منڈانے میں کفار اناث (عورتیں) اور مخنثوں کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے جس کا ناجائز اور حرام ہونا احادیث سے ثابت ہے **من تشبہ بقوم فھو منھم** (ابوداؤد) ایک حدیث میں ہے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ لعنت کرتے ہیں ان مردوں پر (جو داڑھی منڈا کر یا زنانہ لباس پہن کر) عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ، جلد ۱۰، ص، ۱۰۷، مکتبہ دارالاشاعت کراچی)

نوٹ! بریکٹ کے الفاظ دیوبندی مولوی کے اپنے ہیں۔

(۲) قاضی شمس الدین صاحب لکھتے ہیں:

حدیث شریف میں ہے و **عن ابن عباس قال لعن النبی ﷺ المشبھین من الرجال و المتشبھات بالرجال وعنہ ان النبی ﷺ قال لعن اللہ المتشبھین من الرجال بالنساء و المتشبھات من النساء بالرجال رواہ البخاری.** حدیث میں ہے کہ عورتوں کی مشابہت کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت کرنے والی عورتوں پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ حضور فرماتے ہیں کہ ان لوگوں پر خدا کی لعنت ہے یعنی جو مرد تکلفا عورتوں کی شکل بنائے یا جو عورت تکلفا مردوں کی شکل بناوے وہ خدا اور رسول کے نزدیک ملعون ہیں۔

(جمال مسلم رسالہ داڑھی کی اسلامی حیثیت، ص، ۸۴، مکتبہ رشیدیہ عائشہ منزل کراچی)

(۳) دیوبندی یوسف لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:

داڑھی منڈوانا عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے اور عورتوں کی مشابہت کرنے والوں پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے کیا کوئی مسلمان جس کو رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت ہو وہ اس ملعون کام کو کریگا؟ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، جلد ۷، ص ۱۲۵، مکتبہ بینات کراچی)

ان دیوبندی حوالوں سے معلوم ہوا کہ حدیث میں جن لوگوں پر لعنت کی گئی ہے ان میں داڑھی منڈانے والا بھی شامل ہے تو جب حدیث سے داڑھی منڈانے والے پر لعنت ثابت ہوگئی تو دیوبندی اصولوں سے قرآن سے بھی ثابت ہوجائے گی تو جب دیوبندی اصولوں سے داڑھی منڈانے والے پر لعنت قرآن سے ثابت ہوگئی تو دیوبندیوں کو اب بھونکنے سے باز آجانا چاہئے یا پھر اپنے آباء کی جہالت کا اقرار کرنا چاہئے جنہوں نے ان کی مرضی کے خلاف اصول بنا کر ان کو ذلیل ورسوا کردیا۔

دیوبندی دوسرا اصول اور داڑھی منڈانے والے پر قرآن میں لعنت:

(۱) دیوبندی مولوی قاری طیب صاحب لکھتے ہیں:

پھر قطع نظر تشبہ کے یہ داڑھی پس کرانے کا فعل تغییر خلق اللہ اور خدا کے دیئے ہوئے حسن و جمال کی تخریب بھی ہے۔

(جمال مسلم رسالہ داڑھی کی شرعی حیثیت، ص، ۵۰، مکتبہ رشیدیہ عائشہ منزل کراچی)

(۱) دیوبندی مولوی قاضی شمس الدین صاحب لکھتے ہیں:

کتاب وسنت میں مختلف مقامات پر داڑھی منڈانے کو ''عمل خبیث''، ''معصیت کبیرہ''، ''فاحشہ''، ''منکر''، ''حرام'' اور ''تغییر خلق اللہ'' وغیرہ الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

کچھ آگے مزید لکھتے ہیں:

مفسرین کرام نے **فلیغیرن خلق اللہ** کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ڈاڑھی منڈوانا بھی تغییر خلق اللہ ہے یعنی اللہ کی بنائی ہوئی چیزوں کو بگاڑنا ہے۔

مزید لکھتے ہیں:

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے حدیث بخاری شریف کے مذکورہ بالا جملہ **المغیرات لخلق اللّٰہ** کی شرح میں تحریر فرمایا ہے:

مثلہ کرنے اور ڈاڑھی منڈانے کے حرام ہونے کی اصل علت اور وجہ یہی تغییر خلق اللہ ہے

(جمال مسلم رسالہ داڑھی کی اسلامی حیثیت، ص، ۲۷، ۲۸، ۳۲، مکتبہ رشیدیہ)

(۴) دیوبندی مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

حدیث میں جن افعال کو تغییر خلق اللہ موجب لعنت فرمایا ہے، داڑھی منڈوانا یا کٹانا بالمشاہدہ اس سے زیادہ تغیر کا اتباع شیطان ہونا اور اتباع شیطان کا موجب لعنت وموجب خسران وموجب وقوع الغرور، موجب جہنم ہونا منصوص ہے۔

(امدادالفتاوی، جلد۴ ص، ۲۲۲، مکتبہ دارالعلوم کراچی)

ایک اور مقام پر لکھتا ہے:

دوسرے حدیثِ ثالث (حدیثِ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ از ناقل) میں چند افعال پر لعنت آئی ہے اور مبنیٰ اس کا تصریحاً تغییر خلق اللہ فرمایا گیا ہے اور علت کے عموم سے معلول عام ہوتا ہے اور خلق لحیہ میں تغییر یقینی ہے۔ پس یہ بھی موجب لعنت ہوگا۔

(امدادالفتاوی، جلد ۶ ص، ۱۵۱، مکتبہ دارالعلوم کراچی)

ایک اور مقام پر لکھتا ہے:

حلق لحیہ تغییر خلق اللہ ہے اور تغییر خلق اللہ کا حرام ہونا قرآن میں موجود۔ پس حلق لحیہ کا حرام ہونا قرآن سے ثابت ہوگیا۔

(امدادالفتاوی، جلد ۶ ص، ۱۵۱، مکتبہ دارالعلوم کراچی)

حوالے اور بھی ہیں لیکن حیاء والے کے لئے اتنے کافی ہیں۔

قارئین! ان حوالوں سے یہ ثابت ہوگیا کہ دیوبندی علماء کے نزدیک داڑھی منڈوانا یہ تغییر خلق اللہ میں داخل ہے اب یہ بھی دیکھ لیجئے کہ تغییر خلق اللہ کرنے والے یا والی پر لعنت احادیث میں موجود ہے تو جب احادیث سے لعنت ثابت ہو جائے گی تو دیوبندی اصولوں سے قرآن سے بھی ثابت ہوجائے گی۔

دیوبندی مولوی قاضی شمس الدین صاحب لکھتے ہیں:

بخاری شریف میں ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مردوں کی شکل وصورت اختیار کرنے والی عورتوں پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے کیوں کہ وہ" **المغیرات لخلق الله**" ہیں۔

(جمال مسلم، رسالہ داڑھی کی اسلامی حیثیت، ص، ۳۲، مکتبہ رشیدیہ)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

لعن الله الواشمات و المستوشمات و المتنمصات والمتفلجات للحسن، المغیرات خلق الله

یعنی اللہ کی لعنت بدن گودنے والیوں اور گدوانے والیوں اور منہ کے بال نوچنے والیوں اور خوبصورتی کیلئے دانتوں میں کھڑکیاں بنانے والیوں اللہ کی بنائی چیز بگاڑنے والیوں پر۔

دیوبندی مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

حدیث میں جن افعال کو تغییر خلق اللہ موجب لعنت فرمایا ہے ڈاڑھی منڈوانا یا کٹانا بالمشاہدہ اس سے زیادہ۔۔۔۔۔

(امدادالفتاوی، جلد۴ ص، ۲۲۲، مکتبہ دارالعلوم کراچی)

ان حوالوں سے ثابت ہوا کہ تغییر خلق اللہ کرنے پر اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی ہے اور دیوبندیوں کے نزدیک داڑھی منڈانا تغییر خلق اللہ میں داخل تو داڑھی منڈانے والے پر

لعنت حدیث سے ثابت اور جب یہ ثابت ہو گیا تو دیوبندی اصول ''جو حدیث سے ثابت وہ قرآن سے ثابت'' سے داڑھی منڈانے والے پر لعنت قرآن سے ثابت ہو جائے گی، اب کسی بھی دیوبندی کو بکواس نہیں کرنی چاہئے کہ ان کے اپنے آباء کے اصولوں سے داڑھی منڈانے والے پر لعنت قرآن سے ثابت ہو گئی۔

دیوبندی تیسرا اصول اور داڑھی منڈانے والے پر قرآن میں لعنت:

کئی دیوبندی علماء نے لکھا ہے کہ داڑھی منڈانا عورتوں سے مشابہت ہے، ہم صرف ایک دو حوالے نقل کر دیتے ہیں۔

قاضی شمس الدین صاحب علامہ شامی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

معصیت کا سبب عورتوں سے مشابہت اختیار کرنا ہے (جو کہ حرام ہے) ایسے ہی مرد کا داڑھی منڈانا عورت کی مشابہت کرنا ہے اس لئے یہ بھی حرام ہے۔

پھر لکھتے ہیں:

یعنی اگر داڑھی منڈا کر عورتوں کی مشابہت اختیار کرے یا عورت سر کے بال کٹوا کر مردوں کی مشابہت اختیار کرے دونوں صورتیں حرام ہیں۔

(داڑھی منڈانے کی اسلامی حیثیت مع جمال مسلم ص ۸۴، مکتبہ رشیدیہ کراچی)

اور عورت کی مشابہت اختیار کرنے والے پر خود محبوب علیہ السلام نے لعنت فرمائی ہے۔

چنانچہ قاضی شمس الدین صاحب لکھتے ہیں:

حدیث شریف میں ہے و عن ابن عباس قال لعن النبی ﷺ المخنثین من الرجال و المتشبهات بالرجال وعنه ان النبی ﷺ قال لعن الله المتشبهين من الرجال بالنساء و المتشبهات من النساء بالرجال رواه البخاری. حدیث میں ہے کہ عورتوں کی مشابہت کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت کرنے والی عورتوں پر رسول اللہ ﷺ نے

لعنت کی ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ حضور فرماتے ہیں کہ ان لوگوں پر خدا کی لعنت ہے یعنی جو مرد تکلفا عورتوں کی شکل بنائے یا جو عورت تکلفا مردوں کی شکل بناوے وہ خدا اور رسول کے نزدیک ملعون ہیں۔

(جمال مسلم رسالہ داڑھی کی اسلامی حیثیت، ص ۸۴، مکتبہ رشیدیہ عائشہ منزل کراچی)

قاضی شمس الدین کی عبارات سے واضح ہو گیا کہ داڑھی منڈانے والا عورتوں سے مشابہت کرنے والا ہے اور عورتوں سے مشابہت کرنے والے پر حدیث میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی لعنت ہے تو داڑھی منڈانے والے پر بھی لعنت ہوگی۔

دیوبندیوں کے مفتی عبدالرحیم لاجپوری صاحب لکھتے ہیں:

نیز داڑھی منڈانے میں کفار اناث (عورتیں) اور مخنثوں کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے جس کا ناجائز اور حرام ہونا احادیث سے ثابت ہے من تشبه بقوم فهو منهم (ابوداؤد) ایک حدیث میں ہے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ لعنت کرتے ہیں ان مردوں پر (جو داڑھی منڈا کر یا زنانہ لباس پہن کر) عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ، جلد ۱۰، ص ۱۰۷، مکتبہ دارالاشاعت کراچی)

عبدالرحیم دیوبندی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ داڑھی منڈانا عورتوں کی مشابہت ہے اور اللہ ایسے مردوں پر لعنت کرتا ہے یہ بات قابل غور ہے کہ بریکٹ کی عبارت دیوبندی مفتی کی اپنی ہے یعنی اللہ تعالیٰ داڑھی منڈانے والوں پر لعنت کرتا ہے، جب احادیث سے داڑھی منڈے پر لعنت ثابت ہو گئی تو دیوبندی اصولوں سے قرآن سے بھی ثابت ہو گئی۔

دیوبندی چوتھا اصول اور داڑھی منڈانے والے پر قرآن میں لعنت:

تمام دیوبندی یہ مانتے ہیں کہ داڑھی منڈانے سے سرکار ﷺ کو ایذا و تکلیف ہوتی ہے اگر کسی

دیوبندی کو شک ہو تو ہم ان کے علماء کے حوالے دے دیتے ہیں

(۱) دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں

امت کے داڑھی منڈانے سے حضور اکرم ﷺ کو کتنی ایذا ہوتی ہے اس کا اندازہ مرزا قتیل کی اس حکایت سے لگائیے۔۔۔۔

(اشرف الاحکام، ص،۲۷۰، ادارہ اسلامیات)

(۲) دیوبندی مولوی رشید احمد صاحب لکھتے ہیں:

ڈاڑھی کے وجوب کی اہم اور باوزن دلیل یہ ہے کہ داڑھی منڈانے کا گناہ رسول اللہ ﷺ کے لئے باعث اذیت ونفرت ہے۔

(اسلام میں داڑھی کا مقام، ص،۲۹، مکتبہ کتاب گھر کراچی)

مزید لکھتے ہیں:

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا بڑی دلسوزی سے لکھتے ہیں مسلمانوں کے سوچنے کی بات ہے کہ مرنے کے بعد سب سے پہلے قبر میں حضور ﷺ کا سامنا ہوگا اور اس داڑھی منڈے ہوئے چہرے سے اس پاک ذات کو کتنی تکلیف ہوگی جس کی شفاعت پر ہم مسلمانوں کی امیدیں وابستہ ہیں۔

(اسلام میں داڑھی کا مقام، ص،۲۹، مکتبہ کتاب گھر کراچی)

(۳) دیوبندی مولوی زکریا تبلیغی لکھتا ہے:

نبی کریم ﷺ اللہ تعالی کے محبوب ہیں اس لئے حضور اقدس ﷺ کی اذیت اللہ جل شانہ کی اذیت ہے اسی لئے حضور ﷺ کا ارشاد ہے من آذانی من آذی اللـه تعالی جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ تعالی کو تکلیف پہنچائی جب غیر مسلموں کے داڑھی منڈانے اور موچھیں بڑھانے سے حضور ﷺ کو تکلیف پہنچی تو جو امتی کہلاتے ہیں ان کے اس ناپاک فعل سے حضور ﷺ کو کتنی تکلیف ہوتی ہوگی۔

(داڑھی کا وجوب، ص،۲۴، مکتبہ بشری کراچی)

(۴) دیوبندی مولوی عاشق الٰہی صاحب لکھتے ہیں:

پس کیا گزرتی ہوگی آپ ﷺ کے قلب مبارک پر جب آپ دیکھتے ہوں گے کہ آپ ﷺ کے امتی بھی داڑھیاں منڈا کر وہ شکل بنا رہے ہیں جو افسران یمن کی آپ ﷺ دیکھ چکے اور اس سے تکلیف پا چکے تھے۔

(داڑھی کی قدر و قیمت، ص،۴۱، مکتبہ رشیدیہ کراچی)

(۵) دیوبندی عاشق الٰہی بلند شہری صاحب لکھتے ہیں:

داڑھی منڈے لوگوں کو یہ محبوب نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ایذا نہ پہنچے مگر دشمنان رسول کی شکل و صورت اختیار کرنا منظور ہے تف ہے ایسے فیشن پر۔

(داڑھیاں بڑھانے کا حکم، ص،۷۷، مکتبہ بشری کراچی)

(۶) دیوبندی یوسف لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:

انہیں سوچنا چاہئے کہ روضہ اطہر پر سلام پیش کرنے کے لئے کس منہ سے حاضر ہوں گے اور آنحضرت ﷺ کو ان کی بگڑی ہوئی شکل دیکھ کر کتنی اذیت ہوتی ہوگی؟

(آپ کے مسائل اور ان کا حل، جلد۷، ص،۱۰۶، مکتبہ بینات کراچی)

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ داڑھی منڈانے سے سرکار ﷺ کو تکلیف و اذیت ہوتی ہے اب آیئے اور سرکار ﷺ کو تکلیف و اذیت دینے والے کا حکم قرآن کریم سے دیکھ لیں

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

ان الـذيـن يـؤذون الـلـه و رسـولـه لعنهم الله فى الدنيا و الآخرة واعد لهم عذابا مهينا (سورہ احزاب آیت نمبر ۵۷)

دیوبندی مولوی الیاس گھمن کی مصدقہ کتاب ''بے ادب بے نصیب'' میں دیوبندی مولوی صابر

لکھتا ہے:

حقیقت یہ ہے کہ خود قرآن میں ہے کہ جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو تکلیف پہنچائی اور ان کی بے ادبی کی تو ان پر دنیا و آخرت میں لعنت برستی ہے۔

(بے ادب بے نصیب، ص ۴۸، مکتبۃ الحسن لاہور)

قارئین کرام! ان جہلاء دیوبند سے تو انصاف کی امید نہیں اور نہ ہی وہ اس لائق ہیں کہ ان سے انصاف کا تقاضہ کیا جائے لیکن آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ جب داڑھی منڈانے سے سرکار ﷺ کو اذیت و تکلیف ہوتی ہے اور دیوبندی ملاں بھی مانتے ہیں کہ اس فعل بد سے سرکار ﷺ کو اذیت ہوتی ہے اور سرکار ﷺ کو تکلیف و اذیت دینے والوں کے بارے میں قرآن صراحتاً ارشاد فرما رہا ہے اور دیوبندی ملاں بھی لکھ رہا ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت۔ اب بھی جاہل بلکہ اجہل بلکہ گنگوہی کی طرح۔۔ دیوبندی مطالبہ کرے گا کہ دکھاؤ قرآن میں لعنت کہاں ہے میں ان دیوبندیوں سے کہتا ہوں کہ گنگوہی کی طرح نہ بنو بلکہ اپنی آنکھیں کھولو، ضد وہٹ دھرمی چھوڑو اور دیکھو کہ تمہارے اصولوں سے داڑھی منڈانے والوں پر لعنت قرآن سے ثابت ہے۔

دوسرا اعتراض:

حدیث شریف میں داڑھی منڈانے والے پر غضب و ارادہ قتل کی وعید نہیں ہے اگر ہے تو بریلوی حضرات اسکا ثبوت پیش کریں:

الجواب بعون الکریم التواب:

حدیث سے قتل اور ارادۂ قتل کا ثبوت دیوبندی اصولوں سے:

یہ اعتراض بھی ان کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت اور ان کے علمی یتیم ہونے پر دلیل ہے جن جہلاء کے اپنے علماء گندے گندے استدلالات کرتے رہتے ہیں ان کو اس طرح کے استدلال کیسے پسند

آسکتے ہیں میں گھمن اور اس کی نانہجار ذریت سے کہتا ہوں کہ اپنی ان بکواسات سے باز آجاؤ اور استدلال کے طریقے سیکھو ایسے ہی لایعنی اور فضول اعتراضات کر کے اپنی عوام کو پاگل اور اپنے علماء کو مجنون نہ بناؤ، بہر حال جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ داڑھی منڈانے سے سرکار ﷺ کو اذیت و تکلیف ہوتی ہے تو حدیث کا مطالعہ کرنے والا اور حدیث کو جاننے والا جانتا ہے کہ سرکار ﷺ کو تکلیف دینے والے کے بارے میں ارادۂ قتل نہیں بلکہ قتل ہے اعلی حضرت امام اہلسنت نے تو ہلکا حکم بیان کیا جبکہ دیوبندی اصولوں سے تو سخت حکم ثابت ہوتا ہے لیکن ان جہلاء کو دوسروں پر بکواس کرنا آتی ہے کیا گھمن اینڈ کمپنی نہیں جانتی کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے سرکار ﷺ کو تکلیف دینے والوں کو قتل کر دیا بلکہ خود سرکار نے قتل کروا دیا اگر یہ جاہل ہیں تو میں ان ہی کے گھر سے اس کو ثابت کر دیتا ہوں، **چنانچہ دیوبندی مولوی شعیب حقانی لکھتا ہے:**

حضور اکرم ﷺ نے ایک روز فرمایا **من لکعب بن اشرف فانه قد آذی الله و رسوله** کون ہے جو (اس یہودی) کو ٹھکانے لگائے (قتل کرے؟) اس نے اللہ اور رسول کو تکلیف پہنچائی ہے

(شرعی فیصلے، ص ۴۴، السعادۃ)

جب سرکار ﷺ کو ایذا دینے والے کو خود سرکار ﷺ نے قتل کرنے کا حکم دیا ہے تو کوئی اس سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہے کہ داڑھی منڈانے سے سرکار ﷺ کو تکلیف ہوتی ہے اور حدیث میں سرکار ﷺ کو تکلیف پر قتل کی وعید ہے (حالانکہ اعلی حضرت امام اہلسنت نے ارادۂ قتل کا فرمایا ہے) تو اس سے دیوبندیوں کو تکلیف کیوں ہوتی ہے کیا دیوبندی علماء استدلال نہیں کرتے اگر یہ جہلاء اپنے علماء کے استدلالات دیکھ لیتے تو۔۔۔۔ ڈوب مرتے کیا دیوبندیوں نے رشید احمد کا استدلال نہیں پڑھا کہ وہ "داڑھی منڈانے سے سرکار کو تکلیف ہوتی ہے" سے داڑھی کے وجوب پر استدلال کرتا تھا یہاں تو کسی بھی دیوبندی ملاں کو تکلیف نہ ہوئی اور سب کچھ کو ابریانی سمجھ کر ہضم کر گیا لیکن اعلی حضرت امام اہلسنت نے فقط اتنا ارشاد فرمایا کہ حدیث میں ایسے شخص کے لئے ارادۂ

قتل ہے تو سارے دارالعلوم کے بھانڈ جمع ہو گئے اور طرح طرح کی بکواسات کر کے اپنے حقیقی ابا کو خوش کرنے لگے۔

احادیث سے ارادۂ قتل کے الفاظ کا ثبوت دیوبندی اصول سے

دیوبندی بہت کہتے ہیں کہ داڑھی منڈانے والے کے لئے ''ارادۂ قتل'' کیا الفاظ کہاں ہیں ہم ماقبل یہ ثابت کر چکے کہ داڑھی منڈانے سے سرکار دوعالم ﷺ کو تکلیف ہوتی ہے اب سرکار ﷺ کو تکلیف پہنچانے والے کے بارے میں دیوبندی مولوی ساجد اتلوی کیا کہتا ہے وہ بھی دیکھ لیجئے

چنانچہ ساجد دیوبندی لکھتا ہے:

یہ تمام احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کفار میں سے جو بھی آپ ﷺ کی گستاخی کرتا اور **آپ کو اذیت دیتا تو آپ ﷺ اس کے قتل کا ارادہ فرماتے۔**

(گستاخ رسول کی شرعی حیثیت، ص، ۱۲۹، مکتبہ عثمانیہ راولپنڈی)

مذکورہ بالا حوالے کے یہ الفاظ **''آپ کو اذیت دیتا تو آپ اس کے قتل کا ارادہ فرماتے''** قابل توجہ ہیں ، دیوبندی جب کہتے ہیں کہ داڑھی منڈانے سے سرکار ﷺ کو اذیت ہوتی ہے اور سرکار ﷺ نے اذیت دینے والوں کے قتل کا ارادہ فرمایا اور اعلی حضرت نے بھی استدلالا یہی فرما دیا تو دیوبندی اپنا آبائی پیشہ بہتان بازی والزام تراشی کیوں اختیار کرتے ہیں۔ ہاں ہوسکتا ہے کہ کوئی دیوبندی یہ کہے کہ یہ تو گستاخی کرنے والے کے لئے ہے، تو اس کا جواب بھی دیوبندی گھر میں موجود ہے کہ کئی دیوبندی علماء اس بات پر متفق ہیں کہ داڑھی منڈانا سرکار ﷺ کی گستاخی ہے (جیسا کہ آگے حوالہ آرہا ہے) تو اب بھی وہی بات ثابت ہوگی جو اعلی حضرت امام اہلسنت نے ارشاد فرمائی، دیوبندی ہماری بات نہیں مانتے نہ مانیں لیکن اپنے آباء کے اصول واستدلال تو مانیں ، ہر دیوبندی یقیناً بغض اعلی حضرت امام اہلسنت میں اس قدر غرق ہو چکا ہے کہ وہ اپنے آباء کے

اصول ماننے سے بھی انکار کر دیتا ہے۔

داڑھی منڈانے والے کے لئے غضب کے الفاظ حدیث سے ثابت دیوبندی اقرار

جب یہ ثابت ہو گیا کہ سرکار ﷺ کو اذیت وتکلیف دینا موجب قتل ہے تو اسی سے ہی غضب کا ثبوت ہو جائے گا لیکن دیوبندیوں کو کچھ ان کے گھر کی سیر بھی کروا دیتا ہوں۔

چنانچہ دیوبندی مولوی یوسف لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:

آنحضرت ﷺ نے داڑھی رکھنے کا بار بار حکم فرمایا ہے اور اسے صاف کرانے پر غیظ وغضب کا اظہار فرمایا ہے۔

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

آنحضرت ﷺ نے اس کے بڑھانے کا حکم فرمایا ہے اور اس کے تراشنے پر یہاں تک غیظ وغضب کا اظہار فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کو اپنی مجلس سے اٹھ جانے کا حکم فرمایا اور یہ کہ میں تم سے بات نہیں کروں گا۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل، جلد ۷، ص، ۱۲۰، ۱۳۴، مکتبہ بینات کراچی)

اب تو دیوبندیوں کو ڈوب مرنا چاہئے کہ جس وجہ سے یہ بے حیاء اعلی حضرت امام اہلسنت پر بکواس کرتے تھے وہی الفاظ ان کے اپنے عالم نے سرکار ﷺ کے حوالے سے بیان کر دیئے ہیں، اب دیوبندیوں کو اعلی حضرت امام اہلسنت پر بکواس کرنے اور ان سے ثبوت مانگنے کے بجائے اپنے ہی اس عالم کو بیچ چوراہے ننگا کرنا چاہئے اور اس سے ثبوت مانگنا چاہئے۔

دیوبندیوں کے نزدیک داڑھی منڈانے والا گستاخ رسول:

دیوبندیوں کے جدید حکیم اختر صاحب تمام داڑھی منڈانے والوں کو گستاخ رسول ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سید الانبیاء نے حد بندی کر دی ہے حد بندی حضور کے دست مبارک سے ہوئی ہے اب اگر آگے

کاٹتے ہو تو سمجھو کہ حضور کا دست مبارک کاٹ رہے ہو اور نبی کے ساتھ گستاخی کر رہے ہو۔

(باتیں ان کی یاد رہیں گی، ص، ۱۲۱، کتب خانہ مظہری)

نوٹ! یہی حوالہ دیوبندی مولوی محمد اسحاق ملتانی نے اپنی کتاب ''داڑھی ضرور رکھوں گا'' کے ص، ۲۰۶ پر دیا ہے اور اسی طرح دیوبندی مولوی رشید احمد نے اپنے رسالے ''اسلام میں داڑھی کا مقام'' کے ص، ۶۴ پر دیا ہے۔

اس دیوبندی نے تو سب داڑھی منڈانے والوں کو نبی کریم ﷺ کا گستاخ بنا دیا ہے دیوبندیوں بتاؤ کیا داڑھی منڈانے والا گستاخ ہے، اگر ہے اور تمہارے مولویوں کے نزدیک ضرور ہے تو بتاؤ کیا قرآن میں گستاخ رسول پر لعنت نہیں اور احادیث میں اس کے لئے قتل کی وعیدیں نہیں، سوچ سمجھ کر بلکہ مشورہ کر کے بلکہ اپنے بڑے ابا کو بھی بلا کر دارِ ندوہ کا سما بنا کر جواب دینا تا کہ ذلت و رسوائی سے بچ جاؤ۔

دیوبندیوں کیلئے ڈوب مرنے کا مقام:

قارئین: آپ کو اس ہیڈنگ کو دیکھ کر تعجب ہو رہا ہوگا مگر اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں کیونکہ جس وجہ سے گھمن صاحب اور پوری دیوبندیت اعلیٰ حضرت پر طعن کرتی آئی ہے وہ تو ان کے گھر کے اندر بھی موجود ہے یعنی اعلیٰ حضرت نے جو فرمایا ''داڑھی منڈانے والے پر حدیث میں غضب و ارادہ قتل اور قرآن میں لعنت'' دیوبندی علماء کے نزدیک یہ بات بالکل درست ہے یعنی دیوبندی علماء بھی کہتے ہیں کہ داڑھی منڈانے والے پر حدیث میں غضب و ارادہ قتل اور قرآن میں لعنت آئی ہے۔

اب آپ کو اور بھی تعجب ہو رہا ہوگا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جس کی وجہ سے آج تک یہ جہلاء دیوبند مع گھمن صاحب اعلیٰ حضرت پر اعتراض کرتے آئے ہیں وہ دیوبندی علماء کیسے کہہ سکتے ہیں تو یہ مقولہ مشہور ہے ان الکذوب قد یصدق یعنی بے شک بہت جھوٹا بھی کبھی سچ بول دیتا

ہے، دیوبندی جھوٹے اب تک تو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو جھوٹا کہتے رہے اب اپنے علماء کو کیا کہیں گے......؟......اور ان کا ٹھکانہ کہاں بنائیں گے، گھمن صاحب کی طرف سے جواب کا انتظار رہے گا، بہر حال میں قارئین! کا انتظار ختم کرتے ہوئے حوالہ پیش کرتا ہوں۔

دیوبندیوں کے فقیہ العصر رشید احمد صاحب کے افادات بنام **''اسلام میں دارھی کا مقام''** کی فہرست کھولیں اس میں آپ کو ''تصریحات اکابر'' کی ہیڈنگ ملے گی اور ص ۳۹ ہوگا، اب آیئے !ص ۳۹ پر وہاں بھی آپ کو ''تصریحات اکابر'' کی ہیڈنگ ملے گی، اب گیارہویں والے کا نام لیکر ۱۱ نمبر پر آیئے اور اپنی آنکھوں سے دیکھئے وہاں اکابر میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کا نام بھی لکھا ہے اور آگے دیکھئے ایک عبارت بھی لکھی ہے شاید دیوبندی اس رسالہ کو بند کر دیں میں آپ کے سامنے عبارت نقل کر دیتا ہوں۔

دیوبندیوں کے فقیہ العصر رشید احمد دیوبندی کہتے ہیں

''فاضل بریلوی مولوی احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں داڑھی منڈانے والا فاسق معلن ہے اسے امام بنانا گناہ ہے فرض ہو یا وتر ہو یا تراویح کسی نماز میں اسے امام بنانا جائز نہیں حدیث میں اس پر غضب اور ارادہ قتل وغیرہ کی وعیدیں وارد ہیں اور قرآن عظیم میں اس پر لعنت ہے، نبی ﷺ کے مخالفوں کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ احکام شریعت

(اسلام میں داڑھی کا مقام، ص، ۴۲، مکتبہ کتاب گھر)

قارئین! یہ وہی عبارت ہے جس پر دیوبندی بالعموم اور گھمن صاحب بالخصوص طعن کر رہے تھے اور مطالبہ کر رہے تھے کہ کوئی بریلوی دکھائے کہ قرآن میں لعنت کہاں اور حدیث میں غضب و ارادہ قتل کہاں، بحمد اللہ ہم نے وہ ثابت کر دیا لیکن یہ حوالہ گھمن صاحب کے گلے میں ایسی ہڈی بن گئی نہ اگل سکتے ہیں نہ نگل سکتے ہیں کیونکہ خود دیوبندیوں کے فقیہ العصر نے اس عبارت کو اپنی تائید میں ذکر کیا ہے اور اس سے کوئی اختلاف بھی نہیں کیا، اور یہ دیوبندی گھر کا قاعدہ ہے کہ جب کوئی کسی کی

عبارت اپنی تائید میں نقل کرے اور اس سے کوئی اختلاف نہ کرے تو اس کا بھی وہی عقیدہ یا مسئلہ ہوتا ہے، اگر گھمن صاحب کو بھولنے کی بیماری ہے یا ان عبارات کو بھول گئے ہیں تو میں یاد دہانی کروا دیتا ہوں۔

دیوبندی اپنے ہی اصولوں میں غرق:

(۱) دیوبندیوں کے امام المحرفین سرفراز صاحب جو کہ چہلم مسئلہ کی تصدیق وتوثیق کرنے والے ہیں، لکھتے ہیں:

''جب کوئی مصنف کا حوالہ اپنی تائید میں پیش کرتا ہے اور اس کے کسی حصہ سے اختلاف نہیں کرتا تو وہی مصنف کا نظریہ ہوتا ہے۔

(تفریح الخواطر ص،۲۹، مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

دیوبندی گکھڑوی ایک اور مقام پر لکھتا ہے:

اصول تصنیف کے پیش نظر جب کوئی شخص اپنے کسی بیان کی تائید میں کسی دوسرے کی عبارت نقل کرتا ہے اور اس کے کسی جز سے اختلاف نہیں کرتا تو لازماً یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اس کے ساتھ وہ کامل اتفاق رکھتا ہے۔

(راہ ہدایت، ص،۱۳۸، مکتبہ صفدریہ)

(۲) دیوبندی مولوی عالم صفدر لکھتا ہے:

جب مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اس تعریف کو نقل کر کے اس کی تردید نہیں کی تو گویا انہوں نے بھی تسلیم کیا کہ تقلید کی یہی تعریف ہے۔

(فتوحات صفدر، جلد۲، ص،۸۴، مکتبہ امدادیہ ملتان)

گھمن صاحب اگر آنکھیں درست ہوں تو دیکھئے آپ کے دیوبندی فقیہ العصر نے اعلیٰ حضرت کی عبارت اپنی تائید میں نقل کی اور اس سے اختلاف بھی نہیں کیا تو ثابت ہوا کہ آپ کے علماء کے

نزدیک رشید احمد کا بھی وہی مؤقف ہے جو اعلیٰ حضرت کا ہے یعنی رشید احمد دیوبندی بھی کہتا ہے کہ داڑھی منڈانے والے پر حدیث میں غضب وارادہ قتل اور قرآن میں لعنت آئی ہے۔

جناب گھمن صاحب! بتائیں گے کہ آپ کے فقیہ العصر رشید احمد دیوبندی نے جو مؤقف اختیار کیا ہے قرآن میں کہاں اور حدیث میں کہاں؟؟؟ گھمن صاحب یہ وہ ہڈی ہے جو آپ کے حلق میں اس طرح اٹکی ہے کہ قیامت تک نہیں نکل سکتی آپ میں ہمت ہے تو اٹھایئے قلم اور لکھئے ہمارا جواب لیکن میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس کا جواب کسی دیوبندی کے پاس بھی نہیں سوائے ہیرا پھیری کے۔

دیوبندی مطیع الحق کا اعلیٰ حضرت کی تائید کرنا:

گھمن صاحب ایک اور حوالہ بھی قبول کیجیے اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر آج تک جو تبرا بازی ،الزام تراشی اور بہتان بازی کی ہے اس میں سے کچھ حصہ اپنے علماء کے لیے بیان کر کے اپنے دیوبندی ہونے کا ثبوت دیں۔

چنانچہ دیوبندیوں کے مطیع الحق صاحب ''داڑھی کے احکام'' کی ہیڈنگ دے کر احکام شریعت کی وہی عبارت (جس پر گھمن صاحب کو اعتراض ہے) اپنی دلیل بناتے ہوئے اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سوال: داڑھی منڈانے اور خشخشی کرانے والا اور حد شرعی سے کم رکھنے والا فاسق ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز فرض، خواہ نماز تراویح پڑھنا چاہیے یا نہیں اور حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے اس کے حق میں کیا ارشاد فرمایا اور وہ حشر کے دن کس گروہ میں ہوگا

جواب: داڑھی منڈانے والا اور کتروانے والا فاسق معلن (کھلم کھلا بدکار) ہے اسے امام بنانا گناہ ہے، فرض یا تراویح یا کسی نماز میں اسے امام بنانا درست نہیں۔ حدیث میں اس پر غضب اور ارادہ قتل وغیرہ کی وعیدیں وارد ہیں اور قرآن مجید میں اس پر لعنت ہے نبی کریم ﷺ کے دشمنوں کے

ساتھ اس کا حشر ہوگا

اعفاءاللحی کی ہیڈنگ دے کر لکھتے ہیں

ایضا از اعفاء اللحی :اعلی حضرت بریلوی کا ایک رسالہ ہے''اعفاء اللحی''،جس کا عنوان ہے داڑھی بڑھانا واجب ہے اور منڈوانا اور کتروانا حرام ہے اور اٹھارہ آیتیں،بہتر۷۲ حدیثیں اور ساٹھ ارشادات علماء اس کے ثبوت میں ہیں

اس رسالہ کے مختلف صفحات پر داڑھی بڑھانے کے متعلق احادیث درج ہیں صفحہ ۲۶ پر ہے (ترجمہ حدیث) مشرکوں کا خلاف کرو،مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیاں کثیر وافر (بہت زیادہ) رکھو صفحہ ۲۷ پر ہے (ترجمہ) داڑھیوں کی عرض سے لو اور ان کے طول کو معاف رکھو یعنی خط بنواتے وقت ادھر ادھر کے بال کٹوادیا کرو لیکن داڑھی کی لمبائی میں سے بال نہ کٹوایا کرو،

صفحہ ۳۲ پر ہے (ترجمہ عبارت درمختار) عورت اپنے سر کے بال کاٹے تو گنہگار ضرور ہو جائے اگر چہ شوہر کی اجازت سے ہو،اس لیے کہ خدا تعالی کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں اسی طرح مرد کے لیے داڑھی کاٹنا حرام ہے

مولف !افسوس کہ آج داڑھی رکھنا وہابیت کی علامت سمجھ لیا گیا ہے اور حنفیت کا دعوی کرنے والے عام طور پر لمبی داڑھیوں کا مذاق اڑاتے ہوئے دیکھے گئے اور سب سے زیادہ قابل صد ہزار افسوس یہ ہے کہ بعض ناعاقبت اندیش دنیا طلب مولوی بھی اپنے داڑھی منڈے مریدوں کو خوش کرنے کے لیے داڑھیاں بڑھانے کا حکم نہیں دیتے بلکہ وہ بھی فساق اور۔۔کی طرح داڑھیوں کا مذاق اڑاتے ہیں اور لمبی داڑھی والے کو وہابی اور داڑھی رکھنے کو غیر ضروری قرار دیتے ہیں اللہ تعالی ایسے دشمن اسلام اور رسول اللہ ﷺ کے گستاخوں اور بے ادبوں کو ہدایت دے اور حق گوئی کی توفیق بخشے دنیاوی اغراض کی وجہ سے دین کو چھپاتے ہیں اللہ تعالی اور اس کے رسول اکرم ﷺ کو ناراض کر کے محض لوگوں کو خوش کرنے کی عادت بد سے ہمیں بچائے آمین

(چالیس بدعتیں،ص،۴۳،ناشر پاک اکیڈمی آرام باغ کراچی)

دیوبندی مطیع الحق صاحب یہ عبارت اپنی تائید میں لے کر آئے ہیں اور اس سے اختلاف بھی نہیں کیا تو دیوبندی اصول کے مطابق جس کو ہم پہلے بیان کر چکے کہ جب کوئی مصنف کا حوالہ نقل کرے اور اس سے اختلاف نہ کرے تو اس مصنف کے نزدیک بھی مسئلہ وہی ہوتا ہے اس دیوبندی اصول کے مطابق مطیع الحق دیوبندی نے احکام شریعت کی عبارت کو نقل کیا ہے بلکہ مقام استدلال میں ذکر کیا ہے اور اس سے اختلاف نہیں کیا تو اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اس دیوبندی کے نزدیک بھی داڑھی منڈانے والے پر حدیث میں غضب اور ارادہ قتل اور قرآن میں اس پر لعنت ہے،اب گھمن صاحب اور ان کی پارٹی دیوبندی مطیع الحق صاحب سے پوچھیں کہ''داڑھی منڈانے والے پر حدیث میں غضب اور ارادہ قتل'' کہاں ہے اور ایسے شخص پر''قرآن میں لعنت'' کہاں ہے باقی آج تک آپ لوگ جو بھی بکواس اعلی حضرت امام اہلسنت کے بارے میں کرتے آئے ہو کہ''قرآن پر بہتان ہے حدیث پر بہتان ہے''وغیرہ یہ ساری بکواس خود آپ کے دیوبندی علماء پر ہوگی اور اب حوالے کی ذمہ داری بھی ان دیوبندی علماء پر ہوگی۔فالحمدللہ

تیسرا اعتراض:

گھمن صاحب اور امام المحرفین کے محقق نے یہ بھی اعتراض کیا تھا کہ اعلی حضرت نے فرمایا ''داڑھی کے بارے میں پانچ آیات ہیں جن کو ہم نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے''ملخصا۔

الجواب بعون الرحیم الوہاب:

گھمن صاحب نے ہم سنیوں سے تقاضہ کیا ہے کہ آپ وہ آیات دکھائیں ،میں ادنی سنی حنفی طالب العلم ہوں آپ علماء کو چھوڑیئے میں آپ کا یہ تقاضہ پورا کر دیتا ہوں اعلی حضرت نے جس رسالہ کا حوالہ دیا ہے اس میں آیات بھی لکھیں ہیں لیکن دیدہ کور کو کیا نظر آئے ہمارا ارادہ بھی یہی تھا کہ ہم اعلی حضرت امام اہلسنت کے رسالہ میں سے آیات لکھ دیں لیکن خیال آیا کہ دیوبندیوں کا

پرانا وطیرہ اور طریقہ کار ہے کہ دوسروں کا استدلال پسند نہیں آتا، پھر بھی اگر ہم اعلی حضرت امام اہلسنت کے رسالہ مبارکہ سے لکھ دیتے تو گھمن صاحب یا ان کی محبت کا کوئی شیدا اس کا رد کر دیتا کہ ان آیات سے تو ثابت نہیں ہوتا اس لئے ہم نے بجائے اعلی حضرت امام اہلسنت کے رسالہ کے دیوبندیوں ہی کے رسالہ سے آیات لکھنے کا ارادہ کیا ہے تاکہ اپنے رسالہ کو دیکھ کر کوئی دیوبندی دم نہ مارے اور ہم پر اعتراض نہ کرے اور اگر کرے تو یہ اعتراض خود دیوبندی علماء پر ہی ہو۔

قرآن سے آیات کا ثبوت:

ویسے تو میرے پاس داڑھی کے موضوع پر کئی دیوبندی علماء کے رسالے ہیں جن میں کئی آیات ہیں لیکن چونکہ اعلی حضرت کا دعویٰ پانچ آیات کا تھا اور گھمن صاحب کو بھی اسی پر اعتراض ہے ہم دیوبندی کتابوں سے پانچ اور دو زائد گھمن صاحب کے تحفے کیلئے لکھتے ہیں۔

(۱) دیوبندی مولوی اسحاق صاحب گھمن و دیگر دیوبندیوں کی جہالت دور کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ہم یہاں سب سے پہلے قرآن کریم سے سات آیات ایسی پیش کریں گے جن سے داڑھی رکھنے کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔

(۱)قال یبنؤم لاتاخذ بلحیتی ولا برأسی

(۲)اولئک الذین هدی الله فبهداهم اقتده

(۳)قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله و یغفر لکم ذنوبکم

(۴)لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة

(۵)فطرت الله التی فطر الناس علیها لا تبدیل لخلق الله ذلک الدین القیم و لکن اکثر الناس لایعلمون..........

(۶)یا یها الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافة و لاتتبعوا خطوٰت الشیطن انه لکم عدو مبین.

(۷)ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله جهنم و ساء ت مصیرا

(داڑھی ضرور رکھوں گا، ص۱۰۲ تا ۱۰۸، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

نوٹ! دیوبندی مولوی نے ان آیات پر تبصرہ بھی کیا ہے ہم نے صرف آیات نقل کی ہیں۔

کیوں گھمن صاحب آپ کی جہالت کا مرض دیوبندی قلم سے دور ہوا کہ نہیں، ہوا اور ضرور ہوا جناب گھمن صاحب اپنے گھر کی کتابوں میں دیکھ لیا کرو پھر اعتراض کیا کرو تاکہ آپ ذلت سے بچ جاؤ لیکن جن کی قسمت میں ذلت لکھی ہو وہ کیسے ٹل سکتی ہے۔

اگر ابھی بھی ذلت و رسوائی سے دل نہ بھرا ہو تو ایک اور حوالہ بھی دیکھ لو۔

(۲) دیوبندیوں کے فقیہ العصر رشید احمد صاحب یہ ’’داڑھی کا وجوب‘‘ ہیڈنگ دے کر لکھتے ہیں:

داڑھی رکھنے کا وجوب بہت سی قرآنی آیات سے بھی اشارۃ ثابت ہوتا ہے مثلا

(۱)واذاابتلی ابراهیم ربه بکلمات فاتمهن

(۲)ولاٰمرنهم فلیغیرن خلق الله

(۳)ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار

(۴)قال یبنؤم لاتاخذ بلحیتی ولا برأسی

(۵)فلیحذر الذین یخالفون عن امر ہ ان تصیبهم فتنة او یصیبهم عذاب الیم

(۶)لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة لمن کان یرجو الله و الیوم الاخرة و ذکر الله کثیرا

(۷)وما اٰتکم الرسول فخذوه و ما نهٰکم عنه فانتهوا

ان آیات کے علاوہ بھی متعدد آیات ہیں جن میں داڑھی کا وجوب بھی داخل ہے

(اسلام میں داڑھی کا مقام، ص۲۰)

اب تو گھمن کو عقل آ گئی ہوگی اور اگر اس کے اندر حیاء کا کوئی قطرہ ہے تو اب یہ اعتراض نہیں کرے گا۔

گھمن صاحب کو اپنی مصدقہ کتاب بھی یاد نہیں:

دیوبندیوں کے لغوی متکلم الیاس گھمن صاحب مفت میں نام کمانے کے چکر میں کتابوں پر تقریظ و تصدیق کر تو دیتے ہیں مگر کتابوں میں کیا ہے اس کا ان کو علم نہیں ہوتا، ہو بھی کیسے سکتا ہے کہ علم پڑھنے سے آتا ہے کہ جناب علم سے کورے اور دوسروں کی کتابوں سے سرقہ (چوری) کر کے کتابیں لکھنے والے ہیں، بہرحال گھمن صاحب نے ایک کتاب ''بے ادب بے نصیب'' پر تقریظ لکھی ہے اور دیوبندیوں کے ریڈی میڈ مفتی مجاہد کا اصول ہے کہ مقرظ بھی برابر کا شریک ہوتا ہے، تو اس اعتبار سے اس کتاب میں جو باتیں ہیں اس کی ذمہ داری گھمن پر بھی آئے گی، گھمن صاحب تو ہم سے پانچ آیات کا مطالبہ کر رہے تھے کہ سنی بتائیں وہ آیات کہاں ہیں جس کا اعلی حضرت امام اہلسنت نے دعوی کیا ہے لیکن میں کہتا ہوں پانچ کیا اس کتاب میں ۱۸ آیات کا دعوی کیا گیا ہے۔

کئی اکابرین دیوبند کی مصدقہ کتاب میں دیوبندی صابر صاحب لکھتے ہیں:

یاد رکھو اس پر علماء کرام نے بھی اس قدر تاکید فرمائی ہے کہ اٹھارہ قرآنی آیات مقدسہ، بہتر ۷۲ احادیث مبارکہ اور ساٹھ سے زیادہ بزرگان دین کے اقوال شریفہ کی روشنی میں۔۔۔۔

(بے ادب بے نصیب، ص ۳۴۳، مکتبہ الحسن)

نوٹ! مطیع الحق کا حوالہ پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اس نے یہ تحقیق کہاں سے لی ہے۔

اب ہم گھمن صاحب سے پوچھتے ہیں کہ تمہاری مصدقہ کتاب میں اٹھارہ آیات قرآنی کا دعوی کیا گیا ہے بتاؤ یہ آیات قرآن میں کہاں ہیں جہاں آپ کو یہ ۱۸ آیات ملیں، وہیں وہ پانچ آیات بھی ہوں گی۔۔۔۔ ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

گھمن صاحب جواب دیں:

گھمن صاحب ویسے تو دوسروں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ یہ بات قرآن میں کہاں ہے؟ یہ جھوٹ ہے یہ حدیث میں کہاں ہے؟ یہ جھوٹ ہے لیکن ان کو اپنے گھر کی کتابوں کا علم نہیں کہ ان میں کیا لکھا ہے، جناب گھمن صاحب پہلے درج ذیل حوالوں کو پڑھ کر ان کا جواب تو دیدو پھر کسی اور سے سوالات کیجئے گا۔

امین صفدر اوکاڑوی کا دیوبندی اصولوں سے قرآن پر بہتان:

دیوبندیوں کے ماسٹر امین صفدر اوکاڑوی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

''قرآن میں واقعہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک دن سیر کرتے کرتے سمندر کی طرف جا نکلے وہاں کیا دیکھا کہ ایک انسانی لاش پڑی ہے اسے مچھلیاں اور مگرمچھ بھی کھا رہے ہیں کوے اور چیلیں بھی کھا رہے ہیں اور کچھ ذرات زمین میں بھی ملتے جا رہے ہیں۔ ابراھیم علیہ السلام نے سوچا کہ یہ قیامت کے دن کیسے زندہ ہوگا؟۔ اور اس کا حساب کتاب ہوگا''۔۔۔۔۔۔

(فتوحات صفدر، جلد ۳ ص ۳۶۵، مکتبہ امدادیہ ملتان)

امین صفدر اوکاڑوی کا دیوبندی اصولوں سے ایک اور قرآن پر بہتان:

امین صفدر اوکاڑوی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

''قرآن پاک میں یہ ہے کہ ابوجہل کی پارٹی بتوں والی آیتیں نبیوں کے بارے میں پڑھا کرتی تھی۔ قرآن نے ان کو بل ھم قوم خصمون کہا تھا''۔

(فتوحات صفدر جلد ۳ ص ۴۰۷، مکتبہ امدادیہ ملتان)

گھمن صاحب بتائیں کہ قرآن پاک میں یہ دونوں باتیں کہاں ہیں کون سے پارہ، کون سی سورت اور کون سی آیت۔

دیوبندی مفتی سلمان منصور پوری کا دیوبندی اصولوں سے قرآن پر بہتان:

گھمن صاحب ایک اور حوالہ بھی قبول کیجیے شاید آپ کو کچھ شرم وحیاء آئے اور دوسروں پر اعتراض کرنے کی بجائے پہلے اپنے گھر کے افراد کی اصلاح کی کوئی صورت بنائیں چنانچہ آپ کے مفتی سلمان منصور پوری صاحب لکھتے ہیں:

سرورعالم محمد مصطفیٰ ﷺ کا نام مبارک سن کر درود وسلام بھیجنے کا حکم قرآن کریم میں دیا گیا ہے

(کتاب النوازل، جلد۔۔، ص،۴۶۹)

کیوں گھمن صاحب بتانا پسند فرمائیں گے کہ قرآن میں کس مقام پر سرکار ﷺ کا نام مبارک سن کر درود پڑھنے کا حکم ہے، کیا یہ قرآن پر بہتان نہیں ہے اگر نہیں تو وہ پارہ، وہ سورۃ اور وہ آیت بیان کریں، ہاں دھوکہ میں وہ مشہور آیت مت لکھنا کیونکہ اس میں یہ کہیں نہیں کہ سرکار ﷺ کا نام سن کر درود پڑھو، گھمن صاحب ایک اور حوالہ بھی قبول فرمائیں۔

گنگوہی کا دیوبندی اصولوں سے سرکار ﷺ پر بہتان

گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

''حدیث میں آپ نے خود ارشاد فرمایا تھا مجھ کو بھائی کہو''

(فتاویٰ رشیدیہ، ص،۲۲۰، ادارہ صدائے دیوبند)

جناب گھمن صاحب! آپ کی آنکھیں درست ہیں تو ان الفاظ کو دیکھیں جن کو آپ کے گنگوہی صاحب نے نقل کیا ہے، اگر ہمت ہے تو بتاؤ یہ حدیث کونسی کتاب میں ہے، اس کے راوی کون کون ہیں، صحت کے اعتبار سے کیسی ہے؟...... مجھے علم ہے کہ آپ کبھی بھی ان الفاظ کو حدیث ثابت نہیں کر سکتے کیونکہ یہ آپ کے گنگوہی صاحب کی اختراع ہے۔

دیوبندی مفتی شبیر احمد قاسمی کا دیوبندی اصولوں سے حدیث پر بہتان:

آپ کے مفتی شبیر احمد قاسمی صاحب لکھتے ہیں:

عورتوں کے لیے پھول بوٹے کے ساتھ مہندی لگانا اور کانوں میں بوندے پہننا حدیث سے ثابت

(فتاوی قاسمیہ، جلد۲۳، ص،۵۱۲)

کیوں گھمن صاحب بتانا پسند کریں گے کہ کون سی حدیث میں پھول بوٹوں کے ساتھ مہندی لگانے کی اجازت ہے ہمیں آپ کی علمی لیاقت معلوم ہے آپ عربی میں نہیں اردو میں ہی حدیث کا ترجمہ دکھا دیں جس میں یہ صراحۃً ہو کہ پھول بوٹے کے ساتھ مہندی لگانا ثابت ہے اگر حدیث میں صراحۃً نہیں تو کیا تمہارے اس دیوبندی مفتی نے حدیث پر بہتان باندھا ہے بولئے اور جواب دیجیے

میرے پاس اس طرح کے اتنے حوالے ہیں جس میں پوری دیوبندیت غرق ہو جائے لیکن طوالت کی وجہ سے نہیں دے رہا۔

☆☆☆☆☆..................☆☆☆☆☆

......اعتراض نمبر37......

''وہابیہ نجدیہ کی حکومت پر اعتراض کا جواب''

وہابیہ مثل یہود کے ہیں اور وہابیہ کی کہیں ایک ٹپر یہ بھی نہیں۔ (احکام شریعت، ص۱۴۲، حصہ دوم)

فائدہ: یہ صریح کذب ہے اور خلاف مشاہدہ ہے۔ وہابیہ نجدیہ کی حکومت قریبا ایک سو سال سے صوبہ نجد (عرب) میں چلی آرہی ہے اور اس مجدد کی وفات سے تین سال بعد حجاز میں بھی آگئی اور اب تک وہاں موجود ہے۔

(چہل مسئلہ، ص،۴۲، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوھاب''

قارئین! یہ اجہل من الجاہلین صاحب ہی کا کذب ہے یہ محقق صاحب کی آنکھوں کا قصور ہے یا پھر یہ گنگوہی صاحب کی طرح آنکھوں کو تین طلاقیں دے چکے ہیں جس کی وجہ سے اس کو نظر نہیں آتا اور بہت زیادہ تعجب تو دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز پر ہے کہ وہ بھی اس جاہل کی طرح جہالت کے مرتکب ہیں یا پھر ان کو بھی گنگوہی والی بیماری ہے بہرحال جو بھی ہو یہ ان ہی

لوگوں کا صریح جھوٹ ہے اور ان ہی کا مشاہدہ غلط ہے ورنہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے جو کچھ بیان کیا ہے سچ سچ اور صرف سچ ہے اور حق حق اور صرف حق ہے۔ جہلاء کا ہمیشہ سے یہ وطیرہ رہا ہے کہ خود جھوٹ بولتے ہیں اور اس کو دوسروں کے سر تھوپتے ہیں اور یہی کام مصنف چہل مسئلہ نے کیا اور اس کی تصدیق کرنے والے امام الحرفین سرفراز صاحب بھی ''لکیر کے فقیر'' کے مصداق بنے، آیئے ہم آپ کو دیوبندیوں کے گھر لے چلتے ہیں جہاں سے حق کا بول بالا اور دیوبندیوں کا منہ کالا ہوگا جہاں سے اعلیٰ حضرت امام عشق ومحبت کے قول کی تصدیق اور ان نام نہاد صوفیوں اور محققوں کی تکذیب ہوگی، چنانچہ دیوبندیوں کے گھر کی معتبر کتاب جس پر ہر دیوبندی کو ناز ہے اور جس کے مصنف ہماری معلومات کے مطابق رأس الکاذبین اور امام الخائنین جناب خالد محمود دیوبندی صاحب ہیں وہ اپنی رسوائے زمانہ کتاب ''دھاکہ'' میں لکھتے ہیں

مولانا امام احمد رضا خاں صاحب کے وقت میں نہ اسرائیل کی حکومت تھی نہ حرمین شریفین پر اہل نجد کا قبضہ تھا۔

(دھاکہ،ص ۹۳، دارالاشاعت کراچی، مطبوعہ ۱۹۷۶)

نوٹ! یہ کتاب دیوبندیوں کے بہت بڑے عالم خلیل اشرف عثمانی کے اہتمام سے چھپی تھی۔

قارئین! اس حوالے سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے جو فرمایا تھا کہ وہابیہ کی کہیں ایک ٹپر یہ بھی نہیں بالکل حق اور سچ تھا کہ واقعی اس وقت ان وہابیہ کی حکومت نہ تھی لیکن علم سے کورے آنکھوں سے اندھے مشاہدے کے اعتبار سے بے حس لوگ بلاوجہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر بہتان باندھتے ہیں کاش کہ ان نام کے محققوں اور صوفیوں اور انکی تصدیق کرنے والوں کو شرم آتی اور اس طرح بہتان باندھ کر ہمارے ہاتھوں ذلیل نہ ہوتے۔

☆☆☆☆☆..................☆☆☆☆☆

اعتراض نمبر 38

''مفت کا ایک تضاد اور اس کا جواب''

جیسے میں اور میرے گھر میں جس قدر لوگ ہیں کہ ہم میں کوئی نہیں پیتا، مگر فتویٰ اباحت ہی پر دیتا ہوں۔(احکام شریعت) فائدہ: یہ سب تقریر حقہ کے متعلق ہے جس سے وضو کرنے کا فتویٰ پہلے گزر چکا ہے۔اب دوسرا حوالہ دیکھو جس میں صاف موجود ہے کہ میں حقہ پیتا ہوں۔ملفوظات حصہ دوم،ص 100 میں ہے۔ہاں حقہ پیتے وقت (بسم اللہ) نہیں پڑھتا۔اب ذرا انصاف سے دیکھو کہ کس قدر کلام میں اختلاف ہے جو کسی مجدد کی شان کے لائق نہیں۔(چہل مسئلہ،ص ۴۳، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوھاب''

یہ مسئلہ ان جہلاء کی کس قدر ذلت کا باعث بنتا ہے آنے والیں سطور میں ملاحظہ کریں حقہ کے پانی سے وضو کے بارے میں جواب ہم دے چکے ہیں اور یہاں جو مسئلہ انہوں نے بیان کیا ہے یہ ایک دھوکہ ہے خود سرفراز صاحب نے بھی یہی دھوکہ دیا ہے

سرفراز گکھڑوی کی دھوکہ دہی:

چنانچہ سرفراز صاحب لکھتے ہیں:

ایک طرف خان صاحب یہ لکھتے ہیں کہ۔۔جیسے میں اور میرے گھر میں جس قدر لوگ ہیں کہ ہم میں کوئی (حقہ از ناقل) نہیں پیتا مگر فتویٰ اباحت پر ہی دیتا ہوں۔۔۔۔۔اور دوسری طرف یہ کہتے ہیں ہاں حقہ پیتے وقت (بسم اللہ از ناقل) نہیں پڑھتا

(عبارات اکابر،ص ۱۰۹، مکتبہ صفدریہ)

قارئین!! دیکھا آپ نے کہ مصنف چہل مسئلہ نے جو تضاد ''چہل مسئلہ'' میں بیان کیا ہے وہی اعتراض خود سرفراز گکھڑوی صاحب نے بھی کیا ہے لیکن حقیقت میں یہاں کوئی تضاد نہیں بلکہ امام الحرفین اور اس کے محقق کی عقل کا قصور وفتور ہے کہ عوام کو دھوکہ دیتے ہیں اور ایک عام فہم عبارت نہیں سمجھتے۔اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ملفوظات کی جو عبارت ہے یہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی اپنی ہے، جبکہ احکام شریعت کی عبارت اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی اپنی نہیں ہے بلکہ وہ علامہ نابلسی

رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جس کو علامہ شامی نے نقل کیا ہے اور اعلی حضرت امام اہلسنت نے احکام شریعت میں بیان کیا ہے۔ امام المحر فین کی کوڑ مغزی کہ ان کی عقل میں یہ بات نہ آئی اور ایسے ہی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی عبارت میں تضاد بیان کرنے لگے۔ سنئے!!! اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فرماتے ہیں

علامہ خاتم المحققین سید امین الملۃ والدین محمد ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی ردالمحتار حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں۔۔۔۔

پھر فرماتے ہیں:

ھذا لعبد الضعیف و جمیع من فی بیتہ ان یقول ھو مباح ۔ترجمہ: میں اور میرے گھر میں جس قدر لوگ ہیں (ہم میں کوئی نہیں پیتا مگر فتویٰ اباحت پر ہی دیتا ہوں)

(احکام شریعت، ص ۲۷۷ تا ۲۷۵، مکتبہ ضیاء القرآن)

قارئین! یہ ساری عبارت علامہ شامی کی ہے جو کہ انہوں نے علامہ نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھی ہے اور **ھذا العبد الضعیف و جمیع من فی بیتہ** کی وضاحت اعلی حضرت امام اہلسنت نے اس طرح بیان کی کہ ”میں اور میرے گھر میں جو ہیں حقہ نہیں پیتے مگر فتویٰ اباحت پر ہی دیتے ہیں“۔ یہ عبارت تھی علامہ نابلسی کی اور یہ کوڑ مغز ملا سرفراز اور اس کے محقق اور پوری دیوبندیت کی عقل خراب ہوئی اور اس کو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی عبارت بنا کر تضاد بیان کرنا شروع کر دیا۔

سرفراز گکھڑوی کو اس کی زبان میں جواب:

اب آیئے سرفراز صاحب کی زبان میں سرفراز صاحب کو جواب دیتے ہیں۔ جناب سرفراز صاحب ایسے اشخاص سے بہت ناراض ہیں کہ اگر کوئی کسی کی عبارت نقل کرے حوالے کے طور پر پھر کوئی اور شخص اصل شخص کا نام لیے بغیر ناقل کی طرف منسوب کر دے (جبکہ خود سرفراز صاحب

نے احکام شریعت کی عبارت کے ساتھ یہی معاملہ کیا ہے)۔ ہم جواب کو کچھ تصرف سے بیان کرتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں

مولف (چہل مسئلہ مع سرفراز صاحب) کی کمال بے حیائی اور بے باکی ملاحظہ کیجئے کہ وہ (علامہ شامی و نابلسی) کا نام تک نہیں لیتے اور بقول عارف

ع۔ بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن

وہ اس سب مضمون کو (اعلیٰ حضرت امام اہلسنت) کے سر تھوپتے ہیں اور جن کے حوالے سے یہ مضمون نقل کیا گیا ہے ان کا نام تک نہیں لیتے اور شیر مادر (اور کوے کی بریانی) سمجھ کر غٹر یور کر جاتے ہیں اور گربہ مسکین بن کر دیانتداری کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں، حیرت ہے ایسے علم پر تعجب ہے ایسی دیانت پر اور حیف ہے ایسی تالیف پر ایسی حق پرستی پر مگر ان کو کیا وہ تو اس پر عمل پیرا ہیں کہ بدنام گر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا۔

(راہ ہدایت، ص ۱۴۱، مکتبہ صفدریہ)

یہ سرفراز صاحب کی اپنی عبارت ہے جس کو ہم نے تصرف کے ساتھ ان ہی کے جواب میں لکھ دیا ہے کہ اصل عبارت علامہ نابلسی کی ہے جس کو امام المحر فین و محقق دیوبند نے اعلیٰ حضرت کے سر تھوپ دی۔

☆☆☆☆☆.................☆☆☆☆☆

......اعتراض نمبر 39......

”تقویۃ الایمان کتاب التوحید کا چربہ“

وہابیہ منسوب بہ عبدالوہاب نجدی ہیں۔ ابن عبدالوہاب ان کا معلم اول تھا اس نے کتاب التوحید لکھی۔ اس کے بعد لکھا ہے تقویۃ الایمان اس کتاب التوحید کا ترجمہ ہے۔ (کوکبۃ الشہابیہ، ص ۱۹، طبع بار چہارم)

فائدہ: یہ صریح کذب ہے جس کو اب تک اہل بدعت بیان کرتے پھرتے ہیں۔ دونوں کتابیں موجود ہیں، مقابلہ کر کے دیکھ لو، زمین و آسمان کا فرق ہے مضامین کی ترتیب بالکل مختلف ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محمد بن

عبدالوہاب نجدی المتوفی ۱۲۰۶ھ کی کتاب التوحید غالباً شیخ اسمٰعیل شہید المتوفی ۱۲۴۶ھ نے دیکھی بھی نہ ہوگی۔
(چہل مسئلہ، ص ۴۴، مکتبہ صفدریہ)

"الجواب بعون الملک الوھاب"

قارئین! کوئی مقام ایسا نہیں جہاں پر اس نام نہاد صوفی محقق نے صحیح اعتراض کیا ہو اور دیوبندیوں کے دو نمبری امام اہلسنت سرفراز صاحب بھی اس محقق کی طرح محض نام نہاد محقق ہیں کہ غلط باتوں میں اس جاہل صوفی کا ہر طرح سے ساتھ دے کر خود بھی جاہل بننے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

اس نام کے محقق وصوفی نے یہاں بھی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر صریح کذب کا بہتان باندھا حالانکہ یہ اس جاہل اور اس جیسے دوسرے جہلاء کی کذب بیانی ہے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے جو فرمایا ہے کہ تقویۃ الایمان اسی کتاب التوحید کا ترجمہ (ترجمانی) ہے بالکل درست ہے بالکل حق ہے، میں ان لوگوں کو دعوت دیتا ہوں جن میں صلاحیت ہے اور تحقیق کر سکتے ہیں وہ دونوں کتابوں کو دیکھ لیں ان دیوبندیوں کا جھوٹا ہونا ان پر بالکل واضح ہو جائے گا مزید ہمارے ایک بزرگ نے اس اعتراض کا جواب دیا ہے اور موازنہ کیا ہے کہ تقویۃ الایمان، کتاب التوحید کی ترجمانی کرتی ہے میں وہی نقل کرنے پر اکتفاء کرتا ہوں

تقویۃ الایمان کتاب التوحید کا چربہ:

مولانا عبدالحفیظ قادری صاحب ایک دیوبندی کو جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

ثبوت یہ ہے کہ مولوی اسمٰعیل کی کتاب تقویۃ الایمان بالکل ترجمہ ہے کتاب التوحید کا جو عقائد اس میں درج ہیں وہ ہی تقویۃ الایمان میں ہیں۔ دونوں کی ترتیب ایک، دونوں کے ابواب ایک، دونوں کے عقائد ایک، ملاحظہ فرمائیے کتاب التوحید عربی کا ترجمہ تقویۃ الایمان کی اردو میں:

کتاب التوحید: اعلم ان الشرک قد شاع فی هذا الزمان۔

اعلیٰ حضرت پر چالیس اعتراضات کے دندان شکن جوابات 486

تقویۃ الایمان: اول سننا چاہئے کہ شرک لوگوں میں پھیل رہا ہے۔

کتاب التوحید: فان تری عامته مومنی هذا الزمان مشرکا۔

تقویۃ الایمان: اور ایمان کا دعوی رکھتے ہیں حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں۔

کتاب التوحید: فواحد یعبد النبی ومتبعه حیث یعتقدهم شفعائه واولیائه وهذا قبح انواع الشرک۔

تقویۃ الایمان: اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو سفارشی سمجھ کر بھی پوجے وہ بھی مشرک ہے۔

کتاب التوحید: ان من اعتقد النبی وغیره ولیه فهو وابو جهل فی الشرک سواء۔

تقویۃ الایمان: جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گا کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔

کتاب التوحید: وهذا الاعتقاد شرک سواء کان من نبی او ولی او ملک او جنی او صنم او وثن و سوا کان یعتقد حصوله له بذاته او باعلام الله تعالی بای طریق کان یصیر مشرکا۔

تقویۃ الایمان: سو اس عقیدہ سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے خواہ پیر و شہید سے خواہ، امام و امام زادے سے، خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی طرف سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

کتاب التوحید: فمن قال یارسول الله اسئلك الشفاعة یامحمد ادع الله فی قضاء حاجتی یا محمد اسئل بك واتوجه الی الله بك و كل من ناداه فقد اشرك شركا اكبر فانه اعتقد ان محمد يعلم ويطلع علی ندائه من بعيد كما عن قريب وهل هذا الاشرك۔

تقویۃ الایمان: جو بعضے لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں کہ یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت پوری کردے اور پھر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے کچھ شرک نہیں کیا اس واسطے کہ حاجت نہیں مانگی بلکہ دعا کروائی ہے سو یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ گو اس مانگنے کی راہ سے شرک ثابت نہیں ہوتا لیکن پکارنے کی راہ سے ثابت ہوجاتا ہے کہ ان کو ایسا سمجھا کہ دور و نزدیک سے برابر سنتے ہیں۔

کتاب التوحید: فھذا الحدیث صریح فی انه کان لا یعلم امر خاتمة فی حال حیاته فکیف یعلم حال تلك المشرکین۔

تقویۃ الایمان: جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں، خواہ قبر میں، خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں، نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔

کتاب التوحید: فمن اعتقده التصرف فی العالم المخلوق او اعتقده شفیعه صار مشرکا وان اعتقده دون من الله ومخلوقا له۔

تقویۃ الایمان: سو اب بھی جو کوئی کسی مخلوق کا عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل سمجھ کر اس کو مانے سو اب اس پر شرک ثابت ہوتا ہے گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے اور نہ اس کے مقابلہ کی طاقت اس کو ثابت کرے۔

کتاب التوحید ثبت بھذا الحدیث ان القیام متمثلا بین یدی احد شرك۔

تقویۃ الایمان: کسی کی محض تعظیم کے لئے اس کے روبرو ادب سے کھڑا ہونا انہیں کاموں سے ہے کہ اللہ نے اپنی تعظیم کے لئے ٹھہرائے ہیں۔

کتاب التوحید: انظروا اعتذر النبی بمنع السجود لکونه ذمة فی قبره۔

تقویۃ الایمان: یعنی میں بھی ایک روز مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کب سجدے کے لائق ہوں۔

کتاب التوحید: فثبت بھذه الآیة ان السفر الی قبرمحمد ومشاھده ومساجده (الی ان

قال) شرك اکبر۔

تقویۃ الایمان: اور کسی کی قبر یا چلے پر یا کسی کے تھان پر دور دور سے قصد کرنا اور سفر کی تکلیف اٹھا کر میلے کچیلے ہو کر وہاں پہنچنا (یہاں تک کہا) یہ سب شرک کی باتیں ہیں۔

کتاب التوحید: المراد ما قیل فی حقه انه لنبی او ولی یصیر حراما ونجسا مثل الخنزیر۔

تقویۃ الایمان: یعنی جیسے سور اور لہو اور مردار ناپاک و حرام ہے، ایسا ہی وہ جانور بھی ناپاک و حرام ہے کہ خود گناہ کی صورت بن رہا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کا ٹھہرایا۔

کتاب التوحید: (آیات متعلقہ علم غیب لکھ کر لکھا) فھذه الآیات وامثالھا لنا صریحة فی اختصاص علم الغیب بالله ونفیه عن غیره فمن اثبته لغیره نبیا کان او ولیا صنما او وثنا ملکا او جنیا فقد اشرك بالله۔

تقویۃ الایمان: (آیت متعلقہ علم الغیب لکھ کر لکھا) سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے، یہ اللہ صاحب کی شان ہے۔ کسی ولی و نبی کو، جن و فرشتے کو، پیر و شہید کو، امام و امام زادے کو، بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی۔ پھر کہا اور جو کوئی کسی نبی و ولی کو یا جن و فرشتے کو (وغیرہ وغیرہ) کو ایسا جانے اور اس کے حق میں یہ عقیدہ رکھے سو وہ مشرک ہوجاتا ہے۔

کتاب التوحید: فمن فعل بنبی او ولی اوقبره او آثاره ومشاھده وما یتعلق به شیاعن السجود والرکوع وبذل المال له والصلوة له والتمثل قائما وقصدالسفر الیه والتقبیل والرجعة القھقری وقت التودیع وحزب الحباء وارخاء الستارة والستر بالثوب والدعاء من الله ھھنا والمجاورة والتعظیم حو الیه واعتقاد کون ذکر غیر الله عبادة وتذکره فی الشدائد ودعائه نحو یا محمد یا عبدالقادر یاحداد یاسمان فقدصار

مشر کا۔

تقویۃ الایمان: پھر جوکوئی پیر وپیغمبر کو یا بھوت وپری کو یا کسی سچی قبر کو یا کسی کے تھان کو یا کسی کے چلے کو یا کسی کے مکان کو یا کسی کے تبرک کو یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اس کے نام کا روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوئے یا جانور چڑھائے یا ایسے مکانوں میں دور دور سے قصد کر کے جاوے یا وہاں روشنی کرے، غلاف ڈالے، چادر چڑھائے، ان کے نام کی چھڑی کھڑی کرے، رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلے ان کی قبر کو بوسہ دے، مورچھل جھلے، شامیانہ کھڑا کرے چوکھٹ کو بوسہ دے، ہاتھ باندھ کر التجا کرے، مراد مانگے مجاور بن کر بیٹھ رہے، وہاں کے گردو پیش کے جنگل کا ادب کرے اور اسی قسم کی باتیں کرے تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔

(دیوبندی علماء سے لاجواب سوالات، ص۔۔، مکتبہ۔۔)

قارئین دیکھا آپ نے کہ تقویۃ الایمان یہ اردو میں کتاب التوحید ہی کا ترجمہ ہے اگر اعلی حضرت امام اہلسنت نے یہ فرمادیا تو کیا جرم کیا؟ جرم اسمعیل قتیل بالاکوٹی کا ہے۔ کہ نہ وہ کتاب التوحید کی ترجمانی کرتا اور نہ ہی اعلی حضرت یہ بیان فرماتے۔

دیوبندیوں کے امام الہند ابوالکلام آزاد کا اقرار:

دیوبندیوں کے امام الہند ابوالکلام آزاد ''تقویۃ الایمان کتاب التوحید کا چربہ ہے'' کا اقرار کرتے ہوے لکھتے ہیں:

مولوی اسمعیل دہلوی کو (محمد بن عبدالوہاب خارجی کی از ناقل) کتاب التوحید ملی اور اندر ہی اندر دین جدید کے اس فتنے کو مفید سمجھ کر محفوظ کرلیا۔

(آزاد کی کہانی انہیں کی زبانی، ص ۲۷۵، مکتبہ جمال)

دیوبندیوں کے امام الہند ابوالکلام آزاد کے اس اعتراف سے بالکل واضح ہو گیا کہ محمد بن عبدالوہاب (جس کو خلیل احمد انبیٹھوی نے خارجی لکھا ہے) کی کتاب التوحید اسمعیل قتیل بالاکوٹی

کے ہاتھ آئی اور اسی سے تمام فتنے پھیلے۔

دیوبندی ابوبکر غازیپوری کا اعتراف:

چنانچہ دیوبندی ابوبکر غازیپوری صاحب وحید الزماں کے حوالے سے لکھتے ہیں:

یہاں حاشیے پر ایک قیمتی نوٹ موجود ہے یہ وہ شیخ عبدالوہاب ہیں جنہوں نے ان امور کو شرک اکبر قرار دیا ہے اور تقویہ الایمان میں اکثر امور میں مولانا اسمعیل شہید نے ان کی اتباع کی ہے

(آئینہ غیر مقلدیت، ص، ۲۵۷، مکتبہ اتحاد اہل السنۃ والجماعہ)

اس حوالے سے بھی معلوم ہوا کہ اسمعیل قتیل بالاکوٹی نے کتاب التوحید کی پیروی کی ہے اور یہی بات اعلی حضرت امام اہلسنت نے ارشاد فرمائی تو دیوبندیوں کو تکلیف کیوں ہونے لگے

ایک اور دیوبندی کا اعتراف

چنانچہ دیوبندیوں کی معتبر کتاب ''شاہ اسمعیل اور ان کے ناقد'' میں لکھا ہے

محمد بن عبدالوہاب نجدی۔۔۔۔ کا شمار وہابی تحریک کے بانی کی حیثیت سے کیا جاتا ہے اگرچہ ان کی تصنیف اور حضرت شاہ اسمعیل۔۔۔ کی تقویۃ الایمان کے مندرجات قریبا یکساں ہیں لیکن دونوں میں بنیادی فرق ہے۔

(شاہ اسمعیل اور ان کے ناقد، ص، ۲۱۰، ذوالنورین اکادمی)

اس حوالے سے روز روشن سے بھی زیادہ واضح ہو گیا کہ دیوبندیوں کے نزدیک بھی تقویۃ الایمان اور کتاب التوحید کے مندرجات ایک ہیں اگر ہم سنیوں نے یہی بات بیان کردی ہے تو یہ سارے بدبخت نیلے پیلے کیوں ہوتے ہیں اور طرح طرح کی بکواس کیوں کرتے ہیں اگر کسی دیوبندی نے بکواس کرنی ہے تو اپنے ہی علماء پر کرے کہ انہوں نے بھی یہی کہا ہے کہ تقویۃ الایمان اور کتاب التوحید کے مضامین ایک جیسے ہیں یہ لکھنے والا کوئی سنی حنفی بریلوی نہیں بلکہ دیوبندیوں ہی کی آنکھ کا تارا اور ان ہی کا پیارا ہے میں یہ کہتا ہوں بے شرموں شرم کو بیچ کر کوا بریانی کھانے والوں ہماری

نہیں اپنے ان آباء ہی کی مان لو لیکن جواز لی بد بخت ہو اس سے سوائے بکواس کے اور کس چیز کی امید کی جاسکتی ہے۔

☆☆☆☆☆..................☆☆☆☆☆

اعتراض نمبر40......

''مرتد کا نکاح کسی سے نہیں ہوتا پر اعتراض کا جواب''

وہابی، دیو بندی...... جملہ مرتدین ہیں کہ ان کے مرد یا عورت کا تمام جہاں میں جس سے نکاح ہوگا، مسلم ہو، یا کافر اصلی، یا مرتد انسان ہو یا حیوان محض باطل اور زنا خالص ہوا اور اولاد ولد الزنا (ملفوظات ص ۱۰۵ حصہ دوم)

فائدہ! اس مجدد کا معیار تہذیب دیکھو کہ حیوان محض سے بھی نکاح تجویز کرتا ہے اور کیسے بدترین الفاظ سے یاد کرتا ہے نیز معلوم رہے کہ حیوان سے نکاح کرنے کا ذکر اس مجدد نے اپنی دوسری کتاب احکام شریعت میں بھی کیا ہے۔ (چہل مسئلہ ص ۴۴، مکتبہ صفدریہ)

''الجواب بعون الملک الوھاب''

اس اجہل من الجاہلین اور نام نہاد صوفی وخوفِ خدا سے عاری شخص کو ایک درست اور صحیح مسئلہ بھی سمجھ نہیں آتا اور لایعنی اعتراض کر کے اپنے گنگوہی کی طرح اندھے حواریوں کو خوش کرنے کی سعی ناتمام کرتا ہے لیکن افسوس تو دیو بندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز پر ہے کہ وہ بھی اس صوفی کا ساتھ دے کر اپنا نام جاہلوں میں لکھواتا ہے۔

قارئین! اگر اس نام نہاد صوفی کو مرتد کے اس حکم پر اعتراض ہے تو یہ موقف صرف اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان صاحب کا نہیں بلکہ اکابرین فقہا اور بزرگوں کا بھی یہی موقف ہے چنانچہ فتاویٰ عالمگیری (جس پر بقول علماء دیو بند ۵۰۰ علماء نے تصدیق کی) میں ہے۔

لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة اصلیة و کذالک لایجوز المرتدة مع احد.

ترجمہ: یعنی مرتد مرد کا نکاح مرتدہ عورت سے جائز ہے نہ مسلمان عورت سے اور نہ ہی کافرہ اصلیہ سے، اسی طرح مرتدہ عورت کا نکاح بھی کسی سے جائز نہیں۔

(فتاویٰ عالمگیری کتاب النکاح ص ۲۸۲، جلد ا)

قارئین! اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے جو بات ارشاد فرمائی (سوائے حیوان کے) وہ فتاویٰ عالمگیری میں موجود ہے اور یہ جاہل اپنی جہالت کی وجہ سے ان الفاظ کو بدترین الفاظ کہہ کر بقول دیو بندی علماء کے ان پانچ سو علماء پر اعتراض کرتا ہے اور ان کے الفاظ کو بدترین الفاظ کہتا ہے یہ صرف اس دیو بندی نام نہاد صوفی وخوفِ خدا سے عاری کا ہی کام نہیں بلکہ دیو بندی جماعت ہی ایسی ہے کہ انکو بزرگوں کی تحریریں پسند نہیں اور آئے دن ان پر اعتر ضات کرتے رہتے ہیں اس پر ہمارے پاس بہت زیادہ مواد موجود ہے ان شاء اللہ وقت آنے پر ضرور پیش کروں گا اگر اس جاہل صوفی و نام نہاد محقق کو حیوان کے لفظ پر اعتراض ہے تو یہ بھی اس کی بہت بڑی جہالت ہے کیونکہ اس لفظ پر اعتراض کرنا اپنی علمی حیثیت بتانا ہے کہ جناب کی علمی حیثیت کیا ہے، گویا کہ مصنف چہل مسئلہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ انہیں درسِ نظامی کی ابتدائی کتابوں کا بھی علم نہیں، ہاں واقعی ایسا ہی ہے کہ اس نام کے محقق و جاہل صوفی کو ابتدائی کتابوں کا بھی علم نہیں بس الٹے الٹے لایعنی سوال کر کے مصنف بن گیا ہے اور سرفراز گکھڑوی اس کی تصدیق کر کے امام اہلسنت بن گئے ہیں۔ اب آیئے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اصل مسئلہ کیا ہے، اصل مسئلہ یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت اہلسنت نے بلاغت کی وجہ سے ایک لفظ (حیوان) کا اضافہ کیا ہے، ان بے چاروں کو علم سے کیا تعلق اور پھر علم بلاغت سے، لیکن افسوس تو دیو بندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز صاحب پر ہے کہ وہ ۵۵ سال بلکہ اس سے بھی زیادہ درسِ نظامی کی کتب کی تدریس کا دعویٰ کرتے ہیں اور بلاغت کا ایک مسئلہ تک نہیں آتا، میں قارئین!! کی توجہ کے لیے عرض کر دیتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے یہاں بلاغت کی ایک اصطلاح مبالغہ استعمال کی ہے، بلاغت میں مبالغہ کیا ہے اس کی کیا تعریف ہے اس

کی اقسام کیا ہیں بجائے اس کے کہ میں عرض کروں، میں ایک دیو بندی ہی کی مبالغہ کی تعریف واقسام کی وضاحت کوآپ کے سامنے بیان دیتا ہوں تا کہ حجت تام ہو جائے۔

چنانچہ دیو بندی رشید احمد صاحب لکھتے ہیں:

معنی کلام کو مزین کرنے کا اٹھارہواں طریقہ ''مبالغہ'' ہے اور وہ کسی شئی کے وصف کے شدت یا ضعف میں اس حد تک پہنچنے کا دعوی کرنے کو کہا جاتا ہے جو بعید از عقل یا محال ہو، اس کی تین قسمیں ہیں

(۱) تبلیغ

پہلی قسم ''تبلیغ'' ہے، اور وہ ایسے مبالغہ کا نام ہے جس کا وقوع عقلا بھی ممکن ہو اور عادتا بھی جیسے کسی گھوڑے کی تعریف میں شاعر کا یہ شعر ہے

اذاما سابقتها الریح فرت　　والقت فی ید الریح الترابا

(جب اس گھوڑی کا ہوا سے مسابقہ ہوتا ہے تو وہ آگے نکل جاتی ہے اور ہوا کے ہاتھ میں دھول پھینک دیتی ہے)

دیکھئے ہوا کے بالمقابل کبھی گھوڑی کا آگے نکل کر گرد وغبار اپنے پیچھے چھوڑ جانا عقلا اور عادتا دونوں طرح ممکن ہے۔

(۲) اغراق

دوسری قسم ''اغراق'' ہے اور وہ ایسے مبالغہ کو کہتے ہیں کہ جس کا وقوع عقلا تو ممکن ہو مگر عادتا اس طرح نہ ہوتا ہو۔ جیسے عمرو بن ایہم ثعلبی کا یہ شعر ہے

و نکرم جارنا ما دام فینا　　و نتبعه الکرامة حیث مالا

(ہم اپنے پڑوسی پر احسان کرتے رہتے ہیں جب تک وہ ہمارے پڑوس میں رہے اور ہم اس کے پیچھے احسان کو بھیجتے ہیں کہیں بھی جائے)

دیکھئے کسی سابقہ پڑوسی کے پیچھے پیچھے جہاں کہیں جائے احسانات اور نوازشوں کا بھیجتے رہنا عادتا ہوتا نہیں اگر چہ عقلا ممتنع ومحال نہیں ہے

(۳) غلو

تیسری قسم ''غلو'' ہے اور وہ ایسے مبالغہ کو کہا جاتا ہے جس کا وقوع عقلا اور عادتا دونوں طرح ممتنع ومحال ہو جیسے ابو العلاء معری کا یہ شعر ہے

تکاد قسیه من غیر رام　　تمکن فی قلوبهم النبالا

(قریب ہے کہ اس کی کمانیں تیر چلائے بغیر ہی دشمنوں کے دلوں میں تیروں کو پیوست کر دے)

یہ شاعر کمانوں کی عمدگی کی تعریف میں اس قدر مبالغہ کر رہا ہے کہ بغیر تیر چلائے ہی خود بخود تیر اس سے نکل کر سیدھے دشمنوں کے سینوں میں جا گزیں ہو جائے یہ صفت عقلا بھی ممتنع ہے اور عادتا بھی۔

(مفتاح البلاغہ، ص ۳۶۶، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

قارئین! دیکھا آپ نے کہ اعلیٰ حضرت نے مبالغہ کی تیسری قسم بیان فرمائی ہے یعنی مبالغہ غلو جو نہ عادۃ ممکن ہوتا ہے نہ عقلاً اور یہ مسئلہ بھی ایسا ہی ہے کہ حیوان سے نکاح نہ عقلا ممکن نہ عادۃ لیکن ان جہلا دیو بند کے علمی یتیم ہونے کی بہترین عکاسی کرتا ہے کہ ایک آسان سا مسئلہ اور درس نظامی کی ابتدائی کتابوں میں پڑھایا جانے والا مسئلہ بھی ان کو یاد نہیں اور اپنی اس علمی یتیمی کی وجہ سے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر اعتراض کر کے انتشار پھیلاتے ہیں۔

امین صفدر اوکاڑوی کے نزدیک حیوان سے نکاح جائز ہے:

قارئین! مجھے معلوم ہے کہ میں نے جو سیدھا سا جواب دیا ہے یہ جواب دیو بندیوں کی الٹی عقل میں نہیں آئے گا اور کوئی نہ کوئی دیو بندی پھر سے الٹے الٹے اعتراضات کرے گا کیونکہ جتنے

بھی بڑے بڑے علماء وفقہاء کے کلام سے ان دیوبندیوں کو جواب دیا جائے تو یہ دیوبندی اس کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے اور اس کے حوالے میرے پاس موجود ہیں وقت پر پیش کروں گا لیکن جب ان کو ان کے اپنے دیوبندی علماء کا حوالہ دے دیا جائے تو بعض عقل کے اندھے تو اس کو بھی ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے اور بعض اس کو مانتے ہیں، میں اب آپ کے سامنے اس نام کے محقق و نام نہاد صوفی اور اس کی تصدیق کرنے والے دیوبندیوں کے دونمبری امام اہلسنت سرفراز صاحب کے اعتراض (حیوان سے نکاح) کا جواب دیوبندیوں ہی کی کتاب سے دیتا ہوں تا کہ ان نام کے محققین اور دیگر جہلاء دیوبند کی بولتی بند ہو جائے کہ اگر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے ان الفاظ سے حیوان سے نکاح کا جائز ہونا نکلتا ہے تو ان جہلاء دیوبند کے لیے کیا کہا جائے گا کہ جنہوں نے صرف حیوان کے الفاظ لکھے ہیں

دیوبندیوں کے امام الکذابین جن کو یہ دیوبندی وکیل احناف ورئیس المناظرین کہتے ہیں یعنی ماسٹر امین صفدر اوکاڑی صاحب لکھتے ہیں:

ہماری طرف سے ترتیب یہ ہوگی کہ احمد رضا خان اپنی کتابوں کی روشنی میں گستاخ، گستاخِ رسول تھا گستاخ اہل بیت تھا، گستاخ صحابہ کرام تھا، فقہاء کا منکر اور اولیاء کا گستاخ تھا وہ اپنے فتویٰ حسام الحرمین کے مطابق ایسا کافر اور مرتد تھا کہ جو اس کو پرلے درجہ کا فاسق فاجر مسلمان سمجھے وہ بھی کافر و مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کا نکاح کسی حیوان سے جائز نہیں اس کی ساری اولاد ولد الحرام ہے۔

(تریاق اکبر بزبان صفدر، ص ۴۵۹، مکتبۃ الامین بہاولپور پاکستان)

یہ دیوبندیوں کے رئیس المناظرین کی عبارت ہے جس میں اس نے کوئی الزامی جواب نہیں دیا بلکہ اپنی طرف سے دعویٰ پیش کیا ہے کہ ہماری طرف سے ترتیب یہ ہوگی......تو اس دیوبندی نے لکھا ہے کہ ''اس کا نکاح کسی حیوان سے جائز نہیں''، اس سے بالکل واضح معلوم ہوا کہ

دیوبندیوں کے نزدیک حیوانوں سے نکاح جائز ہے اور یہاں کسی قسم کی تاویل بھی نہیں ہو سکتی کہ کوئی دیوبندی کہے یہاں بھی مبالغہ مراد ہے کیونکہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے پہلے ان کا ذکر کیا ہے جن سے نکاح ممکن ہے اور پھر بطور مبالغہ غلو کے حیوان کا لفظ استعمال کیا ہے جب کہ اس دیوبندی مناظر نے ڈائریکٹ حیوان کا لفظ استعمال کیا ہے کسی انسان کا ذکر نہیں کیا کہ اس کو مبالغہ پر محمول کیا جائے تو اب میں ان تمام دیوبندی جہلاء کو کہتا ہوں جو آج تک اعلی حضرت امام اہلسنت کے بارے میں بکواس پہ بکواس کرتے رہے ہیں کہ وہ اپنے لیے کوئی...... (ہر ایک دیوبندی اپنی شان کے مطابق عبارت نکال لے) ڈھونڈے اور اپنے رئیس المناظرین کے فتوے پر عمل کر کے اس کو راحت پہنچائے۔

امین صفدر اوکاڑوی کی بکواس کا جواب:

امین صفدر اوکاڑوی دیوبندی نے اعلیٰ حضرت امام عشق و محبت کے بارے میں جو بکواس کی ہے اس کے بارے میں یہاں ضمناً کچھ عرض کر دیتا ہوں اور تفصیل کسی اور مقام پر عرض کروں گا اس اجہل دیوبندی نے معاذ اللہ امام عشق و محبت اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو اللہ کا گستاخ، رسول اللہ کا گستاخ وغیرہ کہہ کر یہ فتویٰ جڑ دیا کہ جو اعلیٰ حضرت کو پرلے درجے کا فاسق و فاجر مسلمان کہے وہ بھی کافر و مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج اس کا نکاح کسی حیوان سے جائز نہیں اس کی ساری اولاد ولد الحرام ہے۔

اس اخبث من الخبثاء نے یہ فتویٰ دے تو دیا مگر اس اجہل من الجہلاء اور احمق من الحمقاء کو معلوم نہ تھا کہ اس کے بڑے بڑے بزرگ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو نہ صرف مسلمان بلکہ بزرگ سمجھتے تھے اور اکابرین میں داخل کرتے تھے، تو جب اعلیٰ حضرت امام اہلسنت دیوبندی بزرگوں کے نزدیک کم از کم مسلمان ہیں تو یہ سارے کے سارے کافر، مرتد ہوئے، ان کا نکاح نہ ہوا اور ان کی اولاد ولد الحرام کی ہوئی

قارئین! یہ بدبخت لوگ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر بالخصوص اور عوام اہلسنت پر بالعموم اس طرح کے فتوے لگاتے رہتے ہیں ان میں سب سے بڑا خبیث مرتضیٰ حسن دربھنگی تھا جس نے رسائل بھی لکھے تھے میں ابھی تفصیل میں تو نہیں جاتا لیکن آج دیوبندیوں کو ان کی اوقات یاد دلاتا ہوں کہ ان میں سے کون کون سے دیوبندی ایسے ہیں جو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو مسلمان کہہ کر امین صفدر اوکاڑوی کے اس فتوے کی زد میں آ کر کافر مرتد ہوئے اور انکا نکاح نہ ہوا ساری زندگی زنا کاری میں گزری اور اولاد بھی ولد الحرام، کسی بھی دیوبندی کو ہم پر ناراض نہیں ہونا چاہیے یہ فتویٰ ہمارا نہیں بلکہ تمہارے پیارے پیارے ابا جس کو تم رئیس المناظرین کہتے ہو اس کا ہے ہم تو صرف ناقل ہیں، ہم یہاں صرف دو حوالے لکھتے ہیں جس سے تقریبا ۶۵۰ سے بھی زیادہ دیوبندی علماء اس فتویٰ کی زد میں آ کر کافر و مرتد ہوئے انکا نکاح نہ ہوا ساری زندگی زنا کاری میں گزاری اور اولاد ولد الحرام ہوئی، ابھی صرف دو حوالے دے رہا ہوں اس میں ہی دیوبندیوں کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کے کتنے اکابر ولد الحرم اور زنا کاری کی پیداوار ہے، (دیوبندی اخبثوں کو ہمارے بارے میں کچھ لکھنے سے پہلے اپنے بڑے ابا مرتضیٰ حسن دربھنگی کے رسائل کو پڑھ لینا چاہیے) بقیہ حوالے بعد میں۔

دیوبندیوں کے نزدیک ۶۱۶ علماء کی مصدقہ کتاب ''قہر آسمانی بر فرقہ رضا خانی'' میں ایک مقام پر دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

مولوی احمد رضا خان صاحب مرحوم جو اس فرقہ کے قائد اعظم گزرے ہیں خاکسار سے بہت ملاقات تھی اور وہ بیشک عالمانہ شان رکھتے تھے۔

(قہر آسمانی بر فرقہ رضا خانی، ص، ۹۹، مکتبہ تحفظ نظریات دیوبند اکادمی)

ایک اور مقام پر دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

احمد رضا خان صاحب مرحوم۔

(قہر آسمانی بر فرقہ رضا خانی، ص، ۳۷۹، مکتبہ تحفظ نظریات دیوبند اکادمی)

ان عبارات میں جو لکھا ہے بالکل واضح ہے کہ ان کے ۶۱۶ علماء نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ عالمانہ شان کا مالک بھی کہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ مرحوم کے الفاظ بھی قابلِ غور ہیں کیونکہ دیوبندی حضرات ''رح'' وغیرہ علامات یا رحمۃ اللہ کے الفاظ کو اپنے علماء کی شان و مقام سمجھتے ہیں۔ آیئے پہلے اس ضمن میں چند حوالے پیش کر کے پھر نتیجہ نکالتے ہیں۔

دیوبندیوں کے نام نہاد متکلم اسلام الیاس گھمن صاحب (کتابیں چوری کر کے لکھنے کے ماسٹر) لکھتے ہیں:

الفضل ما شہدت بہ الاعداء کے اصول سے یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ہمارے اکابر کو اللہ نے وہ مقام عطا فرمایا تھا کہ غیر بھی ان کی تعریف لکھنے پر مجبور تھے اور ان کا مقام بریلوی علماء میں بھی مسلم تھا۔

آگے چل کر ۱۴ نمبر پر لکھتے ہیں،

پروفیسر ڈاکٹر مسعود لکھتے ہیں، مولانا گنگوہی

(حسام الحرامین کا تحقیقی جائزہ، ص، ۱۰۰، مکتبہ اہل السنۃ والجماعت)

نوٹ! ساجد خان دیوبندی نے اس عبارت کے بارے میں لکھا ہے کہ یہاں ''رح'' کی علامت تھی جو کہ لکھنے میں رہ گئی۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ رحمہ اللہ یا ''رح'' کی علامت لکھنا یعنی مقام و مرتبہ کے بلند ہونے اور تعریف کرنے کے مترادف ہے، ایک اور حوالہ دیکھئے۔

دیوبندی مولوی منیر احمد اختر صاحب لکھتے ہیں:

حضرت خواجہ غلام فرید نے مقابیس المجالس ص ۱۷۳ میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کو رحمۃ اللہ علیہ لکھا۔

مزید لکھتے ہیں:

نوٹ: بعض نام نہاد علماء سوء نے اس ولی کامل کی جو تکفیر کی تھی اس کا رد ہو گیا چونکہ جس کی تکفیر کی جائے اس کو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھنا اور کہنے کا عقیدہ رکھنا ایسا آدمی خود اس تکفیر سے نہیں بچ سکتا۔

(اکابرین دیوبند کیا تھے، ص ۹۸، مکتبہ دار النعیم لاہور)

ایک اور حوالہ بھی دیکھ لیں، **دارالعلوم دیوبند کے جدید مفتیوں کی مصدقہ کتاب میں دیوبندی مولوی ابوایوب لکھتا ہے:**

چند شہادتیں رضاخانی مسلمات سے ان کے اخلاص و بزرگی پر اور انکی شہادت و اسلام پر۔۔۔۔مولوی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ۔۔۔۔سید احمد صاحب مولوی اسماعیل شہید۔۔۔

(دھوکہ دیوبندی المعروف فضل خداوندی، ص ۴۷، ۴۸، مکتبہ صوت القرآن دیوبند)

قارئین! ان دیوبندی حوالوں سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ کسی کو ''رحمۃ اللہ علیہ'' کہنا یا لکھنا یا پھر ''رح'' علامت بنانا یا کسی کے نام کے ساتھ صرف شہید ہی لکھنا، نہ صرف اس کو مسلمان سمجھنا بلکہ اس کو ولی، بزرگ، واقعی شہید وغیرہ وغیرہ ماننا ہے، اور ساتھ ساتھ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ امین صفدر نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ معاذ اللہ جو ان کو ادنیٰ درجہ کا مسلمان کہے کافر ہے اور منیر احمد دیوبندی یہ کہہ رہا ہے کہ جس کی تکفیر کی گئی ہو اس کو ''رحمہ اللہ'' کہنا جس نے کہا ہے وہ تکفیر سے نہیں بچ سکتا تو ان دیوبندیوں کا ٹھکانہ کہاں ہوگا جنہوں نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو مرحوم یا رحمہ اللہ کہا ہے اب ''قہر آسمانی بر فرقہ رضاخانی'' کے حوالے کے طرف چلئے جس میں ۶۱۶ دیوبندی علماء نے نہ صرف اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو مسلمان کہا بلکہ عالم بھی مانا اور مرحوم بھی کہا تو اب دیوبندی صفدر امین اوکاڑوی کی عبارت کو سامنے رکھ کر نتیجہ نکالیں تو واضح ہو جائے گا کہ یہ ۶۱۶ دیوبندی علماء اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو مسلمان سمجھ کر کافر و

مرتد ہو گئے اور ان کا نکاح حیوان سے بھی جائز نہ تھا، تو جب نکاح ہوا ہی نہیں تو ان ۶۱۶ علماء کی اولاد ولد الحرام ہو گی اور یہ سب ساری زندگی حرام کاری میں گزار کر۔۔۔۔۔۔کے کس طبقہ میں گئے دیوبندی اچھی طرح جانتے ہیں۔۔۔ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

دیوبندیوں کو رونا نہیں چاہیے اگر ہمارے بزرگوں نے اس طرح کا کچھ لکھا نہیں تو تم نے کیا سمجھ لیا کہ ان کو لکھنا نہیں آتا جاہلوں ہمارے علماء تمہارے منہ نہیں لگنا چاہتے تھے بلکہ تم جیسے بے حیاؤں کے لیے یہ ادنیٰ سنی طالب العلم ہی کافی ہے۔

قارئین! کی خدمت میں ایک اور حوالہ پیش کر کے آگے بڑھتا ہوں ورنہ میرے پاس حوالے تو بہت ہیں، (جن کی تفصیل آگے ضمیمے میں آ رہی ہے)

چنانچہ دیوبندیوں کی مستند ترین کتاب جس پر حسین احمد ٹانڈوی، کفایت اللہ دہلوی، شفیع دیوبندی، اور قاری طیب دیوبندی کے علاوہ ۴۱ علماء دیوبند کی تصدیقات و تائیدات ہیں اس کے علاوہ رسائل میں جو اس کی تعریفیں بیان کی گئی وہ الگ ہیں۔ اس کتاب میں دیوبندی مولوی اسماعیل بنگوری صاحب لکھتے ہیں:

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلویؒ

(فاتحہ کا صحیح طریقہ، ص ۴۱، مکتبہ خلیل لاہور)

اتنے دیوبندیوں کی مصدقہ کتاب میں ''رح'' (یعنی رحمۃ اللہ علیہ) کی علامت موجود ہے جو کہ دیوبندیوں کے نزدیک بزرگی کی علامت ہے۔ اب یہ تمام دیوبندی بقول الیاس گھمن اور منیر احمد اختر دیوبندی کے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو کم از کم مسلمان سمجھتے ہیں۔ اب دیوبندیوں کے رئیس المناظرین امین صفدر اوکاڑوی کا فتویٰ ایک بار پھر دیکھ لیں وہ کہتا ہے۔

(معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) جو اعلیٰ حضرت کو پرلے درجے کا فاسق و فاجر مسلمان سمجھے وہ بھی کافر و مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج اس کا نکاح کسی حیوان سے جائز نہیں، اس کی ساری اولاد

ولدالحرام ہے۔

(تریاق اکبر بزبان صفدر،ص،۴۵۹مکتبۃ الامین بہاولپور پاکستان)

اس فتویٰ کو دیکھ کر اور اوپر دوسرے حوالوں میں جن دیوبندیوں نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو گویا رحمۃ اللہ علیہ کہا ہے، نتیجہ نکالنا بالکل واضح ہے کہ یہ دیوبندی جن کی تعداد ۴۰ سے کچھ زیادہ ہے، اعلی حضرت کو مسلمان کہنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہوئے دائرہ اسلام سے خارج ہوئے ان کا نکاح کسی حیوان سے بھی جائز نہ تھا تو ساری زندگی حرام کاری کرتے رہے اور ان کی ساری اولاد ولدالحرام کی ہے۔

کسی دیوبندی کو چیخنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ خبیث لوگ آئے دن اس طرح کا کوئی نہ کوئی کام کرتے رہتے ہیں جیسے الیاس گھمن، ابوایوب، ساجد خائن، نجیب و مجاہد وغیرہ۔

مجھے لگتا ہے ان دیوبندیوں کے لیے اتنا ہی کافی ہے اگر کسی دیوبندی نے اب بکواس کی کہ اعلیٰ حضرت اپنے فتوے کی روشنی میں معاذ اللہ کافر ہیں تو اتنی مار پڑے گی کہ ہر دیوبندی اپنے آباو اجداد کی قبروں پر مراقبہ کرنا شروع کر دیں گے۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

''مصنف چہل مسئلہ ایک جاہل شخص''

واضح ہو کہ حقیقی معنی میں ہندوستان کے اندر اہل السنّت والجماعۃ ایک ہی قوم ہے جو جماعت دیوبندیہ کہلاتی ہے، البتہ قلیل تعداد میں حضرات ''اہل حدیث'' کی بھی جماعت ہے جو بالعموم عقائد میں جماعت دیوبندیہ سے موافق ہے۔۔۔۔

(چہل مسئلہ،ص،۴۵،مکتبہ صفدریہ)

مصنف چہل مسئلہ نے اس مقام پر بھی خوف خدا کو بالائے طاق رکھ دیا اور اپنے جگری یار شیطان

کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جھوٹ بولنے میں اپنے تمام اکابرین کو مات دے دی اس مقام پر اس نے پہلا جھوٹ تو یہ بولا کہ دیوبندی اہل سنت ہیں حالانکہ اس کے اکابرین بڑی صفائی اور ناز کے ساتھ اپنے آپ کو وہابی کہتے تھے۔

(۱) دیوبندی مولوی منظور نعمانی اپنے وہابی ہونے کا اقرار کرتے ہوئے لکھتا ہے:

اور ہم خود اپنے بارے میں صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں'

(سوانح مولانا محمد یوسف،ص،۱۹۰)

(۲) دیوبندی مولوی زکریا تبلیغی بھی ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہے:

میں خود تم سب سے بڑا وہابی ہوں۔

(سوانح مولانا محمد یوسف،ص،۱۹۲)

(۳) دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی صاحب اپنے وہابی ہونے کا اقرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں فاتحہ نیاز کے لئے کچھ مت لایا کرو'

(اشرف السوانح، جلد اول،ص،۴۸،ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

(۴) دیوبندی اشرفعلی تھانوی صاحب کہتے ہیں:

''اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو سب کی تنخواہ کر دوں، پھر دیکھو خود ہی سب وہابی بن جائیں''

(ملفوظات حکیم الامت، جلد۲،ص،۵۷،تالیفات اشرفیہ ملتان)

(۵) اشرفعلی تھانوی کہتے ہیں:

''ایک صاحبِ بصیرت و تجربہ کار کہا کرتے تھے کہ ان <u>دیوبندیوں وہابیوں</u> کو اپنی قوت معلوم نہیں

(ملفوظات حکیم الامت، جلد ۷، ص ۹۵، تالیفات اشرفیہ ملتان)

(۶) دیوبندی مولوی عبدالحق حقانی صاحب لکھتے ہیں:

سرسید پکے وہابی تبع مولوی اسمٰعیل صاحب ہوگئے

(تفسیر حقانی، جلد اول، ص ۳۴۰، کتب خانہ میر محمد کراچی)

(۷) دیوبندی مولوی منظور نعمانی صاحب لکھتا ہے:

سلیمان علیہ السلام کا ہدہد بھی وہابی (دیوبندی) تھا۔۔۔۔۔

ایک اور مقام پر کہتا ہے:

"ولکن [یقول] کونوا ربّٰنیین" لیکن وہ رسول کہتا ہے کہ "وہابی" ہوجاؤ!۔۔۔۔

(مجلّہ صفدر، شمارہ نمبر ۴۰، ص ۳۰، ۳۱)

اب تو اس جاہل کی جہالت دور ہوگئی ہوگی کہ دیوبندی اہل سنت و جماعت نہیں ہیں بلکہ پکے وہابی ہیں اور اس کا اقرار وہ خود کرتے اور اس پر ناز کرتے اور آیت قرآنی بلکہ قول رسول سے اپنا وہابی ہونا ثابت کرتے ہیں۔

اور دوسرا جھوٹ یہ بولا کہ دیوبندی اور اہل حدیث بالعموم عقائد میں موافق ہیں ہوسکتا ہے کہ اس جاہل نے یہ کام اتباع گنگوہی میں کیا ہو کیونکہ بقول دیوبندیہ ان کی نجات گنگوہی کے اتباع پر موقوف ہے اور گنگوہی کی مخالفت اللہ اور رسول کی مخالفت ہے، لیکن یہ اپنے دیگر لوگوں کے فتوے بھول گیا بلکہ گنگوہی کی مصدقہ کتاب کے فتوے بھی بھول گیا، ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ اہل حدیث سے دیوبندیوں کا کفر و اسلام کا اختلاف ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے پر کفر و گستاخی کے فتوے لگاتے ہیں اور تھانوی نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اہل حدیثوں کے ساتھ ان کا اصول میں اختلاف ہے۔

اشرفعلی تھانوی لکھتا ہے:

ہمارا نزاع غیر مقلدوں سے فقط بوجہ اختلاف فروع و جزئیات کے نہیں ہے اگر یہ وجہ ہوتی تو حنفیہ و شافعیہ کی کبھی نہ بنتی، لڑائی دنگہ رہا کرتا حالانکہ ہمیشہ صلح و اتحاد رہا، **بلکہ نزاع ان لوگوں سے اصول میں ہوگیا ہے،** کیونکہ سلف صالح کو خصوصاً امام اعظم کو طعن تشنیع کے ساتھ ذکر کرنا **اور چار نکاح سے زیادہ جائز رکھتے ہیں، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو درباره تراویح کے بدعتی بتلاتے ہیں، مقلدوں کو مشرک سمجھ کر مقابلہ میں اپنا لقب موحد رکھتے ہیں۔۔۔۔فقہ کی کتابوں کو اسباب گمراہی سمجھتے ہیں، اور فقہاء کو مخالف سنت ٹھراتے ہیں، ہمیشہ جویائے فساد و فتنہ انگیزی رہتے ہیں، علیٰ ہذا القیاس بہت سے عقائد باطلہ رکھتے ہیں** کہ تفصیل و تشریح اس کی طویل ہے اور محتاج بیان نہیں

(امداد الفتاوی، جلد ۴، ص ۵۶۲، مکتبہ دار العلوم کراچی)

دیوبندی مولوی الیاس گھمن یہ "فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے عقائد و نظریات" ہیڈنگ دینے کے بعد لکھتا ہے:

اللہ کی شکل و صورت، اللہ تعالیٰ کا مکان، اللہ تعالیٰ اترتے اور چڑتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے وزن سے کرسی چر چر کرتی ہے، اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود نہیں، نداء لغیر اللہ، استغاثہ بغیر اللہ، رام چندر، لچھمن، کشن جی وغیرہ نبی ہیں، مرزائی اسلامی فرقہ ہے، مرزائیوں سے نکاح جائز ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ تھا، انکار حیات عیسیٰ علیہ السلام

(فرقہ اہل حدیث پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ، فہرست، مکتبۃ السنۃ والجماعت)

اسی طرح دیوبندی مولوی ابوبکر غازیپوری صاحب لکھتے ہیں:

انبیاء اور صلحاء سے استغاثہ، علم غیب غیر مقلدوں کے عقیدہ میں، نور محمدی سے ہوئی تخلیق

کائنات، حلول اور حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ، غیر مقلدین کو عیسیٰ کی ولادت بغیر باپ تسلیم نہیں، رام، لچھمن، اور کرشن کی نبوت کا عقیدہ، اجماع امت کا انکار۔

(غیر مقلدین کے عقائد پر ایک تحقیقی نظر، ص، ٦، اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ)

دیوبندی صوفی صافی تو مر کر مٹی میں مل گیا اور دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت بھی اپنے مصدّق کی طرح ہو گیا ہے لیکن دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت کی ذریت تو باقی ہے ان میں سے کوئی بتائے گا کہ ان کے تھانوی صاحب کہہ رہے ہیں کہ:

غیر مقلدین بہت سے عقائد باطلہ رکھتے ہیں۔

اور ان کے صوفی صافی صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم اور وہ عقائد میں موافق ہیں تھانوی صاحب سچے تھے یا پھر صوفی صافی، اور پھر دیوبندی یہ بھی بتائیں کہ الیاس گھمن اور ابوبکر نے غیر مقلدین کے عقائد کی جو لسٹ بیان کی ہے ان میں سے کون کون سے ایسے عقائد ہیں جن میں دیوبندی اور غیر مقلد متفق و موافق ہیں۔ کیا دیوبندی بھی اللہ کی شکل و صورت کے قائل ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ کا مکان مانتے ہیں؟، کیا اللہ تعالیٰ اترتے اور چڑتے ہیں کے قائل ہیں؟ کیا ان کے عقیدے کے مطابق بھی اللہ تعالیٰ کے وزن سے کرسی چر چر کرتی ہے؟ کیا دیوبندی عقیدے میں اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود نہیں ہے؟ کیا نداء لغیر اللہ کو مانتے ہیں؟ استغاثہ بغیر اللہ ان کے نزدیک جائز ہے؟، رام چندر، لچھمن، کشن جی وغیرہ کو نبی مانتے ہیں؟ کیا ان کے عقیدے کے مطابق مرزائی اسلامی فرقہ ہے؟ کیا ان کے نزدیک مرزائیوں سے نکاح جائز ہے؟ دیوبندی بتائیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ تھا؟ کیا دیوبندی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے منکر ہیں؟ پھر دیوبندی بتائیں کہ وہ کون سے ایسے عقائد ہیں جن میں غیر مقلدین اور دیوبندی متفق و موافق ہیں۔

دیوبندی ثبوت دیں اور جواب لیں:

دیوبندی صوفی صافی نے ابتدا سے جو کام کیا تھا انتہاء پر اس کے بھی ریکارڈ توڑ دیئے آخر میں اس جاہل دیوبندی نے جھوٹوں کی بھر مار کرتے ہوئے ہمارے ذمے کئی عقائد لگائے ہیں میں دیوبندیوں سے کہتا ہوں کہ ان کا ثبوت ہمارے مستند کتابوں اور علماء سے دیں اور جواب لیں ورنہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا وظیفہ صبح شام اس صوفی اور اس کی تصدیق کرنے والے کی قبر پر کریں۔

”گنگوہی نے دیوبندیت کو نقصان پہنچایا دیوبندی مفتی کا اقرار“

جامعہ امدادیہ فیصل آباد کے مفتی زاہد دیوبندی صاحب رشید احمد گنگوہی کے دیوبندیت کو نقصان پہنچانے کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا تصوف میں بڑا اونچا مقام تھا ان کے ہاں باقاعدہ خانقاہی معمولات بھی اعلی پیمانے پر ہوتے تھے تاہم بعض مسائل میں ان کی طرف سے حاجی امداد اللہ سے شدید (مگر ادب کے دائرے میں رہ کر) اختلاف کیا گیا یقیناً مولانا گنگوہی کے پیش نظر بعض انتظامی مصالح ہوں گے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ بحیثیت مجموعی اس کے نتیجے میں دیوبندی فکر میں خاص قسم کی خشکی آگئی اور بات دوسری طرف کچھ زیادہ ہی نکل گئی جس نے دیوبندیت کو کسی قدر نقصان بھی پہنچایا۔ (اور ظاہر ہے کہ کوئی بھی شخص اس بات کا التزام نہیں کر سکتا کہ وہ اپنی پیش کردہ فکر کے بہت دور کے اثرات سے آگاہ ہو، اس لیے صاحب فکر پر بذات خود اعتراض نہیں بنتا تاہم درست تجزیہ بعد والوں کی ذمہ داری ہے۔) حضرت گنگوہی کے سلسلہ کی ایک اہم شخصیت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی کو اس کا احساس ہوا اور آخر میں کچھ تدارک کی طرف توجہ فرمائی، لیکن ان کے خلفاء جب اس معاملے کو لے کر چلے تو شیخ علوی مالکی (صوفی اقبال دیوبندی، الیاس گھمن کے پیر صاحب عبد الحفیظ مکی، اور عزیز الرحمٰن ہزاروی دیوبندی کے پیر و شیخ از ناقل) جیسے حضرات کی شرکت کی وجہ سے یہ مہم متنازعہ سی ہوگئی۔ میری رائے یہ ہے کہ دیوبندیوں کو ان معاملات میں حاجی صاحب کی باتوں کو سمجھنا ضرور چاہیے، ماننا نہ ماننا بعد کی بات ہے اکثر علمائے دیوبند کو علم ہی نہیں ہوتا کہ حاجی صاحب کیا فرماتے ہیں۔

(تحفظ عقائد اہل سنت ص ٣٠٢، ناشر جامعہ حنفیہ فیصل آباد بحوالہ یہ آئینہ انہی کے لئے ہے)

''البرق الشدید علی ضمیمة سرفراز الکذاب العنید''

مصنف چہل مسئلہ کی جہالتوں کی تصدیق کرنے والے جناب سرفراز گکھڑوی صاحب کا صرف تصدیق سے دل نہ بھرا بلکہ آخر میں لنگی باندھ کر جہالتوں کے دریا میں قدم رنجا ہوئے دیوبندی جہلاء آج تک انہی جہالتوں کا ارتکاب کرتے چلے آرہے ہیں جن کا جواب ہمارے بزرگ کئی مرتبہ دے چکے، اس کے باوجود بھی ہوئے جو دیوبندی اور دیوبندی باز نہیں آتے اور آئے دن اسی طرح کی حرکتوں کا ارتکاب کرتے ہیں جس طرح کی حرکتوں کے مرتکب ہوکر دیوبندی بزرگ منہ کی کھا چکے ہیں دیوبندی آئے دن اس بات پر افسوس کرتے ہیں کہ چار تو جہنم میں گئے پانچواں کیوں بچ گیا جی ہاں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے عاشق ناشاد و نامراد اور معشوق یعنی قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی اسی طرح خلیل احمد اور اشرفعلی تھانوی کی، ان کی گستاخیوں اور کفریہ عبارتوں کی وجہ سے تکفیر کی، لیکن اسمعیل قتیل بالاکوٹی کی تکفیر کفر لزومی والتزامی کے فرق کی وجہ سے نہ کی، اس بات پر دیوبندیوں کو آج تک تکلیف ہے کہ پانچویں کو کافر کیوں نہ کہا اس کی تکفیر کر کے جہنم رسید کیوں نہیں کیا چار کے ساتھ پانچویں کو کیوں نہیں ملایا یہ جدائی کیوں کی ہے ۔اسی افسوس و تکلیف میں نہ جانے کیا کیا بک جاتے ہیں کہ خود ان کو بھی معلوم نہیں ہوتا، اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے بھلے اسمعیل قتیل بالاکوٹی کی تکفیر کلامی نہیں کی لیکن اس کی گستاخیاں اس کو کیسے بچا سکتی ہیں۔ بہرحال دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب نے وہی پرانے تیر چلا کر شکاری بننے کی ناکام کوشش کی ہے جو بدبخت مرتضی حسن سے لیکر آج کے بکواسی ملاں ابوایوب، الیاس گھمن، ریڈی میڈ مفتی مجاہد، عبدالاحد، عمیر قاسمی اور دارالعلوم دیوبند کے جدید مفتی وغیرھم کررہے ہیں لیکن اس میں بیچارے بری طرح پھنس گئے ہیں ان شاء اللہ آنے والی سطور میں آپ دیکھیں گے۔

سرفراز گکھڑوی کی چال بازی:

دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب نے یہاں وہی پرانا جوڑ توڑ کا کھیل کھیلا ہے جو اس نے اپنے اکابر سے سیکھا تھا یہاں اس نے دھوکہ دہی، فریب اور جوڑ توڑ کا سہارا لیتے ہوئے کچھ عبارات کفر لزومی والی لیں اور کچھ عبارات کفر التزامی والی لے کر معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو ڈبل کافر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، اس جاہل کو معلوم نہیں کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت وہ شخصیت ہیں جن کے ایمان کی گواہی عرب وعجم کے علماء وصلحاء و اکابرین امت اور اولیاء کاملین نے دی ہیں جن کے ایمان کی گواہی بحمد اللہ پاک وہند کا ذرہ ذرہ دیتا ہے اس شخصیت پر جوڑ توڑ کا کھیل کھیل کر اس طرح کا دعوی ''یہ منہ اور مسور کی دال'' ارے جاہلو! ہماری نہیں مانتے نہ مانو عرب وعجم کے اکابرین امت کی بھی نہ مانو، لیکن تمہارے آباء اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے ایمان کی گواہی دے چکے ان کو ولی کامل اور عالم مان چکے ان کی تو مان لو لیکن جو ازلی بدبخت و بے حیاء و بے شرم ہو اس کا کیا، اس نے کسی کی کیا ماننی ہے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب نے چند عبارات سبحان السبوح اور کوکبۃ الشہابیہ کی نقل کی جن سے بعض میں محض لزوم اور بعض میں ابحاث فقہی پھر اس کے بعد حسام الحرمین کی عبارات نقل کی جن میں خالص ابحاث کلامی ہیں اسی طرح توڑ جوڑ کر اور گھوم گھما کر یہ نتیجہ نکالا کہ معاذ اللہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت ڈبل کافر۔

سرفراز گکھڑوی اپنے بیٹے کی کتابوں سے جاہل:

اگر سرفراز گکھڑوی صاحب اپنے بیٹے عبدالقدوس قارن کی وہ کتابیں پڑھ لیتے جو اس نے سرفراز کے دفاع میں لکھیں ہیں تو کم از کم اس طرح کی جہالت وخیانت وحماقت، بددیانتی وبے شرمی ڈھیٹ پن کا مظاہرہ نہ کرتے جی ہاں عبدالقدوس قارن نے اپنی کتابوں ''مجذوبانہ واویلا'' اور ''اظہار الغرور'' میں اپنے جاہل دیوبندیوں کو منطق کی ایک بحث تناقض بار بار پڑھائی ہے اگر

سرفراز صاحب بھی عبدالقدوس قارن سے وہ بحث پڑھ لیتے تو آج ہمارے ہاتھوں ذلیل ورسوا نہ ہوتے۔

جناب سرفراز گکھڑوی صاحب آپ کے بیٹے عبدالقدوس قارن صاحب آپ کے تضادات کوختم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

تعارض ثابت کرنے کے لیے حیثیت کا ایک ہونا بھی ضروری ہے، حالانکہ نقل حکایت کی حیثیت اور ہوتی ہے اور اپنے نظریہ کے اظہار کی حیثیت اور ہوتی ہے۔

(اظہار الغرور فی کتاب آئینہ تسکین الصدور، ص،۲۱۱،عمر اکادمی)

عبدالقدوس قارن صاحب اپنے باپ کو جاہل بناتے ہوئے لکھتے ہیں۔

جب نقل حکایت کی حیثیت اور ہے اور خود اپنی رائے کے اظہار کی حیثیت اور ہے تو تبرید النواظر اور الشہاب المبین کی عبارات میں تعارض قرار دینا تعارض کی تعریف وشرائط سے جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

(اظہار الغرور فی کتاب آئینہ تسکین الصدور، ص،۲۱۲)

مزید کچھ آگے لکھتے ہیں:

یہ سب کاروائی تعارض کی تعریف وشرائط سے ناواقفیت یا بے توجہی......کا نتیجہ ہے۔

(اظہار الغرور فی کتاب آئینہ تسکین الصدور، ص،۲۱۳)

عبدالقدوس قارن کی عبارات سے واضح ہوگیا کہ تعارض ثابت کرنے کے لیے حیثیت کا ایک ہونا بھی ضروری ہے ہم کہتے ہیں کہ جب اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی عبارات کی حیثیت الگ الگ ہے سبحان السبوح اور کوکبۃ الشہابیہ کی عبارات کی حیثیت لزومی وفقہی ہے اور حسام الحرمین کی عبارات کی حیثیت التزامی وکلامی ہے تو تعارض کیسا اور جب دیوبندیوں کے اپنے اصولوں سے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی عبارات سے تعارض ختم ہوگیا تو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے بارے

میں ڈبل کافر ہونے کی بکواس کرنا کیسے درست ہوسکتا ہے۔

قارئین! جناب سرفراز گکھڑوی صاحب کا دعویٰ ۵۵ سال سے زائد تدریس وتحقیق کرنے کا ہے لیکن بیچارے کو اپنے بیٹے کی کتابوں کا بھی علم نہیں اور تعارض وتناقض کی ابحاث کو تو تین طلاقیں دے چکے اگر سرفراز گکھڑوی اور دیگر دیوبندی اپنے اکابر کے کھیل جوڑ توڑ سے باہر آ کر علمی دنیا کا منہ دیکھیں گے تو ان کو معلوم ہوجائے گا کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فقہ کے بھی امام تھے اور علم کلام کے بھی امام اعلیٰ حضرت امام اہلسنت خوب جانتے تھے کہ تکفیر کلامی کیا ہوتی ہے اور تکفیر فقہی کیا، جن جہلاء کا مبلغ علمی یہ ہو جن کو تکفیر کلامی وفقہی کا فرق بھی معلوم نہ ہو وہ جاہل بلکہ اجہل بلکہ احمق بلکہ گنگوہی کی طرح اعمی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے منہ کو آتے ہیں افسوس ہے ایسی جہالت پر اور ایسی حماقت پر اور ایسے اندھے پن پر کہ قصور اپنا ہے اور ڈالتے دوسروں کے سر پر ہیں، علم خود کو نہیں، تناقض وتعارض کی تعریف سے خود جاہل اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے کلام میں تعارض ثابت کرتے ہیں، تف ہے ایسی علمیت، تحقیق اور دعوی تدریس پر۔

عبدالقدوس قارن کا تھپڑ:

عبدالقدوس قارن صاحب اپنے والد سرفراز گکھڑوی کی جہالتوں کی داستان سناتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

جب دونوں عبارتوں میں صورت کے لحاظ سے نمایاں فرق ہے تو ان کو ایک دوسرے کا معارض کیسے قرار دیا جاسکتا ہے۔

(اظہار الغرور فی کتاب آئینہ تسکین الصدور، ص،۲۰۰)

عبدالقدوس قارن کی اس عبارت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تعارض کے لیے صورت بھی ایک ہونا ضروری ہے ورنہ تعارض نہیں ہوگا، اب اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے کلام کو دیکھئے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کوکبۃ الشہابیہ میں فقہی صورت بیان فرمارہے ہیں، اور حسام الحرمین میں کلامی

صورت جب دونوں صورتیں الگ الگ ہیں تو پھر تعارض کا ہے کا، جناب سرفراز گکھڑوی نے یہ ضمیمہ لکھ کر اپنے محقق اور صوفی سے بھی بڑا کارنامہ انجام دیا ہے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو کافر ثابت کرنے چلے تھے لیکن اپنے ہی گھر اور اپنے ہی بیٹے کے ہاتھوں ذلیل و رسوا ہوگئے، یہ ہوتا ہے انجام اہل حق سے ٹکرانے کا اور اللہ کے ایک کامل ولی سے بغض و عناد و عداوت کا۔

عبدالقدوس قارن کا ایک اور تھپڑ:

عبدالقدوس قارن صاحب اپنے والد کو مزید تناقض و تعارض کا سبق پڑھاتے ہوئے لکھتے ہیں:

جب دونوں عبارتوں میں استدلال کی حیثیت جدا جدا ہے، تو اس کو تعارض کا نام دینا سراسر جہالت ہے۔

(مجذوبانہ واویلا، ص ۲۳۴، مکتبہ صفدریہ)

عبدالقدوس قارن کی اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ تعارض کے لیے استدلال کی حیثیت کا ایک ہونا بھی ضروری ہے ورنہ تعارض نہیں ہوگا، اب ہم سرفراز گکھڑوی صاحب کو کہتے ہیں جناب گکھڑوی صاحب تناقض کا پورا سبق کسی اچھے سے استاذ سے پڑھ لیں بعد میں اس طرح کے مسئلے پر کلام کریں ورنہ آپ کی ۵۵ سال سے زائد کی تدریس اور ۵۵ سے زائد سال کی تحقیق کو آپ کے اپنے بیٹے نے خاک میں ملا دیا ہے، اور آپ پر جہالت کی وہ مہر لگائی ہے جو پانی کیا پیٹرول کیا تیزاب سے بھی دھلنے والی نہیں ہے۔

جیسا منہ ویسی چپیڑ:

دیوبندیوں کو جب تک ان کی زبان میں جواب نہ دیا جائے اس وقت تک ان کو سکون نہیں ملتا لہذا میں دیوبندیوں کے اکابرین کی بھٹکتی ہوئی روح کو مزید بھڑکانے کے لیے ان ہی کی ناہنجار

اولاد کے چند فتاوی جات نقل کر دیتا ہوں جس سے دیوبندیت کی مکروہ صورت سامنے آجائے گی۔ اللہ عزوجل کا کرم اور محبوب علیہ السلام کی سنیوں پر نظرِ عنایت اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی کرامت دیکھئے آج تک جو عبارتوں میں جوڑ توڑ کا کھیل کھیل کر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو کافر ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ میں انکے گھر سے ان ہی کے اصولوں سے ان کا ایسا کافر ہونا ثابت کروں گا کہ جو ان کے کفر میں شک بھی کرے وہ بھی کافر۔ یہ میرے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی زندہ کرامت ہے یہ اس عاشق صادق جس نے سرکار علیہ السلام کے گستاخوں کو بے نقاب کیا، سرکار علیہ السلام کی ناموس پر پہرہ دیا، یہ اس عاشق خیر الوریٰ ﷺ کی کرامت ہے کہ دیوبندی اپنے اکابر کے محبوب مشغلہ جوڑ توڑ کے کھیل سے آپ کو کافر تو ثابت نہ کر سکے بلکہ دیوبندی اپنے حقیقی اصولوں سے پوری دیوبندیت کو کفر کے گھاٹ اتار گئے آیئے اور دیوبندیت کی اس ننگی ناچتی ہوئی تصویر کو دیکھئے۔

......حوالہ نمبر1......

دیوبندیت کفر کے ایسے گھاٹ میں جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر

خلاصہ کلام! ہر شخص جانتا ہے کہ دیوبندی بھی مرزا قادیانی کو بزعم خود کافر مانتے ہیں، اور ایسا کافر کہ اگر کوئی اس کے کفر میں شک کرے تو وہ بھی کافر ہے، بقول دیوبندیوں کے خلیفہ تھانوی عبدالماجد دریابادی نے قادیانیوں کی تکفیر نہیں کی بلکہ اس کو نبی مان کر ثواب کمایا ہے، اب دیوبندیوں کے اصول کے مطابق جو قادیانیوں کے کفر میں شک بھی کرے وہ کافر تو عبدالماجد دریابادی قادیانی کو کافر نہ کہہ کر کافر ہوا اور دیوبندی عبدالماجد دریابادی کو کافر نہ کہہ کر کافر ہوئے اور ایسے جوان کے کفر میں شک بھی کرے تو وہ بھی کافر، ھلم جرا (یہ سب دیوبندی اصولوں کے مطابق ہے) **اب اس کی تفصیل بھی دیکھ لیجئے**

عبدالماجد دریابادی کا مقام:

عبدالماجد دریابادی کا مقام دیوبندیوں میں کیا ہے، یہ تو دیوبندی خوب جانتے ہیں، ناظرین کی معلومات کے لیے چند حوالے عرض کر دیتا ہوں۔

عبدالماجد دریابادی تقی عثمانی دیوبندی کی نظر:

تقی عثمانی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

مولانا دریابادی رحمۃ اللہ علیہ اس لحاظ سے بھی ایک مثالی شخصیت تھے کہ انہوں نے بیعت تو حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر فرمائی لیکن حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہی کی اجازت بلکہ ایماء پر تربیت کا تعلق آخر تک حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے قائم رکھا۔

کچھ آگے جا کر لکھتے ہیں:

آپ کا شمار حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں تو نہیں لیکن ممتاز متوسلین میں ضرور تھا وہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے عاشق تھے۔

(کاروان تھانوی، ص،۲۷۹، ادارۃ المعارف کراچی)

عبدالماجد دریابادی یوسف بنوری کی نظر میں:

چنانچہ دیوبندی مولوی یوسف بنوری صاحب لکھتے ہیں:

مولانا عبدالماجد دریابادی مرحوم ایک مفکر صاحبِ بصیرت فلسفی مزاج حقیقت آگاہ شخصیت تھے آخری ساٹھ سالہ زندگی کا شاید ایک لمحہ بھی مولانا مرحوم نے ضائع نہیں کیا

مزید آگے جا کر لکھتے ہیں:

متحدہ ہندوستان میں جو ممتاز ارباب قلم گزرے ہیں ان میں سے ایک ممتاز فرد تھے، احادیث اور قرآنی آیات سے اصلاحی نکات کے استنباط کا اچھا سلیقہ اللہ نے ان کو عطاء فرمایا تھا،

مولانا رسمی عالم نہ تھے لیکن باوجود اس کے اپنی علمی صلاحیت سے بڑا کام لیا قرآن کریم کی تفسیر تین جلدوں میں لکھی،۔اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت ورحمت سے نوازے، آمین۔

(کاروان تھانوی، ص،۲۸۰، ادارہ المعارف کراچی)

ہمارے پاس عبدالماجد دریابادی کے دیوبندی بزرگ ہونے پر اور بھی حوالے ہیں لیکن ہم نے تقی عثمانی اور یوسف بنوری کے حوالوں پر اکتفاء کیا ہے کہ یہ دونوں ایسے دیوبندی بزرگ ہیں کہ ان کی بات تمام دیوبندیوں کے نزدیک مسلم ہے ان حوالوں سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ دیوبندی عبدالماجد دریابادی کو اپنا بزرگ تھانوی کے ممتاز متوسلین میں سے اور بعض تو تھانوی کا خلیفہ بھی مانتے ہیں اب آیئے اور عبدالماجد دریابادی کی قادیانیت نوازی دیکھئے اور ان بدبختوں کے کرتوت اور اپنے پرائے کا فرق دیکھیئے کہ اگر اس طرح کی باتیں کوئی اور کرتا تو دیوبندی فیکٹری سے کفر کے فتوے کے سواء کچھ اور نہ نکلتا لیکن عبدالماجد دریابادی تو تھانوی کے متوسل ہیں اور ٹانڈوی کے مرید ہیں لہذا سب قلم خاموش اور سب کی حیاء دریا میں غرق سب نے بے شرمی کا پیالہ منہ سے لگا کر پھر بھی ان کو اپنا بزرگ ہی مانا ہے، لیکن یہ اللہ کی طرف سے ڈھیل تھی کہ اللہ نے اپنے ولی کامل اور پیارے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی طرف سے جواب دلوانا تھا لہذا یہ دیوبندی عبدالماجد دریاباری کو اپنا بزرگ مانتے آئے ہیں اور اب بھی مانتے ہیں۔

عبدالماجد دریابادی کی قادیانیت نوازی:

(۱) دیوبندی مفتی تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

قادیانیت کے مسئلے میں ان کا نرم گوشہ پوری امت کے خلاف تھا اور بلاشبہ یہ ان کی سنگین ترین غلطی تھی جس پر اللہ ان کی مغفرت فرمائے لیکن وہ پوری امت کی مخالفت کے باوجود اپنے اس موقف پر قائم رہے عفا اللہ تعالیٰ عنہ وغفرلہ

(نقوش رفتگان، ص،۸۰، مکتبہ معارف القرآن کراچی)

اس طرح کا عقیدہ اگر کسی اور کا ہوتا تو پوری دیوبندیت کفر کفر اور بس کفر کا فتویٰ صادر کرتی لیکن یہاں سب قلم خاموش سب زبانوں پر سکتہ طاری سب بولنے والے اور قادیانیوں کے بارے میں **من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر** کا نعرہ لگانے والے یہاں گونگے بن گئے وجہ کیا ہے کہ عبدالماجد دریابادی کون ہے تھانوی صاحب کے خلیفہ یا تھانوی صاحب کے متوسلین میں سے ہیں اس کے بارے میں کفر کا فتویٰ کیسے جاری ہوسکتا ہے لیکن اس پر کفر کا فتوی نہ دے کر پوری دیوبندیت کیسے کفر کے گھاٹ اتری ان شاء اللہ آنے والی سطور میں آپ جان جائیں گے۔

(۲) دیوبندی مولوی یوسف لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:

مولوی عبدالماجد دریا آبادی پاک و ہند کی ایک ممتاز شخصیت ہیں اور اپنے گونا گوں اوصاف کی وجہ سے مشہور ہیں لیکن طائفہ ملعونہ قادیانیہ اور اس کے سربراہ مرزا آنجہانی کے حق میں مدت سے ان کی رائے بے جا حمایت کی حد تک نرم ہے۔

(تحفہ قادیانیت، جلد چہارم، ص،۱۰۳، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

کچھ آگے جا کر لکھتے ہیں:

پھر اپنے تمام اکابر کے علی الرغم مرزائیت کی مفت وکالت اور بے جا حمایت میں وقتاً فوقتاً ان کے قلم سے صدق جدید کے صفحات پر جو نکات جلوہ گر ہوتے رہتے ہیں انکو پڑھ کر مشکل ہی سے آدمی اپنی ہنسی ضبط رکھ سکتا ہے، موصوف کو اس طائفہ کی حمایت اور نصرت میں قریب قریب وہی شرح صدر ہے جو اس ملعون جماعت کے رد اور تعاقب میں السید الامام مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری کو تھا۔

(تحفہ قادیانیت، جلد چہارم، ص،۱۰۴، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

دیوبندی مولوی کا مرزا لعین کی تعریف کرنا:

چنانچہ مولوی یوسف لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:

مرزا صاحب آنجہانی معمولی عقل و علم کا شخص نہیں بلکہ مولانا باور کرانا چاہتے ہیں کہ وہ فہم و ہوش کے غیر معمولی درجہ پر فائز تھا۔

(تحفہ قادیانیت، جلد چہارم، ص،۱۰۵، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

ان بدبخت ملاؤں کے کارنامے دیکھئے جو بدبخت بدزبان گستاخ حضرت عیسی علیہ السلام کو شرابی کہے وہ ان کے نزدیک عقل والا ہے، جو بدزبان گستاخ، حضرت عیسی علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا کہے اور انکے معجزات کو مکروہ عمل کہے وہ ان دیوبندی ملاؤں کے نزدیک ہوش مند ہے جو بدبخت بدزبان قسمیں کھا کھا کر اعلان کرے کہ میں حضرت عیسی علیہ السلام سے افضل ہوں وہ ان کے نزدیک ذی فہم ہے، جو بدبخت، بے حیاء، بے شرم محبوب علیہ السلام کی امت کو گمراہ، جہنمی، کافر، منافق، بے ایمان، حرام زادہ، خنزیر، کنجریوں کی اولاد وغیرہ وغیرہ کہے وہ اس دیوبندی مولوی خلیفہ تھانوی کے نزدیک علم والا ہے۔

تف ہے ایسی بے حیائی پر حیف ہے ایسی بے شرمی پر اور افسوس ہے ایسی دیوبندیت پر کہ اتنے بڑے کافر کو بھی یہ دیوبندی عقل والا، علم والا، ہوش والا کہے اور کسی دیوبندی کے منہ میں زبان نہ ہو اور کوئی بھی دیوبندی اس کو کچھ کہنے کو تیار نہ ہو، میں آج کے بدبخت بے شرم بے غیرت دیوبندی مولویوں سے پوچھتا ہوں بتاؤ تم نے عبدالماجد دریابادی کے بارے میں کیا لکھا ہے، اس کے بارے میں کیا کہا ہے، دن رات اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر بکواس کر کے اپنے گھر کا خرچہ چلانے والو! اپنے اصولوں کو دیکھو اور بتاؤ عبدالماجد دریابادی کا ٹھکانا کہاں ہے اور تم اس کو صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ بزرگ مان کر...... کے کس کونے میں گئے۔

ایک اور مقام پر یوسف لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:

اس مرزا کی صدق جدید کے صفحات میں دریابادی صاحب کی قلم سے مدح سرائی کی جاتی

ہے جس کے قلم نے انبیاء کی عصمت میں شگاف ڈالا امہات المومنین کی عفت پر سیاہی پھینکی صحابہ کے مقام پر حملہ کیا علماء وصلحاء کی دستار کو چھیڑا پوری ملت اسلامیہ پر سنگ باری کی۔

(تحفہ قادیانیت، جلد چہارم، ص، ۱۱۱، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

دیوبندیو! بتاؤ! بولو وہ شخص جو انبیاء کی عصمت میں شگاف ڈالے اور امہات المومنین کی عفت پر سیاہی پھینکے صحابی کے مقام پر حملہ کرے ملت اسلامیہ پر سنگ باری کرے وہ تمہارے نزدیک علم والا ہے ہوش والا ہے ذی فہم ہے، بولو کچھ تو بولو اب وہ بے لگام قلم کہاں گیا اب وہ اصولوں، اصولوں کی رٹ لگانے والے بدبخت کہاں مر گئے، اب وہ بے شرم بے حیاء بے غیرت دیوبندی ملاں کہاں گئے جو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے بارے میں بولتے رہتے ہیں ہمیں اس طرح کی زبان استعمال کرنے پر مجبور کیا گیا ورنہ ہم اس کے قائل نہیں ہیں آج کل کے دیوبندیوں کی تحریریں دیکھ کر خون کھولتا ہے قلم میں جوش آتا ہے اور اس طرح کے الفاظ بے ساختہ نکلتے ہیں۔

مرزا قادیانی دائرہ اسلام سے خارج نہیں تھانوی کے خلیفہ کا اقرار:

چنانچہ دیوبندی مولوی یوسف لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:

اس لیے دریابادی صاحب کے نزدیک صریح دعویٰ نبوت کے باوجود نہ مرزا دائرہ اسلام سے خارج ہیں نہ ان کی جماعت کو سوء خاتمہ کا اندیشہ نہ نجات سے محرومی کا سوال اور نہ ان سے تعرض کرنا جائز ہے۔

(تحفہ قادیانیت، جلد چہارم، ص، ۱۲۹، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

ایمان کے ٹھیکدارو! بولو! کہ مرزا قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہے یا نہیں اور اس کی جماعت اور ماننے والوں کا برا خاتمہ ہوا یا نہیں اور ان کی نجات ہوگی یا نہیں ان تمام سوالات کے جوابات دینے سے پہلے دیوبندیوں کو اپنے بزرگ خلیفہ تھانوی کی عبارات کو مدنظر رکھنا چاہیے اور پھر جواب دینا چاہیے۔

مرزا کا دفاع خدمت دین دیوبندی اقرار:

چنانچہ دیوبندیوں کے مولوی یوسف لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:

صد حیف کہ دریابادی صاحب اب تک مرزا صاحب کو سمجھنے سے قاصر ہیں اور مرزا صاحب کی طرف سے مدافعت کر کے بزعم خود خدمتِ دین کا فرض بجالا رہے ہیں۔

(تحفہ قادیانیت، جلد چہارم، ص، ۱۳۳، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

میں تمام دیوبندیوں سے کہتا ہوں کہ تم بھی مرزا قادیانی کا دفاع کر کے خدمتِ دین کا فرض ادا کرو، اور فرض کے تارک نہ بنو۔

مرزا کو نبی وقت ماننا ثواب کا کام ہے دیوبندی اقرار:

(۴) تنویر احمد شریفی دیوبندی صاحب سید ازہر شاہ قیصر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

مدیر صدق (عبدالماجد دریابادی از ناقل) جنہوں نے بڑی محنت کے بعد مثنوی کا ایک شعر ڈھونڈا اور اس سے غلط معنی نکال کر مرزائے قادیانی کو نبی وقت ثابت کرنے کا ثواب کمایا تھا......

مدیر صدق سے مراد مولانا عبدالماجد دریابادی مرحوم ہیں۔

(سال نامہ یادگار اکابر، جون ۲۰۱۶ ص، ۲۴۱، مکتبہ رشیدیہ)

ایک بار پھر خلاصہ کلام:

ان تمام حوالوں سے ثابت ہوگیا کہ دیوبندی خلیفہ تھانوی عبدالماجد دریابادی مرزا قادیانی کی تکفیر نہیں کرتا تھا بلکہ بقول یوسف لدھیانوی اس کو مسلمان اور اس کی جماعت کے حسنِ خاتمہ اور نجات کا قائل تھا بلکہ سید ازہر شاہ کے بقول عبدالماجد دریابادی نے مرزا قادیانی کو نبی وقت ثابت کر کے ثواب کمایا ہے آج کل کے تمام دیوبندی بالعموم اور الیاس گھمن، ابوایوب اور ریڈی میڈ مفتی مجاہد اپنے باپ کے اصول پر عمل کرتے ہوئے مرزا کو نبی وقت مان کر ثواب کمائیں اور اس ثواب سے محروم نہ رہو، ہوسکتا ہے کہ یہی ثواب (جو ان کے اپنے اصولوں سے ہے) قیامت کے

دن ان کے جہنم میں جانے کا ذریعہ بن جائے۔

عبدالماجد دریابادی کی وجہ سے پوری دیوبندیت کفر کے گھاٹ:

میں آپ کو بتا تا چلوں کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے لزوم والتزام کے فرق کی وجہ سے اسمعیل قتیل بالاکوٹی کی تکفیر نہ کی تھی جب کہ کفر فقہی اس پر ثابت اس کے اقوال کفریہ لیکن تاویل بعید کی وجہ سے قائل کی تکفیر سے کف لسان فرمایا البتہ مرزا قادیانی کی تکفیر کلامی ہے نہ کہ فقہی، کہ کوئی صورت نکل سکے اور اس کا کفر التزامی ہے نہ کہ لزومی، کہ قائل بچ سکے اس کے باوجود بھی مرزا قادیانی کی تکفیر نہ کرنا اور اس کو مسلمان اور اس کی جماعت کے حسن خاتمہ اور نجات کا قائل ہونا خود دیوبندی اصولوں کے مطابق کافر بننا ہے اور جو اس کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر آیئے اور دیکھئے۔

﴿......مخالف فتوے......﴾

جو مرزا کو مسلمان کہے وہ کافر ہے دیوبندی مفتی کا اقرار:

نائب مفتی دارالعلوم کراچی محمد صابر صاحب لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد قادیانی کا کافر ہونا اور مرتد ہونا اور ان کے اقوال وکلمات غیر محصورہ کا غیر محتمل للتاویل ہونا اظہر من الشّمس ہو چکا ہے اس لیے جمہور علمائے امت کے نزدیک وہ کافر و مرتد ہے اور اسی طرح وہ لوگ جو اس کو باوجود ان اقوال وعقائد کے معلوم ہونے کے مسلمان سمجھیں خواہ نبی کہیں یا مسیح یا جو کچھ بھی کہیں کافر و مرتد ہیں۔

(فتاویٰ ختم نبوت جلد دوم، ص،۴۳۳، ناشر عالمی مجلس ختم نبوت کراچی)

اس حوالے سے (جو کئی اکابرین دیوبند کا مصدقہ ہے) معلوم ہو گیا کہ مرزا قادیانی کافر و مرتد ہے اور اس کے کلام میں کوئی تاویل بھی نہیں اور جو مرزا کو مسلمان کہے وہ بھی کافر، دیوبندیو! بتاؤ جو مرزا کو صرف مسلمان کہے وہ تو تمہارے نزدیک کافر اور جو مرزا کو نبی وقت کہے اور اس پر ثواب بھی دیوبندیوں کی طرف سے پائے وہ تمہارے نزدیک کافر کیا فاسق بھی نہیں، فاسق کیا وہ تو

بزرگ ہے وہ مثالی شخصیت ہے وہ پھر بھی حسین احمد ٹانڈوی کا مرید اور تھانوی کا تربیت یافتہ ہے جو مرزا کو مسلمان کہے اس کی جماعت کے حسن خاتمہ کا قائل ہو اور نجات کا قائل ہو وہ تمہارے نزدیک مفکر، صاحب بصیرت، حقیقت آ گاہ شخصیت مرحوم، رحمۃ اللہ تعالیٰ، عفا اللہ تعالیٰ عنہ وغفرلہ کا مصداق ہے، اس کی مغفرت کی دن رات دعائیں کرتے ہو، بے غیرتو! بے شرمو! ایسا کیوں؟ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے بارے میں دن رات بکواس کرنے والو! اپنے بزرگوں کے کرتوت دیکھو اگر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے اسمعیل دہلوی کے کفریات کو فقہی اعتبار سے صریح فرمایا تو تم ان عبارات کا غلط مفہوم لے کر اسمعیل قتیل بالاکوٹی کو باکرامت ولی بنا دیتے ہو اور عبارات فقہی و کلامی میں جوڑ توڑ کا کھیل کھیل کر معاذ اللہ اعلی حضرت امام اہلسنت کو کافر کہتے ہو یہاں کیا کہو گے جہاں کوئی تاویل ہے ہی نہیں اور تمہارے اپنے علماء کہہ رہے ہیں غیر محتمل للتاویل اور خود تمہارے علماء نے لکھا ہے کہ مرزا کے عقائد صریح کفریہ ہیں اور تمہارے ابا انور شاہ کشمیری نے لکھا ہے کہ **ان التاویل فی لفظ صراح لا یقبل** جب مرزا کے اقوال بدتر از ابوال صریح کفریہ اور ان میں تاویل کا بھی احتمال نہیں اور صریح کے اندر تاویل نہیں ہوتی تو تمہارے دریابادی نے کون سی تاویل نکالی تھی جب کہ تاویل نکل ہی نہیں سکتی

دیوبندی علماء کے گلے میں کفر کا پھندا:

جی اب یہ کفر کا پھندا عبدالماجد دریابادی کے گلے میں ایسا اٹکا کہ کسی بھی دیوبندی ماں نے ایسا بیٹا پیدا نہیں کیا جو عبدالماجد دریابادی کے گلے سے اس کو نکال سکے اور جب عبدالماجد دریابادی تمہارے اصولوں کے مطابق کافر تو اس کو مسلمان بلکہ اپنا بزرگ مان کر تم خود کیا ہوئے۔

ہم خاموش تھے یار نے سمجھا بولنا نہیں آتا۔

ہمارے صبر سے تم لوگوں نے ناجائز فائدہ اٹھایا ہے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کل بھی حق پر تھے اور آج بھی بحمد اللہ حق پر ہیں کل بھی آپ کے اصول درست تھے اور آج بھی درست ہیں،

اسمعیل قتیل بالاکوٹی کے بارے میں جو فیصلہ آپ نے کیا تھا وہ کل بھی درست تھا اور آج بھی درست ہے اسی طرح باقی چار دیوبندی علماء پر ان کی گستاخیوں، بے باکیوں کی وجہ سے جو فتویٰ آپ نے دیا تھا بالکل سچ تھا اور سچ ہے اور سچ رہے گا دیوبندی علماء جب اپنے بزرگوں کے گلے سے کفر کا پھندا نہ نکال سکے اور ان کی کفریہ عبارات کو خود ہی تاویلات کر کے مزید کفر میں محکم بنا کر اپنے بزرگوں کو اپنے ہی ہاتھوں کفر کے گھاٹ اتار دیا اور جب کوئی راستہ نہ ملا تو شیطان نے تھانوی کے ماموں کی طرح ان پر علم وحکمت کے یہ دروازے کھولے کہ کسی طرح اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو کافر ثابت کیا جائے اور انکو بدنام کر کے اپنے اکابر کی جو مٹی پلید ہو چکی ہے، اس کو کسی طرح دھویا جائے لیکن یہ کیسے ممکن ہے جن کی قسمت میں ازل سے ہی ذلت لکھی ہے ان کو عزت کیسے مل سکتی ہے اور جنہوں نے خود اپنے لیے کفر اختیار کیا ہو ان کو اسلام کیسے مل سکتا ہے آج پوری دیوبندیت دیکھ لے جس طرح آج کل کے چند لونڈے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر دھوکہ بازی اور جوڑ توڑ کا کھیل کھیل کر کفر ثابت کرتے ہیں ان کے اپنے بزرگوں کا تو بغیر کسی دھوکہ اور فریب کے انہی کے اصولوں کے مطابق کفر ثابت ہو گیا ہے، ابھی تو کچھ بھی نہیں ہوا آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے۔

قادیانی کے کفر میں تاویل کرنے والا قطعی کافر سمیع الحق دیوبندی کا فتویٰ:

چنانچہ سمیع الحق دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

جواباً عرض ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعاوی باطلہ کے قرآن وسنت کی نصوص قطعیہ اور اجماع کے بموجب قطعی کافر ہے اور مرتد ہے اور انہی وجوہات کی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کے ایسے معتقدات کو اپنانے والے یا اس کا اتباع کرنے والے یا اس کی تصدیق وتائید یا تاویل کرنے والے بھی قطعی کافر مرتد اور خارج از اسلام ہیں۔

(فتاویٰ ختم نبوت، جلد دوم، ص ۴۴۶، ناشر عالمی مجلس ختمِ نبوت کراچی)

ان دونوں عبارات سے معلوم ہو گیا کہ مرزا قادیانی کو مسلمان ماننے والا یا اس کے کفر میں تاویل کرنے والا بھی قطعی کافر اور وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کا کوئی نکاح نہیں اور اس پر تجدید نکاح وایمان شرعاً ضروری ہے یہ فتوے ہمارے نہیں کہ کوئی دیوبندی اس کو رد کر دے بلکہ ایک فتویٰ تو اسی ناہنجار کا ہے جس نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی عبارات میں توڑ جوڑ کا کھیل کھیل کر معاذ اللہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو ڈبل کافر ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کی تھی ان فتاویٰ کی روشنی میں عبدالماجد دریابادی کی شخصیت کھل کر سامنے آ گئی کہ یہ شخص قطعی کافر تھا اور اسکا نکاح بھی نہیں تھا ساری زندگی حرام کاری میں گزار دی نہ تجدید نکاح کیا جو کہ اس پر شرعاً لازم تھا اور نہ ہی تجدید ایمان اور بقول تقی عثمانی دریابادی صاحب ''اپنے اس موقف پر قائم رہے'' یہ الفاظ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ اس جاہل نے رجوع نہیں کیا تھا آج چند بد بخت یہ کہتے ہیں کہ اس نے رجوع کر لیا تھا یہ طفل تسلی ہے جو یہ بد بخت اپنی جاہل عوام اور اپنے علماء کالانعام کو دے رہے ہیں وقت آنے پر ان بدبختوں کی تاویلات خبیثہ کارد ان ہی کے اپنے اصولوں سے کروں گا اور ان کے اپنے ہی علماء سے ان کا کفر ثابت کروں گا

قادیانی کو مسلمان کہنے والا کافر اس کا نکاح ٹوٹ گیا سرفراز گکھڑوی کا فتوی:

چنانچہ دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں:

الحاصل کہاں تک ان خرافات کو نقل کیا جائے مرزا آنجہانی کی پیشتر کتابیں ایسی خرافات سے بھری پڑی ہیں اندریں حالات ان کو یا ان کے اتباع کو مسلمان سمجھنا قرآن وحدیث اور امتِ مسلمہ کے اجماع کا قطعاً انکار ہے......اور ان کو مسلمان سمجھنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور ایسے شخص کو جو قادیانیوں کو مسلمان سمجھے تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا شرعاً ضروری ہے۔

(فتاویٰ ختم نبوت، جلد دوم، ص، ۴۱۹، ناشر عالمی مجلس ختم نبوت کراچی)

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

دوسروں کو ڈبل کافر کہنے والا سرفراز اپنے ہی فتوے سے کافر ہو گیا:

دوسروں کو جوڑ توڑ کا کھیل کھیل کر ڈبل کافر کہنے والا تو خود اپنے اصولوں سے کافر نکلا، گکھڑوی صاحب کا اپنا فتوی ہے کہ قادیانی کو مسلمان کہنے والا کافر ہے اور عبدالماجد دیوبندی اس کو کافر نہیں کہتا تھا تو وہ گکھڑوی فتوے سے کافر ہوا اور یہ بھی دیوبندی فتوی ہے کافر کو کافر نہ کہنے والا بھی کافر تو گکھڑوی صاحب دریابادی کو کافر نہ کہہ کر خود کافر ہوئے، دیوبندی اپنے اصولوں سے اپنا مسلمان ہونا تو ثابت کریں پھر کسی اور کے بارے میں بکواس کریں۔

پوری دیوبندیت کی مکروہ صورت:

عبدالماجد دریابادی دیوبندیوں کے اصول وفتاویٰ سے قطعی کافر تھا، اب دیوبندی اس کو اپنا بزرگ یا کم از کم مسلمان مان کر کافر ہو گئے یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ یہ اس بدبخت کا قول ہے جس نے معاذ اللہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو۔۔۔کہا تھا اور آپ کی اولاد کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ......کہا تھا آج دیکھ لیجئے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی کرامت کہ وہ افراد خود اپنے ہی اصولوں سے زانی اور حرامزادے ثابت ہو گئے جیسا کہ ہم ۶۵۰ سے بھی زائد علماء دیوبند کو کافر اور ان کی اولاد کو حرامی ان ہی کے فتوے کی روشنی میں ماقبل میں ثابت کر چکے ہیں۔

دیوبندی مولوی مرتضی حسین در بھنگی خلیفہ تھانوی تمام دیوبندیوں کو کافر بناتے ہوئے لکھتے ہیں:

کافر کو کافر نہ کہنا کفر ہے۔

(تفہیم ختم نبوت، ص، ۵۶، عالمی مجلس ختم نبوت ملتان)

جب عبدالماجد دریاباری دیوبندی اصولوں کے مطابق قطعی کافر ہے تو اس کو کافر نہ کہہ کر پوری دیوبندیت کافر ہوئی، ہماری معلومات میں کوئی ایک بھی دیوبندی ایسا نہیں جس نے عبدالماجد دریابادی کو کافر کہا ہے بلکہ سب کے سب اس کو اپنا بزرگ سمجھتے اور مرحوم لکھتے آئے ہیں

اور لکھ رہے ہیں یہ سب اپنے ہی اصولوں کے مطابق کافر ہوئے۔

انور شاہ کشمیری کے اصولوں سے دریابادی کافر:

چنانچہ انور شاہ کشمیری کہتے ہیں:

جو شخص یقینی کافر کے کفر میں تاویل کرے اور اسے کافر قرار نہ دے وہ خود بھی کافر ہے۔

(تحفۃ المناظر، ص، ۶۸، مکتبہ السعید کراچی)

دیوبندیت کے کفر میں جو دیوبندی شک کرے وہ بھی کافر:

کئی علماء دیوبند کے مصدقہ فتوے میں ہے:

جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال پر مطلع ہو کر اس کو کافر نہ جانے وہ خود کافر مرتد ہے، بلکہ جو شخص اس کے کافر ہونے میں شک وتردد کرے وہ بھی کافر مستحق عذاب عظیم ہے شفاء شریف میں ہے۔ نکفر من لم یکفر من دان بغیر ملة المسلمین من الملل او وقف فیھم او شک یعنی ہم ہر اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو کافر کو کافر نہ کہے اس کی تکفیر میں توقف یا شک وتردد رکھے، غرر و مجمع الانہار اور در مختار و فتاویٰ خیریہ و بزازیہ میں ہے، من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر. یعنی جو شخص اس کے کفر و عذاب میں شک کرے یقیناً خود کافر ہے۔

(فتاویٰ ختم نبوت، جلد دوم، ص، ۳۱۳، ناشر عالمی مجلس ختم نبوت کراچی)

ایک اور حوالہ بھی دیکھ لیجئے، چنانچہ دیوبندی مولوی عبدالقیوم صاحب لکھتے ہیں:

بلاشبہ مرزا قادیانی بوجہ کثیرہ قطعا یقیناً کافر مرتد ہے ایسا کہ جو اس کے اقوال پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے خود کافر مرتد ہے۔

(تاریخی دستاویز، ص، ۲۲۲، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

کچھ آگے جا کر لکھتے ہیں:

من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر

(تاریخی دستاویز، ص،۲۳۰، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

اب ان تمام بے غیرت دیوبندیوں کو مثلاً گھمن صاحب، ابوایوب، ریڈی میڈ مفتی مجاہد، وغیرہ کو حیاء کے دو چار کیپسول کھالینے چاہئے، آج تک جو اپنے اصول اپنے اصول کی رٹ لگاتے رہے وہ بے شرم، بے غیرت، بے حیاء اپنے اصول کو دیکھ لیں اور بتائیں جب مرزا کافر اور اس کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر تو عبدالماجد دریابادی نے مرزا کے لیے نبوت کو ثابت کر کے ثواب کمایا تو وہ بھی کافر اور اس کے کفر میں شک کرنے والے یہ تمام دیوبندی مثلاً گھمن صاحب، ابوایوب، مفتی نجیب اللہ، ریڈی میٹ مفتی مجاہد، ساجد خان (ہم دیوبندی بزرگوں کو درمیان میں نہیں لائے صرف آج کے خبیث لوگوں کا ذکر کیا ہے اگر دیوبندی نہ مانے تو سب کی ایسی دھلائی کریں گے کہ دیوبندیت رہتی دنیا تک یاد کرے گی) بھی کافر اور جو دیوبندی ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر یہ طفل مکتب لوگ جب اپنے اصولوں کے مطابق اپنا ایمان ثابت کرلیں گے تو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی عبارات خود بخود واضح ہوجائیں گی اور تمام اشکال ختم ہوجائیں گے اور ہم نے ماقبل میں دیوبندی اصولوں سے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی عبارات کا بے غبار ہونا اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے اصولوں کا درست ہونا اور دیوبندیوں کے جوڑ توڑ کے کھیل کو ثابت کر چکے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت ان تمام اعتراضات سے بری اور ان تمام دیوبندی مفروضوں سے دور ہیں لیکن دیوبندی اپنے اصولوں کی ایسی زد میں آگئے ہیں کہ قیامت تک ان کا کفر کی دلدل سے نکلنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔

اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی کی عبارات میں ہم سے تاویل کا مطالبہ کرنے والے ان عبارات میں تاویل کرکے دکھائیں:

دیوبندی مولوی عبدالماجد دریابادی تو مفت میں مارا گیا، حقیقت میں ان سارے کرتوتوں کا ذمہ دار اس کی تربیت کرنے والا اشرفعلی تھانوی ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ عبدالماجد دریابادی

صاحب خود لکھتے ہیں:

میرا دل تو قادیانیوں کی طرف سے بھی ہمیشہ تاویل ہی تلاش کرتا رہتا ہے۔

(حکیم الامت، ص،۲۳۴، مکتبہ مدینہ لاہور)

عبدالماجد دریابادی صاحب تو قادیانیوں کے کفر میں تاویل تلاش کرکے انہیں بچانے کی کوشش میں ہیں اور وہ ایسا کیوں نہ کریں کہ جب ان کی تربیت ہی ایسی ہوئی ہے کہ جہاں انہوں نے تربیت پائی وہ بھی قادیانی کے صریح کفر میں تاویلات کیا کرتے تھے لیکن تھانوی صاحب ہوشیار نکلے، ادعائے نبوت پر قادیانی کی تکفیر کردی اس لیے بچ گئے لیکن دیگر معاملات میں وہ بھی تاویل ہی کیا کرتے تھے عبدالماجد دریابادی صاحب اشرفعلی تھانوی کی اس ہوشیاری کو پہچان نہ سکے اس لیے انہوں نے مرزا قادیانی کے دعوی نبوت میں بھی تاویل تلاش کرکے اس کو نبی وقت مان کر ثواب کا انبارا اپنے نامہ اعمال میں لگوالیا اور تھانوی صاحب اس سے محروم رہے۔

بہرحال اشرفعلی تھانوی صاحب بھی مرزا قادیانی کے تمام کفریات میں تاویل کے قائل تھے سوائے دعویٰ نبوت کے چنانچہ خود لکھتے ہیں:

ہم تو قادیانیوں کو بھی کافر نہ کہتے تھے اور وہ ہمیں کہتے تھے ہاں اب جب کہ ثابت ہوگیا کہ وہ مرزا صاحب کی رسالت کے قائل ہیں تب ہم نے کفر کا فتویٰ دیا کیونکہ یہ تو کفر صریح ہے، اس کے سوا ان کی تمام باتوں کی تاویل کر لیتے تھے گو وہ تاویلیں بعید ہی ہوتی تھیں۔

(ملفوظات حکیم الامت، جلد۲۹، ص،۲۲۶، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

اشرفعلی تھانوی کی خط کشیدہ عبارت کو ایک مرتبہ نہیں بار بار پڑھیں وہ مرزا قادیانی کی تمام باتوں میں تاویل کرتے تھے حالانکہ مرزا قادیانی اور قادیانیوں کے اور بھی کئی صریح کفر ہیں اور دیوبند کا اصول ہے کہ صریح میں تاویل قابل قبول نہیں ہوتی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی کی عبارات کو فقہی اعتبار سے صریح کہا تو دیوبندی اچھلنے لگے کہ صریح میں تو تاویل

نہیں ہوتی لہذا یہ اور وہ وغیرہ، اب ہم دیوبندیوں سے کہتے ہیں تمہارے تھانوی صاحب مرزا اور مرزائیوں کے تمام اقوال الا واحد میں تاویل کے قائل تھے ہم کچھ اقوال لکھ رہے ہیں دیوبندیوں کو کھلا چیلنج ہے کہ وہ ان عبارات میں تاویل کر کے دکھائیں اگر تم نے صریح کفر کلامی ہونے کے باوجود بھی تاویلیں نکال لیں تو پھر ہمیں کہنا ہم بھی اسمعیل کی عبارات جو کہ کفر فقہی ہیں، ان کے کفر کلامی نہ ہونے پر تاویلیں آپ کے گھر سے دکھائیں گے

(۱) مرزا قادیانی کہتا ہے۔

ہمارا خدا عاجی (ہاتھی کا دانت) ہے

(ص،۳۰۲، فتاویٰ ختم نبوت، جلد دوم)

(۲) مرزا قادیانی کہتا ہے۔

حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس۔

(ص،۳۰۲، فتاویٰ ختم نبوت، جلد دوم)

مرزا قادیانی کے اس کفر کے بارے میں سرفراز گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں

اور یہ اس کے کافر ہونے کی ایک مستقل وجہ ہے۔

(ص،۴۴۴، فتاویٰ ختم نبوت، جلد دوم)

اسی طرح دیوبندیوں کے محدث کبیر مفتی فرید دیوبندی نے لکھا ہے کہ:

قادیانیوں کا عقیدہ ہے صرح بہ محمد علی لاہوری فی تفسیرہ بیان القرآن ص ۳۱۳ تو یہ بالکل کفر صریح ہے۔

(ص،۴۸۱، فتاوی فریدیہ، جلد اول)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ مرزا اور مرزائیوں کا یہ عقیدہ صریح کفر ہے اور صریح میں تاویل نہیں ہوتی تو اب دیوبندی بتائیں آپ کے تھانوی صاحب اس میں کون سی تاویل کرتے تھے۔

(۳) مرزا قادیانی کہتا ہے۔

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔

(۴) مرزا قادیانی کہتا ہے۔

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔

(۵) مرزا قادیانی کہتا ہے۔

آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت تھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔

(۶) مرزا قادیانی کہتا ہے۔

یہ تو وہی بات ہوئی کہ جیسا کہ ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی......آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی......آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔

(۷) مرزا قادیانی کہتا ہے۔

پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (غلام احمد قادیانی) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے۔

(۸) مرزا قادیانی کہتا ہے۔

اس وقت ہمارے قلم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلواروں کے برابر ہیں۔

(۹) مرزا قادیانی کہتا ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

(۱۰) مرزا قادیانی کہتا ہے۔

صنم مسیح زمان و منم کلیم خدا منم محمد و احمد کہ مجتبی باشد

(۱۱) مرزا قادیانی کہتا ہے۔

آیت مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کا مصداق میں ہوں،

(ص،۳۰۲،۳۰۲، ۳۶۲، ۴۱۸، فتاویٰ ختم نبوتِ، جلد دوم)

قارئین! یہ خود دیوبندیوں کی نقل کی ہوئی عبارات ہیں اور خود دیوبندیوں نے لکھا ہے کہ ان میں کس کس کی توہین ہے، میں دیوبندیوں سے کہتا ہوں کہ تھانوی کی علمیت کی لاج رکھتے ہوئے ان عبارات اور ان کے علاوہ کثیر عبارات اور ہیں ان میں تاویلات کر کے دکھائیں۔

﴿......حوالہ نمبر 2......﴾

دیوبندی علماء ایسے کافر کہ ان کے کفر میں تاویل بھی نہیں ہوسکتی

علم غیب کے حوالے سے دیوبندی مولویوں کا کیا موقف ہے پہلے اس کو بیان کرتا ہوں اور پھر ان ہی کے گھر سے ایسے حوالے بیان کروں گا کہ یہ تمام دیوبندی ایسے کافر ثابت ہو جائیں گے کہ ان کے کفر میں کسی قسم کی تاویل بھی نہیں ہوگی۔

اشرفعلی تھانوی اور علم غیب:

اشرف علی تھانوی صاحب اپنی رسوائے زمانہ کتاب ''حفظ الایمان'' میں مخلوق کے لیے علم غیب ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنوں بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔''

(حفظ الایمان، ص،۸، کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اشرفعلی سب کے لیے علم غیب مانتا تھا اب وہ جتنا بھی ہو ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہے لیکن یہ ثابت ہوگیا کہ اشرفعلی تھانوی علم غیب مانتا تھا اور پوری دیوبندیت کا اس عبارت پر ایمان ہے تو پوری دیوبندیت بھی سب مخلوق کے لیے علم غیب مانتی ہے

وہ کتنا ہے ہمیں غرض نہیں ہے۔

فردوس شاہ دیوبندی اور علم غیب:

دیوبندیوں کے بہت بڑے کذاب زمانہ خالد محمود کے استاذ سید فردوس شاہ صاحب لکھتے ہیں:

''یہاں سے یہ بات واضح ہوگی کہ حضرت مولانا (تھانوی از ناقل) علم غیب عطائی کے قائل ہیں۔''

(چراغ سنت، ص،۲۰۸، مکتبہ نذیریہ لاہور)

مرتضی حسن دربھنگی اور علم غیب:

دیوبندیوں کے مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی صاحب لکھتے ہیں:

حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب با عطائے الٰہی حاصل ہے۔

کچھ آگے جا کر لکھتے ہیں:

سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کے لیے نفس الامر میں علمِ غیب ثابت ہونا کیونکہ اس سے بحث ہی نہیں وہ تو ثابت اور محقق امر ہے۔

مزید لکھتے ہیں:

جس غیب کا علم ذات مقدسہ کے لیے نفس الامر اور واقع میں ثابت ہے، اس سے تو یہاں بحث ہی نہیں وہ تو مسلم ہے۔

مزید کچھ آگے جا کے لکھتے ہیں:

صاحب حفظ الایمان کا مدعی تو یہ ہے کہ سرور عالم کو باوجود علم غیب عطائی ہونے کے عالم الغیب کہنا جائز نہیں۔

مزید آگے جا کر لکھتے ہیں:

بیان بالا سے یہ ثابت ہو گیا کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو علم غیب حاصل ہے نہ اس میں گفتگو ہے نہ یہاں ہو سکتی ہے۔

(مجموعہ رسائل چاند پوری، جلد اول ص،۱۱۵،۱۱۶،۱۲۲،۱۲۳، انجمن ارشاد المسلمین لاہور)

قاری طیب کی پسند فرمودہ کتاب اور علمِ غیب:

ابو الاوصاف رومی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

تیسری بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے سوا جس کو بھی جو کچھ علم غیب حاصل ہے وہ ذاتی نہیں بلکہ عطائی ہے۔

(دیوبند سے بریلی تک، ص،۹۲، ادارہ اسلامیات لاہور)

سرفراز گکھڑوی اور علمِ غیب:

سرفراز گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کے لیے بعض علوم غیبیہ کا عطا ہونا مسلم حقیقت ہے اور کوئی مسلمان اس کا منکر نہیں ہے۔

(تنقید متین، ص،۱۶۲، مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

۶۱۶ دیوبندی علماء کی مصدقہ کتاب اور علمِ غیب:

دیوبندیوں کی بہت ہی معتبر کتاب قہر آسمانی میں لکھا ہے:

غرض کہ لفظ عالم الغیب کے معنی میں دو شقیں فرمائی اور ایک شق کو سب میں موجود مانتے ہیں یہ نہیں کہہ رہے کہ جو علم غیب رسول علیہ السلام کو حاصل تھا۔

(قہر آسمانی بر فرقہ رضا خانی، ص،۶۵، مدینہ برقی پریس بجنور، بار اول)

......مخالف نمبر 1......

دیوبندی اکابرین کے کفر میں تاویل بھی نہیں ہو سکتی

ان تمام حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ یہ تمام دیوبندی سرکار علیہ السلام کے لیے علم غیب مانتے ہیں، اب اس کو بھی دیکھئے۔

دجل و فریب میں کمال حاصل کرنے والے دجال اعظم عبد الاحد قاسمی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو علمِ غیب نہ تھا نہ کبھی اس کا دعویٰ کیا اور کلام اللہ شریف اور بہت سی احادیث میں موجود ہے کہ آپ عالم الغیب نہ تھے اور یہ عقیدہ کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔

(داستان فرار، ص،۴۴، مکتبہ مدینہ دیوبند)

یہ کتاب ابو القاسم نعمانی مہتمم دار العلوم دیوبند، مفتی ارشد اعظمی، محمد سلمان ناظم اعلیٰ مظاہرہ علوم سہارنپور، محمد اسرائیل گھوسی، الیاس گھمن، ابو ایوب، ساجد خان، عمیر قاسمی، نجیب اللہ اور طاہر حسین گیاوی کی مصدقہ ہے۔

اس حوالے سے معلوم ہوا کہ ان تمام دیوبندیوں کے نزدیک سرکار علیہ السلام کے لیے علم غیب ماننا صریح شرک ہے، اور صریح میں کوئی تاویل نہیں ہوتی۔

دیوبندیوں کے انور شاہ کشمیری صاحب لکھتے ہیں:

ان التاویل فی الصریح لایقبل

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

لان ادعاء التاویل فی لفظ صراح لایقبل

(اکفار الملحدین عربی، ص،۴۸،۱۴۰، مکتبہ دار البشائر الاسلامیہ)

انور شاہ کشمیری کے حوالوں سے معلوم ہوا کہ صریح میں تاویل نہیں ہوتی مذکورہ بالا تمام دیوبندی کہتے ہیں کہ علمِ غیب سرکار علیہ السلام کے لیے ماننا صریح شرک ہے اب اشرف علی تھانوی،

فردوس شاہ دیوبندی، ابوالاوصاف رومی، مرتضی در بھنگی، سرفراز گکھڑوی سرکار علیہ السلام کے لیے علم غیب مانتے ہیں تو نتیجہ کیا نکلا؟ یہی نہ کہ اشرفعلی تھانوی، فردوس شاہ، ابوالاوصاف، مرتضی در بھنگی اور سرفراز گکھڑوی ایسے مشرک ہیں کہ ان کے کفر وشرک میں تاویل کی بھی گنجائش نہیں ہے، یہ سب کچھ دیوبندیوں کے اصول کے مطابق ہے پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جب یہ سب ایسے کافر کہ ان کے کفر میں تاویل بھی نہیں ہوسکتی اور یہ ''داستان فرار'' والے سب دجال وکذاب ان دیوبندیوں کو کافر نہیں کہتے اور مرتضی حسن در بھنگی کے نزدیک ''کافر کو کافر نہ کہنا بھی کفر ہے'' تو یہ سارے ابوالقاسم نعمانی مہتم دارالعلوم دیوبند، مفتی ارشد اعظمی، محمد سلمان ناظم اعلیٰ مظاہرہ علوم سہارنپور، محمد اسرائیل گھوسی، الیاس گھمن، ابوایوب، اور طاہر حسین گیاوی اخبث جو اعلی حضرت امام اہلسنت کے بارے میں بکواس کر رہے تھے اپنے ہی اصولوں سے کافر ہوئے، میں ان تمام دیوبندیوں سے کہتا ہوں کہ اپنا اور اپنے ان ملاؤں کا اپنے اصولوں کی روشنی میں ایمان ثابت کرو

ہوئے جو آپ کافر میرا قصور کیا جو کچھ کیا آپ ہی نے کیا بے خطا ہوں میں

﴿......مخالف نمبر2......﴾

جو ان دیوبندیوں کے کفر میں شک بھی کرے وہ بھی کافر دیوبندی فتویٰ

مذکورہ بالا حوالوں سے معلوم ہوا کہ اشرفعلی تھانوی، مرتضی حسن در بھنگی، مولوی فردوس شاہ، ابوالاوصاف رومی دیوبندی اور سرفراز گکھڑوی صاحب سرکار علیہ السلام کے لیے علم غیب مانتے ہیں اب آیئے دیوبندی الیاس گھمن صاحب کی بھی دیکھئے، لکھتے ہیں:

قرآن کریم نے جب صاف صاف علم غیب کے عنوان ہی کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے نہیں رکھا اور صاف صاف اس کی نفی کر دی تو پھر اس عنوان (علم غیب از ناقل) کو آپ کے لیے ثابت کرنا انتہائی درجے کی گستاخی ہے۔

(فرقہ بریلویت پاک وہند کا تحقیقی جائزہ، ص، ۲۲۹، مکتبہ اہل سنت والجماعت)

گھمن صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ سرکار علیہ السلام کے لیے علمِ غیب کو ثابت کرنا کوئی چھوٹی سی گستاخی نہیں بلکہ انتہائی درجے کی گستاخی ہے جب سرکار علیہ السلام کے لیے علمِ غیب ثابت کرنا گستاخی اور انتہائی درجے کی گستاخی تو یہ تمام اکابر دیوبند اشرف علی تھانوی، مرتضی حسن در بھنگی، فردوس شاہ، ابوالاوصاف اور سرفراز گکھڑوی اور ۶۱۶ دیوبندی انتہائی درجے کے گستاخ ہوئے اور گستاخ کون ہوتا ہے، الیاس گھمن صاحب سے ہی پوچھ لیتے ہیں۔ چنانچہ مولوی الیاس گھمن صاحب لکھتے ہیں:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ادنی سے ادنی درجے کی اہانت یا معمولی سے معمولی درجے کی اہانت وگستاخی باعث کفر ہی نہیں بلکہ اشد ترین کفر ہے۔

(فرقہ بریلویت، پاک وہند کا تحقیقی جائزہ، ص، ۲۱۱، مکتبہ اہل سنت والجماعت)

جب سرکار علیہ السلام کی ادنیٰ سے ادنی اور معمولی سے معمولی گستاخی کفر ہی نہیں بلکہ اشد ترین کفر ہے تو انتہائی درجے کی گستاخی کرنے والوں کے بارے میں دیوبندی فتویٰ کیا ہوگا، ان سے بڑا کافر تو اور کوئی نہیں ہوگا، اب نتیجہ بالکل واضح ہے کہ یہ تمام دیوبندی اکابر سرکار علیہ السلام کے لیے علمِ غیب کے عنوان کو ثابت کر کے سب سے بڑے کافر ہوئے۔

ان دیوبندیوں کے کفر میں جو شک کرے وہ بھی کافر:

مذکورہ بالا حوالوں سے معلوم ہوا کہ یہ تمام دیوبندی اکابر گستاخ رسول اور چھوٹے موٹے نہیں بلکہ انتہائی درجے کے گستاخ رسول، گستاخ رسول کا حکم کیا ہے الیاس گھمن کی کتاب سے آپ پڑھ چکے، اب ایک اور حوالہ بھی دے دیتا ہوں جو کہ بقول الیاس گھمن کے دیوبندیوں کی اجماعی کتاب ہے، چنانچہ دیوبندی مولوی انور شاہ کشمیری صاحب لکھتے ہیں:

اس لیے کہ انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخی کرنے والا قطعا کافر ہے اور جو اس میں شک کرے وہ بھی کافر کا بھائی دوسرا کافر ہے (یعنی وہ بھی کافر ہے)

(اکفار الملحدین مترجم، ص، ۳۶۰، مکتبہ لدھیانوی)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سبّ وشتم یا آپ کی توہین وتنقیص کرنے والا کافر ہے، جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

(اکفار الملحدین، ص، ۲۱۰، مکتبہ لدھیانوی)

جو ان کو کافر نہ کہے یا تاویل کرے کافر ہے:

پہلے حوالے سے معلوم ہوا کہ یہ سارے دیوبندی جو سرکار ﷺ کے لیے علم غیب مانتے ہیں قطعاً کافر ہیں تو اب انور شاہ کشمیری کا ہی ایک حوالہ دیکھ لیں چنانچہ انور شاہ کاشمیری صاحب کہتے ہیں:

جو شخص یقینی کافر کے کفر میں تاویل کرے اور اسے کافر قرار نہ دے وہ خود بھی کافر ہے۔

(تحفۃ المناظر، ص، ۶۸، مکتبۃ السعید، کراچی)

ان تمام حوالوں سے معلوم ہوا کہ یہ تمام اکابرین دیوبند اپنے ہی اصولوں سے ایسے گستاخ اور کافر ہیں کہ جو ان کے کفر میں شک بھی کرے وہ بھی کافر اور ان کے کفر میں تاویل بھی نہیں ہوسکتی بلکہ تاویل کرنے والا بھی کافر، یہ ہوتا ہے انجام اہل حق کے خلاف بھونکنے کا۔

دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہلسنت سرفراز گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں:

علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب وشتم کرنے والا اور آپ کی توہین کرنے والا کافر ہے اور جو شخص اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

(عبارات اکابر، ص، ۳۲، مکتبہ صفدریہ، گوجرانوالہ)

اس حوالے سے بھی معلوم ہوا کہ سرکار علیہ السلام کی توہین کرنے والا کافر اور جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر اور ماقبل حوالوں سے معلوم ہوگیا کہ یہ اکابرین دیوبند اشرفعلی، مرتضی حسن دربھنگی، سرفراز وغیرہم دیوبندی تحریروں کی روشنی میں گستاخ ہیں سرکار علیہ السلام کی توہین کرنے والے اور انتہائی درجے کے گستاخ ہیں، تو اب جو بھی دیوبندی ان کے کفر میں شک کرے گا یا عذاب میں شک کرے گا وہ بھی کافر، دیوبندیوں میں کون مسلمان رہا؟

﴿......مخالف نمبر3......﴾

یہ تمام اکابرین دیوبند کافر وزانی اور جو ان کو کافر وزانی نہ کہے وہ بھی کافر و زانی

(۱) دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہل سنت سرفراز گکھڑوی کے پیر حسین علی کی معتبر ترین کتاب ''بلغۃ الحیران'' جس کو اس نے نظر ثانی کے بعد طبع کرایا اس کے شروع میں یہ **''فتویٰ حضرت پیر صاحب بغداد والہ در بارۂ علم غیب معہ تشریح''** ہیڈنگ دینے کے بعد آخر میں بطور نتیجہ لکھا ہے:

ان عقائد باطلہ (علم غیب وغیرہ از ناقل) پر مطلع ہوکر انہیں کافر مرتد ملعون جہنمی نہ کہنے والا بھی ویسا ہی مرتد وکافر ہے پھر اس کو جو ایسا نہ سمجھے وہ بھی ویسا ہی ہے کوکب الیمانی علی اولاد الزوانی، کوکب الیمانین علی الجعلان والخراطین، توضیح المراد لمن تخبط فی الاستمداد، کالا کافر، ان کتابوں میں ثابت کیا گیا ہے کہ ایسے عقائد والے کالے کافر ہیں ان کا کوئی نکاح نہیں، سب زانی ہیں

(بلغۃ الحیران، ص، ۴، حمایت اسلام پریس)

سرفراز گکھڑوی کا پیر بھائی اور دیوبندیوں کا شیخ القرآن غلام اللہ خان لکھتے ہیں:

نوٹ! ایسے عقائد باطلہ پر مطلع ہوکر جو انہیں کافر مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے

کوکب الیمانی علی اولاد الزوانی،کوکب الیمانیں علی الجعلان و الخراطین،توضیح المراد لمن تخبط فی الاستمداد،کالا کافر،ان سب کتابوں میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ایسے عقائد والے لوگ بالکل پکے کافر ہیں اوران کا کوئی نکاح نہیں۔

(تفسیر جواہر القرآن،جلد اول،ص ۴۲،کتب خانہ رشیدیہ راولپنڈی)

یہ کسی دیوبندی کا تفرد نہیں بلکہ یہ ان کے گھر کا اجماعی مسئلہ ہے کیونکہ یہ تفسیر درج ذیل اکابرین دیوبند کی مصدقہ ہے(۱) سید سلیمان ندوی (۲) نصیر الدین غورغشتی (۳) محمد ولی اللہ (۴) ظفر احمد عثمانی (۵) مولانا رسول خان (۶) شیخ الحدیث عبدالرحمٰن دیوبندی (۷) عنایت اللہ شاہ بخاری (۸) قاضی شمس الدین (۹) غلام مصطفیٰ دیوبندی (۱۰) سیاح الدین دیوبندی

...... نتیجہ ......

میں یہاں نتیجہ بیان کرنا ضروری ہی نہیں بلکہ بہت ضروری سمجھتا ہوں مذکورہ بالا وہ تمام دیوبندی جن کے حوالے ہم نے بیان کئے ہیں کہ وہ سرکا ﷺ کے لئے علم غیب مانتے ہیں وہ تمام دیوبندی اکابرین

(۱) پکے کافر (۲) مرتد (۳) ملعون (۴) جہنمی (۵) ان کو ایسا نہ سمجھنے والا بھی کافر (۶) پھر اس کو کافر نہ کہنے والا بھی کافر (۷) اِن کا کوئی نکاح نہیں تھا (۸) زانی تھے (۹) جو اِن کو مسلمان کہےاس کا بھی کوئی نکاح نہیں (۱۰) وہ بھی زانی ہے

نوٹ! اپنے اصول وفتاوی کی رٹ لگانے والوں کو یہاں مرگی کا دورہ پڑے گا جس کا علاج تمام اکابرین دیوبند کی مٹی پلید کرنے سے ہوگا اور دیوبندی آج کل یہی کام کررہے ہیں

......مخالف نمبر4......

دیوبندی کا آخری فیصلہ علم غیب کا اطلاق کرنے والا بھی کافرومشرک

مولوی میاں محمد الیاس صاحب سرفراز گکھڑوی کے پیر حسین علی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے:

علم غیب خاصہ خداوندی ہے اور کسی دوسرے پر اس کا اطلاق نص قرآنی کی مخالفت کے باعث کفروشرک ہے

(مولانا حسین علی،ص ۱۱۴،اشاعت اکیڈمی پشاور)

نوٹ! جب علم غیب کا اطلاق کفروشرک ہے تو مذکورہ بالا وہ تمام دیوبندی جو سرکا ﷺ پر علم غیب کا اطلاق کرتے ہیں وہ کافرومشرک ہوئے

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے خلاف بولنے والے دیوبندیوں کا انجام:

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے بارے میں سرفراز گکھڑوی نے کہا تھا کہ وہ ڈبل کافر معاذ اللہ ثم معاذ اللہ لیکن اس جاہل کو خود ہی معلوم نہیں تھا کہ وہ اپنے ہی دیوبندیوں کی تحریروں اور اصولوں کی روشنی میں ایسا کافر ہے کہ اگر کوئی اس کے کفر میں شک یا عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر، یہ ہوتا ہے انجام اہل حق کے خلاف بھونکنے کا، بہرحال جن بدبختوں کو اپنے ٹھکانے کا علم نہ ہوا اور جن جہلاء کو اپنے ایمان کی خبر نہ ہو وہ ان کے بارے میں بکواس کرتے ہیں جن کا عاشق رسول ہونا خود دیوبندی اکابرین تسلیم کرتے ہیں اور جن کا ایمان اور مسلمان ہونا دیوبندیوں کے بڑے بھی مانتے ہیں اور بعض تو یہاں تک لکھ گئے کہ اگر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت اکابرین دیوبند کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہوجاتے آج کل کے بے غیرتوں اور بے شرموں کو ہماری نہیں اپنے ان اکابر کی مان لینی چاہیے لیکن کریں کیا جواز لی بدبخت ہوں بے غیرت و بے شرم اور ڈھیٹ ہوں وہ اس کے سوا کیا کرسکتے ہیں۔

......حوالہ نمبر3......

سرفراز گکھڑوی اپنے ہی فتوے سے مسلمان نہیں:

ہم نے ماقبل سرفراز گکھڑوی کا حوالہ دیا ہے کہ سرفراز گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کے لیے بعض علوم غیبیہ کا عطا ہونا مسلم حقیقت ہے اور کوئی بھی مسلمان اس کا منکر نہیں۔

(تنقید متین، ص ۱۶۲، مکتبہ صفدریہ)

سرفراز گکھڑوی صاحب خود ہی ایک اور مقام پر کہتے ہیں:

اور ایک ہے علم غیب علم غیب تو ایک ذرہ بھی کسی کے پاس نہیں ہے علم غیب خاصہ خداوندی ہے۔

(ملفوظات امام اہلسنت ص ۱۹۳، اسلامی کتب خانہ کراچی)

اوپر والے حوالے سے معلوم ہوا کہ بعض علم غیب سرکار علیہ السلام کو حاصل ہیں اور کوئی بھی مسلمان اس کا انکار نہیں کرتا اور نیچے والے حوالے میں خود ہی منکر بن گیا جب سرکار علیہ السلام کے لیے بعض علمِ غیب کا منکر ہوا تو اپنے ہی فتوے سے مسلمان کہاں رہا، دوسروں کے بارے میں بکواس کرنے والا اور دوسروں کو اِدھر کی عبارت اُدھر اور اُدھر کی عبارت اِدھر لگا کر کافر بنانے والا خود اپنی ہی عبارات سے مسلمان نہیں ہے

...... حوالہ نمبر 4 ......

جو ان اکابر دیوبند کے کفر میں شک بھی کرے کافر اور اس کا نکاح نہیں

(۱) دیوبندیوں کے ۶۱۶ علماء کی مصدقہ کتاب "قہر آسمانی بر فرقہ رضا خانی" میں ایک مقام پر دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

مولوی احمد رضا خان صاحب مرحوم جو اس فرقہ کے قائد اعظم گزرے ہیں خاکسار سے بہت ملاقات تھی اور وہ بیشک عالمانہ شان رکھتے تھے۔

(قہر آسمانی بر فرقہ رضا خانی، ص ۹۹، مدینہ برقی پریس بجنور، بار اول)

ایک اور مقام پر دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

احمد رضا خان صاحب مرحوم۔

(قہر آسمانی بر فرقہ رضا خانی، ص ۳۷۹، مدینہ برقی پریس بجنور، بار اول)

(۲) چالیس سے زیادہ دیوبندی علماء کی مصدقہ کتاب فاتحہ کا صحیح طریقہ میں دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلویؒ

(فاتحہ کا صحیح طریقہ، ص ۴۱، مکتبہ خلیل لاہور)

(۳) کذاب زمانہ دیوبندیوں کے بہت بڑے علامہ خالد محمود صاحب لکھتے ہیں:

مولوی احمد رضا خان صاحبؒ

(مقام حیات، ص ۹۶، مکتبہ پیام اسلام لاہور)

نوٹ: دیوبندیوں نے اپنے آبائی پیشہ کی وجہ سے۔۔"ؒ" (یعنی رحمۃ اللہ علیہ) کی علامت جدید ایڈیشن میں ختم کردی ہے۔

(۴) قاضی مظہر حسین صاحب لکھتے ہیں:

ان سب استدلالات کا بریلوی علماء کے پیشوا و امام مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی مرحوم نے......

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

مولانا بریلوی مرحوم کے ان فتاویٰ پر آپ ضرور ماتم کریں گے۔۔۔

(بشارت الدارین، ص ۵۳۸، ۵۲۴، ادارہ مظہر التحقیق لاہور)

(۵) دیوبندی مولوی ابن الحسن عباسی صاحب لکھتے ہیں:

احمد رضا خان مرحوم

(کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ،ص،۴۸،مکتبہ فاروقیہ کراچی)

(۶) دیوبندی مولوی محمد اسلم شیخوپوری صاحب لکھتے ہیں:

حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب فرماتے ہیں میں نے مولانا تھانوی کو دیکھا کہ مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم سے بہت چیزوں میں اختلافات رکھتے تھے۔

(ندائے منبر ومحراب، جلد اول،ص،۱۷۸،ناشر صدف پبلشرز کراچی)

(۷) مولوی عبد الباری دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

مولوی احمد رضا صاحب مرحوم جنہوں نے خود حضرت کی تکفیر ومخالفت کا کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا ان کی شدو مد سے حمایت فرماتے کہ ممکن ہے ان کی مخالفت کا سبب واقعی حب رسول ہو اور ہم لوگوں کو غلط فہمی سے حضور کی شان میں گستاخ جانتے ہوں۔

(جامع المجد دین،ص،۸۴،ادارہ اسلامیات لاہور)

(۸) دیوبندیوں کے مفتی عبد المجید دین پوری کی پسند فرمودہ کتاب میں نثار احمد خان دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

یہ چند عبارتیں مولوی احمد رضا خان کی ہیں۔ (اللہ ان پر رحم فرمائے)

(تہمت وہابیت اور علمائے دیوبند،ص،۱۲،مکتبہ الشیخ کراچی)

(۹) مولوی نثار احمد دیوبندی اشرفعلی تھانوی کے حوالے سے لکھتے ہے:

مولانا اشرفعلی تھانوی صاحب کو جب مولانا احمد رضا خان کے انتقال کی خبر ملی تو آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر فرمایا فاضل بریلوی نے ہمارے بعض بزرگوں اور اس ناچیز کے بارے میں جو فتوے دیئے ہیں وہ سب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کے جذبے سے مغلوب ہو کر دیئے ہیں اس لیے ان شاء اللہ تعالیٰ عند اللہ معذور اور مرحوم ومغفور ہوں گے۔

(تہمت وہابیت اور علمائے دیوبند،ص،۱۸،مکتبہ الشیخ کراچی)

(۱۰) دیوبندی شیخ الحدیث ادریس کاندھلوی صاحب کہتے ہیں:

کہ جن علماء نے ہمارے بعض بزرگوں کے متعلق کفر کے فتوے دیئے ہیں ہم ان حضرات کے بارے میں نیک گمان رکھتے ہیں اور یہ نیک گمان حسنِ ظن کے طور پر نہیں ہے ہماری تحقیق یہی ہے کہ یہ حضرات سچے مومن اور مسلمان ہیں۔

(تہمت وہابیت اور علماء دیوبند،ص،۱۸،مکتبہ الشیخ کراچی)

(۱۱) دیوبندیوں کے رسالہ ”حق نوائے احتشام“ میں ایک دیوبندی مولوی صاحب لکھتے ہیں:

مولانا بریلویؒ کا فتویٰ۔۔۔۔۔

(حق نوائے احتشام،ص،۵۹،اکتوبر،۲۰۰۹)

(۱۲) مولوی اخلاق حسین قاسمی دیوبندی صاحب ”مولانا احمد رضا خان صاحب بریلویؒ“ کی ہیڈنگ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

مولانا مرحوم مسلمانوں کے بڑے طبقے (بریلوی مسلک) کے بلند پایہ عالم اور مقتداء ہیں۔

(علماء دیوبند کی تفسیری خدمات،ص،۴۷،مکتبہ تنظیم ابنائے قدیم دار العلوم دیوبند)

کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں:

اس لیے آپ کے ترجمہ میں یہ خصوصیت پیدا ہوگئی کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے متعلق آیات کا تاویلی ترجمہ کرتے ہیں، اور ان آیات کے لفظی ترجمہ سے عوام کو جو اشکالات ہوتے ہیں انہیں مولانا اپنے تاویلی ترجمہ سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(علماء دیوبند کی تفسیری خدمات،ص،۴۷،مکتبہ تنظیم ابنائے قدیم دار العلوم دیوبند)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

مولانا بریلوی کے بارے میں ان کے ہم عصر مقابل مولانا اشرفعلی تھانوی کا یہ قول مشہور ہے کہ مولانا (اعلیٰ حضرت امام اہلسنت از ناقل) پر عشقِ رسول کا غلبہ تھا۔

(علماء دیوبند کی تفسیری خدمات،ص،۴۷،مکتبہ تنظیم ابنائے قدیم دار العلوم دیوبند)

کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں:

مولانا احمد رضا خان کے انداز تحریر میں جو سختی پیدا ہوئی ہے وہ دراصل حضرت مولانا محمد اسمعیل شہید علیہ الرحمہ کی مشہور اصلاحی کتاب (تقویۃ الایمان) کے لب ولہجہ کا شدید ردعمل معلوم ہوتی ہے لیکن مولانا مرحوم نے......

(علماء دیوبند کی تفسیری خدمات، ص،۴۷، مکتبہ تنظیم ابنائے قدیم دارالعلوم دیوبند)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

مولانا مرحوم ایک جید عالم دین تھے:

(علماء دیوبند کی تفسیری خدمات، ص،۴۶، مکتبہ تنظیم ابنائے قدیم دارالعلوم دیوبند)

(۱۳) دیوبندی مولوی ارسلان اختر صاحب لکھتے ہیں:

وہ (اشرفعلی تھانوی از ناقل) اس چیز (دیوبندیوں کو برا بھلا کہنا) کو ان (اعلیٰ حضرت امام اہلسنت از ناقل) کے لیے ذریعہ نجات تجویز کرتے ہیں اور یہ بڑی سے بڑی عبادتوں کو بھی ذریعہ نجات تجویز کرنے کے لیے تیار نہیں۔

(اکابر دیوبند اور عشقِ رسول، ص،۱۰۲، مکتبہ ارسلان)

(۱۴) دیوبندی مولوی قاری طیب صاحب لکھتے ہیں:

مولانا احمد رضا خانؒ دیوبند کے فیض یافتہ

کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں:

ہم تو یہ کہتے ہیں کہ نہ ہم مولانا احمد رضا خانؒ کو کوئی برا بھلا کہنا جائز سمجھتے ہیں نہ کبھی کہا۔

(خطباتِ حکیم الاسلام، جلد۷، ص،۴۴۸، کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

(۱۵) دیوبندیوں کے مورخ اسلام ضیاء الرحمٰن فاروقی صاحب لکھتے ہیں:

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اہم فتویٰ

مزید لکھتے ہیں:

اعلیٰ حضرتؒ کی تصانیف ردشیعت میں۔

(تاریخی دستاویز، ص،۱۱۴)

(۱۶) دیوبندی محقق محمد طاہر رزاق صاحب لکھتے ہیں:

مولانا احمد رضا خان بریلویؒ

(فتنہ قادیانیت کو پہچانیے، ص،۵، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)

(۱۷) دیوبندی محقق محمد متین خالد صاحب لکھتے ہیں:

مولانا احمد رضا خان بریلویؒ

(قادیانیت میری نظر میں، ص،۸۰، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)

(۱۸) دیوبندیوں کے معتبر فتاویٰ کا مجموعہ میں عبدالحق دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

لما قال المولوی احمد رضاؒ خان

(فتاویٰ حقانیہ جلد۲، ص،۸۳،)

(۱۹) دیوبندی مولوی سلمان منصور پوری صاحب لکھتے ہیں:

علماء دیوبند احمد رضا خان صاحب کو اہل بدعت (دیوبندیوں کی الٹی گنگا کہ اہل سنت کو اہل بدعت کہتے ہیں از ناقل) کا مقتداء سمجھتے ہیں لیکن ان کی تکفیر نہیں کرتے اس لیے علماء محققین کا مسلک یہ ہے کہ جو اہل بدعت اپنی بدعت میں تاویل کرتے ہیں ان کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔

(کتاب النوازل، جلد۱، ص،۴۴۳، المرکز العلمی مراد آباد)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

یہ دونوں شخصیتیں (ان میں سے ایک اعلیٰ حضرت امام اہلسنت ہیں از ناقل) مسلمان ہیں۔

(کتاب النوازل، جلد۔۔، ص،۴۴۲، المرکز العلمی مراد آباد)

(۲۰) دیوبندی مولوی یوسف لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:

''اصلاح مفاہیم'' دراصل بریلوی مکتب فکر کے ایک فاضل اور جناب مولانا احمد رضا خان

بریلوی مرحوم۔۔۔۔۔

(تحفظ عقائد اہل سنت، ص ۴۹۴، ناشر جامعہ حنفیہ)

ایک اور مقام پر لکھتا ہے:

محمد علوی مالکی دراصل بریلوی عقیدہ کے حامل اور فاضل بریلوی جناب مولانا احمد رضا خان مرحوم کے بیک واسطہ خلیفہ ہیں۔

(تحفظ عقائد اہل سنت، ۴۹۳، ناشر جامعہ حنفیہ)

نوٹ: یہ کتاب دیوبندی مفتی انوار اوکاڑوی، حبیب الرحمٰن سومرو، عبدالقدوس ترمذی، جمیل الرحمٰن اور اسماعیل بدات اور مفتی محمد اعظم کی مصدقہ ہے۔

......مخالف......

ان تمام دیوبندیوں کا حکم شرعی دیوبندیوں کے گھر سے

وہ تمام دیوبندی جو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو رحمۃ اللہ علیہ لکھتے یا مانتے ہیں ان کے بارے میں دس سے بھی زائد دیوبندی اکابر کی مصدقہ کتاب رضا خانی مذہب میں لکھا ہے:

مولوی احمد رضا بریلوی نے اپنی تصانیف خبیثہ عرفان شریف احکام شریعت فتاویٰ رضویہ فتاویٰ افریقہ وغیرہ میں اہل سنت و جماعت (نقلی اہل سنت و جماعت حقیقت میں اہل بدعت و بدمذہب از ناقل) اولیائے کرام محدثین دیوبند کو کافر لکھا ہے تو اولیائے کرام محدثین دیوبند کو کافر کہنے والا مولوی احمد رضا خان بریلوی خود مشرک اور کافر ہے جو اس کے مشرک اور کافر ہونے میں شک کرے یا توقف کرے وہ بلاشبہ مشرک اور کافر ہے۔

(رضا خانی مذہب، حصہ سوم، ص ۷۶، راشدیہ اکیڈمی کراچی)

ان دس سے زائد کذابوں، دجالوں اور لعنت کے ماروں نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے بارے میں جو بکواس کی ہے اس کا رد تو دیوبندیوں ہی کے گھر میں موجود ہے، لیکن میں آپ کو یہ

بتانا چاہتا ہوں کہ ان تمام دیوبندیوں کا حکم (جنہوں نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو مسلمان لکھا ہے یا عاشق رسول لکھا ہے یا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھا ہے یا آپ کے معاذ اللہ کافر ہونے میں شک کیا ہے یا توقف ہی کیا ہے) کیا ہوگا لازماً یہی کہ یہ تمام دیوبندی ان دس سے بھی زیادہ دیوبندی علماء کے نزدیک مشرک اور کافر اور جوان کو کافر اور مشرک نہ مانے وہ بھی کافر تو یہ دس سے زائد دیوبندی مولوی بھی ہوئے کافر و مشرک کہ یہ ان تمام دیوبندیوں کو جن کا حوالہ ہم نے دیا ہے، ان کو کم از کم مسلمان تو سمجھتے ہیں اگر ان کو مسلمان نہیں سمجھتے تو حوالہ پیش کریں اور اگر مسلمان مانتے ہیں اور واقعی مانتے ہیں تو پھر یہ دس بھی پکے کافر اور ایسے کہ جو ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر، اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے بارے میں بکواس کرنے والے اپنے بزرگوں کے ایمان کی فکر کریں اور ان کو اپنے اصولوں سے مسلمان ثابت کریں اور اگر نہ کرسکیں اور یقیناً مسلمان ثابت نہیں کرسکیں گے تو اپنی قسمت پر روئیں کہ ان کے اکابرین ان ہی کے اصولوں سے کافر و مشرک اور یہ خود بھی اپنے ہی اصولوں سے ایسے کافر کہ بعد والوں میں سے کوئی بھی ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔

یہ "۲۰" سے زائد دیوبندی اکابرین جنہوں نے اعلیٰ حضرت کو مسلمان کہا وہ دیوبندی فتوے سے مرتد، ملعون وزانی اور جوان کو ایسا نہ کہے وہ بھی مرتد، ملعون وزانی:

دیوبندیوں کے نام نہاد امام اہل سنت سرفراز گکھڑوی کے پیر حسین علی کی معتبر ترین کتاب "بلغۃ الحیران" جس کو اس نے نظر ثانی کے بعد طبع کرایا کے شروع میں یہ **"فتویٰ حضرت پیر صاحب بغداد والہ در بارۂ علم غیب معہ تشریح"** ہیڈنگ دینے کے بعد آخر میں بطور نتیجہ لکھا ہے:

ان عقائد باطلہ (علم غیب وغیرہ از ناقل) پر مطلع ہو کر انہیں کافر مرتد ملعون جہنمی نہ کہنے والا بھی ویسا ہی مرتد و کافر ہے پھر اس کو جو ایسا نہ سمجھے وہ بھی ویسا ہی ہے کوکب الیمانی علی اولاد الزوانی، کوکب الیمانین علی الجعلان و الخراطین، توضیح المراد لمن تخبط فی الاستمداد، کالا کافر، ان کتابوں میں ثابت کیا گیا ہے کہ ایسے عقائد والے کالے کافر ہیں ان کا کوئی نکاح نہیں، سب زانی

ہیں۔

(بلغۃ الحیران ،ص،۴،حمایت اسلام پریس)

سرفراز گکھڑوی کے پیر بھائی اور دیوبندیوں کے شیخ القرآن غلام اللہ خان لکھتا ہے:

نوٹ! ایسے عقائد باطلہ (علم غیب وغیرہ) پر مطلع ہوکر جوانہیں کافر مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے کوکب الیمانی علی اولاد الزوانی، کوکب الیمانیں علی الجعلان والخراطین، توضیح المراد لمن تخبط فی الاستمداد، کالا کافر، ان سب کتابوں میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ایسے عقائد والے لوگ بالکل پکے کافر ہیں اور ان کا کوئی نکاح نہیں۔

(تفسیر جواہر القرآن، جلد اول، ص،۴۲، کتب خانہ رشیدیہ راولپنڈی)

یہ کسی دیوبندی کا تفرد نہیں بلکہ یہ ان کے گھر کا اجماعی مسئلہ ہے کیونکہ یہ تفسیر درج ذیل اکابرین دیوبند کی مصدقہ ہے (۱) سید سلیمان ندوی (۲) نصیر الدین غورغشتی (۳) محمد ولی اللہ (۴) ظفر احمد عثمانی (۵) مولانا رسول خان (۶) شیخ الحدیث عبدالرحمٰن دیوبندی (۷) عنایت اللہ شاہ بخاری (۸) قاضی شمس الدین (۹) غلام مصطفیٰ دیوبندی (۱۰) سیاح الدین دیوبندی۔

مذکورہ بالا تمام دیوبندی جانتے تھے کہ اعلی حضرت امام اہل سنت سرکار ﷺ کے لئے علم غیب مانتے ہیں اس کے باوجود بھی انہوں نے اعلی حضرت امام اہل سنت کو مسلمان تسلیم کیا (دیوبندی پر یہ مثال صادق آتی ہے من حفر لأخيه واقع فيه دیوبندیوں نے جو کچھ ہمارے بارے میں یا پھر اعلی حضرت امام اہل سنت کے بارے میں بکواسات کیں تھیں آج وہ ان کے اپنے ہی گلے کا ایسا پھندا بنی جو تا قیامت دیوبندی نکال نہیں سکتے)

دیوبندیو! رونا نہیں یہ تمہارے اپنے اصول ہیں:

یہ دیوبندی بدبخت انگریز کے ایجنٹ ہمارے بارے میں توڑ جوڑ کا کھیل کھیل کر یہی بکواس کرتے آئے ہیں اور ان میں سب سے بڑے بدبخت مرتضی حسن لعنتی خبیث نے تو حیاء کا گلا

گھونٹ کر بے حیائی میں سرتاپا غرق ہوکر اور قاسم نانوتوی سے جوڑ توڑ کے کھیل کی کامل تربیت لے کر پورے پورے رسالے اس موضوع پر لکھے ہیں آج ان کے اپنے بزرگ ان ہی کے اصولوں سے کافر، مرتد، ملعون وزانی اور ان کی اولاد ولدالحرام کی ثابت ہوگئی کسی بھی دیوبندی کو بھونکنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ سب کچھ ان کے اپنے اصولوں کے مطابق ہے یہ سب دیوبندی جنہوں نے اعلی حضرت امام اہل سنت کو مرحوم وغیرہ لکھا ہے سب جانتے تھے کہ اعلی حضرت امام اہل سنت کا عقیدہ سرکار ﷺ کے لئے علم غیب کا ہے اس کے باوجود اعلی حضرت امام اہل سنت کو مسلمان لکھا اور مانا ہے تو اب اس دیوبندی فتوے کے مطابق سب کافر، مرتد، ملعون، جہنمی اور ان کا کوئی نکاح نہیں تھا ساری زندگی زنا کرتے رہے اور ان کی اولاد بھی حرامی ہے دیوبندی اکابرین نے جو ہمارے بارے میں لکھا تھا وہ ان کے اپنے ہی گلے کی ایسی ہڈی بنا نہ اگل سکتے ہیں نہ نگل سکتے ہیں۔ میں پھر بھی آج کل کے تمام دیوبندیوں سے کہتا ہوں کہ اپنے اصولوں سے اپنے ان اکابر کو مسلمان ثابت کرو، اور ان کی اولاد کا حلالی ہونا ثابت کرو، تم اپنے اصولوں سے نہ اپنے ان اکابر کو مسلمان ثابت کر سکتے ہو اور نہ ان کی اولاد کو حلالی ثابت کر سکتے ہو نیز میں بتاتا ہوں کہ دیوبندیوں کے کتنے اکابر حرامی ہیں۔

(۱) حسین احمد ٹانڈوی دیوبندی اصولوں سے کافر، مرتد، ملعون وزانی اس کی اولاد حرامی

(۲) کفایت اللہ دہلوی کافر اور اس کی اولاد حرامی۔

(۳) شفیع دیوبندی کافر اور اس کی اولاد۔۔۔۔حرامی۔

(۴) قاری طیب دیوبندی کافر اور اس کی اولاد حرامی۔

(۵) ان کے علاوہ وہ تمام جن کے ہم نے حوالے دیئے ہیں سب کافر اور ان کی اولاد بھی حرامی، دیوبندیوں میں کون حلالی ہے یہ ابوایوب، گھمن اور دارالعلوم دیوبند کے جدید مفتی جانتے ہیں اگر کوئی ایک بھی ہے تو ہمیں بتایئے گا ہم تمہارے ہی اصولوں سے ان کا حرامی ہونا ثابت

کریں گے ان بدبختوں اور بے غیرتوں کو ہمارے بارے میں بکواس کرنے کی ضرورت نہیں یہ
سب کے سب اپنے ہی دیوبندی علماء کے اصولوں سے کافر اور ان کی اولاد حرامی ثابت ہوتی ہے
اگر کسی بے غیرت کو زیادہ ہی غیرت آئے تو وہ اپنے ابا مرتضی حسن کے رسالے پڑھ کر اپنی اس غیرت
کو کسی گندی نالی میں دفن کر دے، دیوبندیو! تم نے بہت بکواس کر لی اب تمہاری ہر بکواس کا جواب
تمہارے ہی اصولوں سے دیا جائے گا۔۔۔۔۔ ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

''۴۰'' سے زائد دیوبندی ایسے مرتد، کافر کہ ان کا نکاح کس حیوان سے بھی جائز نہیں

دیوبندیوں کے مناظر امین صفدر اکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

ہماری طرف سے ترتیب یہ ہوگی کہ احمد رضا خان اپنی کتابوں کی روشنی میں گستاخ، گستاخِ رسول تھا
گستاخ اہل بیت تھا، گستاخ صحابہ کرام تھا، فقہاء کا منکر اور اولیاء کا گستاخ تھا وہ اپنے فتویٰ حسام
الحرمین کے مطابق ایسا کافر اور مرتد تھا کہ جو اس کو پرلے درجہ کا فاسق فاجر مسلمان سمجھے وہ بھی کافر و
مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کا نکاح کسی حیوان سے جائز نہیں اس کی ساری اولاد ولد
الحرام ہے۔

(تریاق اکبر بزبان صفدر، ص،۴۵۹، مکتبہ الامین بہاولپور پاکستان)

اب تو دیوبندیوں کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ ان کے اکابر ساری زندگی کیا کرتے رہے اور ان کی اولاد
کیا تھی میں اس پر مزید کوئی تبصرہ نہیں کرتا اگر کسی دیوبندی نے ہمت دکھائی تو اس پر تبصرے کے ساتھ
ساتھ اور بھی حوالہ جات دوں گا

......حوالہ نمبر 5......

ان دیوبندیوں کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر

دیوبندیوں کے دس سے زائد اکابر کی مصدقہ کتاب رضا خانی مذہب میں لکھا ہے:

اگرچہ علمائے حق کو سرسید احمد خان ...... لیکن اس کے باوجود ان کو (سرسید کو) نہ صرف
مسلمان ہی بلکہ مسلمانوں کے ہمدرد و خیر خواہ سمجھتے ہیں۔

(رضا خانی مذہب، حصہ سوم ص،۳۹۸، راشدیہ اکیڈمی کراچی)

......مخالف......

یہی وہ دس سے زائد بدبخت ہیں جنہوں نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو معاذ اللہ ثم معاذ
اللہ کافر و مشرک کہا تھا (حوالہ نمبر ۳ میں موجود ہے از ناقل) اب قدرت کا کرشمہ دیکھئے اور اعلیٰ
حضرت امام اہلسنت ولی کامل سے دشمنی کا انجام دیکھئے اللہ عزوجل کے پیارے اور ولی کامل سے
بغض و عداوت رکھنے والوں کے خلاف اللہ رب العزت کا اعلان جنگ دیکھئے کہ یہ دس سے بھی
زیادہ علماء دیوبند کو ان کے اپنے گھر سے یہ تحفہ ملا کہ ''جو ان کے کفر میں شک بھی کرے وہ بھی کافر
ہے'' چنانچہ دیوبندیوں کے مفتی نعیم صاحب سرسید کے بارے میں حکم شرعی بیان کرتے ہوئے
لکھتے ہیں:

جو شخص پیر نیچر (سرسید) کے کفریات قطعیہ یقینیہ میں کسی ایک پر مطلع ہونے کے بعد اس
کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر و مرتد کہنے میں توقف کرے تو وہ بھی بحکم شریعت
مطہرہ قطعاً یقیناً کافر مرتد ہے اور اگر بے توبہ مرا تو مستحقِ عذاب ابدی ہے۔

(ادیان باطلہ اور صراط مستقیم ص،۲۲۹، مکتبہ بیت الاشاعت)

قارئین! دیکھا آپ نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے ایمان پر کلام کرنے والوں کا اپنا
ہی ایمان ثابت نہیں ہے، مزے کی بات یہ ہے کہ ان کو مسلمان سمجھنا تو دور کی بات اگر کافر نہ سمجھے یا
ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے، ان جہلاء کو ایک ولی کامل کے بارے میں بکواس کرنے
کا کیسا پیارا انعام ملا۔ آپ نے اوپر دیکھ لیا کہ جو سرسید کو کافر کہنے میں شک و توقف کرے، وہ بھی
کافر اب ہم صرف ایسے حوالے بیان کر دیتے ہیں نتیجہ آپ خود نکال لیجئے گا۔

الیاس گھمن، ابوایوب، مفتی حماد کے کفر میں شک یا توقف کرنے والا بھی کافر:

الیاس گھمن، ابو ایوب اور مفتی حماد نے ابو عکاشہ کی کتاب کی بھرپور تائید کی ہے اور دیوبندیوں کا ریڈی میڈ مفتی مجاہد کہتا ہے کہ تقریظ و تائید کرنے والے پر بھی ذمہ داری آتی ہے تو اب اس کتاب کی ذمہ داری الیاس گھمن، ابوایوب، مفتی حماد پر بھی ہوگی اس کتاب میں کیا ہے اسے بھی دیکھئے!

دیوبندی مولوی ابوعکاشہ صاحب سرسید کے بارے میں لکھتے ہیں:

اگر چہ علمائے حق کو سرسید احمد خان ......لیکن اس کے باوجود ان کو نہ صرف مسلمان ہی بلکہ مسلمانوں کے ہمدرد و خیر خواہ سمجھتے ہیں۔

(اپنے عقائد کا جائزہ لیجئے، ص،۱۷۲، مجلس تحفظ صحابہ و اہل بیت)

نوٹ! سرسید کے مسلمانوں کے خیر خواہ ہونے کی تردید فتاویٰ حقانیہ میں دیکھیں۔

اس حوالے سے معلوم ہوا کہ الیاس گھمن، ابوایوب، مفتی حماد وغیرہم سرسید کو صرف مسلمان نہیں بلکہ بہت بڑا مسلمان سمجھتے ہیں اب مفتی نعیم کا وہ فتویٰ جو ہم نے نقل کیا ہے اس کو بھی دیکھیں نتیجہ بالکل واضح ہے کہ سرسید کو مسلمان سمجھ کر یہ سب ایسے کافر ہوئے کہ جو ان کے کفر میں شک یا توقف کرے وہ بھی کافر، دیکھ لیجئے! ان لوگوں کے ایمان کی حالت جو بدبخت، بے شرم، بے حیاء اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے ایمان کے بارے میں بکواس کرتے ہیں میں ان تمام باؤلوں کو کہتا ہوں کہ پہلے اپنا ایمان تو ثابت کرو۔ باقی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کا ایمان تو تمہارے ہی گھر کے فتاویٰ اور تمہارے ہی گھر کے بزرگوں سے ثابت ہے بدبختو! ہماری نہیں اپنے بزرگوں کی تو مان لو۔ ایک اور حوالہ بھی دیکھ لیجئے۔

دیوبندی مولوی نور محمد مظاہری صاحب لکھتے ہیں:

اگر چہ علمائے حق کو سرسید ...... لیکن اس کے باوجود ان کو نہ صرف مسلمان ہی بلکہ مسلمانوں کے ہمدرد و خیر خواہ سمجھتے ہیں۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

سرسید مرحوم۔۔۔سرسید مرحوم۔۔۔۔سرسید مرحوم۔۔

(کفر سازیاں، ص،۱۶۶، تحفظ نظریات دیوبند اکادمی کراچی)

نور محمد مظاہری اور اس کتاب کی تصدیق و تائید کرنے والے مفتی نعیم کا فتویٰ ایک بار پھر پڑھ لیں اور جہنم کے جس طبقہ میں جانا پسند کریں چلے جائیں۔

اشرفعلی تھانوی کو کون بچائے گا:

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے اسمعیل قتیل کی تکفیر میں لزوم و التزام کا فرق ہونے کی وجہ سے کف لسان کیا، جب کہ دیوبندی یہ کہتے ہیں کہ جی جب اسمعیل قتیل کا کفر صریح تھا اور صریح میں تاویل نہیں ہوسکتی تو پھر کف لسان کیسے کیا، اب یہاں یہ لوگ جوڑ توڑ کا کھیل کھیل کر حسام الحرمین کی عبارات لے کر آتے ہیں جو کہ ان کو مفید نہیں، اس کی وضاحت ہم ماقبل کر چکے بہرحال میں دیوبندیوں کو ان ہی کے حکیم الامت کا سب سے بڑا کفر دکھاتا ہوں اور ان سے کہتا ہوں جب تمہارے نزدیک یہ اصول ہے کہ صریح میں تاویل نہیں ہوتی تو پھر سرسید کے اتنے کفریات صریحہ ثابت کرنے کے باوجود اس کو کافر نہ کہنا، تمہارے اپنے اصولوں کے مطابق اشرفعلی تھانوی کو کفر کے گھاٹ اتارنا ہے، چنانچہ اشرفعلی تھانوی صاحب سرسید اور اس کے پیروکاروں کے کفریات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۱) انکار حقیقت ملائکہ و شیطان و شجرۃ الجنۃ (۲) انکار مسئلہ تقدیر (۳) سب موحد ناجی ہیں خواہ کسی مذہب کا ہو اور منکر توحید بھی موحد ہے (۴) لا وجود للسماوات (۵) حلت خمر و خنزیر (۶) انکار وجود جن (۷) انکار آفرینش حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے پدر (یہ دیوبندیوں کے نزدیک

صریح کفر ہے) (۸) قانون قدرت پر غور کرنے سے انسان نبی کے برابر ہوسکتا ہے (۹) سب انبیاء سابقین تبلیغ میں ناقص تھے اور توحید بھی پوری نہ تھی (۱۰) اس کے علاوہ بہت کفریات جو کہ امدادالفتاوی کی جلد ۶ ص ۱۷۰ تا ۱۸۴ پر موجود ہیں اور اس کے علاوہ ادیان باطلہ میں موجود ہے۔

اتنے کفریات کے باوجود بھی اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

چونکہ امر کفر اشد اور اغلظ ہے، اگرچہ مجھ کو ان روایات و مکاشفات پر اطمینان وافی ہے، مگر میں بسبب ادعائے ظاہری اسلام کے اس لفظ (کافر از ناقل) سے احتیاط کرتا ہوں البتہ اعلی درجہ کا گمراہ اور مبتدع کہتا ہوں۔

(امدادالفتاوی، جلد ۶، ص ۱۷۰ تا ۱۸۴، مکتبہ دارالعلوم کراچی)

ایک اور کتاب میں کچھ یوں لب کشائی کرتے ہیں:

سر سید احمد خان مرحوم۔۔۔۔۔سر سید کو مسلمانوں کے دنیوی فلاح کی بہت دھن تھی اور اس معاملہ میں بڑی دلسوزی تھی کیا عجب ہے کہ اللہ اسی صفت پر فضل فرمادیں۔۔۔۔۔۔۔۔اور فرمایا کرتے ہیں کہ سر سید کا عقیدہ توحید اور رسالت کے متعلق جس درجہ کا بھی تھا وہ نہایت پختہ اور بلا وسوسہ تھا۔۔

(اشرف السوانح جلد اول، ص ۱۸۸، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

اتنے کفریات کے باوجود اور ان میں سے کئی صریح کفر جن میں بقول دیوبندیوں کے تاویل ہو ہی نہیں سکتی پھر بھی "سر سید کو مسلمان کہنا اور یہ کہنا کہ اس پر فضل ہوجائے" خود انہی کے اصولوں کے مطابق (جو دیوبندی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے لیے کہتے ہیں) اشرفعلی تھانوی ایسا کافر جو ان کے کفر میں شک بھی کرے وہ بھی کافر اگر دیوبندی ان اصولوں میں ہیر پھیر کرلیں تو بھی اشرفعلی تھانوی مفتی نعیم کے فتوے کی وجہ سے ایسا کافر کہ جو اس کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔

﴿......حوالہ نمبر 6......﴾

گھمن کا پیر ایسا کافر کے جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر

الیاس گھمن کے پیر عبدالحفیظ مکی خلیفہ زکریا دیوبندی تبلیغی کے عقائد کے بارے میں ایک عرصہ ہوا دیوبندیوں میں جنگ چل رہی ہے صرف عبدالحفیظ مکی ہی نہیں بلکہ صوفی اقبال خلیفہ زکریا دیوبندی، عزیز الرحمٰن ہزاروی دیوبندی اس کے علاوہ اور بھی کچھ دیوبندی ہیں ہم ابھی صرف الیاس گھمن جو کہ آج کل کے دیوبندی چیلے چانٹوں کی پشت پناہی میں لگے ہوئے ہیں ان کے پیر عبدالحفیظ مکی کے بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں کوئی دیوبندی انکار نہ کردے کہ یہ الیاس گھمن کے پیر نہیں اس پر پہلے سے ہی ثبوت دے دیتا ہوں چنانچہ:

حمزہ احسانی صاحب لکھتے ہیں:

اس کے علاوہ ۲۰۰۹ میں جب مولانا محمد الیاس گھمن صاحب (خلیفہ مجاز عبدالحفیظ مکی صاحب و عزیز الرحمٰن ہزاروی......

(مجلّہ صفدر، شمارہ نمبر ۳۷، مارچ ۲۰۱۷، ص ۴)

دیوبندی مولوی سلیم اللہ خان اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

مولانا عبدالحفیظ مکی وہی ہیں...... دوسرے ان لوگوں نے اجازت و خلافت کو اتنا ارزان کردیا کہ ایسا لگتا ہے کہ اس کے لیے کسی علمی استعداد اور علمی اہلیت کی ضرورت ہی نہیں اگر ایک طرف مولوی الیاس گھمن ان کا خلیفہ ہے تو......

(مجلّہ صفدر، شمارہ نمبر ۳۷، مارچ ۲۰۱۷، ص ۴۷)

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ الیاس گھمن صاحب عبدالحفیظ مکی خلیفہ زکریا دیوبندی کا خلیفہ ہے اور عبدالحفیظ مکی صاحب علامہ محمد بن علوی مالکی کے عقائد کی تائید و تصدیق کرنے والے ہیں اور آخری دم تک اس کی تائید کرتے رہے کوئی دیوبندی رجوع کی کہانی لے کر نہ آجائے (کیونکہ ان جاہلوں کو رجوع گھڑنا بھی بہت جلدی آتا ہے جیسے آج تک بعض دیوبندی عبدالماجد دریابادی کو

قادیانیت نواز کہتے رہے اور کسی کو اس کے رجوع کا علم نہ تھا لیکن آج کا ایک سر پھرا دیوبندی ابو ایوب اس کا بھی رجوع گھڑ کر لے آیا ان شاء اللہ اس کا ایسا جواب ہے کہ آنے والی دیوبندی نسل یاد کرے گی وقت آنے پر دوں گا) پہلے ہی سے اس کا منہ بند کر دیتا ہوں چنانچہ عبدالرحیم چاریاری دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب تو آخر دم تک محمد بن علوی کی جملہ تحریرات ونظریات کو درست مانتے وکہتے رہے۔

(مجلّہ صفدر، شمارہ نمبر ۳۷، مارچ ۲۰۱۷، ص ۱۲،)

جناب گھمن صاحب کے پیر عبدالحفیظ مکی صاحب شیخ محمد بن علوی مالکی کے عقائد ونظریات کی تائید اور اس کا دفاع کرتے تھے مزید ایک مقام پر دیوبندی مولوی عبدالرحیم چاریاری صاحب لکھتے ہیں:

مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب کی گزارش اور ان کے اعتماد پر بعض اکابر دیوبند نے بھی اس کتاب (محمد بن علوی مالکی کی کتاب از ناقل) پر تائیدی دستخط کر دیئے اور تقاریظ لکھ دیں مگر حقیقت حال کا علم ہونے پر انہوں نے اپنی تقاریظ اور تائیدات واپس لے لیں لیکن صوفی اقبال صاحب اور مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب نے بجائے اس کتاب اور مولف سے برأت کرنے کے ان کا دفاع شروع کر دیا اور کتاب کا اردو ترجمہ اصلاح مفاہیم کے نام سے پاکستان سے شائع کروایا۔

(مجلّہ صفدر، شمارہ نمبر ۳۷، مارچ ۲۰۱۷، ص ۱۲)

علامہ محمد بن علوی مالکی کے عقائد

علامہ محمد بن علوی مالکی کے عقائد کیا ہیں، وہ ایک دیوبندی کے قلم سے دیکھ لیجئے چنانچہ عبدالرحیم چاریاری دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

محمد بن علوی مالکی کے افکار ونظریات ایک نظر میں

(۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہر چیز کا علم دیا گیا یہاں تک کہ روح کا بھی اور مغیبات خمسہ کا بھی۔

(۲) نبی کریم کو علم غیب دیا گیا۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک حاضر وناظر ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کے تمام خزانے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیئے اب آپ ان کو مخلوق میں تقسیم کرتے ہیں۔

(۵) اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لوگوں کی ہر قسم کی حاجتیں پوری کرنے کی قدرت دی ہے۔

(۶) زندہ اور وفات یافتہ انبیاء اور اولیاء سے غیر مقدور العبد چیزوں کا سوال جائز ہے۔

(۷) احمد رضا خان بریلوی سے محبت سنی ہونے کی علامات اور ان سے بغض بدعتی ہونے کی نشانی ہے۔

(تحفظ عقائد اہل سنت، ص ۲، جامعہ حنفیہ شیخو پورہ روڈ فیصل آباد)

حمزہ احسانی دیوبندی صاحب علامہ محمد بن علوی مالکی کے عقائد کے بارے میں لکھتے ہیں:

شیخ محمد بن علوی مالکی کے اصولی نظریات حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم الغیب، حاضر وناظر اور مختار کل مانتے ہیں۔

(مجلّہ صفدر، شمارہ نمبر ۳۷، مارچ ۲۰۱۷، ص ۵)

......مخالف......

ان حوالہ جات سے معلوم ہو گیا کہ علامہ محمد بن علوی مالکی کے عقائد دیوبندیوں کے نزدیک کیا تھے۔ اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ عبدالحفیظ مکی گھمن کے پیر صاحب کے نظریات میں سے یہ بھی تھا کہ وہ سرکار علیہ السلام کو عالم الغیب، حاضر ناظر اور مختار کل ماننے والوں کی تائید کرتے تھے اب

اس پر یوبندیوں کے دس سے بھی زائد اکابر کی مصدقہ کتاب رضا خانی مذہب کا فتوی بھی سن لیں چنانچہ لکھا ہے:

یادرکھیں جس رضا خانی بدعتی بریلوی کا یہ عقیدہ ہو کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ عالم الغیب و حاضر و ناظر، مختار کل ونور مجسم یعنی نور من نور اللہ ہیں تو ایسا رضا خانی بریلوی قرآن وحدیث کی رو سے مشرک و کافر ہے اور مشرک و کافر کے بارے میں فیصلہ خداوندی ہے کہ وہ ابدی جہنمی ہے اور جو ایسے رضا خانی بریلوی کو ان باطل عقائد کی بنا پر مشرک و کافر نہ کہے یا مشرک و کافر کہنے میں توقف کرے یا شک کرے وہ بھی بلا ریب مشرک و کافر ہے۔

(رضا خانی مذہب، حصہ سوم، ص،٦٧، راشدیہ اکیڈمی کراچی)

جب دیوبندیوں کے بقول علامہ محمد بن علوی مالکی صاحب کے عقائد یہ تھے کہ سرکار علیہ السلام عالم الغیب ہیں حاضر و ناظر ہیں مختار کل ہیں تو یہ مشرک و کافر ہوئے اور جو ان کو مشرک و کافر نہ کہے وہ بھی مشرک و کافر تو الیاس گھمن کا پیر کافر و مشرک ہوا کیونکہ یہ تو ان عقائد کی تائید و دفاع کرتا تھا اور مرتے دم تک ایسا ہی رہا تو جب گھمن صاحب کا پیر دیوبندی اصول کے مطابق ایسا مشرک و کافر تھا کہ جو دیوبندی اس کو مشرک و کافر نہ کہے یا مشرک و کافر کہنے میں توقف کرے یا شک کرے وہ بھی بلا ریب مشرک و کافر ہے۔ تو الیاس گھمن صاحب ان کو نہ صرف مسلمان بلکہ بزرگ جان کر کیا ہوئے سیدھی سی بات ہے کہ دیوبندی اصول کے مطابق مشرک و کافر اور ابو ایوب ان کو استاد جی مان کر جہنم کے کونسے گڑھے میں گیا یہ دیوبندی ہی جانتے ہیں میرے پاس اس موضوع پر اتنے حوالے ہیں کہ بقول دیوبندیوں کے دیوبندیوں میں کوئی بھی مسلمان نہیں ہے اس پر مزید تفصیل کے لیے ہماری کتاب "**یہ آئینہ انہی کے لئے ہے**" کا مطالعہ مفید ہوگا

☆☆☆☆☆..................☆☆☆☆☆